محمود الفتاویٰ

جلد سوم

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم
سابق صدر مفتی و حال شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل

ترتیب
مفتی عبد القیوم راجکوٹی

مکتبہ محمودیہ
محمود نگر، ڈابھیل، گجرات

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

محمود الفتاویٰ (مبوب)

جلد سوم

از کتاب الصلوٰۃ: باب القضاء تا کتاب الزکوٰۃ: باب المصارف

حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم
(سابق صدر مفتی، حال شیخ الحدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل)

مرتب: مفتی عبد القیوم صاحب راجکوٹی

ناشر

مکتبہ محمودیہ، محمود نگر، ڈابھیل، گجرات

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تفصیلات

نام کتاب: .... محمود الفتاویٰ (جلد سوم)

مرتب: .... مفتی عبد القیوم صاحب راجکوٹی

کمپیوٹر سیٹنگ: .... محمد ساجد بن مصطفیٰ پٹنی ، عبداللہ بن اشرف مانگرولی

ناشر: .... مکتبہ محمودیہ، محمود نگر، ڈابھیل

ملنے کے پتے

مکتبۂ انور، محمود نگر، ڈابھیل، 9924693470

ادارۃ الصدیق ڈابھیل، نزد جامعہ، 9904886188 / 9913319190

ادارۃ الصدیق دیوبند، نزد مدنی مسجد، مدنی روڈ، دیوبند، 9997953255

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۞	**باب صلاۃ القضاء والمسبوق**	۞
۱	قضائے عمری کی نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟	۳۱
۲	فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بجائے تین بار سبحان اللہ کہنا	۳۲
۳	قضاء نمازوں کو بیت اللہ شریف جا کر پڑھے تو کیا ایک لاکھ کے برابر ثواب ملے گا؟	۳۳
۴	بیت اللہ شریف میں ایک قضاء نماز پڑھنے سے ایک ہی نماز ذمہ سے ساقط ہوگی نہ کہ ایک لاکھ	۳۴
۵	قضاء نمازوں کا علم نہ ہو تو کیسے قضا کریں؟	۳۴
۶	فوت شدہ نمازوں کی تعداد معلوم کرنے کا طریقہ	۳۵
۷	قضاء عمری کا آسان طریقہ	۳۶
۸	فاسد شدہ نماز کی قضاء کہاں کرے؟	۳۶
۹	صاحب ترتیب پہلے عصر پھر مغرب پڑھے	۳۸
۱۰	ظہر اور عصر چھوٹ جائے تو پہلے کس کو پڑھے؟	۳۸
۱۱	بناء کا حکم	۳۹
۱۲	مسبوق کے لیے ثناء	۴۰

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۳	مسبوق تشہد ترک کردے تو سجدۂ سہو واجب ہے	۴۱
۱۴	چھوٹی ہوئی تین رکعت پڑھنے کی ترکیب	۴۲
۱۵	مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو؟	۴۲
۱۶	مسبوق التحیات کے بعد کیا پڑھے؟	۴۳
۱۷	ترک واجب کی وجہ سے اعادۂ نماز میں مسبوق کیا کرے؟	۴۳
۱۸	نماز کا فدیہ	۴۵
	باب السنن والنوافل	
۱۹	اذان سے پہلے سنت پڑھ لینا	۴۶
۲۰	دو رکعت میں تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کی نیت کرنا	۴۶
۲۱	کیا دوسروں کے لیے استخارہ کر سکتے ہیں؟	۴۷
۲۲	شوافع کے یہاں نماز مغرب سے پہلے دو رکعت	۴۸
۲۳	دو رکعت میں صلوۃ الحاجہ وصلوۃ التوبہ کی ایک ساتھ نیت کرنا	۴۹
۲۴	طلبِ باراں کی نماز	۵۰
۲۵	سنن قبلیہ اور بعدیہ کو مسجد میں پڑھنا بہتر ہے یا گھر میں؟	۵۱
۲۶	تہجد کی نماز باجماعت منقول نہیں	۵۷
۲۷	صلاۃ التسبیح اور تہجد باجماعت	۵۹
۲۸	تہجد کا طریقہ، اہمیت اور فضائل	۵۹
۲۹	تہجد کے متعلق کچھ سوال	۶۰

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۰	صلاۃ الکسوف مکروہ اوقات میں پڑھنا	۶۱
۳۱	کسوف شمس کی رکعتیں اور قراءت کی کیفیت	۶۱
❁	**باب سجود السهو**	❁
۳۲	تیسری رکعت میں بھول کر بیٹھنے سے سجدۂ سہو	۶۳
۳۳	قعدۂ اولی میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھ لیا	۶۳
۳۴	وتر کے بعد قعدۂ اولیٰ میں سورۂ فاتحہ پڑھ لینا	۶۴
۳۵	قعدۂ اولیٰ چھوڑ کر تیسری رکعت میں قعدہ کرنے پر سجدۂ سہو	۶۵
۳۶	نفل نماز میں بھی سجدۂ سہو واجب ہے	۶۵
۳۷	ایک سورت کی ابتدا کے بعد دوسری سورت پڑھنے کا حکم	۶۶
۳۸	ایک آیت چھوڑنے پر سجدۂ سہو کرنا	۶۷
۳۹	دوسری رکعت کے بعد کھڑا ہونے سے سجدۂ سہو	۶۷
۴۰	قعدۂ اولیٰ بھول کر کھڑے ہونا	۶۷
۴۱	عصر میں سہو کی وجہ سے پڑھی گئی مزید دو رکعت مکروہ نہیں	۶۸
۴۲	التحیات سے پہلے سجدہ کی تسبیح دو مرتبہ پڑھی تو سجدۂ سہو نہیں	۶۹
۴۳	نماز میں سجدۂ تلاوت کے بعد دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھنا	۷۰
۴۴	رباعی نماز میں کمی بیشی کا حکم	۷۰
۴۵	قعدہ کے سلسلے میں امام ومقتدی کا اختلاف ہوجائے تو؟	۷۲

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۞	**باب سجدۃ التلاوۃ**	۞
۴۶	آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد انتقال ہو گیا	۷۳
۴۷	سجدۂ تلاوت کی ادائیگی واجب ہے	۷۴
۴۸	سجدۂ تلاوت کے فدیہ کی وصیت	۷۵
۴۹	سجدۂ تلاوت کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھی تو کیا حکم ہے؟	۷۵
۵۰	آیتِ سجدہ کا لقمہ دینے پر کتنے سجدہ واجب ہوں گے؟	۷۶
۵۱	مکروہ وقت میں سجدۂ تلاوت	۷۶
۵۲	ٹیپ کی قرأت پر سجدۂ تلاوت	۷۷
۵۳	کیسٹ، ٹی-وی یا ریڈیو پر آیت سجدہ سننے سے سجدہ کا وجوب	۷۷
۵۴	ریڈیو کی تلاوت پر سجدۂ تلاوت	۷۸
۵۵	نماز میں سجدۂ تلاوت بھول گیا تو کیا کرے؟	۷۹
۞	**باب التراویح**	۞
۵۶	تراویح میں بسم اللہ بالجہر کا مسئلہ	۷۹
۵۷	تراویح میں جہراً بسم اللہ پڑھنے نہ پڑھنے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام عاصم کا اتباع	۸۲
۵۸	تراویح میں ہر سورۃ کے شروع میں جہراً بسم اللہ پڑھنا	۸۳
۵۹	ہر سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھنا چاہیے	۸۴
۶۰	نابالغ بچہ (مراہق) تراویح میں لقمہ دے سکتا ہے؟	۸۴

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

٦١	تراویح میں سورۂ ناس کے بعد دعائے ماثورہ پڑھی تو نماز فاسد نہ ہوگی	٨٥
٦٢	امام نے تراویح کی تین رکعت پڑھادی تو کیا حکم ہے؟	٨٦
٦٣	تراویح میں اگر ایک ہی رکعت پڑھی تو اس میں پڑھا ہوا قرآن دہرایا جائے	٨٦
٦٤	رمضان میں عشاء انفراداً پڑھنے والا وتر کی نماز جماعت سے پڑھ سکتا ہے	٨٧
٦٥	تراویح میں ختمِ قرآن کے بعد کیا پڑھنا افضل ہے	٨٧
٦٦	تراویح علاحدہ پڑھنے کی صورت میں عشاء کی نماز مسجد میں باجماعت پڑھنا ضروری ہے	٨٨
٦٧	امام کو لقمہ دینے میں جلدی کرنا کسے کہتے ہیں؟	٩٠
٦٨	تراویح پڑھانے کے معاوضہ کا مصرف	٩١
٦٩	تراویح پڑھانے والے کا ہدیہ لینا	٩١
٧٠	تراویح کی اجرت لوٹانے کا طریقہ	٩٢
٧١	تراویح کا ہدیہ جبراً	٩٣
٧٢	تراویح پر ہدیہ لینا	٩٤
٧٣	تراویح پر معاوضہ اور حیلہ	٩٥
٧٤	تراویح پر اجرت کا حیلہ	٩٦

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۷۵	تراویح پر اجرت	۹۷
۷۶	تراویح پر اجرت اور حیلہ	۹۹
۷۷	تراویح پڑھانے والے کے لیے چندہ	۱۰۱
۷۸	تراویح میں سامع ضروری نہیں	۱۰۲
۷۹	تراویح کی تین رکعت پڑھادی	۱۰۲
۸۰	تراویح میں نابالغ کی امامت	۱۰۳
۸۱	چودہ سالہ حافظ کی اقتداء میں تراویح	۱۰۳
۸۲	تراویح میں امام حنفی ہو یا شافعی؟	۱۰۴
۸۳	تراویح مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ پڑھنا	۱۰۴
۸۴	شبینہ ممنوع ہے	۱۰۵
۸۵	تراویح کی جماعت کا ثبوت	۱۰۵
۸۶	ایک ہی مسجد میں متعدد تراویح کا حکم	۱۰۶
۸۷	عشاء میں تراویح کا مخصوص الفاظ میں اعلان کرنا بعد تراویح بعض سورۃ پڑھ کر پانی پر دم کر کے تبرک حاصل کرنا	۱۰۶
۸۸	تراویح میں قرأت کے بعد دعا کرنا	۱۰۸
۸۹	تراویح میں بہ اعتبارِ سُوَر قرآن پڑھنا	۱۰۹
۹۰	تراویح میں تسبیحات اور تشہد چھوڑنا	۱۰۹

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۹۱	تراویح میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنے والے کی اقتدا	۱۱۰
۹۲	تراویح میں قرآن شریف دیکھ کر لقمہ دیا تو کیا حکم ہے؟	۱۱۰
۹۳	اٹھائیس اور انتیسویں کی تراویح میں کونسی سورتیں پڑھے؟	۱۱۱
۹۴	تراویح اور وتر کے درمیان دعا کرنا	۱۱۲
۹۵	تراویح میں قرآن سنانے سے پہلے اجرت	۱۱۲
۹۶	ترویحہ کی دعائیں	۱۱۴
۹۷	مروّجہ دعائے ترویحہ کی حیثیت اور اس کا دیوارِ قبلہ پر لٹکانا	۱۱۹
۹۸	ہاؤس کی تراویح میں عورتوں کی شرکت	۱۲۰
۹۹	عید، تراویح اور شوہر کی نماز میں عورت کی شرکت	۱۲۲
۱۰۰	مستورات کا باجماعت تراویح پڑھنا	۱۲۲
۱۰۱	عورتوں کے لیے تراویح و جماعت	۱۲۳
۱۰۲	عورتوں پر بھی تراویح ہے	۱۲۴
۱۰۳	تراویح میں ختم قرآن کی شرعی حیثیت	۱۲۵
۱۰۴	ختم قرآن پر شیرینی اور ہدیہ	۱۲۵
۱۰۵	رمضان کی ستائیسویں میں ختم قرآن	۱۲۶
۱۰۶	ستائیسویں شب میں ختم کرنا	۱۲۷
۱۰۷	تراویح کی بیس رکعات کے ثبوت پر رسائل علماء	۱۲۷

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۰۸	تراویح میں بیس رکعات کا ثبوت	۱۲۹
❁	**باب صلاة المسافر**	❁
۱۰۹	شہر کی آبادی کے بعد مسافر شمار ہوگا	۱۳۱
۱۱۰	سفر کی ابتدا و انتہا کی حد	۱۳۱
۱۱۱	شروع سفر سے قصر کرے	۱۳۲
۱۱۲	شرعی مسافت	۱۳۳
۱۱۳	دوسرے شہر میں بغرضِ ملازمت قیام ہو تو قصر نماز پڑھیں	۱۳۳
۱۱۴	جائے ملازمت مقام قصر میں ہو تو وہاں قصر ہوگی	۱۳۴
۱۱۵	سرکاری ڈرائیور قصر کرے گا؟	۱۳۴
۱۱۶	دوران سفر اگر اپنے ہی گاؤں آپہنچے تو نماز پوری پڑھے	۱۳۵
۱۱۷	مستورات بحالت سفر نماز ادا پڑھیں یا قضاء کریں؟	۱۳۵
۱۱۸	سفر میں نماز قضاء ہونے کا خوف ہو تو ٹرین چھوڑ دے	۱۳۶
۱۱۹	شرعی مسافر کا ۴۸/میل سے قبل دو چار دن کے لیے ٹھہرنا	۱۳۶
۱۲۰	سو کلومیٹر سفر کرنے سے قصر	۱۳۷
۱۲۱	سفر میں قبلہ کی تحری اور منفرد کے لیے اذان و اقامت کا حکم	۱۳۷
۱۲۲	بس کے سفر میں نماز	۱۳۸
۱۲۳	وطن اقامت بنانے کی ایک تدبیر	۱۳۸
۱۲۴	جیل میں نماز قصر پڑھیں یا نہیں؟	۱۳۹

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۲۵	مدتِ اقامت	۱۴۰
۱۲۶	ایک شہر کے مختلف محلوں میں قیام کی نیت کرنے والا اتمام کرے	۱۴۱
۱۲۷	مسافر امام نے چار رکعت والی نمازیں پڑھا دیں	۱۴۱
۱۲۸	مسافر اتمام کرے تو کیا حکم ہے؟	۱۴۲
۱۲۹	ایک ہفتہ کا قیام معلوم ہونے کے باوجود اقامت کی نیت کرنا	۱۴۳
۱۳۰	نیت اقامت کے شرائط	۱۴۵
۱۳۱	نیت اقامت کے شرائط کی تفصیل	۱۴۵
۱۳۲	وطن اقامت کب باطل ہوتا ہے؟	۱۵۱
۱۳۳	وطنِ اقامت سفر شرعی سے باطل ہو جاتا ہے	۱۵۲
۱۳۴	مسافر شخص اقتدا کی صورت میں نماز کس طرح پڑھے؟	۱۵۳
۱۳۵	تبلیغی جماعت کے لیے قصر واتمام کے چند احکام	۱۵۴
۞	**باب صلاة الجمعة**	۞
۱۳۶	قصبہ کے مثل بستی میں جمعہ	۱۵۶
۱۳۷	گاؤں میں جمعہ	۱۵۸
۱۳۸	چھوٹی بستی میں جمعہ	۱۶۰
۱۳۹	بڑا گاؤں کسے کہتے ہیں؟	۱۶۱
۱۴۰	ایک گاؤں میں نماز جمعہ کے وجوب کی تفصیل وتحقیق	۱۶۳
۱۴۱	شرائط جمعہ نہ پائے جانے کے باوجود جمعہ پڑھنا	۱۶۵

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۴۲	چھوٹے دیہات میں جمعہ کا حکم	۱۶۶
۱۴۳	جیل خانہ میں نماز جمعہ	۱۶۶
۱۴۴	زوال سے پہلے اذان جمعہ	۱۷۰
۱۴۵	شہر میں جمعہ کی اذانِ اول پر کاروبار بند کرنے کا مسئلہ	۱۷۱
۱۴۶	جمعہ کے وقت ہوٹل بند رکھنا ضروری ہے	۱۷۲
۱۴۷	اردو میں خطبہ	۱۷۳
۱۴۸	خطبۂ جمعہ میں عربی کے علاوہ دوسری زبان کی ملاوٹ	۱۷۳
۱۴۹	غیر عربی میں خطبہ دینا	۱۷۵
۱۵۰	اردو میں خطبہ دینا اور مقتدیوں کا اسے نہ سننا	۱۷۷
۱۵۱	دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا	۱۷۷
۱۵۲	خطبہ ختم ہونے سے پہلے کھڑے ہونے والوں کو بٹھا دینا	۱۷۸
۱۵۳	خطبۂ جمعہ میں بنات مکرمات رضی اللہ عنہن کا ذکر مبارک	۱۷۹
۱۵۴	خطبہ کے وقت عصا لینا مستحب ہے	۱۸۰
۱۵۵	خطبۂ جمعہ عربی میں ضروری ہے	۱۸۰
۱۵۶	خطبہ کے وقت پنکھا جھلوانا	۱۸۱
۱۵۷	خطبہ میں آیت درود کو درود شریف کے ساتھ ملانا	۱۸۲
۱۵۸	خطیب کا ''تعال'' پڑھنا لحن فاحش ہے	۱۸۲
۱۵۹	خطیب کی شکل دیکھنے کے لیے ٹی وی اسکرین مسجد میں لگانا	۱۸۳

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۶۰	محلہ کی مسجد اور دیگر جگہ میں تکرار جمعہ	۱۸۵
۱۶۱	ایک بستی میں دو جگہ جمعہ قائم کرنا	۱۸۷
۱۶۲	ایک ہی مسجد میں نمازِ جمعہ کی دو جماعت کرنا	۱۸۹
۱۶۳	جمعہ کے روز با جماعت ظہر پڑھنا	۱۹۰
۱۶۴	بڑی بستی میں جمعہ کے روز احتیاط الظہر پڑھنا	۱۹۱
۱۶۵	بعد جمعہ احتیاط الظہر پڑھنا	۱۹۲
۱۶۶	ملازمت ترک جمعہ کے لیے عذر نہیں بن سکتی	۱۹۴
۱۶۷	امتحان کی وجہ سے نمازِ جمعہ ترک کرنا	۱۹۵
۱۶۸	نماز جمعہ کی درستگی بعدیہ سنن پر موقوف نہیں	۱۹۵
۱۶۹	اذان کے بعد فوراً خطبہ شروع کر دیا تو سنت کب پڑھیں؟	۱۹۶
۱۷۰	بعد نمازِ جمعہ وعیدین دعا سرّاً یا جہراً؟	۱۹۶
۱۷۱	جہاں جمعہ درست نہ ہو وہاں ظہر کے لیے اذان دینا	۱۹۷
۱۷۲	جمعہ میں اول وقت سے کیا مراد ہے؟	۱۹۸
۱۷۳	ذہاب الی الجمعۃ کی روایات میں وارد مختلف الفاظ میں تطبیق	۱۹۹
۱۷۴	جمعہ کے دن صبح سویرے غسل کرنے سے سنت کی ادائیگی	۲۰۰
۱۷۵	دیہاتوں کا مشترکہ قبرستان فنائے شہر میں شمار نہیں ہوسکتا	۲۰۱
۱۷۶	جمعہ کے دن دورانِ بیان سنتیں پڑھنا	۲۰۳
۱۷۷	اذانِ خطبہ کے درمیان چندہ جمع کرنا	۲۰۵

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۷۸	اذانِ خطبۂ جمعہ سے متعلق چند سوالات	۲۰۵
۱۷۹	جمعہ کی اذان ثانی کا طریقہ	۲۰۷
✿	**باب صلاۃ العیدین**	✿
۱۸۰	جس بستی میں جمعہ ہوسکتی ہو وہاں نماز عیدین بھی درست ہے	۲۰۸
۱۸۱	عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے	۲۰۹
۱۸۲	آبادی میں مسجد کے باہر نماز عید ادا کرنا	۲۱۵
۱۸۳	نماز عید عیدگاہ میں پڑھے یا میدان میں؟	۲۱۷
۱۸۴	نماز عید کے بعد طویل دعا مانگنا	۲۱۷
۱۸۵	عیدین میں دعا نماز کے بعد کرے یا خطبہ کے بعد؟ حضرات اکابر کا معمول	۲۱۸
۱۸۶	دعا نماز عید کے بعد یا خطبہ کے بعد؟	۲۲۴
۱۸۷	عیدین کے خطبے کے بعد طویل دعا کرنا عیدین میں مصافحہ و معانقہ کرنا	۲۲۵
۱۸۸	نماز عید کے بعد مصافحہ و معانقہ کرنا	۲۲۵
۱۸۹	مصافحہ بعد العیدین کا حکم	۲۲۶
۱۹۰	تکبیر تشریق ایک بار کہنا سنت ہے	۲۲۷
۱۹۱	عیدین میں جماعتِ ثانیہ کا جواز	۲۲۷
۱۹۲	عیدین میں جماعت ثانیہ کا حکم	۲۳۷

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۹۳	دس افراد کا عید کی نماز الگ پڑھنا مکروہ ہے	۲۳۸
۱۹۴	عید کی نماز تنہا پڑھنا	۲۳۹
۱۹۵	عیدین میں زائد تکبیر کہہ دی	۲۳۹
۱۹۶	نماز عیدین میں پانچ تکبیرات زوائد کہنا	۲۴۰
۱۹۷	عیدین کی شرائط مفقود ہوں وہاں نماز عید جاری رکھنا	۲۴۱
۱۹۸	مسبوق عید کی نماز کس طرح پڑھے؟	۲۴۳
۱۹۹	نماز عید کے بعد قبرستان جانا	۲۴۳
۲۰۰	عید کے دن پورے سال انتقال ہونے والوں کے گھر جا کر ان کی تعزیت کرنا	۲۴۴
۲۰۱	عید کے دن تعزیت کرنا	۲۴۵
۲۰۲	عید کی نماز سے پہلے وعظ بیان کرنا	۲۴۵
۲۰۳	غیر مجوّد مقرر و واعظ کا عید کی نماز پڑھانا	۲۴۶
۲۰۴	واعظین کا عیدگاہ میں وقت کی پابندی نہ کرنا	۲۴۷
	باب الجنائز	
۲۰۵	نماز جنازہ کی تعجیل یا تاخیر کے متعلق چند سوالات	۲۴۸
۲۰۶	جماعت خانے میں جنازے کی نماز پڑھنا	۲۵۴
۲۰۷	نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا	۲۵۵
۲۰۸	جنازہ کی نماز میں ثناء کا ثبوت	۲۵۵

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۰۹	امام جنازہ کی نماز میں کہاں کھڑا رہے؟	۲۵۶
۲۱۰	جنازہ کی صفوں کا فاصلہ	۲۵۷
۲۱۱	صفوفِ نمازِ جنازہ کی درستگی کے درمیان کلمۂ شہادت پڑھنا	۲۵۷
۲۱۲	نماز جنازہ اور تراویح وغیرہ کی نیت	۲۵۷
۲۱۳	ائمۂ حرم کی اقتدا میں نمازِ جنازہ دو سلام سے پڑھنے پر اشکال کا جواب	۲۵۸
۲۱۴	نماز جنازہ مکرر پڑھنا	۲۶۰
۲۱۵	شافعی امام کے پیچھے غائبانہ میت کی نماز جنازہ پڑھنا	۲۶۱
۲۱۶	عورت اگر نماز جنازہ پڑھے تو کیا حکم ہے؟	۲۶۱
۲۱۷	کیا جلی ہوئی میت کو غسل دیا جائے گا؟	۲۶۲
۲۱۸	پوسٹ مارٹم کئے ہوئے شخص کی تجہیز وتکفین اور نمازِ جنازہ	۲۶۲
۲۱۹	میت پلاسٹک میں سل پیک کردہ ہو تو غسل کیسے دیا جائے؟	۲۶۴
۲۲۰	بعد وفات زوجین کا ایک دوسرے کو دیکھنا اور غسل دینا	۲۶۴
۲۲۱	مرنے کے بعد بیوی کا چہرہ دیکھنا	۲۶۵
۲۲۲	بہت چھوٹے بچے کو عورت غسل دے سکتی ہے	۲۶۶
۲۲۳	بے نمازی کی نمازِ جنازہ نہ پڑھنے کی تجویز درست نہیں	۲۶۶
۲۲۴	فاسق وگنہ گار مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟	۲۶۷
۲۲۵	خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ	۲۶۸

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۲۶	قبر پر نماز جنازہ کب تک پڑھ سکتے ہیں؟	۲۶۹
۲۲۷	رضا خانی سے مقابلہ میں مر گیا وہ شہید ہے	۲۶۹
۲۲۸	پیٹ کے کینسر سے مرنے والا شہید ہے	۲۷۰
۲۲۹	فسادات میں مقتول شہید ہے	۲۷۰
۲۳۰	لاوارث میت کا حکم	۲۷۱
۲۳۱	دفن کے بعد مستحب اعمال	۲۷۲
۲۳۲	بعد تدفین مستحب عمل	۲۷۳
۲۳۳	جنازہ کے ساتھ میلاد پڑھنا، بعد دفن اذان دینا	۲۷۳
۲۳۴	قبر پر اذان دینا	۲۷۵
۲۳۵	زیارت قبور کا مسنون طریقہ	۲۷۶
۲۳۶	زیارت قبور اور میت کی روح کے متعلق	۲۷۷
۲۳۷	انتقال کے بعد سونے کا دانت نکالنا	۲۷۸
۲۳۸	ایصالِ ثواب میں امام ومؤذن کی شرکت	۲۷۸
۲۳۹	قومی ایکتا کے لیے کافر کی میت کا اعزاز واکرام کرنا	۲۷۹
۲۴۰	دیوانہ لڑکے کی نمازِ جنازہ وغیرہ	۲۸۰
۲۴۱	بیٹھ کر قبر میں مٹی رکھنا	۲۸۱
۲۴۲	میت کا منہ دکھانے کی رسم	۲۸۲

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۴۳	جنازہ میں غیر مسلم کی شرکت	۲۸۲
۲۴۴	میت کے ساتھ کافر کا شریک ہونا	۲۸۳
۲۴۵	بعد دفن ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا	۲۸۳
۲۴۶	دفن کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا، اکابر دیوبند کا معمول	۲۸۴
۲۴۷	دفن کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا	۲۸۷
۲۴۸	میت کو خوشبو لگانے کا طریقہ	۲۸۸
۲۴۹	میت کے سرہانے ٹہنی رکھنا	۲۸۹
۲۵۰	تدفین سے پہلے ایصال ثواب کا حکم	۲۹۰
۲۵۱	قبل از غسلِ میت قرآن پڑھ کر ایصال ثواب کرنا	۲۹۱
۲۵۲	جنازے میں عدمِ شرکت کی وصیت معتبر نہیں	۲۹۱
۲۵۳	جنازے کی ایک رسم	۲۹۲
۲۵۴	قبر کے پاس تلاوت قرآن کا حکم	۲۹۳
۲۵۵	قبر پر قرآن شریف میں دیکھ کر تلاوت	۲۹۳
۲۵۶	میت کو قبر میں کس طرح اتارے؟	۲۹۴
۲۵۷	میت کو قبر میں لٹانے کا طریقہ	۲۹۴
۲۵۸	قبر کتنی اونچی کر سکتے ہیں؟	۲۹۵
۲۵۹	جنازہ کے ساتھ بہ آواز بلند کلمہ پڑھنا	۲۹۵
۲۶۰	شب برأت اور عیدین میں زیارت قبور کا حکم	۲۹۶

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۶۱	شوہر کے مرض الموت میں مہر معاف کروانا	۲۹۷
۲۶۲	انتقال اور غسل کے وقت میت کو کس طرح سلائے؟	۲۹۷
۲۶۳	غیر مسلم میت کو کندھا دینا اور اگنی سنسکار کرنا	۲۹۸
❁	**باب المکروہات والمفسدات**	❁
۲۶۴	کل صلاۃ ادیت إلخ کا محمل۔ (ہر وہ نماز جو مکروہ کے ارتکاب کے ساتھ پڑھی گئی اس کا لوٹانا مستحب ہے یا واجب؟)	۲۹۹
۲۶۵	نماز میں فساد آئے تو اسی وقت ختم کر دے	۳۰۰
۲۶۶	رکوع سجدے میں قراءت کرنا	۳۰۱
۲۶۷	نماز قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھنا	۳۰۱
۲۶۸	نماز میں دیکھ کر قرآن شریف پڑھنے والے کی اقتداء کرنا	۳۰۲
۲۶۹	عورت کے محاذات میں نماز پڑھنے کا حکم	۳۰۲
۲۷۰	امام کا محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانے کی وجہِ کراہت	۳۰۳
۲۷۱	محراب کے مقابل قرآن رکھنا	۳۰۴
۲۷۲	لنگی یا پائجامہ ٹخنوں سے نیچے ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی	۳۰۵
۲۷۳	جیب میں تصویر رکھ کر نماز پڑھنا	۳۰۶
۲۷۴	تصویر والی گھڑی پہن کر کیا نماز ہوگی؟	۳۰۶
۲۷۵	چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا	۳۰۷
۲۷۶	نماز میں گھڑی دیکھنا	۳۰۷

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۷۷	نماز میں ستر کا حصہ کھلنے پر ناظر و منظور کی نماز کا حکم	۳۰۸
۲۷۸	ایک رکن میں بار بار کھجلانا	۳۰۸
۲۷۹	نماز میں بہ وقت ختمِ قرآن دعائے ماثورہ پڑھنے کا حکم	۳۰۹
۲۸۰	خانۂ کعبہ وغیرہ کی تصویر والے مصلے پر نماز پڑھنا	۳۱۰
۲۸۱	گرم ٹوپی میں پیشانی چھپا کر نماز پڑھنا	۳۱۱
۲۸۲	کسی آنے والے کی خاطر رکوع یا سجدہ کو طویل کرنا	۲۱۱
۲۸۳	دوسرے سلام کے بغیر نماز ختم کرنا	۳۱۲
۲۸۴	قطرہ روکنے کی غرض سے عضو مخصوص کو باندھ کر نماز پڑھنا	۳۱۳
۲۸۵	مذی کو روک کر نماز پڑھنا	۳۱۳
۲۸۶	امام نے صرف ایک سجدہ کیا تو نماز کا اعادہ ہے	۳۱۴
۲۸۷	حالت سجدہ میں بوجہِ عذر انگلیوں کا بطن زمین پر نہ رکھنا	۳۱۵
۲۸۸	بعد نماز منی کا دھبہ دیکھنا	۳۱۷
❁	**باب الوتر**	❁
۲۸۹	ائمۂ حرم کی اقتداء میں وتر پڑھنا	۳۱۷
۲۹۰	ائمۂ حرم کی اقتدا میں وتر پڑھنا	۳۲۵
۲۹۱	اول شب میں قبل الوتر تہجد	۳۲۶
۲۹۲	دیر سے رمضان کا ثبوت ہوا تو وتر کا اعادہ نہیں	۳۲۶
۲۹۳	حنفی کا وتر کی نماز میں شافعی امام کی اقتداء کرنا	۳۲۷

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۹۴	دعائے قنوت پڑھے بغیر رکوع کرنا اور لقمہ دینے پر پھر کھڑا ہونا	۳۲۷
۞	**باب صلاۃ المعذور**	۞
۲۹۵	صاحبِ عذر کی تعریف اور اس کا حکم	۳۲۸
۲۹۶	سلس البول یا خروج ریح والے مریض کی نماز	۳۲۸
۲۹۷	قیام، رکوع سے عاجز کس طرح نماز پڑھے؟	۳۲۹
۲۹۸	کرسی پر نماز پڑھنے کا حکم مساجد میں کرسیوں کے رواج کی قباحتیں	۳۳۱
۲۹۹	معذور شخص کے لیے ٹیبل وغیرہ پر سجدہ کرنے کا حکم	۳۳۵
۳۰۰	قوت حافظہ میں بوجہِ مرض نماز و روزہ یاد نہ آنا عذر ہے	۳۴۹
۞	**باب صلاۃ النساء**	۞
۳۰۱	مرد و عورت کی نماز میں فرق	۳۵۱
۳۰۲	عورتوں کا نماز با جماعت پڑھنا	۳۵۳
۳۰۳	عورتوں کا نماز کی جماعت میں حاضر ہونا کیسا ہے؟	۳۵۳
۳۰۴	حرمین شریفین میں عورتوں کا جماعت کی نماز میں شریک ہونا	۳۵۷
۳۰۵	عورت کے لیے عقص (انبوڑے) کے ساتھ نماز پڑھنا	۳۵۸
۳۰۶	بجنے والے زیور اور چمک دار کپڑے پہن کر نماز پڑھنا	۳۵۹
۳۰۷	مرد اور عورت کا ساتھ میں نماز پڑھنا	۳۶۰
۳۰۸	مزدور عورتوں کا مسجد میں نماز پڑھنا	۳۶۱

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۰۹	عورتوں کا مسجد میں با جماعت نماز ادا کرنا	۳۶۲
	باب الدعاء	
۳۱۰	فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت	۳۶۲
۳۱۱	فرض نماز کے بعد دعا کرنا	۳۶۶
۳۱۲	پنج وقتہ نماز کے بعد دعا کا ثبوت	۳۶۶
۳۱۳	فجر وعصر کے بعد دعا کا ثبوت	۳۶۹
۳۱۴	مغرب کی نماز سے پہلے دعا کا ثبوت	۳۷۰
۳۱۵	فجر اور عصر کی نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے دعا کرنا	۳۷۱
۳۱۶	فرض نماز کے بعد اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا	۳۷۱
۳۱۷	نماز کے بعد امام کا رخ کس طرف ہو؟	۳۷۵
۳۱۸	نماز کے بعد دعا سراً یا جہراً؟	۳۷۵
۳۱۹	فرض نماز کے بعد دعا کی مقدار	۳۷۶
	آلہ مکبر الصوت سے متعلق مسائل	
۳۲۰	بلا ضرورت نماز میں مائک کا استعمال	۳۷۸
۳۲۱	بلا ضرورت مائک کا استعمال	۳۷۹
۳۲۲	نماز میں آلۂ مکبر الصوت کا استعمال اور اس کی حفاظت کرنا	۳۸۰
۳۲۳	آلۂ مکبر الصوت کا بقدر ضرورت استعمال	۳۸۱

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

متفرقاتِ صلوۃ

۳۲۴	بے نمازی کے متعلق شیخ العثیمین کا فتویٰ شریعت کی نظر میں	۳۸۲
۳۲۵	نماز پڑھ لینے کے بعد دوسری جگہ اسی وقت کو پایا تو کیا دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہے؟	۳۸۸
۳۲۶	حرام لقمہ کھانے سے چالیس روز کی نماز نہیں ہوتی کا مطلب	۳۹۴
۳۲۷	کیا گنہگار کی نماز مقبول ہے؟	۳۹۵
۳۲۸	قومہ اور سجدہ کے اذکارِ مسنونہ	۳۹۵
۳۲۹	پلنگ پر بیٹھے ہوئے کے سامنے نماز پڑھنا	۳۹۶
۳۳۰	سلام پھیرنے کا مسنون طریقہ	۳۹۷
۳۳۱	نماز میں نیت میں ''آج'' کی قید	۳۹۸
۳۳۲	کپڑے کا پردہ سُترہ ہے	۳۹۹
۳۳۳	فجر کے علاوہ دیگر نمازوں میں قنوت نازلہ ''فتاوی رحیمیہ'' سے ایک عالم کی غلط رَوِش کی اصلاح	۳۹۹
۳۳۴	کویت پر حملہ میں قنوت نازلہ پڑھنا	۴۰۲
۳۳۵	قنوت نازلہ میں مما لک کا نام لینا	۴۰۲
۳۳۶	قنوت نازلہ کے آخر میں درود شریف	۴۰۳
۳۳۷	دوران نماز زلزلہ آجائے تو کیا کرے؟	۴۰۴
۳۳۸	مکبر کا درمیانِ نماز میں ''تسمیع'' کہنا	۴۰۵

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۳۹	مغرب سے پہلے اور قبرستان میں دعا	۴۰۵
۳۴۰	نمازی کے نیچے سے چندہ کا ڈبہ گزارنا	۴۰۶
۳۴۱	فجر کے بعد سونا	۴۰۷
۳۴۲	التحیات الخ کا شانِ نزول	۴۰۷
۳۴۳	نماز وروزہ کے فدیہ کا حیلہ	۴۰۸
۳۴۴	تشہد میں انگلی اشارہ کے بعد کس طرح رکھیں؟	۴۱۱
۳۴۵	نماز میں دھیان کا طریقہ	۴۱۱
۳۴۶	نماز میں وساوس کا علاج	۴۱۲
۳۴۷	تکبیر اولیٰ کا وقت کب تک رہتا ہے؟	۴۱۳
۳۴۸	دو وقتوں کی نماز ساتھ پڑھنا	۴۱۳
۳۴۹	نسبندی کرانے والے کی نماز وروزہ کا حکم	۴۱۴
	كتاب الزكوة	
	باب وجوب الزكوة	
۳۵۰	زکوۃ کے چند مسائل: حوائجِ اصلیہ کی تحدید نہیں	۴۱۷
۳۵۱	کتنی رقم پر زکوۃ واجب ہے؟	۴۱۸
۳۵۲	زکوۃ میں حوائج اصلیہ کی تشریح	۴۱۸
۳۵۳	کیا ٹی وی اور کمپیوٹر کا شمار حوائجِ اصلیہ میں ہے؟	۴۲۳

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۵۴	ضرورت کے لیے جو رقم ہے کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی؟	۴۲۴
۳۵۵	حج کے لیے جمع کرائی ہوئی رقم پر زکوٰۃ کا حکم	۴۲۴
۳۵۶	گھر کے لیے جمع شدہ رقم پر زکوۃ اور حج کا حکم	۴۲۵
۳۵۷	ٹریکٹر، سلائی مشین اور حج کے لیے جمع رقم پر زکوۃ کا وجوب	۴۲۷
۳۵۸	شادی پر دینے کے لیے رکھے ہوئے زیورات پر زکوۃ	۴۲۸
۳۵۹	روزانہ پس انداز رقم کی زکوۃ کب ادا کرے؟	۴۲۸
۳۶۰	حکومت کی طرف سے بچوں کو دی جانے والی امداد پر زکوۃ	۴۲۹
۳۶۱	بچوں کے نام بینک میں جمع رقم کی زکوۃ کس پر ہے؟	۴۳۱
۳۶۲	پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ	۴۳۱
۳۶۳	پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ کے مختلف مسائل	۴۳۳
۳۶۴	کیا دلالی سے جمع کی ہوئی رقم پر زکوۃ ہے؟	۴۳۷
۳۶۵	امانت کی رقم پر زکوۃ کا حکم	۴۳۷
۳۶۶	فکس ڈپوزٹ والی رقم پر زکوۃ	۴۳۸
۳۶۷	جمع رقم پر زکوۃ	۴۳۸
۳۶۸	موتی، لال برتن، ہیرہ اور تانبے پر زکوۃ	۴۳۹
۳۶۹	سونے کے دانت پر زکوۃ	۴۴۰
۳۷۰	ثمنین کو نقد رقم کے ساتھ ملا کر نصاب مکمل کیا جائے گا	۴۴۰
۳۷۱	کیا ہر رقم پر سال گزرنا ضروری ہے؟	۴۴۱

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۷۲	بیس ہزار روپے اور ڈھائی تولہ سونے میں زکوۃ	۴۴۲
۳۷۳	سونے، کپڑے اور نقد روپیوں میں زکوۃ	۴۴۳
۳۷۴	نقد رقم اور زیورات پر زکوۃ	۴۴۴
۳۷۵	کچھ سونا اور کچھ نقد و چاندی ہو تو زکوۃ واجب ہے؟	۴۴۴
۳۷۶	سونے کے ساتھ روپیہ بھی ہو تو؟	۴۴۵
۳۷۷	رانگ ملے ہوئے سونے کی زکوۃ کا حکم	۴۴۶
۳۷۸	زیورات میں کس قیمت کا اعتبار ہوگا؟	۴۴۶
۳۷۹	صرف روپیوں پر زکوۃ	۴۴۷
۳۸۰	مالِ مستفاد پر زکوۃ کا ایک مسئلہ	۴۴۷
۳۸۱	یکے بعد دیگرے فیکٹری خریدی تو زکوۃ کا کیا حکم ہے؟	۴۴۸
۳۸۲	فیکٹری کی جگہ اور مشینری پر زکوۃ واجب نہیں	۴۴۹
۳۸۳	جس زمین کی مٹی سے اینٹیں بنائی جائیں اس میں زکوۃ نہیں	۴۴۹
۳۸۴	نصاب کے برابر مقروض پر زکوۃ واجب نہیں	۴۵۰
۳۸۵	سونے چاندی کے ناقص نصاب میں وجوبِ زکوۃ	۴۵۰
۳۸۶	بینک میں جمع رقم سے زکوۃ کیسے ادا کرے؟	۴۵۱
۳۸۷	زکوۃ کا وجوب اصلی رقم پر ہے نہ کہ سود پر	۴۵۳
۳۸۸	زیور کی زکوۃ کون اور کس طرح نکالے؟	۴۵۳

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۸۹	لڑکی کے لیے زیور بنوا کر رکھا تو اس کی زکوۃ کس پر ہے؟	۴۵۶
۳۹۰	بیوی کی زکوٰۃ بیوی ہی ادا کرے	۴۵۷
۳۹۱	عورت کے پاس نقد موجود نہ ہو تو زکوۃ کیسے نکالے؟	۴۵۸
۳۹۲	شوہر مقروض ہو تو بھی بیوی کی ملکیت کے زیور پر زکوۃ آئے گی	۴۵۹
۳۹۳	شوہر مقروض اور بیوی صاحب نصاب ہو تو؟	۴۵۹
۳۹۴	سونا چاندی کے نصاب میں فرق کی وجہ	۴۶۰
۳۹۵	سونے چاندی کا نصاب جدید حساب سے	۴۶۰
۳۹۶	آرڈر پر کام لینے والا زکوٰۃ کیسے ادا کرے؟	۴۶۱
۳۹۷	بھینسوں پر زکوٰۃ کا حکم	۴۶۲
۳۹۸	نصاب صدقۃ الفطر میں زمین کا شمار ہوگا؟	۴۶۳
۳۹۹	بیوی کا صدقۃ الفطر کس کے ذمہ ہے؟	۴۶۳
۴۰۰	تعمیر مکان کے لیے خریدی گئی اشیاء پر صدقۃ الفطر	۴۶۴
۞	**قرض اور زکوۃ کے مسائل**	۞
۴۰۱	مانعِ زکوۃ قرض	۴۶۵
۴۰۲	فیکٹری مالکان تجار کا دینِ محیط اور وجوبِ زکوۃ	۴۶۵
۴۰۳	دینِ مہر مانع وجوب زکوۃ ہے یا نہیں؟	۴۷۵
۴۰۴	دینِ متوسط پر وجوبِ زکوۃ کی ایک صورت	۴۷۹
۴۰۵	دینِ مؤجل بھی وجوب زکوۃ کے لیے مانع ہے	۴۸۰

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۴۰۶	قرض کی زکوۃ قرض دینے والے پر ہے	۴۸۷
۴۰۷	قرض لی ہوئی رقم کی زکوٰۃ کون ادا کرے گا؟	۴۸۸
۴۰۸	سونا ادھار خریدنے پر زکوٰۃ	۴۸۸
۴۰۹	ادائے زکوٰۃ میں قرض لیے ہوئے سرسوں کا دام کس دن کا وضع کرے؟	۴۸۹
۴۱۰	مبیع کی قسط وار وصولی کی صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی	۴۹۰
۴۱۱	قرض حسنہ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟	۴۹۱
۴۱۲	ڈپازٹ پر زکوٰۃ نہیں	۴۹۲
۴۱۳	مقروض شخص کا صدقہ کرنا	۴۹۳
۴۱۴	قرض خواہ کے انتقال کے بعد نا معلوم قرض وصول ہو تو زکوۃ فرض ہوگی؟	۴۹۳
۞	**باب زكاة أموال التجارة**	۞
۴۱۵	تجارتی زمین پر زکوۃ ہے	۴۹۴
۴۱۶	ہوٹل کے خام مال (آٹا، تیل، مصالحہ) پر کیا زکوٰۃ آئے گی؟	۴۹۴
۴۱۷	مال تجارت کی زکوۃ میں کونسی قیمت کا اعتبار ہے	۴۹۵
۴۱۸	زکوٰۃ میں بیچنے کی قیمت کا اعتبار ہے	۴۹۵
۴۱۹	زیرا، سونف، اور رائی پر زکوۃ	۴۹۶
۴۲۰	تجارتی غلہ کی زکوۃ کے چند مسائل	۴۹۷

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۴۲۱	شرکت والے کاروبار کی زکوۃ کس طرح نکالی جائے؟	۴۹۸
۴۲۲	مرغیوں پر زکوٰۃ	۴۹۹
۴۲۳	انڈے پر زکوۃ	۵۰۰
۴۲۴	زکوٰۃ دکان پر یا مال پر؟	۵۰۱
۴۲۵	مضاربت کی رقم میں زکوۃ واجب ہے	۵۰۱
۴۲۶	بیچنے کی نیت سے خریدی ہوئی زمین پر زکوۃ	۵۰۲
۴۲۷	مشترکہ منافع میں تصرف اور زکوۃ کا حکم	۵۰۲
❁	**باب المصارف**	❁
۴۲۸	مصرف اور غیر مصرف کی چند صورتیں	۵۰۴
۴۲۹	جس کے پاس ٹی وی وغیرہ ہو اس کو زکوٰۃ دینا	۵۰۶
۴۳۰	مقروض کے لیے زکوۃ لینے کا حکم	۵۰۶
۴۳۱	فیکٹری کا مقروض مالک مستحقِ زکوۃ ہے	۵۰۸
۴۳۲	مقروض مستحق زکوۃ ہے	۵۰۹
۴۳۳	رہائش کے مکانات زکوۃ کا حق دار ہونے میں مانع نہیں	۵۱۰
۴۳۴	مقدمہ کے لیے زکوۃ دینا	۵۱۱
۴۳۵	زکوٰۃ کی رقم کاروبار میں لگا کر غربا پر منافع کی تقسیم	۵۱۱
❁	مدارس میں زکوۃ کے استعمال کے متعلق کچھ سوالات	❁
۴۳۶	غیر مسلم مہاجن سے قرض لے کر ادائے قرض میں زکوۃ دینا	۵۱۲

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۴۳۷	مہتمم طلبہ کا وکیل	۵۱۶
۴۳۸	زکوۃ کی رقم طلبہ کو بطور وظیفہ دینا	۵۱۶
۴۳۹	حیلوں کی شرعی حیثیت واقسام	۵۱۷

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب صلاۃ القضاء والمسبوق

قضائے عمری کی نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال: قضائے عمری کے متعلق ایک جگہ اشتہار دیکھا کہ نفل نماز کے بجائے قضاء ادا کریں، اسی طرح بڑی راتوں میں (مثلاً شب برأت، شب قدر وغیرہ میں بھی) زیادہ سے زیادہ قضائے عمری ادا کرنے کی فکر کریں۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ قضائے عمری کا طریقہ کہیں بھی میری نظر سے نہیں گذرا اس لیے تحقیق چاہتا ہوں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

کسی آدمی کی بہت ساری نمازیں چھوٹ گئی ہیں، اور اس کو معلوم ہے کہ میری اتنی نمازیں فوت ہوئی ہیں تب تو فوت شدہ نمازوں کی تعیین کے ساتھ نیت کر کے قضاء کرے، مثلاً: میری فلاں دن کی فجر کی نماز جو فوت ہوئی ہے میں اس کی قضاء کر رہا ہوں، اسی طرح تمام فوت شدہ نمازوں کی قضاء کرلے، اور اگر اس کو یہ معلوم نہیں کہ اس کی کتنی نمازیں فوت ہوئی ہیں تو فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کے لیے حسب ذیل طریقہ اختیار کرسکتا ہے، مثلاً: سب سے پہلے فجر کی تمام نمازوں کی قضاء کرلے، اور اس کے لیے بوقت قضاء نیت اس طرح کرے کہ میرے ذمہ جتنی فجر کی نمازیں باقی ہیں ان میں جو پہلی فجر ہے میں اس کی قضاء کر رہا ہوں، اسی طرح ہر فجر کی نماز کے لیے نیت کرتا رہے؛ یہاں تک کہ دل کو اطمینان ہو جائے کہ میرے ذمہ جتنی فجر کی نمازیں باقی تھیں ان کی قضاء پوری ہو چکی، اس کے بعد اسی ترتیب سے ظہر کی نمازوں کی قضاء

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرے، اس کے بعد عصر، مغرب، عشاء اور وتر کی قضاء اسی ترتیب سے کرتا رہے، یہ یاد رہے کہ قضاء صرف فرائض کی ہوتی ہے نوافل اور سنن کی قضاء نہیں، مثلاً: فجر کی نماز میں دو سنن اور دو فرض ہیں، تو قضاء صرف دو فرض رکعات کی کی جائے گی، دو سنت رکعتوں کی قضاء کی ضرورت نہیں۔ ایسا آدمی جس کی زندگی میں بہت ساری نمازیں فوت ہوئی ہیں نوافل کی جگہ بھی قضائے عمری ہی پڑھا کرے کیوں کہ اگر موت آگئی اور فرض نمازیں ذمہ میں باقی رہی تو پکڑ ہو گی، اور اگر نفلیں نہ پڑھیں تو ان پر پکڑ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بجائے تین بار سبحان اللہ کہنا

(سوال): قضائے عمری کے اشتہار میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ تین بار سبحان اللہ کہے، ہاں! وتر کی ہر رکعت میں الحمد اور سورت پڑھنا ہے۔ اسی طرح قعدۂ اخیرہ میں درود اور دعائے ماثورہ کی جگہ فقط "اَللّٰهُمَّ صل علی محمد واٰله" پڑھے، دریافت طلب یہ ہے کہ کیا اس طرح کرنے سے قضائے عمری ساقط ہو جائیگی؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

جی ہاں! فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بجائے تین مرتبہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سبحان اللہ پڑھ لے تب بھی کافی ہے۔ البتہ وتر کی تیسری رکعت میں الحمد شریف کے ساتھ سورت ملانا ضروری ہے، جس پر بہت ساری قضاء نمازیں باقی ہوں، وہ ان کی ادائیگی میں سہولت کے لیے قعدۂ اخیرہ میں درودِ ابراھیم کی جگہ مختصر درود پر اکتفا کرے جیسا کہ سوال میں ہے، اوراسی طرح قعدۂ اخیرہ میں درود شریف کے بعد پڑھی جانے والی دعائے ماثورہ چھوڑ دے تو اسکی بھی گنجائش ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

قضاء نمازوں کو بیت اللہ شریف جا کر پڑھے تو کیا ایک لاکھ کے برابر ثواب ملے گا؟

سوال: بیت اللہ شریف میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ملتا ہے بالفرض اگر کسی آدمی کی چند نمازیں یہاں قضاء ہوئیں اور وہ بیت اللہ شریف جا کر ادا کرے تو اس کو ہر قضاء نماز کے بدلہ ایک لاکھ نمازوں کے برابر ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

فقہاء نے اس فضیلت کو فرض نماز کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے، اور قضاء نماز بھی اس کا ایک فرد ہے، اس لیے داخل ہونی چاہیے، اگرچہ باوجود تتبع اور تلاش کے اس کی صراحت کسی کتاب میں نہیں ملی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بیت اللہ شریف میں ایک قضاء نماز پڑھنے سے ایک ہی نماز ذمہ سے ساقط ہوگی، نہ کہ ایک لاکھ

سوال: بیت اللہ شریف میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اب اگر کسی آدمی کی دس بیس سال کی نمازیں قضاء ہوئیں اب یہ شخص بیت اللہ شریف جا کر دس روز تک ایک ایک وقت کی قضاء نماز پڑھے تو کیا اس کی بیس سال کی قضاء نمازیں ذمہ سے ساقط ہو جائیں گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جتنی نمازیں قضاء ہوئی ہیں تمام پڑھنی ہوگی، اس کے بغیر ذمہ بری نہیں ہوگا، اگر آپ کی فرض کردہ صورت تسلیم کر لی جائے تو پچپن سال سے زائد کی نمازوں کے لیے حرم کی ایک نماز کافی ہونی چاہیے، دورانِ قیام روزانہ ایک ایک پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

قضاء نمازوں کا علم نہ ہو تو کیسے قضا کریں؟

سوال: میری بہت سی نمازیں قضا ہوئی ہیں، اور جب سے قضا ہو رہی ہے تو اس کی یہ صورت ہوئی کہ میں نماز ادا بھی کرتا تھا اور قضا بھی کرتا تھا، اس وجہ سے ابھی میں نماز کی تعیین نہیں کر سکا ہوں، ''فتاوی محمودیہ'' میں لکھا ہے کہ آدمی نماز قضا کو ادا کرتا رہے، جب اس کا دل مطمئن ہو جائے گا تو پوری ہو جائے گی، اب اس میں کوئی مقدار

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سامنے ہوتی نہیں، اس لیے میں نے یوں سوچا، جتنے سال سے نماز چھوٹ رہی ہے اس کے بارے میں کہ کتنی نماز چھوٹی، نماز شروع کرنے سے پہلے میں اپنے دل سے فتوی لے لوں، اور ایک مقدار قائم کر کے نماز پڑھنا شروع کروں، مثال کے طور پر ظہر کی نماز کتنی چھوٹی وہ معلوم نہیں؛ مگر دل سے پوچھتا ہوں تو وہ کہتا ہے ۲۰۰، اس عدد کو سامنے رکھ کر نماز پڑھنا شروع کر دوں؛ تو کیا یہ میرے لیے صحیح ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس تخمینہ کے مطابق نمازوں کی قضاء کیجئے یہاں تک کہ قلب کو اطمینان ہو جائے کہ اب میرے ذمہ کوئی قضاء باقی نہیں رہی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ جمادی الاولی ۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

فوت شدہ نمازوں کی تعداد معلوم کرنے کا طریقہ

سوال: حضرت اس وقت میری عمر کم وبیش ۲۱ (اکیس سال) ہے، جہاں تک مجھے یاد ہے جب میں اٹھارہ سال کا تھا تب سے الحمد للہ نمازوں کی پابندی کر رہا ہوں؛ مگر اس سے پہلے کبھی نماز پڑھتا تھا اور کبھی نہیں، اور فجر اور وتر تو جلدی نہیں پڑھ پاتا تھا، اب ان نمازوں کو کس طرح ادا کروں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جب سے آپ بالغ ہوئے اس کے بعد سے لے کر نماز پڑھنا شروع کیا، وہاں تک کے زمانہ کی تمام نمازوں کی قضا کر لیں اور اس سلسلہ میں پوری احتیاط کے ساتھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جو اندازہ لگایا جاسکتا ہو لگالیں اور اس کے مطابق قضا کرلیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد احمد خانپوری، ۷/محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

قضاء عمری کا آسان طریقہ

سوال: قضاء عمری میں آسان طریقہ یہ ہے: ہر فرض نماز کے وقت ایک نماز کی قضا کرلیوے، عصر اور عشاء میں سنت غیر مؤکدہ کے بدلے میں فرض کی قضاء کرلیوے؛ مگر ظہر، مغرب اور فجر میں کب قضاء کرے نوافل وسنت سے فارغ ہوکر یا اس سے پہلے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اختیار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

فاسد شدہ نماز کی قضاء کہاں کرے؟

سوال: امام مسجد عشاء کی جماعت کرا رہے تھے، چوتھی رکعت کے دو سجدے کرکے قعدہ کئے بغیر پانچویں رکعت کے لیے کھڑے ہوگئے، پانچویں رکعت پوری کرکے بیٹھ گئے اور سجدہ سہو کرکے نماز ختم کی، امام صاحب کو بتایا گیا کہ قعدۂ اخیرہ چوتھی رکعت میں نہیں ہوا تھا، اس لیے نماز فرض ادا نہیں ہوئی اور اعادہ کرنا ہوگا، امام صاحب اور دوسرے کچھ لوگوں نے کہا کہ نماز ادا ہوگئی اور رکعت زائد باطل ہوگئی اور تاخیر کی سجدۂ سہو سے تلافی ہوگئی، اس کے جواب میں مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے بہشتی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

زیور باب سجدۂ سہو مسئلہ ۱۸ کا حوالہ دیا کہ نماز کا اعادہ کرنا ہوگا، تو امام صاحب نے بہشتی زیور کے بارے میں کہا کہ یہ تو عورتوں کے لیے ہے، اور اپنی نماز کی صحت کی دلیل حدیث بخاری سے دی، "باب أبواب تفسیر الصلوٰۃ" میں ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر کی پانچ رکعت پڑھائی۔ (صلی الظهر خمساً) اور سجدۂ سہو کر لیا تھا، اس کے جواب میں کہا گیا کہ وہ حدیث بقیہ ائمۂ ثلاثہ کے مسلک کی ہے، اور احناف اس کو محمول کرتے ہیں کہ آپ ﷺ قعدۂ اخیرہ کر کے پانچویں رکعت کے لیے کھڑے ہوئے ہوں گے جس صورت میں نماز ادا ہو جاتی ہے، تو امام صاحب نے مجبوراً تسلیم کر لیا، اور تقریباً ایک مہینہ پندرہ دن کے بعد نمازِ عشاء میں اعادہ کا اعلان ہوا، سوال یہ ہے کہ اس نماز کی قضا مسجد میں جماعت کے ساتھ کرنی چاہیے یا انفراداً بھی کافی ہے؟ اور اعلان کی سب سے بہتر صورت کیا ہونی چاہیے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز ختم ہوتے جب امام صاحب کو آگاہ کر دیا گیا کہ قعدۂ اخیرہ کے ترک کی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی تو ان کو چاہیے تھا کہ اسی وقت وہیں اس نماز کو جماعت کے ساتھ بلا اذان واقامت لوٹا دیتے؛ لیکن ان کی ضد اور ہٹ دھرمی کے نتیجہ میں اس نماز کی قضاء کی نوبت آئی، اب اتنی مدت کے بعد جب اس کی قضا کی جارہی ہے تو اگر جماعت کے ساتھ قضا کرنا چاہتے ہیں تو اس مسجد میں نہیں ہوگی؛ بلکہ دوسری جگہ کر سکتے ہیں، اور اگر انفراداً کرنا چاہیں تو جہاں چاہیں اختیار ہے۔

وفي المجتبى: قوم ذكروا فساد صلوة صلوا في المسجد في الوقت قضوها بجماعة فيه، ولا يعيدون الأذان والإقامة، وإن قضوها بعد الوقت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قضوها في غير ذلك المسجد بإذان وإقامة اھ (شامی ۱/ ۲۸۷، عالمگیری ۱/ ۵۵)

اعلان کے لیے وہ صورت اختیار کی جائے جس سے ان تمام حضرات کو اطلاع ہو جائے جو اس دن فاسد شدہ نماز میں شریک تھے؛ تاکہ وہ اس کی قضا کر کے بری الذمہ ہو سکیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲/ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

صاحب ترتیب پہلے عصر پھر مغرب پڑھے

سوال: ایک شخص مغرب کی اذان کے دوران یا مغرب کی جماعت ہو رہی ہو اس وقت آیا تو اذان کا جواب دے پھر جماعت مغرب میں شریک ہو بعد ادا اپنی ایک وقت کی قضا عصر کی نماز پڑھے یا دوران اذان و جماعت پہلے عصر کی قضاء کر لے پھر مغرب کی جماعت میں شریک ہو؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر وہ صاحبِ ترتیب ہے تو اس کو چاہیے کہ پہلے عصر کی نماز کی قضا کرے، اس کے بعد مغرب کی جماعت میں شریک ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ظہر اور عصر چھوٹ جائے تو پہلے کس کو پڑھے؟

سوال: اگر کسی وجہ سے ظہر اور عصر چھوٹ جائے اور مغرب کا وقت قریب ہو تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ظہر اور عصر میں سے پہلے کس کو پڑھے اور اگر مغرب کا وقت بھی نکل جائے تو قضاء نماز کس ترتیب سے پڑھے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر وہ صاحب ترتیب ہے، یعنی اس پر اس دن کی ظہر اور عصر کے علاوہ اور کوئی نماز باقی نہیں ہے، تب تو جب تک پہلے ظہر پھر عصر نہ پڑھے وہاں تک مغرب کی نماز پڑھنا درست نہیں؛ البتہ اگر مغرب کی نماز ادا کرتے وقت اس کو ظہر اور عصر کی نماز یاد نہ رہی یا مغرب کی نماز کا وقت تنگ ہو چکا ہے کہ ظہر اور عصر ادا کرنے کی صورت میں مغرب کی نماز قضاء ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے، تو مغرب درست ہے۔ اور اگر وہ صاحب ترتیب نہیں ہے تو اس صورت میں اگر وقت میں گنجائش ہے تو بہتر یہ ہے کہ پہلے ظہر و عصر ادا کرے لیکن اس کے باوجود اگر پہلے مغرب کی نماز ادا کر لی تو وہ درست ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بناء کا حکم

سوال: ① آخری رکعت میں التحیات کے بعد ریح خارج ہوگئی تو نماز پوری کس طرح کرے؟

② نماز جماعت کے ساتھ پڑھ رہے تھے کہ وضو ٹوٹا دو رکعت کے بعد، اب نماز کس طرح پڑھے؟ وضو کر کے آ کر چوتھی رکعت میں حاضر ہوئے تو تکبیر تحریمہ کہہ کر حاضر ہوں گے یا نہیں اور کبھی ایسا ہوا کہ امام نے سلام کہہ دیا جب وضو بنا کر آئے تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اب پوری نماز پڑھنی پڑے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(۱) نیا وضو کر کے بقیہ نماز مکمل کر سکتا ہے جس کو فقہی اصطلاح میں بناء کرنا کہتے ہیں؛ لیکن اس کے لیے کئی شرائط ہیں عموماً ان کی رعایت دشوار ہے اس لیے از سر نو پڑھ لینا مناسب ہے۔

(۲) جواب نمبر: ا کی طرح۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مسبوق کے لیے ثناء

سوال: اگر عصر کی جماعت میں بندہ حاضر ہوا اس وقت جب کہ امام ایک رکعت پوری کر چکا تھا، تو دوسری رکعت میں جب حاضر ہوا تب ثنا سبحانک اللھم پڑھی جائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عصر کی نماز میں پڑھنا چاہیے۔

إذا انتهى إلى الإمام وقد سبقه الإمام بشيء من صلاته هل يأتي بالثناء؟ فهذا على وجوه: الأول: إذا أدركه القيام فى الركعة الأولى أو فى الثانية، وفى هذا الوجه كان القاضى الإمام أبوعلى النسفى يحكى عن أستاذه لا يأتي بالثناء، وقال غيره من أصحابنا؛ يأتي وذكر شيخ الإسلام المعروف بخواهر زاده: إن كانت الصلاة صلاة يخافت فيها

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بالقراء ة يأتي بالثناء لا محالة، وفی النصاب وعليه الفتوی(تاتارخانیہ۲/ ۱۹۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔　　کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سوال: وضو بنا رہا تھا اور جماعت شروع ہوگئی، جب گیا جماعت میں شریک ہونے تو الحمد للہ شریف پوری ہوگئی تھی، مجھے تحریمہ کی تکبیر کے بعد ثناء سبحانک پڑھنی ہوگی یا نہیں؟ (مطلب) درمیان قرأت شریک ہونے پر۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

امام کی جہری قرأت کے ساتھ نہ پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مسبوق تشہد ترک کردے تو سجدۂ سہو واجب ہے

سوال: جماعت کی نماز ہو رہی تھی چار رکعت والی، زید کو چوتھی رکعت ملی، اب امام کے سلام پھیرنے کے بعد باقی نماز پوری کرنی ہے، اس کے لیے ایک رکعت کے بعد التحیات میں بیٹھنا چاہیے یا دو رکعت کے بعد؟ اگر ایک رکعت کے بعد قعدۂ اولیٰ میں نہیں بلکہ دوسری رکعت میں بیٹھا تو نماز ہوگی یا نہیں یا پھر دوہرانا پڑے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

زید کو چاہیے کہ بقیہ نماز پوری کرتے وقت ایک رکعت کے بعد تشہد کے لیے بیٹھے، اگر نہیں بیٹھا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے، اور سجدۂ سہو سے نماز ہو جائے گی، اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز لوٹانا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸/ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

چھوٹی ہوئی تین رکعت پڑھنے کی ترکیب

(سوال) : جب چار رکعت والی جماعت کی نماز اگر دو رکعت نکل جائے تو امام کے سلام کے بعد دونوں چھوٹی ہوئی رکعت میں سورت پڑھنی ہوگی؛ لیکن تین رکعت چھوٹی اور ایک رکعت ملی تو امام کے سلام کے بعد ان چھوٹی ہوئی تین رکعتوں کو کس طرح پوری کریں گے؟ مع التفصیل واضح کریں گے۔

(الجواب) : حامداً و مصلیاً و مسلماً

امام کے سلام کے بعد کھڑا ہو جائے، ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھ کر رکوع، سجدہ سے رکعت پوری کر کے قعدہ کرے، تشہد کے بعد کھڑا ہو جائے فاتحہ اور سورت پڑھ کر رکوع، سجدہ کے بعد کھڑا ہو جائے صرف فاتحہ پڑھ کر رکوع، سجدہ کے بعد قعدۂ اخیرہ کرے، تشہد و درود و دعا کے بعد سلام پھیر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو؟

(سوال) : منفرد ہو یا مسبوق ہو، اگر ایک طرف امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں؟

(الجواب) : حامداً و مصلیاً و مسلماً

منفرد جب اکیلا نماز پڑھتا ہے تو وہ امام کے ساتھ کیسے سلام پھیرے گا؟ البتہ مسبوق اگر امام کے ساتھ بھول سے سلام پھیر دے تو اگر اس نے امام کے سلام

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے بعد سلام پھیرا ہے تو اس پر سجدۂ سہو ہے؛ ورنہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸؍شعبان ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

مسبوق التحیات کے بعد کیا پڑھے؟

سوال: زید اس حال میں جماعت میں شریک ہوا کہ امام نے تین رکعت پڑھ لی ہیں اور چوتھی رکعت ہے، اب جب امام قعدۂ اخیرہ کرے گا تو زید بھی امام کے ساتھ بیٹھے گا، اب سوال یہ ہے کہ زید بھی امام کے ساتھ التحیات درود ودعائے ماثورہ وغیرہ پڑھے گا یا نہیں؟ یا چپ بیٹھا رہے گا؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

زید قعدہ اخیرہ میں تشہد اس طرح آہستہ آہستہ (دھیمی رفتار سے) پڑھے کہ امام کے سلام کے ساتھ ساتھ اس کا تشہد ختم ہو اور اگر تشہد ختم کر چکا ہے تو "أشهد أن لا إله إلا الله" کا تکرار کرتا رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵؍ذو القعدہ ۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ترک واجب کے سبب اعادۂ نماز میں مسبوق کیا کرے؟

سوال: واجب کے ترک کی وجہ سے نماز قابلِ اعادہ ہے، مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیرے یا اپنی نماز پوری کرے، یا پھر اعادہ والی نماز میں اقتداء کرے یا اپنی نماز علاحدہ سے پڑھے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جس نماز میں واجب ترک ہو گیا ہو وہ واجب الاعادہ ہے، مگر یہ اعادہ وقت باقی رہنے تک ہے، وقت ختم ہونے پر وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔

فالحاصل أن من ترك واجبا من واجباتها أو ارتكب مكروها تحريما لزمه وجوبا أن يعيد في الوقت فإن خرج أثم ولايجب جبر النقصان بعده الخ. (شامی ۱/ ۵۳۵)

فقہاء نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ اس صورت میں فریضہ تو پہلی نماز سے ساقط ہو گیا، اور اعادہ والی نماز جابر ہے۔

ولها واجبات لاتفسد بتركها وتعاد وجوبا في العمد والسهو إن لم يسجد وإن لم يعد يكون فاسقا آثما وكذا كل صلوٰة أديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها والمختار أنه جابر للأول لأن الفرض لايتكرر (درمختار) (قوله والمختار أنه) أى الفعل الثاني جابر للأول بمنزلة الجبر بسجود السهو وبالأول يخرج عن العهدة وإن كان على وجه الكراهة على الأصح. (شامی ۱/ ۳۳۷)

جب پہلے والی نماز سے ہی مصلی اپنی ذمہ سے عہدہ برآ ہوتا ہے تو مسبوق کے لیے ضروری ہے کہ وہ امام کے ساتھ سلام نہ پھیرتے ہوئے اپنی نماز مکمل کرے، لیکن چوں کہ امام کی نماز کی طرح اس کی نماز بھی ناقص ہوئی ہے، اس لیے اس کی تلافی کے لیے وہ اعادہ والی نماز میں بھی امام کے ساتھ شریک ہو، اب اگر کسی مسبوق نے پہلے والی نماز مکمل کرنے کے بجائے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا، تو اب اس کے لیے ضروری ہوگا کہ اعادہ والی نماز میں امام کے ساتھ شریک ہونے کے بجائے الگ سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پڑھ لے۔(كما يستفاد من العبارة المنقولة)فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

نماز کا فدیہ

سوال: صلوات مکتوبہ اور صیام رمضان کے فوت ہو جانے کے بعد اگر قضا کی استطاعت نہ رہے یا یہ کہ انتقال ہو جائے، تو متروکہ نمازوں اور روزوں کو کتنا فدیہ دینا پڑے گا؟ فی زماننا فدیہ کی مقدار کیا ہوگی؟ بعض اہل حدیث یوں کہتے ہیں کہ صلاۃ فائتہ کے فدیہ کا ثبوت نہیں ہے، ادلۂ اربعہ سے مبرہن ومدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

ایک روزے کا فدیہ نصف صاع گیہوں ہے، اسی طرح ایک نماز کے فدیہ کی مقدار بھی اتنی ہی ہے۔ نماز کے فدیہ کے سلسلے میں صریح نص موجود نہیں، یہ حکم روزہ والے فدیہ پر قیاس کرتے ہوئے بہ طور احتیاط دیا گیا ہے۔ شامی میں ہے:

ثم اعلم أنه إذا أوصىٰ بفدية الصوم يحكم بالجواز قطعا؛ لأنه منصوص عليه، وأما إذا لم يوص فتطوع بها الوارث فقد قال محمد في الزيادات: أنه يجزيه إن شاء الله تعالىٰ، فعلق الإجزاء بالمشيئة لعدم النص، وكذا علقه بالمشيئة فيما إذا أوصىٰ بفدية الصلاة؛ لأنهم ألحقوها بالصوم احتياطا لاحتمال كون النص فيه معلولا بالنجز، فتشمل العلة للصلاة، وإن لم يكن معلولا تكون الفدية برا مبتدأ يصلح ماحيا للسيئات، فكان فيها شبهة، كما إذا لم يوص بفدية الصوم، فلذا جزم محمد بالأول ولم يجزم بالأخيرين، فعلم إذا لم يوص بفدية الصلاة فالشبهة أقوىٰ (شامي ١/٥٤٠)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نصف صاع کی مقدار ہمارے نکالے ہوئے حساب کے مطابق ایک کلو چھ سو باسٹھ گرام ہوتی ہے، پونے دو کیلو دینے میں احتیاط زیادہ ہے۔

نوٹ: آپ کے جو مسائل ادلۂ اربعہ سے مدلل ومبرہن ہیں ان کو اہل حدیث حضرات کون سے تسلیم کررہے ہیں جو آپ اس مسئلے کو لیے بیٹھے ہیں! اہل حدیث کا کام تو صرف اعتراض کرنا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶/رمضان ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

باب السنن والنوافل

اذان سے پہلے سنت پڑھنا

سوال: اذان ہونے سے پہلے سنت نماز پڑھ لی، اذان ہونے کے بعد دوبارہ پڑھنی ہے یا نہیں؟ اور اگر فرض نماز جماعت سے پڑھ لی بغیر اذان کے، پھر پتہ چلا کہ اذان نہیں ہوئی تو اس کو لوٹانا ہے یا نہیں؟ یعنی وقت تو ہو چکا تھا؛ مگر اذان نہ ہوئی تھی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

دو رکعت میں تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کی نیت کرنا

سوال: تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد ایک نیت سے اور دو رکعت پڑھی تو ثواب مل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جائے گا دونوں کا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

دونوں کا ثواب مل جائے گا انشاء اللہ۔ (الاشباہ والنظائر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کیا دوسروں کے لیے استخارہ کرسکتے ہیں؟

سوال: اگر کسی کو کوئی کام پڑ جائے اور وہ اس کام کے لیے دوسرے آدمی سے استخارہ کرنے کو کہے تو کیا دوسرا آدمی استخارہ کرسکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

استخارہ عربی لفظ ہے جس کا معنی ہے ''ایسی چیز کا سوال کرنا جس میں خیر ہو'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انسان کی سعادت مندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خیر کا سوال کرتا رہے، اسی لیے اگر اس کے لیے کسی وجہ سے نماز دشوار ہو تو صرف دعاء سے بھی استخارہ کرسکتا ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کا ارادہ فرماتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے ''اللّٰھم خرلی و اخترلی'' (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۲۱۷)

خود اپنے لیے استخارہ کرنے کے بجائے دوسروں سے کروانا صراحت سے کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزرا؛ البتہ استخارہ کی حقیقت کا تقاضا یہ ہے کہ یہ بھی درست ہونا چاہیے؛ اس لیے کہ آدمی جس طرح اپنے لیے ایسی چیز کا سوال کرسکتا ہے جس میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

خیر ہو، اسی طرح دوسرے کے لیے بھی اس قسم کا سوال درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

شوافع کے یہاں نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعت

سوال: زید ایک شافعی مذہب کا امام ہے، اور وہ فرماتے ہیں کہ نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعت مسنون ہے؛ لہٰذا عوام کو بتا کر دو رکعت پڑھنا شروع کر دیا بعد اذان، سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح اس کا کہنا از روئے شرع درست ہے؟ کیا شوافع مذہب میں کوئی گنجائش ہے کہ مغرب کی نماز تاخیر کر کے اس دو رکعت کا اہتمام کیا جاوے؟ اور اس طرح تاخیر کرنے سے وقتِ مکروہ تو داخل نہیں ہو جاتا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس سلسلہ میں علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرحِ مہذب'' میں جو کچھ فرمایا ہے، وہ پیشِ خدمت ہے:

''باب الاذان'' میں متن کی عبارت: والمستحب ان یقعد بین الاذان والاقامۃ قعدۃ ینتظر فیھا الجماعۃ الخ کی شرح فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

أما حکم المسئلة: فاتفق اصحابنا علی استحباب ھذہ القعدۃ قدر ما تجتمع الجماعة؛ إلا فی صلوٰۃ المغرب؛ فانه لا یؤخرھا لضیق وقتھا، ولان الناس فی العادۃ یجتمعون لھا قبل وقتھا، ومن تأخر عن التقدم لایتأخر عن اول الصلاۃ ولکن یستحب ان یفصل بین اذانھا واقامتھا فصلا یسیرا بقعدۃ او سکوت او نحوھما ھذا مذھبنا، لاخلاف فیه

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عندنا، وبه قال احمد و ابویوسف ومحمد وهو رواية عن ابي حنيفة وقال مالك وابوحنيفة فی المشهور عنه لا يقعد بينها (شرح المهذب ۳/ ۱۲۱)

ایک دوسرے مقام پر "باب صلوٰة التطوع" میں رقمطراز ہیں:

(فرع) فی استحباب رکعتين قبل المغرب وجهان مشهوران فی طريقة الخراسانيين، الصحيح منها الاستحباب.

اس کے بعد بطورِ دلیل چند احادیث نقل فرما کر تحریر فرماتے ہیں:

فهذه الاحاديث صحيحة فی استحبابها، وممن قال به من اصحابنا ابو اسحق الطوسی وابوزكريا السكریٰ حكاه عنهما الرافعی، وهذا الاستحباب انما هو بعد دخول وقت المغرب وقبل شروع المؤذن فی اقامة الصلوٰة، واما اذا شرع المؤذن فی الاقامة، فيكره ان يشرع فی شیء من الصلوات غير المكتوبة الخ (شرح المهذب ٤/ ٩)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شرحِ مسلم میں فرماتے ہیں:

ولاخلاف فی شیء منها عند اصحابنا الا فی الركعتين قبل المغرب ففيها وجهان لأصحابنا اشهرهما لا يستحب، والصحيح عند المحققين استحبابها (نووی شرح مسلم ۱/ ۲۵۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

دو رکعت میں صلوۃ الحاجہ وصلوۃ التوبہ کی ایک ساتھ نیت کرنا

سوال: کوئی سنت نماز جیسے صلوۃ الحاجہ اور صلوۃ التوبہ کی دو رکعت ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جی ہاں! دونوں کی نیت ایک ساتھ کر سکتے ہیں۔ (ماخوذ از عمدة الفقہ ۲/۷۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ ذی القعدۃ ۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

طلبِ باراں کی نماز

سوال: صلوٰۃ استسقاء جب تک بادل ہو اس وقت تک نہیں پڑھ سکتے کیا یہ بات صحیح ہے؟ یہ نماز اگر گاؤں میں پڑھنی ہو تو کیا وہاں خطبوں کی ضرورت نہیں ہے؟ نیز چوپایوں کو لے جانا ضروری ہے یا نہیں؟ چادر پلٹنا اور الٹے ہاتھ دعا مانگنا کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جب بارش رک جائے اور لوگوں کے پاس اپنے پینے اور مویشیوں نیز کھیتی کو سیراب کرنے کے لیے جتنی مقدار پانی کی ضرورت ہوتی ہے، وہ موجود نہ ہو تو استسقاء کیا جائے گا، چاہے فضاء میں بادل موجود ہوں یا نہ ہوں۔

وشرعاً طلب انزال المطر بكيفية مخصوصة عند شدة الحاجة بان يحبس المطر ولم يكن لهم اودية وآبار وانهار يشربون منها ويسقون مواشيهم وزرعهم او كان ذلك الا انه لا يكفى فاذا كان كافيا لا يستسقى كما فى المحيط. (شامی ۱/ ۶۲۳)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک استسقاء کے لیے نماز ضروری نہیں ہے؛ البتہ مستحب ہے، جب کہ صاحبین کے نزدیک مسنون ہے، ان کے نزدیک خطبہ بھی ہے، اوراس کے لیے شہر کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ (شامی ۱/ ۶۲۴) چوپایوں کو لے جانا مستحب ہے۔ (درمختار) قلب رداء بھی مستحب ہے۔ (شامی) لیکن صرف امام کے لیے، لوگ قلبِ رداء نہ کریں۔

اس دعا میں ہاتھوں کا مبالغہ سے اٹھانا کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ (طحطاوی ۳۰۱) جو دعا رفعِ بلاء کے لیے مانگی جائے اس میں تفاؤلاً ہاتھوں کو الٹا کیا جاسکتا ہے۔ (طحطاوی ۳۰۱) استسقاء میں ایسا کرنے میں تصریح نظر سے نہیں گزری۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سنن قبلیہ اور بعدیہ کو مسجد میں پڑھنا بہتر ہے یا گھر میں؟

سوال: عن ابن عمر قال: قال رسول الله ﷺ: (اجعلوا في بيوتكم من صلوٰتكم ولا تتخذوها قبوراً)

(مشكوٰة المصابيح ص/٦٩ نقلاً عن الشيخين: بخاري ومسلم)

مثال کے طور پر کسی گاؤں کے مکتب میں پندرہ بیس اساتذہ پڑھاتے ہیں، یا اسی طرح کوئی بڑا ادارہ ہے جس میں کافی اساتذہ خدمت دین میں مشغول ہیں، اور یہ بات بالکل صاف اور بدیہی ہے کہ علماء عوام کے لیے اور اساتذہ اپنے طلبہ کے لیے مشعل راہ ہوتے ہیں، طلبہ اپنے اپنے اساتذہ کو دیکھ کر اپنی زندگی کو سنوارتے ہیں؛

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لہٰذا اب سوال یہ ہے کہ حدیث مذکور کونسی نماز کے بارے میں ہے؟ (فرائض، سنن یا نوافل کے بارے میں) گاؤں کے اسی طرح دار العلوم کے بعض اساتذہ صرف فرائض مسجد میں ادا کرتے ہیں، اور سنن وغیرہ اپنے اپنے گھروں میں پڑھتے ہیں، اور دلیل میں حدیث مذکور پیش کرتے ہیں، کیا یہ استدلال درست ہے؟ اساتذہ کے لیے سنن وغیرہ کہاں پڑھنا افضل ہے؟ امید ہے کہ بالتفصیل اور حوالہ سے جواب عنایت فرمائیں گے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ نے سوال میں بخاری ومسلم کی جس روایت کو پیش فرمایا ہے، اس کے علاوہ ابوداؤد شریف میں یہ روایت بھی ہے: إن النبي ﷺ قال: صلوة المرء في بيته أفضل من صلوته في مسجدي هذا إلا المكتوبة(أبوداؤد شريف ١/ ١٤٩)

اس کی شرح میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

أي غير الصلوات المكتوبات، هذا الحديث يدل على أن صلاة الرجل في بيته غير المكتوبة أفضل من صلاته في المسجد، وإن كان المسجد فيه فضل كثير كمسجد رسول الله ﷺ و مسجد القدس ومسجد الحرام، لبعده من الرياء، وأما المكتوبات فيجب على الرجال أن يصلوها في المساجد بالجما عة. (بذل المجهود ٥/ ٤٣٠)

"مسلم شریف" میں باب ہے "باب استحباب صلوة النافلة في بيته وجوازها في المسجد وسواء في هذا الراتبة وغيرها إلا الشعائر الظاهرة" الخ اس کے ماتحت اولاً وہ روایت مذکور ہے جس کو آپ نے سوال میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پیش فرمایا ہے، اس کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی مذکور ہے: قال رسول الله ﷺ: إذا قضى أحدكم الصلوة في مسجده فليجعل لبيته نصيباً من صلوته، فإن الله جاعل في بيته من صلوٰته خيراً

(مسلم مع شرحه فتح الملهم ٢ /٣٤٠)

مشکوۃ شریف میں بخاری و مسلم کے حوالہ سے "باب قيام شهر رمضان" میں ایک اور روایت بھی موجود ہے، جس کا آخری حصہ یہ ہے:

فصلوا أيها الناس في بيوتكم فإن أفضل صلوة المرء في بيت إلا الصلوة المكتوبة متفق عليه. (ص١١٤)

یہی روایت ابو داؤد شریف میں ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے: فعليكم بالصلوة في بيوتكم فإن خير صلوة المرء في بيته إلا الصلوة المكتوبة.

اس کی شرح کرتے ہوئے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: (فعليكم)وفي رواية الشيخين: فصلوا أيها الناس (بالصلوة) أي بهذه الصلوة(في بيوتكم) و الأمر للاستحباب(فإن خير صلوة المرء) و هذا عام لجميع النوافل والسنة، الا النوافل التي من شعار الإسلام كالعيد و الكسوف والاستسقاء (فى بيته إلا الصلوة المكتوبة).

(بذل المجهود٧/ ٢٨٠)

"درمختار" میں ہے: والأفضل في النفل غير التراويح المنزل إلا لخوف شغل عنها والأصح أفضلية ما كان أخشع وأخلص (در المختار)

اس کی شرح کرتے ہوئے شامی میں لکھا ہے: (قوله: والأفضل في النفل الخ) شمل ما بعد الفرضية وما قبلها لحديث الصحيحين عليكم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بالصلاة في بيوتكم فإن خير صلاة المرء في بيته إلا المكتوبة وأخرج أبوداؤد صلاة المرء في بيته أفضل من صلاته في مسجد هذا إلا المكتوبة وتمامه في شرح المنية وحيث كان هذا أفضل يراعىٰ مالم يلزم منه خوف شغل عنها لو ذهب لبيته أو كان في بيته ما يشغل باله ويقلل خشوعه فيصليها حينئذ في المسجد لأن اعتبار الخشوع أرجح(قوله: غير التراويح) أي لأنها تقام بالجماعة ومحلها المسجد واستثنىٰ في شرح المنية أيضاً تحية المسجد وهو ظاهر أقول: ويستثنىٰ أيضاً ركعتا الإحرام والطواف فإن الأولى تصلى في مسجد عند الميقات إن كان كما في اللباب والثانية عندا لمقام وكذا ركعتا القدوم من السفر بخلاف إنشائه فإنها تصلىٰ في البيت كما يأتى وكذا نفل المعتكف وكذا مايخاف فوتها بالتأخير وكذا صلاة الكسوف لأنها تصلىٰ بجماعة (شامی۱/۵۰۴)

"عمدۃ الفقہ" میں ہے: سنتیں خواہ فرضوں سے پہلے کی ہوں یا بعد کی اور نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے، سوائے ان نو نمازوں کے: ① نماز تراویح کیوں کہ یہ جماعت سے پڑھی جاتی ہے اور جماعت کا محل مسجد ہے۔ ② تحیۃ المسجد۔ ③ واپسی سفر کے دو نفل۔ ④ احرام کی دو رکعتیں جب کہ میقات کے نزدیک کوئی مسجد ہو۔ ⑤ طواف کی دو رکعتیں جو مقام ابراہیم کے پاس پڑھی جاتی ہیں۔ (واجب لغیرہ ہیں یعنی دراصل نفل ہیں اور ان کا وجوب عارضی ہے)۔ ⑥ اعتکاف کرنے والے کے نوافل۔ ⑦ سورج گہن کی نماز کیوں کہ یہ بھی جماعت سے پڑھی جاتی ہے اور جماعت کا محل مسجد ہے۔ ⑧ جس کو یہ خیال ہو کہ گھر میں جا کر کاموں میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے سنن و نوافل فوت ہو جائیں گے، اسی طرح گھر میں جی نہ لگے گا اور خشوع کم ہو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جائے گا، تو افضل یہ ہے کہ سبھی سنن ونوافل مسجد میں پڑھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جہاں ریا نہ ہو اور خشوع وخضوع واخلاص زیادہ ہو وہاں افضل ہے۔ (۹) نماز جمعہ سے قبل کی سنتیں بھی مسجد میں پڑھنا افضل ہے، اس لیے کہ جمعہ کے وقت سے پہلے جلدی مسجد میں جانا افضل ہے، پس اس کے لیے سنتیں مسجد میں پڑھنا لازمی افضل ہو جائے گا۔ (عمدۃ الفقہ ۲/۳۰)

''فتاوی دار العلوم'' میں ہے۔

سوال: سنتیں مکان پر پڑھنے کی فضیلت ہے، یہ سنن قبلیہ اور بعدیہ دونوں کے لیے ہے کیا؟

جواب: یہ حکم ہر دو سنن کے لیے ہے، لیکن اگر بعد فرض کے مکان پر جانے میں راستہ میں یا مکان میں جا کر کچھ حرج واقع ہونے کا احتمال ہے اور امور دنیاوی میں مشغول ہو جانے کا اندیشہ ہے تو پھر مسجد ہی میں سنتیں پڑھ لیوے کیوں کہ ایسا بھی ثابت ہے۔ (فتاوی دار العلوم ۴/۴۰۶)

''فتاوی محمودیہ'' میں اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں ہے: اعلی بات تو یہی ہے کہ سنن مؤکدہ خاص کر قبلیہ بھی مکان پر پڑھیں، لیکن اگر فوت ہونے کا احتمال ہو تو مسجد میں پڑھیں۔ (فتاوی محمودیہ ۱۲/۲۹۷)

''فتاوی دار العلوم'' میں ''درمختار'' کی مذکورہ عبارت ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس اخیر عبارت سے واضح ہوا کہ جو اخشع واخلص ہو وہی افضل ہے۔ اگر مسجد میں پڑھنے میں خشوع زیادہ ہے اور اخلاص زیادہ ہے اور گھر جا کر پڑھنے میں خوف تاخیر وغیرہ ہے تو پھر مسجد میں پڑھنا ہی افضل ہے۔ (فتاوی دار العلوم ۴/۲۱۱)

''خیر الفتاوی'' میں ہے: تراویح کے علاوہ دیگر سنن ونوافل گھر میں پڑھنا زیادہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

افضل ہے۔لیکن اگر گھر میں علاحدہ جگہ نہ ہو یا بچوں کے شور وشغب کی وجہ سے خشوع وخضوع میں نقصان آئے تو پھر مسجد میں پڑھنا بہتر ہوگا۔(خیر الفتاوی ۲/ ۴۷۱)

''احسن الفتاوی'' میں ہے: نوافل وسنن گھر میں ادا کرنا افضل ہے بہ شرطے کہ راستہ میں کسی مشغولیت کا خطرہ نہ ہو اگر گھر میں کوئی امر خشوع میں مخل ہو تو مسجد افضل ہے۔(احسن الفتاوی ۳/ ۴۸۷)

عبارات بالا سے بات صاف ہوگئی کہ سوال میں مذکور حدیث اور اسی طرح کی دیگر احادیث جو اوپر جواب کے شروع میں پیش کی گئی ہیں، ان سے مراد سنن ونوافل ہیں فرائض نہیں؛ نیز نوافل میں بھی جو نمازیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں ان کی تفصیل بھی جواب میں مذکور کتب فقہ کی عبارتوں میں موجود ہے، اس لیے جو حضرات صرف فرائض مسجد میں ادا کرتے ہیں اور سنن ونوافل وغیرہ اپنے گھروں میں ادا کرتے ہیں ان کا یہ عمل عین سنت کے مطابق ہے؛ البتہ بعض عوارض کی صورت میں ان نمازوں کو مسجد میں ادا کرنا بہتر قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ اوپر جواب میں مذکور فقہ وفتاوی کی عبارتوں میں اس کی صراحت موجود ہے، چناں چہ انہی عوارض میں سے ایک یہ ہے کہ گھر پر جا کر ادا کرنے کی صورت میں تاخیر ہو جانے کا اندیشہ ہو یا ادائیگی سے پہلے کسی ایسی رکاوٹ کے پیش آجانے کا قوی امکان ہو کہ اس کی وجہ سے یہ سنتیں فوت ہو جائیں گی یا گھر کے مقابلہ میں مسجد میں ادا کرنے کی صورت میں خشوع اور دل جمعی زیادہ حاصل ہوتی ہو تو ان صورتوں میں سنن قبلیہ وبعدیہ کو مسجد ہی میں ادا کرنا مناسب اور بہتر ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تہجد کی نماز باجماعت منقول نہیں

سوال: ہمارے یہاں تراویح کے تقریباً دو گھنٹہ بعد نوافل کی جماعت کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے جسے قیام اللیل سے تعبیر کرتے ہیں، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اخیر عشرہ میں تین حفاظ چھ رکعات میں تین پارے پڑھاتے ہیں، اس طرح ایک قرآن پاک ختم کیا جاتا ہے۔ اس میں شہر کی مختلف مساجد سے لوگ شرکت کرتے ہیں، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ قیام اللیل کے نام سے اس طرح نفل کی جماعت کرنا درست ہے؟ شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

تہجد کی نماز رمضان یا غیر رمضان میں باجماعت پڑھنے کا اہتمام آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول نہیں ہے، ماہ مبارک میں آنحضرت ﷺ کا معمول اعتکاف کا تھا؛ لیکن آپ ﷺ نے صحابۂ کرام کے ساتھ تہجد باجماعت پڑھی ہو یہ ثابت نہیں، اس لیے فقہائے کرام لکھتے ہیں کہ تہجد وغیرہ نفل نماز باجماعت پڑھنا مکروہ ہے، بلا تداعی ایک دو مقتدیوں کے ساتھ مکروہ نہیں، یہ حدیث سے ثابت ہے اس سے زیادہ کا ثبوت وارد نہیں، لہٰذا فقہاء لکھتے ہیں کہ امام کے ساتھ تین مقتدی ہونے میں اختلاف ہے اور چار یا اس سے زیادہ مقتدی ہوں تو بالاجماع مکروہ ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ۴/ ۳۲۳) مزید تفصیل کے لیے فتاوی رحیمیہ جلد ۱/ ۱۷۷ سے ۱۷۹ کا مطالعہ کریں۔

فتاوی رشیدیہ سے ایک سوال جواب نقل کیا جا رہا ہے:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سوال: نوافل کو با جماعت ادا کرنا اور بالخصوص رمضان میں تہجد اور اوابین کو جماعت سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جماعت نوافل کی سوائے ان مواقع کے کہ حدیث سے ثابت ہیں مکروہ تحریمی ہے، فقہ میں لکھا ہے کہ اگر تداعی ہو اور مراد تداعی سے چار آدمی مقتدی کا ہونا ہے، پس جماعتِ صلاۃِ کسوف، تراویح، استسقاء کی درست ہے اور باقی مکروہ ہیں۔ كذا فى كتب الفقه (فتاوی رشیدیہ قدیم ۱/ ۲۷)

اس موضوع پر حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب دامت برکاتہم کا ایک مستقل رسالہ ''رمضان میں نفل کی جماعت'' کے نام سے ان کی کتاب ''فقہی مقالات'' جلد دوم از صفحہ ۳۳ تا صفحہ ۵۶ مطالعہ فرمائیں۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و فقہی تحریرات کو ان کے نواسہ حضرت مولانا مفتی سلمان منصوری صاحب زید مجدہم نے ''فتاوی شیخ الاسلام'' کے نام سے ترتیب دیا ہے اس میں ''رمضان میں تہجد کی جماعت'' کے عنوان سے حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جواب شامل کیا گیا ہے، اس کے حاشیہ میں مرتب محترم تحریر فرماتے ہیں: یہ مسئلہ (رمضان میں تہجد کی جماعت کا جائز ہونا) حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تفردات میں سے ہے، جسے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجتہدانہ بصیرت سے کام لیتے ہوئے براہِ راست احادیثِ شریفہ سے مستنبط فرمایا ہے، لیکن احقر کو حضرت کے اس موقف کی تائید فقہ حنفی کے کسی جزئیہ سے نہیں ملی، بلکہ مسبوط سرخسی اور دیگر معتبر کتب احناف میں تین چار سے زیادہ مقتدی ہونے کی صورت میں نوافل کی جماعت کو مطلقاً مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ (مبسوط سرخسی ۲/ ۱۴۴) بریں بناء مسئلۂ زیرِ بحث میں فقہ حنفی کی رو سے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

موقف ہی راجح اور مضبوط ہے۔(حاشیہ فتاویٰ شیخ الاسلام ۴۳)

لہٰذا آپ کے یہاں "قیامِ لیل" کے نام سے باجماعت نوافل کا جو سلسلہ مختلف مساجد میں شروع کیا گیا ہے وہ مکروہ تحریمی ہے، مسلکِ دیوبند سے تعلق رکھنے والے اکابر مفتیانِ کرام اس کو مکروہ تحریمی ہی بتلاتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

صلاۃ التسبیح اور تہجد باجماعت

سوال: عام طور پر شب قدر، شب براءت میں لوگ مجبور کرتے ہیں کہ صلاۃ التسبیح اور تہجد جماعت کے ساتھ پڑھاؤ، ہم کو تنہا پڑھنا نہیں آتا ہے، تو کیا ان نوافل کی جماعت ہوسکتی ہے؟ کیا کراہت ہے یا پھر حرام کا درجہ ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صلاۃ التسبیح جماعت کے ساتھ منقول ومشروع نہیں۔(فتاویٰ محمودیہ ۱۳/ ۶۶)

تہجد کی جماعت علی السبیل التداعی مکروہ ہے۔(فتاویٰ محمودیہ ۲/ ۱۶۰)

یہ کراہت تحریمی (یعنی قریب بہ حرام) ہے۔ كما هو مصرح في الطحطاوي.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۹ر جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

تہجد کا طریقہ، اہمیت اور فضائل

سوال: نماز تہجد کا طریقہ، اہمیت اور فضائل بیان کریں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

تہجد کی نماز رات میں سوکر اٹھنے کے بعد نصف لیل کے بعد پڑھنا افضل ہے، اس کی مقدار کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں ہیں۔ جس طرح دیگر نوافل پڑھے جاتے ہیں اسی طرح تہجد بھی پڑھی جائے گی۔ اس کے فضائل میں بے شمار احادیث وارد ہوئی ہیں، جن کا احاطہ اس مختصر جواب میں دشوار ہے، اس موضوع پر اردو میں مستقل رسائل موجود ہیں، ان کا مطالعہ کیا جائے۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ فرائض کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے۔ (شامی ۱/۵۰۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶/ذوالقعدہ ۱۴۱۴ھ

تہجد کے متعلق کچھ سوال

سوال: ① تہجد نماز کی کیا کیفیت ہے؟ کس طرح پڑھنا چاہیے؟ مسنون واحسن طریقہ کیا ہے؟

② کس وقت تک تہجد نماز پڑھ سکتا ہے؟

③ کیا تہجد نماز میں کوئی خاص سورت مسنون ہے؟ اگر ہے تو کونسی سورۃ ہے؟

④ تہجد نماز کے سجدے میں کیا آدمی دعا کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

① تہجد کی نماز بھی دیگر نوافل کی طرح ادا ہوتی ہے، اس کی ادائیگی کا الگ سے کوئی طریقہ نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تہجد میں طویل قرات کا تھا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

② صبح صادق تک اس کا وقت رہتا ہے۔

③ تہجد کی نماز میں کوئی خاص سورت مسنون نہیں۔

④ تہجد کے سجدہ میں دعا کر سکتے ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

صلاۃ الکسوف مکروہ اوقات میں پڑھنا

سوال: صلاۃ الکسوف کی نماز اوقات مکروہ میں پڑھ سکتے ہیں مثلاً بعد العصر؟ تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اوقات مکروہہ میں صلاۃ الکسوف نہیں پڑھی جا سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸ر رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

کسوف شمس کی رکعتیں اور قراءت کی کیفیت

سوال: ① ۲۴ر اکتوبر کو جو سورج گہن ہوا اس میں گاؤں کی ایک مسجد میں نماز ادا کی گئی، جس میں ۴ر رکعت نماز پڑھنے کا اہتمام کیا گیا، تقریباً ایک گھنٹے سے زائد وقت لگا قریب قریب ۴ر پارہ قرآن پڑھا گیا۔

② ایک اشتہار چھپوایا تھا، جس میں لکھا تھا بخاری کے حوالے سے ۲ سے ۴

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رکعت پڑھ سکتے ہیں، صفحۂ بخاری ۱۴۵ سے ۱۴۹ تک کا حوالہ؛ حالاں کہ ہم نے بزرگانِ دین کو دیکھا ۸۰ئہ میں سورج گہن ہوا تھا تو دو رکعت نماز کا اہتمام کیا گیا تھا، ساتھ میں انہوں نے سراً و جہراً کا مسئلہ چھیڑا۔ مزید ایک بات بیان کی ہے، اس زمانے میں زور سے پڑھنا زیادہ بہتر ہے اور لمبی دعا کا اہتمام کیا گیا، اس طرح کرنے والے پابندِ صوم وصلوٰۃ وعالم نہیں، کیا ان باتوں کا اسی طرح ثبوت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(۱) سورج گہن میں چار رکعت بھی پڑھ سکتے ہیں۔

یصلی بالناس من یملك اقامة الجمعة رکعتین بیان لأقلها وان شاء اربعا او اکثر کل رکعتین بتسلیمة او کل اربع مجتبی.

(در مختار علی هامش الشامی۱/۶۲۲) (البحر الرائق ۲/۱۸۰)

(۲) بخاری شریف میں ابواب الکسوف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو رکعت پڑھنے ہی کا تذکرہ ہے، چار رکعت کا نہیں ہے، وہاں ''اربع رکعات'' کا کلمہ چار مرتبہ استعمال کیا گیا ہے، اس سے مراد چار رکوع ہیں، چار رکعت نہیں، ممکن ہے اشتہار دینے والے صاحب کو اس سے غلط فہمی ہوئی ہو۔

سورج گہن میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک قرأت آہستہ ہے؛ البتہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے جہر کی روایت ہے، حضرت مولانا مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مفتی گجرات وسابق مفتی جامعہ ڈابھیل) نے جہراً قرأت کی اجازت اپنے فتوے میں دی ہے؛ اس لیے اس مسئلہ کو موضوعِ نزاع نہ بنایا جائے، اگر نماز طویل ہو تو باقی بچا ہوا مختصر وقت دعا میں صرف ہونا چاہیے، اور اگر نماز مختصر ہو تو باقی بچا ہوا طویل وقت دعا میں صَرف

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہونا چاہیے۔ الحاصل! سورج گہن کا پورا وقت نماز و دعا میں گزارنا چاہیے۔ (عمدۃ الفقہ)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۶/ رجمادی الاخری ۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

باب سجود السہو

تیسری رکعت میں بھول کر بیٹھنے سے سجدۂ سہو

سوال: اگر امام تیسری رکعت میں بھول کر بیٹھ گیا، اور اتنی مقدار نہ بیٹھا کہ تین مرتبہ تسبیح نہ پڑھی ہو، اور کھڑا ہو گیا لقمہ کے بغیر، اور سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز ہو گی یا نہیں؟ (نماز عصر کے وقت)۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

راجح یہ ہے کہ تین بار "سبحان ربي الاعلیٰ" کی مقدار بیٹھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا، اس سے کم پر نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۴/ ۳۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھ لیا

سوال: اگر امام دوسری رکعت میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھ لے، اور اس کے بعد تیسری رکعت میں کھڑا ہو گیا سجدہ سہو کرے یا نہ کرے؟ اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز ہو گی یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

فرض، وتر اور سننِ مؤکدہ میں قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا، اس لیے کہ تیسری رکعت کا قیام جو رکن ہے، اس کی ادائیگی میں تاخیر ہوئی، اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز ناقص ہوئی اس کا اعادہ کرے۔

وتاخير قيام إلى الثالثة بزيادة على التشهد بقصد ركن.

(تنوير الأبصار ۲/۸۱)

لها واجبات لاتفسد بتركها وتعاد وجوبا في العمد والسهو إن لم يسجد (درمختار۱/٤٥٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ ذوالحجۃ ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

وتر کے قعدۂ اولیٰ میں سورۂ فاتحہ پڑھ لینا

سوال: ایک شخص نے وتر کے قعدۂ اولیٰ میں بھول سے سورۂ فاتحہ کو پڑھ لیا، پھر التحیات کو بھی پڑھا تو کیا سجدہ سہو سے نماز درست ہوجائے گی یا نہیں؟ مفصل و مدلل جواب تحریر فرماویں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ہوجائے گی۔

وإذا قرأ الفاتحة مكان التشهد، فعليه السهو اذا بدأ في موضع التشهد بالقرأة ثم تشهد فعليه السهو (فتاویٰ عالمگیری۱/۱۲۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/ ذوالحجۃ ۱۴۱۰ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قعدۂ اولیٰ چھوڑ کر تیسری رکعت میں قعدہ کرنے پر سجدۂ سہو

سوال: زید ایک مسجد کا امام ہے، زید نے عصر کی نماز پڑھائی اور قعدۂ اولیٰ نہیں کیا، مقتدی نے لقمہ دیا، امام نے لقمہ نہیں لیا اور تیسری رکعت میں قعدہ میں بیٹھا، پھر لقمہ دیا گیا، اس لقمہ کو بھی قبول نہیں کیا، تیسری رکعت میں قعدہ پورا کیا اور چوتھی رکعت میں قعدۂ اخیرہ پورا کر کے بغیر سجدۂ سہو سلام پھیر دیا، لہٰذا معلوم کرنا ہے کہ صورتِ مذکورہ میں نماز ہوگئی یا کہ فاسد ہوئی، جس کا دہرانا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورتِ مسئولہ میں جب کہ امام نے قعدۂ اولیٰ چھوڑ دیا، تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہوا، اسی طرح تیسری رکعت میں اس کو کھڑا ہو جانا چاہیے تھا، اس کے بجائے قعدہ کر لیا، اس سے بھی سجدۂ سہو واجب ہوا، اس لیے امام پر ضروری تھا کہ آخر میں سجدۂ سہو کرتا؛ لیکن اس نے سجدۂ سہو نہیں کیا اور نماز ناقص رہی، اس کا اعادہ واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ربیع الاول ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نفل نماز میں بھی سجدۂ سہو واجب ہے

سوال: نفل نماز میں سجدۂ سہو ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

نماز کے واجبات اصلیہ میں سے کسی واجب کو سہواً چھوڑ دینے کی وجہ سے سجدۂ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سہو واجب ہوجاتا ہے، نماز چاہے فرض ہو یا واجب ہو یا نفل۔(شامی ۲/۵۶۰ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ایک سورت کی ابتدا کے بعد دوسری سورت پڑھنے کا حکم

سوال: امام صاحب نماز دوگانہ کے لیے عیدگاہ آئے اور نماز شروع کی، نیت اور تکبیر زائد ادا کی، اور پہلی رکعت میں سورۂ الحمد ختم کی اور جب دوسری سورۂ شریف شروع کی اس وقت انہوں نے صرف الف لام پڑھا اور پھر سورۂ مزمل شروع کردی، اور ایک رکوع پڑھ کر ایک رکعت پوری کی، دوسری رکعت میں بھی دوسرا رکوع سورۂ مزمل کا پڑھ کر تمام نماز ادا کی اور سلام پھیر دیا، تو کیا اس طرح سے نماز دوگانہ مکمل ہوگئی؛ جب کہ امام صاحب نے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد الف لام پڑھ کر سورۂ مزمل شروع کی اور سجدۂ سہو بھی ادا نہیں کیا، برائے کرم مذہب حنفیہ میں مسنون طریقہ کیا ہے؟ اور نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورت مسئولہ میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہوا تھا، نماز درست اور صحیح ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۶/شوال المکرم ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک آیت چھوڑنے پر سجدۂ سہو کرنا

سوال: ایک صاحب جماعت کی نماز میں ایک آیت چھوڑ کر آگے سے پڑھ لینے پر سجدۂ سہو کرتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ جمادی الاول ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

دوسری رکعت کے بعد کھڑا ہونے سے سجدۂ سہو

سوال: امام نماز تراویح کی دوسری رکعت پوری کرنے کے بعد سیدھا کھڑا ہو گیا اور مقتدیوں نے لقمہ دے کر بٹھا دیا تو امام صاحب نے سجدۂ سہو کر کے نماز تمام کر دی، جب کہ بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا تھا اس کے بعد لوٹ کر بیٹھے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورتِ مسئولہ میں جب امام نے سجدۂ سہو کر لیا تو نماز درست ہو گئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲/ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ

قعدۂ اولیٰ بھول کر کھڑے ہونا

سوال: ایک امام صاحب عشاء کی چار رکعت پڑھا رہے تھے؛ مگر بھول سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قعدۂ اولیٰ فوت ہوگیا اور سیدھے کھڑے ہوگئے، بعد میں کچھ مقتدیوں کے لقمہ سے پھر بیٹھ گئے، اور قعدۂ اولیٰ کیا اور چار رکعت پوری کی؛ مگر سجدۂ سہو کرنا بھی بھول گئے، اب کچھ وہ مقتدی جو امام کی ایک رکعت ہوجانے کے بعد نماز میں شامل ہوئے تھے ان لوگوں نے اپنی چھوٹی ہوئی رکعت تو پوری کی؛ مگر یہ سمجھ کر کہ امام صاحب سہو کا سجدہ کرنا بھول گئے ہیں ہم کرلیں، اور کر بھی لیا، تو پوچھنا یہ ہے کہ اس مسئلہ میں کس کی نماز ہوئی اور کس کی نہیں ہوئی؟ یا کسی کی نہیں ہوئی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

امام جب قعدۂ اولیٰ کرنے کے بجائے بھول سے کھڑا ہوگیا تو اب مقتدیوں کو لقمہ نہیں دینا چاہیے تھا، اور اگر دیا بھی تو امام کو بیٹھنا نہیں چاہیے تھا، اور اگر امام بیٹھ بھی گیا تو مقتدیوں کو کھڑے ہی رہنا چاہیے تھا بیٹھنا نہیں چاہیے، اور امام کو بھی چاہیے تھا کہ قعدہ چھوڑ کر کھڑا ہوجائے؛ لیکن جب وہ کھڑا نہیں ہوا اور تشہد پڑھ کر اٹھا تو سجدۂ سہو واجب ہوا، اور اس کے نہ کرنے کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہوئی، جن مسبوق حضرات نے بعد میں سجدۂ سہو کرلیا ان پر اعادہ واجب نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵/ شوال ۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

عصر میں سہو کی وجہ سے پڑھی گئی مزید دو رکعت مکروہ نہیں

سوال: اگر کوئی شخص فرض نماز عصر کی ادا کر رہا تھا، سہوا چوتھی رکعت میں سلام نہیں پھیرا؛ بلکہ کھڑا ہوگیا تو چوں کہ بعد العصر نفل مشروع نہیں ہے تو اب دو رکعت نفل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ادا کرے گا یا نہیں یا کھڑا ہونے کے بعد واپس قعدہ میں آئے، اگر دو رکعت کا اضافہ ہو گیا تو نماز درست ہوئی یا نہیں یا اعادۂ صلوۃ واجب ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر بقدرِ تشہد بیٹھ کر التحیات پڑھ کر کھڑا ہو گیا تو پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے جب یاد آئے بیٹھ جائے اور التحیات نہ پڑھے؛ بلکہ بیٹھ کر اسی وقت سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرلے اور پھر قعدہ کر کے التحیات و درود و دعاء پڑھ کر سلام پھیر دے، اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملا کر چھ رکعت پوری کرلے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے، اس کی چار رکعتیں فرض اور دو رکعت نفل ہو جائیں گی۔

(زبدۃ الفقہ ۲/۱۷۱)

عصر کے بعد نفلوں کا قصداً پڑھنا مکروہ ہے، صورتِ مسئولہ میں جو پڑھی گئی ہیں وہ قصداً نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

التحیات سے پہلے سجدہ کی تسبیح دو مرتبہ پڑھی تو سجدۂ سہو نہیں

سوال: زید نے عشاء کی نماز پڑھائی اور قعدۂ اولیٰ میں التحیات سے پہلے سجدہ سے سر اٹھاتے ہی التحیات پڑھنے کے بجائے سجدہ کی یا رکوع کی تسبیح دو مرتبہ پڑھی، اور چوکنا ہو گیا کہ میں تو قعدہ میں ہوں، فوراً التحیات پڑھنا شروع کر دیا، اب وہ نماز میں ہی پریشان ہو گیا کہ سجدۂ سہو کروں یا نہیں؟ ایک طرف یہ خیال آتا ہے کہ تین تسبیح کی بقدر تاخیر ہو جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، دوسری طرف یہ خیال آتا ہے کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

التحیات کے بعد اللّٰھم صل علی محمد پڑھ دیا تو سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، بالآخر وہ نماز میں ہی اس نتیجہ پر پہنچا کہ سجدۂ سہو واجب نہیں ہے، لہٰذا سجدہ نہیں کیا اور نماز ختم کردی؛ مگر بعد میں کچھ لوگوں نے کہا کہ سجدۂ سہو واجب تھا لہٰذا نماز واجب الاعادہ ہوگی، اب آپ والا جواب عنایت فرمائیں کہ نماز ہوئی کہ نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں امام تشہد سے پہلے صرف دومرتبہ ہی رکوع کی یا سجدہ کی تسبیح پڑھا ہے، تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہوا، اور سجدۂ سہو نہ ہونے کی صورت میں نماز واجب الاعادہ بھی نہیں تھی، اس لیے پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نماز میں سجدۂ تلاوت کے بعد دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھنا

سوال: زید نے نماز تراویح میں آیت سجدہ پڑھ کر سجدۂ تلاوت کیا اور پھر دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھی تو کیا سجدۂ سہو واجب ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہوا۔ (شامی ۱/ ۳۴۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

رباعی نماز میں کمی بیشی کا حکم

سوال: (۱) امام نے چار رکعت والی نماز میں اخیری قعدہ نہیں کیا، اور پانچویں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رکعت کے لیے سیدھا کھڑا ہو گیا، پانچویں رکعت ادا کر کے التحیات کے بعد سجدۂ سہو کیا، اب یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ شافعی مسلک سے جواب دیجیے۔

② امام نے چار رکعت والی نماز میں دوسری رکعت پر سلام پھیر دیا، اس کے بعد مقتدیوں اور امام نے کلام کیا، پھر امام نے کھڑا ہو کر باقی دو رکعت ادا کی، اور اخیر میں سجدۂ سہو کیا، اب امام اور مقتدیوں کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ شافعی مسلک سے جواب دیجیے۔

③ امام چار رکعت والی نماز میں پہلا قعدہ بھول گیا اور سیدھا کھڑا ہوا، پھر نماز پوری کر کے اخیر میں سجدۂ سہو کیا، شافعی مسلک سے جواب دیجیے۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

① صورتِ مسئولہ میں شافعی مسلک کے اعتبار سے نماز ہو گئی۔

إذا قام إلى الخامسة في صلوٰة رباعية، ثم تذكر قبل أن يسلم، فعليه أن يعود إلى الجلوس ويسجد للسهو، سواء تذكر في قيام الخامسة أو ركوعها أو سجودها، وإن تذكر بعد الجلوس فيها سجد للسهو ويسلم.

(فتح العزيز شرح الوجيز ٤/ ١٦٢)

② اگر کلام کرنے والے کو اپنا نماز میں ہونا یاد نہیں رہا، اور کلام قلیل ہے تو نماز ہو گئی، اور کثیر ہونے کی صورت میں نماز باطل ہو جاوے گی۔

أو تكلم ناسيا كونه في الصلوة، أو جاهلا تحريم الكلام فيها، فإن كان ذلك يسيراً لم تبطل صلوته بلاخلاف عندنا، وإن كان كثيراً فوجهان مشهوران، الصحيح منهما باتفاق الاصحاب تبطل صلوته،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وهو المنصوص في البويطي كما ذكر المصنف، وهو ظاهر نصه ايضاً في غير البويطي الخ (شرح مهذب٤ /٨٠)

الذي يقتضى سجود السهو امران: زيادة ونقصان، فأما الزيادة فضربان: قول وفعل، فالقول أن يسلم في غير موضع السلام ناسيا أو يتكلم ناسياً فيسجد للسهو، والدليل عليه أن النبيﷺ سلَّم من اثنين وكلم ذا اليدين، وأتم صلوته وسجد سجدتين الخ (المجموع شرح المهذب٤ /١٢٤)

③ نماز ہوگئی۔

إذا قام إلى الثالثة ناسيا فإن انتصب لم يعد إلى التشهد الخ قد سبق أن فوات التشهد الأول يقتضي سجود السهو (شرح الوجيز٤ /١٥٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ: ہمارے دارالافتاء میں حنفی مسلک کے مطابق جواب دیے جاتے ہیں؛لیکن آپ کی طلب پر کتبِ شوافع سے رجوع کر کے فقہ شافعی کے مطابق جواب دیا گیا ہے،اس لیے کسی شافعی مفتی کی تصدیق کے بعد ہی مندرجۂ بالا جوابات کو قابلِ عمل سمجھیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:العبد احمد عفی عنہ خانپوری،١٦/ جمادی الاخری ١٤٠٩ھ
الجواب صحیح:عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

قعدہ کے سلسلے میں امام ومقتدی کا اختلاف ہوجائے تو؟

سوال: زید امام ہے،ظہر کی نماز میں امامت کی،دو رکعت ختم کر کے تیسری رکعت میں سجدہ کے بعد بجائے قیام کے بھول سے بیٹھ گیا،ابھی پوری طرح بیٹھا بھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہیں تھا کہ خود امام کو بھی یاد آ گیا اور مؤذن صاحب نے بھی لقمہ دیا، اور امام فوراً چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا، وہ رکعت پوری کر کے سلام پھیر کر نماز ختم کی، دعاء کے بعد ایک مقتدی صاحب جو تیسری صف میں تھے، انھوں نے کہا کہ نماز ہوئی کہ نہیں؟ امام نے جواب دیا نماز ہوگئی، سجدہ سہو کی ضرورت نہیں، یہ کہہ کر امام باہر صحنِ مسجد میں اپنی سنت پڑھنے لگے، اس وقت نماز میں دو عالم بھی تھے، کسی اور مقتدی کی جانب سے کوئی بات نہیں ہوئی، جس مقتدی نے سوال کیا ان کا کہنا ہے کہ قعدہ اولیٰ نہیں کیا، اور لقمہ دیا تو نہیں لیا، اور تیسری رکعت میں قعدہ کیا، جب کہ امام کو یقین ہے کہ دوسری رکعت میں قعدہ کیا ہے، اور تیسری رکعت میں بھول سے بیٹھ گیا؛ لیکن اتنی مقدار نہیں جس سے سجدہ سہو لازم آتا ہو، تو اس میں نماز صحیح ہوئی کہ نہیں؟ اور امام کے قول کا اعتبار ہوگا یا اس ایک مقتدی کا قول معتبر ہوگا جب کہ وہ صاحب ڈاڑھی بھی نہیں رکھتے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں امام کا قول معتبر ہوگا، نماز ہوگئی، نہ سجدۂ سہو ہے، نہ اعادہ کی ضرورت۔ (درمختار مع الشامی ۱/ ۵۵۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

باب سجود التلاوۃ

آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد انتقال ہو گیا

سوال: آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد ابھی سجدہ نہ کر سکا تھا اور درمیان تلاوت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہی انتقال کر گیا، تو اس سے سجدۂ تلاوت ساقط ہو جائے گا یا ذمہ میں باقی رہے گا؟

(الجواب): حامداً و مصلیاً و مسلماً

آیت سجدہ کی تلاوت کی وجہ سے اس پر سجدہ واجب ہو چکا، اس کے لیے ضروری ہے کہ موت سے پہلے پہلے اس کو ادا کرلے، صورت مسئولہ میں قبل الموت سجدہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے گنہ گار ہوگا۔

ثم هي واجبة على التراخي إن لم تكن صلاتية؛ لأن دلائل الوجوب مطلقة عن تعيين الوقت، فيجب في جزء من الوقت غير عين، ويتعين ذلك بتعيينه فعلا، وإنما يتضيق عليه الوجوب فی آخر عمره فی سائر الواجبات الموسعة (بحرالرائق ۲/ ۳۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سجدۂ تلاوت کی ادائیگی واجب ہے

(سوال): اگر لاعلمی میں سجدۂ تلاوت ادا نہ کرسکا، تو اس کا کیا حکم ہے؟ آیا بعد میں ادا کرے یا نہ کرے۔

(الجواب): حامداً و مصلیاً و مسلماً

مرنے سے پہلے پہلے ادائیگی واجب ہے۔

ويكره تاخيرها تنزيهاً ويكفيه أن يسجد عدد ما عليه بلا تعيين ويكون مؤديا (درمختار علی ھامش الشامی ۱/ ۵۶۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سجدۂ تلاوت کے فدیہ کی وصیت

سوال: کسی کے ذمہ سجدۂ تلاوت ہے، اور مرتے دم تک نہ کرسکا، تو اس کی وصیت کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

کرسکتا ہے، یعنی فدیہ کی۔

(قوله يجب) أي وجوباً موسعاً فى غير صلوة كما سيأتى، ولا يجب على المحتضر الايصاء بها، وقيل: يجب قنية والثاني بالقواعد أليق نهر والظاهر أنه يخرج عنها كصلوة فرض أو صوم يوم لأنه المعهود تأمل رحمتى ثم رأيته مصرحاً به في التتارخانية مع تصحيح عدم الوجوب.
(شامی ۱/ ۵٦٥، ۵٦٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سجدۂ تلاوت کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھی تو کیا حکم ہے؟

سوال: تراویح میں یا نماز فرض میں آیت سجدہ تلاوت کر کے میں نے سجدۂ تلاوت ادا کیا، پھر کھڑے ہو کر بجائے آگے پڑھنے کے بھول سے پوری فاتحہ پڑھ لی تو نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورت مسئولہ میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ۱/ ۳۴۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ شعبان ۱۴۱٦ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آیتِ سجدہ کا لقمہ دینے پر کتنے سجدہ واجب ہوں گے؟

سوال: امام قراءت کرتے کرتے آیتِ سجدہ پر جب پہنچا تو وہ آیت بھول گیا، مقتدی میں سے کسی نے اسی آیت کا لقمہ دیا تو امام نے اس آیتِ سجدہ کو پڑھ لیا، سوال یہ ہے کہ ایک ہی سجدۂ تلاوت کافی ہوگا یا دو کرنے ہوں گے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورتِ مسئولہ میں صرف ایک ہی سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ (شامی ۱/ ۵۱۴، رسائل الارکان ۱۶۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵/ ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ

مکروہ وقت میں سجدۂ تلاوت

سوال: اگر اوقات مکروہ میں سجدۂ تلاوت آ گیا، کیا احناف کے یہاں اس وقت سجدہ کر سکتے ہیں؟ کہ وقت گزرنے کے بعد کیا جائے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر آیتِ سجدہ وقتِ کامل میں پڑھی گئی تھی، تو اس سے واجب شدہ سجدۂ تلاوت وقتِ مکروہ میں کرنے سے ادا نہ ہوگا، اور اگر تلاوت وقتِ مکروہ میں کی گئی اور اسی وقت سجدہ بھی کر لیا، تو کراہت تنزیہہ کے ساتھ ادا ہوگا۔ (درمختار مع الشامی ۱/ ۲۶۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ٹیپ کی قرأت پر سجدۂ تلاوت

سوال: ٹیپ میں سجدۂ تلاوت کی قرأت ہوئی، تو سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہے کہ نہیں ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس میں اگر کوئی آیتِ سجدہ پڑھی جائے، تو اس سے سجدہ واجب نہیں ہوتا؛ کیوں کہ فقہاء تحریر فرماتے ہیں: کہ سامع پر وجوبِ سجدہ کے لیے یہ شرط ہے کہ پڑھنے والے میں خود بھی وجوبِ سجدہ کی اہلیت وصلاحیت ہو، گو بالفعل اس کے ذمہ واجب ہو یا نہ ہو، اسی وجہ سے سونے والے آدمی یا مجنون مطبق کی زبان سے اگر آیتِ سجدہ نکل جائے یا کسی جانور طوطے وغیرہ کو آیت سجدہ سکھا دی جائے، تو ان سب صورتوں میں اس کے سننے والے پر سجدہ واجب نہیں ہوتا؛ کیوں کہ ان میں اہلیت وجوبِ سجدہ کی نہیں ہے، بخلاف حیض ونفاس والی عورت کے، کہ اگر وہ آیتِ سجدہ پڑھ دیں، تو گو اس وقت ان کے ذمہ سجدہ واجب نہ ہوگا؛ مگر ان میں اہلیتِ وجوب موجود ہونے کی وجہ سے سننے والوں پر سجدہ واجب ہو جائے گا۔ (آلات جدیدہ ۱۳۵، ۱۳۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کیسٹ، ٹی وی یا ریڈیو پر آیت سجدہ سننے سے سجدہ کا وجوب

(۱) کیسٹوں میں جب آیت سجدہ آتی ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے کہ نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(۲) اگر حرم شریف سے یا کسی بھی مسجد سے براہ راست نماز دکھائی جارہی ہو اور امام آیت سجدہ پڑھ رہا ہو تو جو لوگ ٹی وی پر یا ریڈیو پر امام کی قراءت سن رہے ہوں ان پر سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(۱) نہیں۔ (آلات جدیدہ ۲۰۷)

(۲) جی ہاں! احتیاط اسی میں ہے کہ سجدۂ تلاوت کرلیا جائے۔ (آلات جدیدہ ۱۶۶)

نوٹ: ویڈیو کا عام استعمال غیر مشروع امور کے لیے ہوتا ہے، اس پر قرآن پاک کی تلاوت سننا احترام اور عظمتِ قرآن کے خلاف ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

ریڈیو کی تلاوت پر سجدۂ تلاوت

سوال: ٹی وی یا ریڈیو پر سجدہ کی آیت سن لی تو سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں؟ یا ایک شخص نماز میں جہراً قراءت کرتا ہے دوسرا شخص جو کہ نماز میں نہیں ہے اس نے نماز پڑھنے والے سے سجدہ کی آیت سن لی تو کیا اس پر بھی سجدہ واجب ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ریڈیو یا ٹی وی سے نشر کی جانے والی قراءت بہ ذریعہ کیسیٹ ہے تو اس کو سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا اور اگر قاری کی زبان سے براہ راست نشر کیا جارہا ہے تو اس کو سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کسی نمازی کی زبان سے اگر غیر نمازی نے آیت سجدہ سن لی تو اس سننے پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

نماز میں سجدۂ تلاوت بھول گیا تو کیا کرے؟

سوال: ایک آدمی نے نماز کے اندر آیت سجدہ پڑھا؛ مگر سجدہ کرنا بھول گیا، نماز کے اتمام کے بعد خیال آیا تو اب کیا کرے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اب سوائے توبہ و استغفار کے اس کا کوئی بدل نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴ر شوال المکرم ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

باب التراویح

تراویح میں بسم اللہ بالجہر کا مسئلہ

سوال: تراویح کی ہر سورۃ کے شروع میں بسم اللہ بالجہر کے بارے میں فتاویٰ رحیمیہ، محمودیہ، احسن الفتاویٰ، امداد الاحکام، خیر الفتاویٰ دیکھنے سے حنفی مذہب کے رو سے عدمِ جہر اولیٰ معلوم ہوتا ہے، اور یہاں ہر مسجد میں اس پر سالہا سال سے عمل ہو رہا ہے، ایک قاری صاحب فنِ تجوید کے ماہر ہونے کے زعم میں بسم اللہ بالجہر پر عمل کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں، اس پر یہاں سالہا سال سے عمل نہیں ہے، اس سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لوگوں میں انتشار ہونے کا خطرہ ہے، حضرت والا سے گذارش ہے کہ اس بارے میں جواب ارسال فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

یہ مسئلہ ہمارے اکابر کے فتاویٰ میں جن کا آپ نے ابھی اپنے سوال میں تذکرہ کیا ہے، تفصیل سے موجود ہے، اس لیے پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن جب آپ نے سوال کر ہی لیا ہے تو اکابر ہی کی عبارتوں سے جواب پیشِ خدمت ہے۔

حضرت مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: کہ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ بالجہر پڑھنا حتیٰ کہ اگر ایک رکعت میں متعدد سورتیں بالجہر پڑھے تو ان کے درمیان بالجہر پڑھنا خلافِ سنت ہے، اور ایسی صورت میں آہستہ بھی نہ پڑھے۔

(فتاویٰ محمودیہ ۱۶/ ۴۳۸، ۴۳۹)

آپ سے کیئے گئے اس سوال کہ ائمہ قرأت سے معتبر کتابوں میں جو کچھ منقول ہے اس پر عمل کرنا کیسا حکم رکھتا ہے؟ کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں ''ائمہ قرأت سے جو قواعد فنِ تجوید کی معتبر کتابوں میں منقول ہیں وہ معتبر اور معمول بہا ہیں، اگر نماز میں کوئی مسئلۂ قرأت مسئلۂ فقہ سے مقابل ہوگا تو اس صورت میں فقہ کی معتبر کتابوں پر عمل کیا جائے گا جیسا کہ بسم اللہ قبل السورۃ میں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۶/ ۴۴۰)

حضرت مولانا مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں ''خارجِ نماز قرآن کی تلاوت میں امام قرأت کے مسلک کا اتباع کیا جائے، اور نماز میں امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے مسلک کی پیروی کی جائے، تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک پوری نماز امام اعظم کے مسلک کے موافق پڑھی جائے، اور بسم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اللہ میں مخالفت کی جائے یہ مناسب نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۴/۳۸۰)

دارالعلوم دیوبند کے مفتیٔ اول حضرت مولانا مفتی عزیزالرحمن صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ نماز کے اندر حنفیہ کے نزدیک باتفاق بسم اللہ کو سراً پڑھنا چاہیے، اس میں حنفیہ میں سے کسی کا خلاف نہیں ہے، اور اطلاق صلوٰۃ شامل ہے نمازِ فرض اور نفل وتراویح وغیرہ کو، اور یہ بھی اس عبارت سے واضح ہوا کہ اتباعِ امام من القراء خارج صلوٰۃ میں ہے نہ صلوٰۃ میں، اور اس پر ہم نے اپنے اساتذۂ علماء احناف کو پایا ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم مدلل ومکمل ۴/۲۶۵)

امدادالفتاویٰ جلد اول ازص ۳۴۳ تا ۳۴۷ میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث موجود ہے، ملاحظہ فرمالیں۔ حضرت اقدس حکیم الامت علیہ الرحمہ فنِ تجوید کے بھی ماہر تھے، امدادالفتاویٰ میں فنِ تجوید کے کئی مسائل پر تحقیقی مباحث موجود ہیں، اور فن تجوید میں آپ کا رسالہ ''جمال القرآن'' ہمارے مدارس میں داخلِ نصاب ہے، اس کے باوجود آپ تراویح میں ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ جہراً پڑھنے کے قائل نہیں۔ اسی طرح حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (صاحب فتاویٰ رحیمیہ) بھی جیّد قاری تھے، ان کا فتویٰ بھی اوپر آچکا ہے۔ اور حضرت مفتی عزیزالرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ میں تو ہمارے اکابر کا عمل یہی لکھا ہے کہ وہ تراویح میں ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ جہراً پڑھتے نہیں تھے، ان تمام اکابر، فقہاء ومفتیان کے فتاویٰ اور عمل کے بعد بھی کوئی اپنے فن دانی کے زعم میں اس کے خلاف عمل کے لیے کہے تو خود لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ کس پر عمل کریں؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تراویح میں جہراً بسم اللہ پڑھنے نہ پڑھنے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام عاصم کا اتباع

سوال: تراویح میں بسملہ کا کیا حکم ہے؟ کیا اس کو ہر سورت کے شروع میں پڑھنا ضروری ہے یا کسی ایک سورت کے شروع میں؟ اگر ایک سورت کے شروع میں ہے، تو تراویح میں قرآن کا ختم جو سنت ہے اس پر عمل نہیں ہوگا، اس لیے کہ امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر سورت کے شروع میں بسملہ منقول ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ پورے قرآن کا جز ہے، اور اگر بسملہ پڑھے تو سراً پڑھے یا جہراً، اگر جہراً پڑھتے ہیں تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے خلاف ہوگا، اس لیے کہ وہ بالسر کے قائل ہیں، اور اگر سراً پڑھتے ہیں تو مقتدیوں کا قرآن ختم نہیں ہوتا۔

تو کیا نماز میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع ضروری ہے یا امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی؟ کیا ایسا عمل بھی ہے کہ دونوں کے قول پر عمل ہو جائے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: بسم اللہ کے باب میں ایک مسئلہ قراءت کے متعلق ہے، اور ایک مسئلہ فقہ کے متعلق، امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کا قول پہلے مسئلہ کی تحقیق ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول دوسرے مسئلہ کی تحقیق، حاصل مسئلہ اولی کا یہ ہے کہ گو بسم اللہ ہر سورت کا جز نہ ہو مگر باوجود عدم جزئیت روایۃً اس کا پڑھنا ہر سورت پر منقول ہے، پس اگر کوئی شخص ہر سورت پر نہ پڑھے تو اس کی قراءت اس روایت کے موافق

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہ ہوئی گو کوئی جز متروک نہ ہوا جب کہ کم از کم ایک سورت پر پڑھ لے۔اور دوسرے مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ گو روایۃً ہر سورت پر بسم اللہ منقول ہے لیکن ہر سورت کا جز نہیں ہے بلکہ جز مطلق قرآن کا ہے، اگر ایک جگہ بھی پڑھ لے تو قرآن پورا ختم ہو جائے گا، گو اس روایت کے موافق اس کی قراءت نہ ہو، پس امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں کوئی تخالف نہیں، کیوں کہ دونوں کی نفی اور اثبات کی حیثیتیں جدا جدا ہیں، اور حیثیات کے بدلنے سے تعارض جاتا رہتا ہے۔

یہ جب ہے کہ ہر سورت پر بسم اللہ نہ پڑھے اور اگر پڑھ لے تو شبہ کی گنجائش ہی نہیں اور امام صاحب کے بھی خلاف نہیں کیوں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تسمیہ کو ہر سورت پر ضروری نہیں کہتے، یہ نہیں کہ جائز نہیں کہتے، درمختار یا ردمختار میں ہر سورت پر تسمیہ کو حسن کہا ہے، رہا ہر جگہ پکار کر پڑھنا، یہ بلا شبہ احناف کے خلاف ہے اور امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ بھی جہر کو ضروری نہیں کہتے صرف تسمیہ کو ضروری کہتے ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ۱/ ۳۴۶، ۳۴۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ　　　　الجواب صحیح: عبدالقیوم راجکوٹی

تراویح میں ہر سورۃ کے شروع میں جہراً بسم اللہ پڑھنا

سوال: دو حافظ ساتھ میں نماز تراویح پڑھاتے ہیں، ایک حافظ بسم اللہ ہر سورۃ کے شروع میں بالجہر پڑھتا ہے (جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت سے اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے) اور یہ مذکور کتاب کا حوالہ بھی دیتا ہے کہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی تکمیل کے شوق میں ایسا کر سکتے ہیں، تو کیا وہ دوسروں کو بھی حکم کر سکتا ہے کہ تو بھی بالجہر پڑھ؛ تا کہ روایت ناقص نہ رہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر نماز میں کوئی مسئلہ قرأت، مسئلہ فقہ سے مقابل ہوگا تو اس صورت میں فقہ کی معتبر کتابوں پر عمل کیا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۴۸/۲)

اس لیے نہ خود پڑھے اور دوسرے کو بھی حکم نہ دے۔ فتاویٰ رحیمیہ ۳۸/۴ پر تفصیل دیکھئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/شعبان ۱۴۱۶ھ

ہر سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھنا چاہیے

سوال: سورۃ کی تسبیح پڑھتے وقت کیا ہر سورۃ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جی ہاں! ہر مرتبہ سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھ لیا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نابالغ بچہ (مراہق) تراویح میں لقمہ دے سکتا ہے؟

سوال: جو بچہ ابھی نابالغ ہے لیکن حافظ قرآن ہے، یہ بچہ اگر پاکی ناپاکی کا خیال رکھتے ہوئے امام کے ساتھ تراویح میں شریک ہو کر امام کو تراویح میں لقمہ دے تو امام کی نماز میں خلل آئے گا، یعنی نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

مراہق تراویح میں سامع کی ذمہ داری ادا کرسکتا ہے؛ بلکہ کوئی اور سامع نہ ہوتو اس کو پہلی صف میں بھی کھڑا کرسکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تراویح میں سورۂ ناس کے بعد دعائے ماثورہ پڑھنے سے نماز فاسد نہ ہوگی

سوال: اگر امام نے تراویح میں ختم قرآن کے وقت اخیری رکعت میں سورۂ ناس کے بعد متصلاً دعائے ماثورہ (دعاءِ ختم قرآن) لکھی ہوئی ہوتی ہے، یعنی اللھم اٰنس وحشتی فی قبری الخ کو پڑھا، پھر اس کے بعد متصلاً آلم ذلك الکتاب سے دوسری مرتبہ قرآن شریف شروع کرکے پہلا رکوع پورا کرکے رکوع میں گیا، تو کیا اس طرح پڑھنے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ختم قرآن کی جو صورت دریافت فرمائی ہے اس میں نماز فاسد نہ ہوگی، اس لیے کہ اللھم اٰنس وحشتی الخ والی دعاء ماثور ہے؛ البتہ نماز میں حالتِ قیام میں اس کو نہ پڑھنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

امام نے تراویح کی تین رکعت پڑھادی تو کیا حکم ہے؟

سوال: تراویح کی نماز امام نے بھول کر تین رکعت پڑھادی مگر مقتدی حضرات نے مسجد سے نکلنے پر امام کو بتلایا، اب امام کو کیا کرنا چاہیے؟ کیا دوسرے دن دو رکعت دہرانی ضروری ہے یا نہیں؟ اسی طرح جو قرآن تین رکعت میں پڑھا ہے اس کو دہرانا چاہیے یا مکمل بیس رکعت میں پڑھا ہوا دہرانا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا ہے تو تراویح کا یہ دوگانہ معتبر نہ ہوگا، اور جو قرآن پڑھا گیا ہے اس کا لوٹانا بھی ضروری۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۴/۴۲۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، یکم صفر المظفر ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

تراویح میں اگر ایک ہی رکعت پڑھی تو اس میں پڑھا ہوا قرآن دہرایا جائے

سوال: تراویح میں غلطی سے دو رکعت کے بجائے ایک ہی رکعت ہوئی، اور اس میں دو تین رکوع پڑھ لیے، پھر نماز نہ ہونے کی وجہ سے دو رکعتیں امام صاحب نے دہرائی؛ مگر ایک رکعت میں پڑھا ہوا قرآن دہرایا نہیں، تو کیا دہرانا لازم ہے اور نہ دہرانے کی صورت میں قرآن ناقص رہے گا؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں قرآن مجید کی وہ مقدار بھی لوٹانی پڑے گی، جو ایک رکعت میں پڑھی تھی، ورنہ قرآن مجید ناقص رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

رمضان میں عشاء انفراداً پڑھنے والا وتر کی نماز جماعت سے پڑھ سکتا ہے

سوال: اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں عشاء کی نماز انفراداً پڑھنے کے بعد تراویح میں شامل ہو گیا، تو وہ آدمی وتر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے یا بغیر جماعت کے، اگر جماعت کے ساتھ پڑھ لی تو آیا اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

وتر مستقل نماز ہے عشاء کے تابع نہیں ہے، اس لیے فرض انفراداً پڑھنے کی صورت میں بھی وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ۴/ ۱۵۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تراویح میں ختمِ قرآن کے بعد کیا پڑھنا افضل ہے؟

سوال: تراویح میں ختم قرآن کے بعد بقیہ ایام تراویح میں سورۂ رحمن پڑھنا اس طرح کہ چند آیتیں ہر رکعت میں پڑھی جائیں افضل ہے یا مکمل سورت ہر رکعت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں مثلاً: الم تر کیف سے آخر قرآن تک پڑھنا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ہر رکعت میں مکمل سورت پڑھنا افضل ہے، اور اگر ہر رکعت میں چند آیتیں پڑھ لی، تو یہ بھی بلا کراہت جائز ہے۔ (کبیری ص ۴۹۳ و ۴۰۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تراویح علاحدہ پڑھنے کی صورت میں عشاء کی نماز مسجد میں باجماعت پڑھنا ضروری ہے

سوال: رمضان کی تراویح کے سلسلہ میں فتاویٰ کی روشنی میں اتنی تو گنجائش معلوم ہوتی ہے، کہ محلہ کی مسجد چھوڑ کر ایک دوسری جماعت الگ سے بنالی جائے؛ تاکہ زیادہ سے زیادہ حفاظِ کرام کو قرآن سنانے کا موقع مل سکے؛ لیکن اس کے ساتھ مفتیانِ کرام یہ بھی شرط لگاتے ہیں کہ عشاء کی فرض نماز باجماعت مسجد ہی میں سب ادا کریں، اس کے بعد تراویح کی دوسری جماعت کرنے والے چاہیں تو مسجد سے الگ دوسری جگہ اپنی جماعت کرلیں، اس سلسلہ میں آں جناب کی رائے معلوم ہوجاوے کہ واقعی عشاء کی نماز سب کو مسجد ہی میں پڑھنی ہوگی یا اس میں کوئی گنجائش بھی ہے کہ جہاں تراویح سنانا ہو وہاں عشاء پڑھی جاسکے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

عن عبداللہ قال: من سرہ ان یلقی اللہ تعالیٰ غدا مسلما فلیحافظ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

على هؤلاء الصلوات حيث ينادى بهن، فانّ الله شرع لنبيكم سنن الهدىٰ، وانهن من سنن الهدى، ولو انكم صليتم فى بيوتكم كما يصلى هذا المتخلف فى بيته لتركتم سنة نبيكم، ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم، وما من رجل يتطهر فيحسن الطهور ثم يعمد الى مسجد من هذه المساجد الا كتب الله له بكل خطوة يخطوها حسنة، ويرفعه بها درجة، ويحط عنه بها سيئة ولقد رأيتنا وما يتخلف عنها الا منافق معلوم النفاق، ولقد كان الرجل يؤتى بها يهادى بين الرجلين حتى يقام فى الصف (مسلم شريف مع فتح الملهم ۲/۲۲۲)

الجماعة سنة مؤكدة للرجال، قال الزاهدى: ارادوا بالتاكيد الوجوب وقيل واجبة، وعليه العامة اى عامة مشائخنا، وبه جزم فى التحفة وغيرها، قال فى البحر: وهو الراجح عند اهل المذهب (در مختار على هامش الشامى)قوله قال فى البحر الخ، وقال فى النهر: هو اعدل الاقوال واقواها.

(شامى ۱/۴۱۰)

قرونِ مشہود لھا بالخیر بلکہ اس کے بعد بھی اسلافِ امت میں غیر مساجد میں بدون عذر اقامت جماعت بالخصوص علی سبیل العادۃ کی کوئی نظیر نہیں ملتی، صرف یقینی منافق اور شدید مریض ہی جماعت سے پیچھے رہتے تھے، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں گذرا...... غرضیکہ احادیث صحیحہ اور اسلاف امت کے تعامل اور عبارات فقہاء رحمۃ اللہ علیہم سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ضروری ہے؛ البتہ معذورین مستثنیٰ ہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۳/ ۲۷۲، ۲۷۳)

احقر کے نزدیک بھی گھر میں تراویح کی جماعت کرنے والوں کے لیے ضروری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے کہ عشاء کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

امام کو لقمہ دینے میں جلدی کرنا کسے کہتے ہیں؟

سوال: اکثر حفاظ تراویح کی نماز میں لقمہ دینے میں جلد بازی کرتا ہے، کبھی تو امام صاحب پڑھتا ہے لقمہ دیتے ہیں، آیت پوری کرنے نہیں دیتے، مثلاً: تیسرے پارہ کی تلاوت حفاظ کر رہے ہیں ﴿یأیها الذین اٰمنوا أنفقوا مما رزقنکم من قبل أن یأتي یوم لا بیع فیه﴾ پڑھنے کے بہ جائے ﴿یأیها الذین اٰمنوا انفقوا من طیبٰت ما کسبتم﴾ یہیں تک پڑھا، آیت پوری نہیں کی، فوراً لقمہ دیا، مطلب کہ امام کو سوچنے کا موقع نہیں دیتا؛ لہٰذا صحیح طریقہ لقمہ دینے کا جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جب امام نے ﴿یأیها الذین اٰمنوا أنفقوا ممارزقنکم﴾ پڑھنے کے بجائے ﴿من طیبٰت ما کسبتم﴾ پڑھا، تو یہ بات طے ہوگئی کہ امام غلط رخ پر پڑ گیا، اب وہ اپنی اس غلطی میں مزید آگے بڑھے اس سے بچانے کے لیے سامع لقمہ دے تو اس میں کیا حرج ہے!۔

بہر حال مسئولہ صورت میں لقمہ دینے والے نے جلد بازی سے کام لیا یہ کہنا درست نہیں، جہاں بھی امام کا غلط پڑھنا متعین ہوجائے تراویح میں لقمہ دیا جاسکتا ہے؛ البتہ فرائض میں جس دوسری آیت کو پڑھ رہا ہے وہ صحیح ہے، تو عجلت سے کام نہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

تراویح پڑھانے کے معاوضہ کا مصرف

سوال: زید نے ایک گاؤں میں تراویح پڑھائی، اجرت لینے کا ارادہ بالکل نہیں تھا، اس کے باوجود بھی گاؤں والوں نے ایک ایک آدمی کے پاس سے وصول کر کے ۱۲۰۰/ روپیہ اجرت دی، زید نے وہ رقم ابھی تک استعمال نہیں کی، آیا وہ کسی غریب کو یا تعمیر مسجد میں دے سکتے ہیں؟ مذکورہ بالا مصرف کے علاوہ اور کون سا مصرف ہوسکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

چوں کہ تراویح پڑھانے والے کو لوگ ہدیہ کے نام سے بھی تراویح پڑھانے کی وجہ سے دیتے ہیں، جو درحقیقت ہدیہ نہیں؛ بلکہ معاوضہ ہے، اور تراویح میں قرآن پاک سنانے پر اجرت و معاوضہ لینا جائز نہیں ہے؛ اس لیے زید کو چاہیے کہ یہ رقم اس کے دینے والوں ہی کو واپس کرے، کسی غریب کو دینے یا تعمیر مسجد میں لگانے سے اس کا ذمہ بری نہیں ہوگا؛ بلکہ ایسی رقم تعمیر مسجد میں لگانا حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۱۰/ شوال ۱۴۱۹ھ

تراویح پڑھانے والے کا ہدیہ لینا

سوال: ایک حافظ صاحب کسی مدرسہ میں مدرس ہیں اور اسی مدرسہ کی مسجد میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

امامت بھی کروا رہے ہیں ماہ رمضان کی تراویح میں ختم قرآن پر بہ طور ہدیہ جو روپیے دیے جاتے ہیں ان روپیوں کا حافظ صاحب کے لیے لینا کیسا ہے اور جواز کی کوئی شکل ہے یا نہیں اگر ہو تو تحریر کیجیے اور شرعی اعتبار سے اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

تراویح میں قرآن سنانے پر حافظ کو جو رقم ہدیہ کے نام سے ملتی ہے وہ قاعدۂ فقہیہ المعروف کالمشروط کے مطابق ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

تراویح کی اجرت لوٹانے کا طریقہ

سوال: کوئی حافظ قرآن رمضان میں تراویح سنائے اور اس تراویح سنانے پر اجرت لی؛ لیکن بعد میں اس کو اپنی اس حماقت پر افسوس ہوا، اور وہ اس کی تلافی چاہتا ہے۔ کوئی حافظ تراویح سنائے اور ایک بھی نماز اپنے ذمہ نہ لے، اور وہ خود بھی کوئی نماز نہ پڑھائے، اور فرض کرو کہ وہ اس حال میں پہنچا کہ تراویح سنانے کو وہاں پر کوئی امام نہ تھا، اور اس نے مہینہ بھر امامت بھی کی؛ لیکن اس کا دل تراویح کی اجرت میں اٹکا رہا۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہاں پر پہنچنے کے بعد متولی نے یا ذمہ دار لوگوں نے اس کو کرایہ بھی دیا تراویح سنانے پر، چاہے وہ حق دار تھا یا نہ تھا؛ لیکن اس نے کرایہ لے لیا، مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ: تراویح یا کرایہ کا پیسہ واپس کرنا چاہتا ہے، تو اس صورت میں یہ پیسہ واپس کرنا بہت مشکل ہے؛ کیوں کہ جو چندہ حافظ صاحب کے لیے جمع کیا جاتا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے تو ہر انسان اپنی حیثیت کے مطابق چندہ لکھاتا ہے یا دے دیتا ہے، تو اس صورت میں ہر انسان کو تلاش کرنا یہ روپیے واپس کرنا بہت مشکل ہے، اس صورت میں اگر جتنے سال تک تراویح سنایا ہے ان سب لوگوں کا پیسہ واپس کرنا ہے تو اس گاؤں کی مسجد میں ادا کرنا پڑے گا، یا کسی ایک مسجد یا جو اس پیسہ کا مصرف ہو وہاں ادا کرنا پڑے گا؟ یا جتنے سال تک تراویح سنایا ہے ان تمام تراویح کا پیسہ مکمل حساب کر کے کسی ایک جگہ جو اس کا مصرف ہو وہاں ادا کر سکتے ہیں کہ نہیں؟ اس پیسہ کو واپس کرنے کی کوئی راہ نکل سکتی ہے کہ نہیں؟ اور کس طریقہ سے؟ اور اس پیسہ کو واپس کرتے وقت نیت کیا کرنی ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

لوگوں نے آپس میں چندہ کر کے وہ رقم آپ کے حوالے کی تھی، اس کے لیے کسی ایک آدمی کو درمیان میں واسطہ بنایا ہوگا، جیسا کہ دستور ہے کہ عموماً مسجد کا متولی یا اَور کوئی ذمہ دار آدمی لوگوں سے جمع کرتا ہے، اور وہ تراویح پڑھانے والے کو دیتا ہے، اب آپ جب وہ رقم لوٹائیں تو اس کے ہاتھ میں دے دیں، آپ کا ذمہ بری ہو جاوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

تراویح کا ہدیہ جبراً

سوال: تراویح پڑھانے پر اجرت لینا صحیح نہیں ہے، اسی طرح سے ہدیہ بھی صحیح نہیں ہے، تراویح پڑھانے والے نے کہہ دیا کہ: میں ہدیہ قبول نہ کروں گا؛ لیکن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جب تراویح ختم ہوگئی اور مسجد والے جبراً ہدیہ دیوے، تو اس کو لے کر اپنی ضروریات میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ کوئی شرعی اکراہ نہیں ہے، اس کو قبول نہ کرے، اپنے ہاتھ میں نہ لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

تراویح پر ہدیہ لینا

سوال: تراویح پڑھانے والے کو مقتدی حضرات ہدیہ کے نام پر کچھ رقم دیتے ہیں، تو اس کا لینا کیا درست ہے؟ اور اگر تراویح پڑھانے والا باقاعدہ اس مسجد کا امام ہے، اس کو لوگ ہدیہ کے نام سے رقم دیں تو کیا وہ لے سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فقہاء نے "المعروف کالمشروط" والے قاعدہ کے پیش نظر تراویح پڑھانے والے کو ہدیہ کے نام سے دی جانے والی رقم کو بھی لینے کی اجازت نہیں دی، پنج وقتہ نمازوں کا امام اگر تراویح پڑھاتا ہے، اور اس کو بھی تراویح کی وجہ سے ہدیہ میں کچھ پیش کیا جارہا ہے تو نہیں لینا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تراویح پر معاوضہ اور حیلہ

سوال: رمضان المبارک کے مہینہ میں تراویح پڑھانے کے لیے حافظ صاحب کا انتظام کیا جاتا ہے، انتظام کرتے وقت حافظ صاحب سے پورے مہینے کی تراویح پڑھانے کا معاوضہ طے کیا جاتا ہے، پھر پورے مہینہ کی تراویح پڑھانے کے بعد حافظ صاحب کو تراویح پڑھانے کے بدلہ میں روپئے، کپڑے وغیرہ دیے جاتے ہیں، یا پھر پورے مہینہ میں بیانات اور تقاریر کرنے کے بدلہ میں روپئے دیے جاتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

بے شک تراویح میں اجرت لینا دینا ناجائز ہے، لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں، اس سے اچھا یہ ہے کہ "الم ترکیف" سے تراویح پڑھی جائے، لوجہ اللہ پڑھنا اور لوجہ اللہ امداد کرنا جائز ہے؛ مگر اس زمانہ میں یہ کہاں ہے؟ ایک مرتبہ پیسے نہ دیئے جائیں تو حافظ صاحب دوسری مرتبہ نہیں آئیں گے، تو اب للہ کہاں رہا؟

اصل مسئلہ یہی ہے، مگر وہ مشکلات بھی نظر انداز نہ ہونی چاہیے، جو ہر سال اور تقریباً ہر ایک مسجد کے نمازیوں کو پیش آتی ہیں، اس بناء پر قابل عمل شکل یہ ہے کہ جہاں لوجہ اللہ تراویح پڑھانے والا حافظ نہ ملے، وہاں تراویح پڑھانے والے کو ماہِ رمضان کے لیے نائب امام بنایا جائے اور اس کے ذمہ ایک یا دو نماز سپرد کر دی جائے، تو مذکورہ حیلہ سے تنخواہ لینا دینا جائز ہو جائے گا؛ کیوں کہ امامت کی اجرت کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ (از فتاوی رحیمیہ ۱/۳۴۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴/ رجب المرجب ۱۴۱۱ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تراویح پر اجرت کا حیلہ

سوال: رمضان المبارک میں معمول سا بن گیا ہے کہ تراویح کی نماز میں قرآن پڑھنے والے حفاظ کو رقم پیش کی جاتی ہے یا حفاظ صاحب خود طے کرتے ہیں، اگر قرآن کے پڑھنے سے رقم کمائی جانے پر پابندی لگائی جائے، تو وسیع پیانے پہ ایک عظیم کارِ خیر میں حد درجہ کی کمی واقع نہ ہو جائے گی؟ شریعت اس سلسلہ میں کیا فیصلہ سناتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اجرت پر قرآن شریف پڑھنا درست نہیں ہے، اور اس میں ثواب (بھی) نہیں ہے، اور بحکم ''المعروف کالمشروط'' جس کی نیت لینے دینے کی ہے، وہ بھی اجرت کے حکم میں ہے اور ناجائز ہے، اس حالت میں صرف تراویح پڑھنا اور اجرت کا قرآن شریف نہ سننا بہتر ہے اور صرف تراویح ادا کر لینے سے قیام رمضان کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ (فتاویٰ دار العلوم ۴/۲۴۶ بحوالہ رد المحتار ۱/۶۸۷، مسائل تراویح ۲۷)

اصل مسئلہ یہی ہے، مگر وہ مشکلات بھی نظر انداز نہ ہونی چاہیے جو ہر سال اور تقریباً ہر ایک مسجد کے نمازیوں کو پیش آتی ہیں، اس بناء پر قابل عمل شکل یہ ہے کہ جہاں لوجہ اللہ تراویح پڑھانے والا حافظ نہ ملے، وہاں تراویح پڑھانے والے کو ماہِ رمضان کے لیے نائب امام بنایا جائے اور اس کے ذمہ ایک یا دو نماز سپرد کر دی جائے، تو مذکورہ حیلہ سے تنخواہ لینا دینا جائز ہو جائے گا؛ کیوں کہ امامت کی اجرت کو جائز قرار دیا ہے۔ (از فتاوی رحیمیہ ۱/۳۴۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ　　کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/رجب ۱۴۰۹ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تراویح پر اجرت

سوال: ہمارے یہاں (کولہاپور) میں اکثر و بیشتر دوسری جگہوں سے حافظ تراویح پڑھانے کے لیے تشریف لاتے ہیں اور وہ اپنی طرف سے کوئی اجرت وغیرہ مقرر کرتے نہیں؛ البتہ مسجد کے ذمہ داران حضرات کی طرف سے دوسرے عشرہ سے ستائیسویں شب کے چندہ کے نام سے ان کے چندے کا اعلان ہوتا ہے اور یہ اعلان مسلسل ستائیسویں تک جاری رہتا ہے اور یہ جمع شدہ چندہ حافظ صاحب، امام صاحب، مؤذن صاحب تینوں کے درمیان تقسیم کر دیا جاتا ہے، تو اس سلسلہ میں ہمارے وہاں ایک قاری صاحب (عالم ہیں یا نہیں وہ معلوم نہیں) نے یہ اعلان کروایا کہ ان حافظوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، تو کیا یہ صحیح ہے کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی؟ اور ان کے لیے چندہ جمع کرنا کیسا ہے؟ اور اگر صحیح نہیں، تو پھر ان کو پیسے دینے کی کیا شکل ہو سکتی ہے؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اصل حکم تو یہی ہے کہ طاعات پر اجرت لینا دینا ناجائز ہے، مگر متأخرین نے بقاءِ دین کی ضرورت کو ملحوظ رکھ کر تعلیمِ قرآن، امامت، اذان وغیرہ چند چیزوں پر اجرت لینے دینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، جن چیزوں کو مستثنیٰ کیا ہے، جواز کا حکم ان ہی میں منحصر رہے گا، تراویح مستثنیٰ کردہ چیزوں میں نہیں ہے، اس لیے اصل مذہب کی بنیاد پر تراویح پر اجرت لینا دینا ناجائز ہی رہے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۴/۴۲۲)

بے شک تراویح پر اجرت لینا دینا ناجائز ہے، لینے والا اور دینے والا دونوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

گنہگار ہوتے ہیں، اس سے اچھا یہ ہے کہ الم ترکیف سے تراویح پڑھی جائے، لوجہ اللہ پڑھنا اور لوجہ اللہ امداد کرنا جائز ہے، مگر اس زمانہ میں یہ کہاں ہے؟ ایک مرتبہ پیسے نہ دیئے جائیں تو حافظ صاحب دوسری دفعہ نہیں آئیں گے، تو اب للہ کہاں رہا؟ اصل مسئلہ یہی ہے مگر وہ مشکلات بھی نظر انداز نہ ہونی چاہیے، جو ہر سال اور تقریباً ہر ایک مسجد کے نمازیوں کو پیش آتی ہیں، قابلِ عمل حل یہ ہے کہ جہاں لوجہ اللہ تراویح پڑھانے والا حافظ نہ ملے، وہاں تراویح پڑھانے والے کو ماہِ رمضان کے لیے نائب امام بنایا جائے اور اس کے ذمہ ایک یا دو نماز سپرد کردی جائے، تو مذکورہ حیلہ سے تنخواہ لینا جائز ہوگا، کیوں کہ امامت کی اجرت کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ (از فتاوی رحیمیہ ۱/ ۳۴۹)

البتہ یہ ضروری ہے کہ اس صورت میں تنخواہ کی مقدار متعین کردی جائے؛ تاکہ امامت کی اجرت مجہول نہ رہے، باقی تراویح میں قرآن خوانی پر اجرت طے کردی گئی ہو، تب بھی ناجائز ہے اور اگر بغیر طے کئے دی جاتی ہے تو اس میں دو گناہ ہیں: ایک قرآن پر اجرت کا گناہ۔ اور دوسرا جہالت اجرت کا گناہ۔ (احسن الفتاویٰ ۳/ ۵۱۴)

اور اس طرح سننے اور سنانے والے سب سخت گنہگار اور فاسق ہیں اور ایسے قاری کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (احسن الفتاوی ۳/ ۵۱۵)

فرائض میں فاسق کی امامت کا یہ حکم ہے کہ اگر صالح امام میسر نہ ہو، یا فاسق امام کو ہٹانے کی قدرت نہ ہو، تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھ لی جائے، ترکِ جماعت جائز نہیں؛ مگر تراویح کا حکم یہ ہے کہ کسی حال میں بھی فاسق کی اقتداء میں جائز نہیں، اگر صالح حافظ ملے، تو چھوٹی سورتوں سے تراویح پڑھ لی جائے، اگر محلہ کی مسجد میں ایسا حافظ تراویح پڑھائے، تو فرض مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرکے تراویح الگ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مکان میں پڑھیں۔(احسن الفتاویٰ ۳/ ۵۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تراویح پر اجرت اور حیلہ

سوال: حفاظ کرام کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو دائمی امام ہیں۔ دوسرے وہ جو نہ دائمی امام ہیں، نہ عارضی ہیں؛ بلکہ تنہا تراویح اس کے ذمہ ہے، آیا ان تمام حضرات کے لیے اجرت حرام ہے یا کہ کوئی ایسی شکل ہے جس میں اجرت لینا درست ہے، مثلاً: ہمارے علاقہ مہاراشٹر میں کثرت سے حفاظ یوپی، بہار، گجرات وغیرہ سے خالص رمضان شریف میں تراویح سنانے کے لیے آتے ہیں اور ان کے ذمہ چند فرض نمازیں بھی کردی جائے تو کیا ان کے لیے اجرت ماہ مبارک میں لینا جائز ہے یا کہ نہیں ہے؟

جس صورت میں اجرت لینا ناجائز ہے تو کیا اس طرح اجرت دے کر پڑھی ہوئی تراویح فاسد ہوگی یا نہیں؟ اس کا اعادہ واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر بلا کسی اجرت کے مقرر کردیں، کوئی قرآن سنائے اور بغیر اعلان واظہار کے لوگ اس حافظ کو اپنی ذاتی طور پر ہر شخص بلا تعیین کچھ ہدیہ دے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور بعض جہلاء نے ایسے حافظ کے پیچھے نماز اور تراویح پڑھنے سے انکار، کیا جس کی اجرت مقرر نہ کی گئی ہو، اور ایک ہی مسجد میں علاحدہ علاحدہ ایک اوپر اور ایک نیچے جماعت تراویح شروع کیا، ان حضرات کا یہ فعل کیسا ہے؟۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

بے شک تراویح میں اجرت لینا دینا ناجائز ہے، لینے والا اور دینے والا دونوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

گنہگار ہوتے ہیں، اس سے اچھا یہ ہے کہ الم ترکیف سے تراویح پڑھی جائے، لوجہ اللہ پڑھنا اور لوجہ اللہ امداد کرنا جائز ہے؛ مگر اس زمانہ میں یہ کہاں ہے؟ ایک مرتبہ پیسے نہ دیے جائیں تو حافظ صاحب دوسری دفعہ نہیں آئیں گے، تو اب للہ کہاں رہا؟ اصل مسئلہ یہی ہے؛ مگر وہ مشکلات بھی نظر انداز نہ ہونی چاہیے، جو ہر سال اور تقریباً ہر ایک مسجد میں کے نمازیوں کو پیش آتی ہیں، اس بنا پر ایک قابل عمل شکل یہ ہے کہ جہاں لوجہ اللہ تراویح خواں حافظ نہ ملے، وہاں تراویح پڑھانے والے کو ماہ رمضان کے لیے نائب امام بنایا جائے اور اس کے ذمہ ایک یا دو نماز سپرد کی جائے، تو اس مذکور حیلہ سے تنخواہ لینا دینا جائز ہو جائے گا؛ کیوں کہ امامت کی اجرت کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی ہے:

اگر رمضان المبارک کے مہینہ کے لیے حافظ کو تنخواہ پر رکھ لیا جائے اور ایک دو نمازوں میں اس کی امامت معین (مقرر) کردی جائے، تو یہ صورت جواز کی ہے؛ کیوں کہ امامت کی اجرت (تنخواہ) کی فقہاء نے اجازت دی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی ۲۷/ شعبان ۱۳۰۷ھ۔

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مفتی مظاہر علوم فرماتے ہیں:

اصل مذہب تو عدم جواز کا ہی ہے؛ لیکن حالت مذکورہ میں حیلۂ مذکور کی گنجائش ہے۔ محمود گنگوہی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ۵/ شعبان ۱۳۰۷ھ (از فتاویٰ رحیمیہ ۱/ ۳۴۹، ۳۵۰)

تراویح کے لیے اجرت لینا اور دینا گناہ ہے؛ لیکن اس سے تراویح فاسد نہیں ہوتی؛ البتہ تالی اور سامع ثواب سے محروم رہتے ہیں، اگر ان حافظ صاحب کو معلوم ہے کہ ان کو قرآن شریف سنانے پر کچھ روپیہ ملے گا اور لینا دینا معروف ہے، تو ان حافظ صاحب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کو کچھ لینا قرآن شریف ختم کر کے درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم مکمل مدلل ۴/ ۲۶۴)

جن حضرات نے سوال میں مذکور علت کی بناء پر ایک ہی مسجد میں تراویح کی دوسری جماعت کی، ان کا یہ فعل شرعاً درست نہیں ہے، جہالت کی بات ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تراویح پڑھانے والے کے لیے چندہ

سوال: ایک شکل یہ بھی ہے کہ یہ مسجد میں باقاعدہ نظم وضبط کے ساتھ اعلان بھی کیا جاتا کہ ۲۷/ ستائیس شب کا چندہ باقاعدہ ہر مقتدی سے وصول کیا جاتا ہے، اس چندہ میں سے مسجد کے تمام اخراجات کے ساتھ ساتھ قرآن سنانے والے حافظ کو بھی اجرت اور مؤذن اور دائمی امام کو بھی دیا جاتا ہے، اس کی صورت جائز ہے یا ناجائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مسجد کے اخراجات اور امام ومؤذن کی تنخواہ کے لیے چندہ کیا جائے اور مصلی حضرات بخوشی چندہ دیتے ہوں اور چندہ جبراً وصول نہ کیا جاتا ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔

(ماخوذ از فتاویٰ رحیمیہ ۴/ ۲۲۷)

البتہ تراویح میں قرآن سنانے والے حفاظ کو اجرت دینا جائز نہیں ہے، اس لیے اس مقصد سے چندہ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۳/ شوال ۱۴۱۰ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تراویح میں سامع ضروری نہیں

سوال: نمازِ تراویح میں جو حافظ قرآن پاک سناتا ہے، اس کے پیچھے اگر سامع نہ ہو، تو کیا حکم ہے آیا سامع کا ہونا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر پڑھنے والے کا حفظ پختہ ہے، تو سامع ضروری نہیں۔ (احسن الفتاوی ۳/۵۲۱)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹/شوال المکرم ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

تراویح کی تین رکعت پڑھادی

سوال: تراویح کی دو کی بجائے امام نے تین رکعت پڑھی، اور سجدہ سہو کیا تو دوبارہ دو رکعت تو پڑھے گا؛ لیکن وہ مقدارِ قرآن جو اس نے ان دو رکعتوں میں پڑھا ہے، کیا اسے دوبارہ پڑھنا پڑھے گا یا اس سے آگے پڑھے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر دوسری رکعت پر قعدہ کئے بغیر تیسری کے لیے کھڑا ہو گیا تھا، اور تیسری پر قعدہ کر کے سلام پھیرا تو تراویح کی وہ دو رکعت معتبر نہ ہوئی، اعادہ ضروری ہے، اور جو قرآن اس میں پڑھا گیا ہے اس کا لوٹانا بھی ضروری ہے۔ (بحوالہ رد المحتار، فتاویٰ رحیمیہ ۴/۲۲۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تراویح میں نابالغ کی امامت

(سوال): ایک بچے کے ۲۲/ پارے ہو گئے ہیں، اور ۱۲/ سال کی عمر ہے، تیرھویں سال میں چل رہا ہے اور قد بہت چھوٹا ہے، یعنی گِڈّا ہے، یہ رمضان المبارک میں تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

تیرہ سال کا بچہ اگر اس کو احتلام وانزال نہیں ہوا ہے تو نابالغ ہے، اور نابالغ کے پیچھے بالغ کی نماز درست نہیں ہوتی، اس لیے وہ تراویح میں امامت نہیں کرا سکتا؛ البتہ اگر اس کو انزال ہو چکا ہے، تو وہ بالغ ہے، اس صورت میں وہ تراویح میں بھی امام بن سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

چودہ سالہ حافظ کی اقتداء میں تراویح

(سوال): نماز عشاء شافعی مسلک والے شخص نے پڑھائی، تراویح چودہ سالہ حافظ نے پڑھائی، اور وتر کی نماز پندرھواں سال شروع ہے ایسے حافظ نے پڑھائی، یہ درست ہے یا نہیں؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

جس چودہ سالہ حافظ نے تراویح پڑھائی، اگر وہ نابالغ تھا (یعنی علامت بلوغ اس میں ظاہر نہیں ہوئی تھی) تو وہ تراویح درست نہیں ہوئی، اور اگر اس میں کوئی علامت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بلوغ ظاہر ہو چکی تھی، (مثلاً انزال واحتلام ہو گیا تھا) تو تراویح درست ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تراویح میں امام حنفی ہو یا شافعی؟

سوال: حنفی مسلک کے مسلمان جس بستی میں ہیں، وہاں پر تراویح کے لیے حنفی مسلک کا حافظ یا شافعی مسلک کا حافظ ان دونوں میں کونسا بہتر ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جب حافظ حنفی میسر ہے، تو اس کو بڑھایا جائے۔

أن الإقتداء بالمخالف المراعی فی الفرائض أفضل من الإنفراد، إذ لم یجد غیره؛ وإلا فالإقتداء بالموافق أفضل (شامی ۱/ ٤١٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تراویح مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ پڑھنا

سوال: بہت سے لوگ رمضان المبارک میں عشاء کی نماز اور تراویح دکان پر کمپاؤنڈ میں گیرج میں اور مکان کی چھت پر پڑھتے ہیں مسجدوں کے ہوتے ہوئے، یہ جائز ہے؟ جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی میں آخری سانس تک مسجد میں جا کر جماعت سے نماز ادا کی ہے، اس کو واضح فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

تراویح کی نماز میدان میں یا مسجد کے علاوہ دوسری جگہ میں بھی باجماعت پڑھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جاسکتی ہے؛ البتہ عشاء کے فرض مسجد میں ادا کرنے کا اہتمام ہونا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ شوال المکرم ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

شبینہ ممنوع ہے

سوال: شبینہ مائک پر پڑھنا جائز ہے؟ پڑھنے والا اور سننے والے دونوں بیٹھے رہتے ہیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

مروجہ شبینہ میں بہت سی ایسی باتیں شامل ہوچکی ہیں جن کی وجہ سے یہ ممنوع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تراویح کی جماعت کا ثبوت

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تراویح جماعت سے نہیں پڑھی تو تراویح جماعت سے پڑھنا کیسے مشروع ہوئی؟ واضح فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

تین رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جماعت سے پڑھی ہے پھر وجوب کے اندیشہ سے ترک فرمادیا، بعد میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک ہی مسجد میں متعدد تراویح کا حکم

سوال: جامع مسجد میں اعلان یہ ہوا کہ نیچے کی منزل میں سوا پارہ تراویح میں پڑھا جائے گا، دوسری منزل میں ساڑھے تین پارہ تراویح میں دوسرے حافظ اسی وقت میں سنائیں گے، آیا ایک ہی وقت میں دو حافظ دو منازل میں علاحدہ علاحدہ قرآن شریف نماز تراویح میں سنا سکتے ہیں یا نہیں؟

کیا ایک حافظ کے پیچھے ایک جماعت مسجد میں ہو رہی ہو تو اسی وقت میں مسجد کے صحن میں دوسرے حافظ کے پیچھے دوسری جماعت ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

مسجد میں جماعت کا تعدد مکروہ ہے، اور اس کا عموم جماعت تراویح کو بھی شامل ہے، لہٰذا یہ بھی مکروہ ہے، خواہ ایک ہی وقت میں تراویح کی متعدد جماعتیں ہوں یا مختلف اوقات میں ہوں۔ (احسن الفتاوی ۳/۵۲۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

عشاء میں تراویح کا مخصوص الفاظ میں اعلان کرنا

بعد تراویح پانی پر دم کر کے تبرک حاصل کرنا

سوال: (۱) ہمارے یہاں مسجد میں بہت پہلے سے ماہ رمضان میں عشاء کی اذان سے قبل "الصلاۃ سنۃ التراویح رحمکم اللہ الصلاۃ" تین دفعہ مؤذن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لاؤڈ اسپیکر میں پکارتا ہے اور عشاء کی اداء فرض کے بعد یہی الفاظ پہلے مؤذن باآواز بلند پکارتا ہے، پھر لوگ تراویح کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور پھر بعد تراویح کے "الصلاۃ واجب الوتر رحمکم اللہ الصلوٰۃ" مؤذن پکارتا ہے، پھر لوگ وتر کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، کیا ان الفاظ کا ثبوت احادیث نبوی سے ملتا ہے اور کیا یہ مسنون ہے یا بدعت محض ہے؟

(۲) اسی طرح ماہ رمضان میں ۲۳ رکی شب کو تراویح اور وتر سے فراغت کے بعد امام صاحب عنکبوت اور سورۂ روم کی تلاوت باآواز بلند لاؤڈ اسپیکر پر کرتے ہیں پھر اختتام تلاوت کے بعد پانی پر امام صاحب دم کرتے ہیں اور سبھی لوگ اس کو تبرک سمجھ کر پینے کے لیے ٹوٹ پڑتے ہیں، کیا ان دونوں سورتوں کو ماہ رمضان کی ۲۳ / شب کو پڑھنا درست ہے اور یہ طریقہ جو رائج ہے، مسنون ہے یا محض بدعت ہے؟ برائے کرم دونوں مسئلوں کا جواب دلائل کے ساتھ مفصل عنایت فرمائیں۔

نوٹ: امام صاحب کے انکار پر ذمہ داران مسجد امام صاحب کو زجر و توبیخ کرتے ہیں اور ان کو ان افعال کے کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

(۱) خیر القرون میں عرب و عجم میں کثیر تعداد میں جہلاء اور نو مسلم ہونے کے باوجود سلف صالحین سے ایسا اعلان ثابت نہیں؛ حالاں کہ وہ حضرات اسلامی اعمال کی تبلیغ میں نہایت چست اور عبادت کی درستگی میں بڑے حریص تھے، فقہاء نے بھی اس طرح کے اعلان کی ہدایت نہیں کی ہے، اگر ضرورت ہوتی تو ضرور تاکید فرماتے جیسے مسافر امام کو خصوصی تاکید فرمائی ہے کہ نمازیوں کو اپنے مسافر ہونے کی اطلاع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دے دے چاہے نماز سے پہلے ہو یا بعد میں کہ ”میں مسافر ہوں“ کیوں کہ یہاں ضرورت ہے، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ مباح چیزوں کو ضروری سمجھنے سے دیگر خرابیوں کے سوا اس بات کا بھی احتمال ہے کہ مباح کو مسنون سمجھ لیا جائے اور غیر مسنون کو مسنون سمجھنا تحریف دین ہے۔

(ازالۃ الخفاء۔ ماخوذ از: فتاوی رحیمیہ ۱/ ۲۴۵،۲۴۶)

② سوال میں مذکور طریقہ پر سورۂ روم اور سورۂ عنکبوت کی جہراً تلاوت اور پانی پر دم کرنا (اور اس کو ضروری سمجھنا کہ امام صاحب کے انکار پر ان کو زجر و توبیخ کا نشانہ بنایا جاتا ہے) بے اصل ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمۂ مجتہدین وسلف صالحین سے ثابت نہیں، اس کو ضروری سمجھ کر اس پر مداومت کرنا بدعت ہے، اس کا ترک کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

تراویح میں قرأت کے بعد دعا کرنا

سوال: ایک امام تراویح کی آخری رکعت میں روزانہ قرأت سے فراغت کے بعد نماز میں ہی دعاء کرتا ہے منقول وغیر منقول، تو کیا اس سے نماز میں کوئی نقصان آئے گا اور ایسا کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر غیر منقول کلام ناس کے مشابہ نہیں ہے تو نماز تو فاسد نہیں ہوگی؛ لیکن اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وقت دعا نہیں کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تراویح میں بہ اعتبار سُوَر قرآن پڑھنا

سوال: ایک امام تراویح میں پارے کے حساب سے نہیں؛ بلکہ سورتوں کے حساب سے تراویح پڑھاتا ہے، تیسری تراویح میں سورۂ آل عمران، چوتھی میں سورۂ نساء، مطلب چھوٹی ہو تو ایک کے ساتھ دوسری تیسری ملاتا ہے، اور بڑی ہو تو ایک، روزانہ اوسط ایک سوا پارہ کے قریب ہی ہوتا ہے، تو اس بارے میں مفتیان کرام کی کیا رائے ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ایسا کرسکتا ہے؛ بلکہ اقرب الی السنۃ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ

تراویح میں تسبیحات اور تشہد چھوڑنا

سوال: ایک شخص تقریباً دو سال سے رمضان المبارک میں تراویح پڑھاتا ہے؛ لیکن پوری تراویح میں رکوع وسجود کی تسبیحات کبھی نہیں پڑھتا، اور نہ ہی قعدہ میں تشہد درود شریف پڑھتا ہے، تھوڑی دیر خاموش بیٹھ کر سلام پھیر دیتا ہے تو کیا ایسی صورت میں تراویح ہوئی؟ اگر ہوئی تو کیا واجب الاعادہ ہے؟ اس کی تلافی کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ مقتدیوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟ ہر شخص پریشان ہے، کوئی ایسا راستہ بتائیں کہ نجات بھی مل جائے اور رسوائی بھی نہ ہونے پائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

رکوع سجدہ کی تسبیحات تو سنت ہے؛ لیکن تشہد واجب تھا جس کو قصداً چھوڑنے کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے؛ البتہ وقت گذرنے کے بعد اب توبہ ہی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳/صفر المظفر ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

تراویح میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنے والے کی اقتدا

سوال: یہاں سعودی عرب میں تراویح میں امام صاحب قرآن پاک دیکھ کر تلاوت کرتے ہیں تو اس طرح نماز ہوجاتی ہے؟ اور پیچھے پڑھنے والے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

احناف کے نزدیک یہ نماز درست نہیں۔ اس لیے حنفی مقتدی کو چاہیے کہ ایسے امام کی اقتداء نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

تراویح میں قرآن شریف دیکھ کر لقمہ دیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: اس عالم صاحب نے یہ بھی بتایا کہ حرم شریف میں تراویح کی نماز میں امام صاحب تو قرآن مجید حفظ پڑھتے ہیں؛ لیکن سامع میں سے بعض حضرات قرآن مجید میں دیکھ کر لقمہ دیتے ہیں، اگر امام صاحب ان کا لقمہ صحیح ہونے کی بنا پر لے لیں تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اگر حنفی مقتدی (باوجود جاننے کے کہ قرآن مجید میں دیکھ کر لقمہ دیا جاتا ہے، اور امام صاحب لے لیتے ہیں) نماز پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی؟ اور اگر حنفی مقتدی نہ جانے اس صورت میں اس کی پڑھی ہوئی نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر لقمہ دینے والے نے قرآن میں دیکھ کر لقمہ دیا، اور امام نے وہ لقمہ قبول کیا، اور یہ چیز حنفی مقتدی کو یقینی طور معلوم ہوئی تب تو تراویح کی ان دو رکعتوں کا اعادہ کرے، ورنہ نماز ہوگئی، صرف احتمال کی وجہ سے اعادہ کا حکم نہیں لگائیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

اٹھائیس اور انتیسویں کی تراویح میں کونسی سورتیں پڑھے؟

سوال: اور ۲۸ / اور ۲۹ / رمضان کی صلاۃ التراویح میں قرآن کریم کی کئی سورتوں کی تلاوت کرنا؛ بلکہ سورۃ الفیل سے سورۃ الناس تک کی تلاوت کرنا سنت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

کوئی سورت متعین نہیں ہے جو چاہے پڑھ سکتا ہے۔

وقيل: يصليها ويقرأ فيها ما شاء ذكره في الذخيرة.

البتہ سورۂ فیل تا آخر کا پڑھنا مستحسن ہے۔

وبعضهم سورة الفيل أي البداءة منها ثم يعيدها وهذا أحسن لئلا يشتغل قلبه بعدد الركعات، قال في الحلية: وعلى هذا استقر عمل أئمة

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اکثر المساجد في دیارنا الخ (شامی۱/ ۵۲۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تراویح اور وتر کے درمیان دعا کرنا

سوال: بعد التراویح قبل الوتر عربی ادعیہ کے ساتھ اردو ادعیہ بھی کر سکتے ہیں؟ اور فی زماننا دو تین "ربنا" پڑھ کر دعا ختم کر دیتے ہیں تو کیا کچھ لمبی دعا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جیسے فرائض کے بعد دعا ہوتی ہے ایسے ہی اس میں بھی کیا جائے، اس لیے کہ دلیل دونوں کی ایک ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۱/ شوال ۱۴۱۸ھ

تراویح میں قرآن سنانے سے پہلے اجرت

سوال: رمضان شریف میں تراویح میں قرآن شریف سنانے کی اجرت لینا دینا دونوں میں از روئے شرع و اقوالِ مفتیان اصلاً حرمت کا فتویٰ ہے، کیا کوئی صورت جو کہ "اعطاء اجرة وأخذه" پر بین دال ہو (حلت اجرت پر) ہے؟ جو کچھ بعض فقہا نے حلت کا فتویٰ دیا ہے وہ تاویلات سے خالی نہیں ہے؛ لیکن بات یہ ہے کہ "المعروف کالمشروط" ضابطہ کو فقہاء نے معتبر مانا ہے؛ چناں چہ فتاویٰ رشیدیہ میں حضرت قطب الاقطاب نے "المعروف کالمشروط" کہہ کر حرام کا فتویٰ دیا؛ لہٰذا "الآخذ والمعطی کلاھما آثمان" نیز "اقرؤا القرآن ولا تأکلوا بہ" ان دونوں عبارتوں سے اعطاء و اخذ فعلِ اثم ہے، دوسری عبارت "قراءت قرآن کر و اس کے ذریعہ حاصل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شدہ آمدنی کو نہ کھاؤ"ان دونوں عبارتوں میں لینا دینا دونوں حرام معلوم ہوتا ہے؛لیکن بالفرض کسی نے لے لیا ہے تو اس رقم کو استعمال کرنا جائز ہے یا کچھ اور حکم ہے؟ایک صورت ہمارے ذہن میں آتی ہے واللہ اعلم درست ہے یا غلط؟لہٰذا وہ صورت یہ ہے کہ حافظ صاحب کو متعین اجرت اور"المعروف کالمشروط"کے خلاف قرآن سنانے سے قبل ہی مثلاً ۲۸/۲۹ شعبان کو کچھ رقم من جانب متولیانِ مسجد یا ذمہ داران کی طرف سے بطور ایک ماہ اور آمد و رفت کے اخراجات دیا جائے،اب آئندہ پورا ماہ قرآن سنانے پر نہ جبر ہو،نہ اکراہ ہو وہ چاہے دس دن میں ختم کرے یا پورے ماہ میں ختم کرے،ختم کی تخصیص نہ ہو تو اس صورت میں یہ اخراجات کا لینا دینا جائز ہو سکتا ہے یا نہیں؟إن كان خطأ فهو مني ومن الشيطن، وإن كان صوابا فمن الله الرحمن.

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

اجرت کبھی عمل سے پہلے بھی دی جاتی ہے،اس لیے آپ نے جو صورت تحریر فرمائی ہے وہ بھی اجرت ہی میں شمار ہوگی،اور"المعروف کالمشروط"والا فقہی قاعدہ یہاں بھی جاری ہوتا ہے،جب فقہاء نے تراویح میں قرآن سنانے پر اجرت کو ناجائز قرار دیا ہے تو حفاظ حضرات کو اس کے لینے پر کیوں اصرار ہے؟ان کو تو چاہیے کہ اس حکمِ شرعی پر پورے طور پر کاربند ہوں،اللہ تعالیٰ نے حفظِ قرآن کی نعمت و دولت سے مالا مال کیا اس کا تقاضہ یہی ہے کہ کسی نے لے لیا ہو تو واپس کر دے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:العبد احمد عفی عنہ خانپوری،۲۷/صفر ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح:عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ترویحہ کی دعائیں

سوال: ماہِ رمضان المبارک کے موقعہ پر شہر مدراس اور جنوبی ہند کی اکثر مساجد میں نماز تراویح کی ہر دو اور چار رکعتوں کے درمیان کچھ دعائیں، تسبیحات اور صلوات کے نام سے پڑھنے کا رواج ہے، یہ تسبیحات اجتماعی طور پر بالجہر بلند آواز سے پڑھنے کا معمول ہے، ملاحظہ کیجئے: ان تسبیحات کو بعینہ آپ کے سامنے نقل کیا جاتا ہے:

① پہلے دوگانہ کے بعد اس دعا کو ایک مرتبہ پڑھا جاتا ہے۔ "فضل من الله ونعمة ومغفرة ورحمة وعافية وسلامة، لاإله إلا الله والله أكبر، الله أكبرولله الحمد(برخواجۂ عالم صلوات اللهم صل وسلم وبارك عليه)

② پہلے ترویحہ کے بعد یہ تسبیح تین بار پڑھی جاتی ہے: اشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له واشهد أن محمدا عبده ورسوله، پھر دعا کے بعد اس کو ایک بار پڑھا جاتا ہے، البدر محمد مصطفى صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم، والله أكبر الله اكبر، ولله الحمد(برخواجۂ عالم صلوات)

③ دوسرے ترویحہ کے بعد یہ تسبیح تین بار پڑھی جاتی ہے: اللّٰهم صل على محمد وعلى آل محمد، وبارك وسلم وصل على جميع الأنبياء والمرسلين والملٰئكة المقربين وعلى كل ملك برحمتك يا ارحم الراحمين پھر دعا کے بعد پڑھتے ہیں: خليفة رسول الله بالتحقيق خير البشر بعد الأنبياء بالتصديق أمير المومنين أبوبكر الصديق لا إله إلا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد (برخواجۂ عالم......)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

④ تیسرے ترویحہ کے بعد یہ تسبیح تین بار پڑھی جاتی ہے: سبحان الله والحمدلله ولاإله إلا الله والله أكبر ولاحول ولاقوة إلا بالله العلي العظيم۔ پھر دعا کے بعد پڑھتے ہیں: مزين المنبر والمحراب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب لاإله إلا الله والله أكبر، الله أكبر ولله الحمد.(برخواجۂ عالم صلوات......)

⑤ چوتھے ترویحہ کے بعد یہ تسبیح تین بار پڑھی جاتی ہے: سبحان الله وبحمده سبحن الله العظيم وبحمده استغفر الله ربي من كل ذنب وخطيئة وأتوب إليه۔ پھر دعا کے بعد پڑھتے ہیں: جامع القرآن كامل الحياء والايمان ذو النورين أمير المؤمنين عثمان بن عفان لاإله إلا الله والله أكبر، الله أكبر ولله الحمد.(برخواجۂ عالم صلوات......)

⑥ پانچویں ترویحہ کے بعد یہ تسبیح تین بار پڑھی جاتی ہے: استغفر الله، استغفر الله استغفر الله العلى العظيم الذى لااله الا هو الحي القيوم، غفار الذنوب، ستار العيوب، علام الغيوب، كشاف الكروب، يا مقلب القلوب والابصار وأتوب اليه'' پھر دعا کے بعد پڑھتے ہیں: أسد الله الغالب مظهر العجائب والغرائب، امام المشارق والمغارب أمير المؤمنين على بن أبي طالب لاإله إلا الله والله أكبر، الله أكبر ولله الحمد(برخواجۂ عالم صلوات......)

اس سلسلہ میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

① ان تسبیحات کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا ان تسبیحات کو ترویحات میں پڑھنا درست ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

② کیا قرآن وحدیث، آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم وتعاملِ سلف سے ان تسبیحات کا ثبوت ملتا ہے؟

③ کیا صحابہ وتابعین اور تبعِ تابعین، فقہائے کرام اور ائمۂ مجتہدین کے مبارک زمانہ میں ان تسبیحات کا رواج رہا؟

④ اگر نہیں، تو یہ کس کی ایجاد ہے؟ اور اس کا رواج مسلمانوں کے درمیان کب سے شروع ہوا؟

⑤ مصلیوں کو ان ہی تسبیحات کا پابند بنانا کیسا ہے؟

⑥ کیا یہ تسبیحات تراویح کے لیے جزوِ لازم ہیں؟

⑦ ان تسبیحات کو ترک کر دینے پر اعتراضات کرنا اور اختلافات پیدا کرنا اور اس رواج کو برقرار رکھنے پر اصرار کرنا شرعاً کیسا ہے؟

⑧ ان تسبیحات کے بغیر تراویح کو ناقص ونامکمل سمجھنا کیسا ہے؟

⑨ تراویح کے سلسلہ میں قرآن وحدیث اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کیا کوئی خاص دعاء یا کوئی مخصوص تسبیح منقول ہے؟

⑩ اگر قرآن وسنت سے کوئی تسبیح اور دعاء منقول ہو تو اس کو کس طرح پڑھا جائے؟ کیا اجتماعی طور پر بلند آواز سے یا انفرادی طور پر الگ الگ آہستہ آواز سے؟ ان دونوں میں افضل اور اولیٰ طریقہ کونسا ہے؟ وضاحت بیان فرمائیں۔

⑪ ہر چار رکعت (ترویحہ) کے بعد دعا کرنا کیسا ہے؟ کیا ہر ترویحہ پر دعا ضروری ہے؟ یا آخر میں صرف ایک مرتبہ دعا کر لینا کافی ہے؟ گزارش ہے کہ مندرجۂ بالا سوالات کے سلسلہ میں شرعی احکام کی وضاحت فرمائی جائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

تراویح کے متعلق اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں حضرت اقدس مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: یہ سب باتیں سنت کے مطابق نہیں ہیں، رسمی ورواجی ہیں، لہٰذا قابلِ ترک ہیں، دو رکعت پر ترویحہ نہیں ہے؛ البتہ چار رکعت کے بعد ترویحہ ہے، اور اس قدر بیٹھنے کا حکم ہے کہ نمازیوں پر بار نہ گذرے، اور اس میں اجتماعی ذکر اور دعا نہیں ہے، لوگ انفرادی طور پر جو چاہیں پڑھیں، چاہے تلاوت کریں یا نفل پڑھیں یا ذکر واذکار میں مشغول رہیں یا درود شریف پڑھتے رہیں یا خاموش بیٹھے رہیں، سب جائز ہے، ایک چیز کا سب کو پابند بنا دینا شریعت کی دی ہوئی آزادی پر پابندی لگانا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۴/۳۹۰،۳۹۱)

اب آپ کے قائم فرمودہ سوالات کے جوابات بالترتیب عرض ہیں:

① ان تسبیحات کا کوئی ثبوت بوقتِ تراویح مخصوص طور پر قرآن وحدیث یا کتبِ فقہ سے نہیں، محض رسمی ورواجی ہیں۔

② جواب ۱ کے مطابق۔

③ نہیں۔

④ معلوم نہیں۔

⑤ درست نہیں۔

⑥ نہیں۔

⑦ ناجائز اور گناہ ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑧ جہالت ہے۔

⑨ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے قہستانی کے حوالہ سے یہ تسبیح نقل فرمائی ہے: سبحان ذی الملك والملكوت، سبحان ذی العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت، سبحان الملك الحی الذی ولایموت، سبوح قدوس رب الملائكة والروح، لااله الا الله نستغفر الله نسألك الجنة ونعوذبك من النار (شامی ۱/۵۲۲) لیکن یہ بھی سنت یا واجب نہیں ہے۔

⑩ مذکورہ تسبیح قرآن وحدیث میں نہیں ہے؛ بلکہ فقہاء نے اس کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے، اور اس کو بھی ہر نمازی انفرادی طور پر آہستہ آہستہ پڑھے، اجتماعی طور پر جہراً پڑھنا درست نہیں ہے، ہر نمازی کو اختیار ہے چاہے وہ تسبیح پڑھے، تلاوت کرے، نفل پڑھے یا خاموش رہے۔

يخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلوة فرادیٰ.

(درمختار علی ھامش الشامی ۱/۵۲۲)

اجتماعی طور پر جہراً پڑھنے سے شریعت کا دیا ہوا اختیار اور آزادی مجروح ہوتی ہے۔

⑪ امام اور مقتدی کامل کر ہر ترویحہ کے بعد دعا کرنا سنت کے مطابق نہیں، انفرادی طور پر جو دعا کرنا چاہے کرسکتا ہے، اس لیے ہر ترویحہ کے بعد اجتماعی دعا کو ضروری سمجھنا اور اس میں حصہ نہ لینے والوں پر اعتراض کرنا درست نہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ۱/۳۴۷)

حضرت اقدس فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن صاحب قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: ہر چار رکعت تراویح کے بعد استراحت مستحب ہے، اور اس وقت اس کو اختیار ہے کہ چاہے تلاوت کرے، چاہے تسبیح وتہلیل، درود پڑھے، دعا کرے، چاہے نوافل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پڑھے؛ لیکن دعا کا التزام کرنا اور مجموعی حیثیت سے دعا پر اصرار کرنا، تارک پر ملامت کیا جانا منع ہے؛ کیوں کہ شریعت میں اس کا ثبوت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/۳۶۱)

البتہ تراویح کی بیس رکعات پر دعا مانگنا مستحب ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/۳۶۲) لیکن اس کو بھی ضروری نہ سمجھے اور نہ مانگنے والے پر ملامت نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/صفر ۱۸ سنہ ۱۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

مروّجہ دعائے ترویحہ کی حیثیت اور اس کا دیوارِ قبلہ پر لٹکانا

سوال: بہت سی مساجد میں آج کل نمازِ تراویح کے ترویحہ کی مشہور دعا: "سبحان الملك القدوس إلخ" بڑے بڑے حروف میں لکھ کر نمازیوں کے سامنے قبلہ والی دیوار پر چسپاں کی جاتی ہیں، جہاں تک بندہ کی نظر سے یہ مسئلہ گذرا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی نے نماز میں مکتوب کو پڑھ لیا تو نماز فاسد ہو جاتی ہے، نیز ایک قول شاید یہ بھی ہے کہ اگر پڑھا نہیں صرف اس کا معنیٰ سمجھ لیا تو بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے؛ لہٰذا ان حالات میں اس دعا کو سامنے رکھنا کیسا ہے؟ نیز اس دعا کی کیا حیثیت ہے؟ آج کل سلفیوں کی طرف سے "نمازِ نبوی" ایک کتاب آئی ہے، اس میں لکھا ہے کہ: یہ دعا کسی بھی حدیث کی کتاب میں نہیں ملتی اور ہمارے علما نے جہاں پر اس کو لکھا ہے وہ بھی صرف شامی کا حوالہ پیش کرتے ہیں؛ لہٰذا اس دعا کو کتنی اہمیت دی جائے؟ اس کے برخلاف تراویح کی ترویحہ کونسے اعمال قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، اس سے بھی مطلع فرمائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

فقہا نے یہ لکھا ہے کہ: تراویح کے ترویحہ میں یعنی چار رکعات کے بعد اختیار ہے کہ تسبیح پڑھے یا نفل پڑھے یا قرآن شریف پڑھے یا کچھ نہ پڑھے۔ تراویح میں چار رکعات کے بعد جو ذکر مشہور ہے وہ کسی روایت یا حدیث میں نہیں ملتا؛ البتہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے قہستانی وغیرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ: ترویحہ کے بعد یہ ذکر کیا جائے۔ بہرحال اس ذکر کو اس انداز سے دیوارِ قبلہ پر لٹکانا کہ دورانِ نماز نمازیوں کی نظر اس پر پڑے مناسب نہیں؛ لیکن اگر کسی نے یہ پڑھ بھی لیا تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد خانپوری، ۲/صفر المظفر ۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

ہاؤس کی تراویح میں عورتوں کی شرکت

سوال: ہمارے یہاں ایک بڑے احاطہ میں ایک بڑا ہاؤس ہے، جس میں ہماری برادری کے تقریباً ۵۰-۶۰ مکانات (فلیٹ) ہیں، جس میں ہم رمضان المبارک میں احاطہ کی ایک کھلی جگہ میں تراویح ادا کرتے ہیں، جس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ جو حضرات مسجد کے دور ہونے کی وجہ سے تراویح ترک کر دیتے تھے، وہ لوگ ہاؤس میں ادا کر لیتے ہیں۔ قابلِ دریافت امر یہ ہے کہ جس جگہ مرد تراویح پڑھتے ہیں، اس کے متصل میں ایک حجرہ ہے، جس میں ہاؤس کی خواتین بھی پردہ کے اہتمام کے ساتھ تراویح کی جماعت میں شرکت کرتی ہیں، کیوں کہ مشاہدہ ہے کہ ۹۰/ فیصد خواتین

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

گھر میں تراویح نہیں پڑھتی ہیں، تو ایسی صورت میں شرعاً عورتوں کی تراویح میں شرکت اور ان کی تراویح کی نماز کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عورتیں اگر اسی ہاؤس کی ہوں کہ ان کا حجرہ میں تراویح کے لیے آنا خروج عن المکان نہ ہو، تو ان کی یہ شرکت درست ہے، ورنہ نہیں؛ اس لیے کہ عورتوں کے لیے جماعت میں شرکت کی ممانعت کی علت جو فقہاء نے بتلائی ہے، وہ یہ ہے کہ ان کے گھروں سے نکلنے ہی میں فتنہ ہے۔ صورتِ مسئولہ میں اگر علتِ ممانعت وکراہت یعنی خروج عن المکان- جو سببِ فتنہ ہے- نہیں پائی جاتی، تو حکم یعنی ممانعت وکراہت بھی نہیں۔

أما المرأة فلأنها مشغولة بخدمة الزوج، ممنوعة عن الخروج إلى محافل الرجال؛ لكون الخروج سببا للفتنة، ولهذا لا جماعة عليهن، ولا جمعة عليهن أيضاً (بدائع الصنائع ١/ ٢٥٨)

ولا يباح للشواب منهن الخروج إلى الجماعات بدليل ماروى عن عمر انه نهى الشواب عن الخروج، ولان خروجهن إلى الجماعة سبب للفتنة، والفتنة حرام، وما أدى إلى الحرام فهو حرام.

(بدائع الصنائع ١/ ١٥٧)

البتہ اگر ہاؤس کی عورتوں کی اس شرکت میں دوسری کوئی ایسی خرابی پائی جاتی ہو، جو علتِ ممانعت بن سکتی ہے، تو اس صورت میں ان کی یہ شرکت درست نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عید، تراویح اور شوہر کی نماز میں عورت کی شرکت

سوال: عید اور تراویح کی نماز عورتیں جماعت کے ساتھ پڑھ سکتی ہیں کہ نہیں؟ چاہے عورتیں شہر کی ہوں یا دیہات کی، بعض گاؤں میں بھی عورتیں عید کی نماز پڑھتی ہیں، تنہاء اور جماعت سے، کیا یہ صحیح ہے کہ نہیں؟ اور عورت کو اس کا شوہر نفل یا فرض نماز جماعت سے پڑھا سکتا ہے کہ نہیں؟ بعض لوگ اپنی عورت کو شادی کی رات میں نفل نماز پڑھاتے ہیں تو اگر صحیح ہے تو کیا صورت ہو؟ اور کیا میاں بیوی بغیر جماعت کے پاس میں کھڑے ہو کر الگ الگ اپنی اپنی نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

تنہا عورتوں کی جماعت احناف کے یہاں مکروہ ہے، چاہے وہ فرائض کی ہو یا تراویح کی، دیہات میں عید کی نماز درست نہیں، اس کے صحیح ہونے کے لیے مصر یا قصبہ بڑا گاؤں ہونا شرط ہے، عید کی نماز تنہا درست نہیں، شرائط صحت میں سے جماعت بھی ہے، شوہر اپنی بیوی کو جماعت سے نماز پڑھا سکتا ہے؛ البتہ اس صورت میں عورت ساتھ میں نہیں؛ بلکہ پیچھے کھڑی رہے، بغیر جماعت کے میاں بیوی اپنی اپنی نماز پڑھ سکتے ہیں، دونوں ایک دم مل کر نہ کھڑے رہیں؛ بلکہ کچھ فصل ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مستورات کا باجماعت تراویح پڑھنا

سوال: مستورات بعض علاقے میں تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں، قابل احترام شخص نے انہیں روکا، مستورات نے عذر پیش کیا کہ ہمیں منفرداً نماز پڑھنے نہیں آتا ہے، تو ان کا یہ عذر شریعت کی نظر میں قابل قبول ہو کر ان کی تراویح کی جماعت کراہیت سے نکل کر صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ان کو منفرداً نماز پڑھنے کا طریقہ بتلا دیا جائے، اور یہ بھی کہ جیسے اور نوافل پڑھے جاتے ہیں اسی طرح تراویح بھی پڑھی جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

عورتوں کے لیے تراویح وجماعت

سوال: عورتوں کے لیے تراویح کا کیا حکم ہے؟ ہمارے یہاں ایک مفتی صاحب نے مسئلہ شائع کیا ہے کہ جمعہ وعیدین اور تراویح عورتوں کے لیے سنت نہیں؛ بلکہ مستحب بھی نہیں، کیا یہ درست ہے؟ اگر کوئی بالغہ حافظہ ہو اور گھر میں عورتوں کی جماعت میں قرآن سنانا چاہے تو اس کا جواز ہے؟ کیا اس کے لیے تداعی جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

تراویح جس طرح مردوں کے لیے سنت ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی سنت ہے۔

درمختار میں ہے: التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء إجماعاً (درمختار علی ہامش الشامی ۱/ ۵۲۰)

تراویح صرف مردوں کے لیے بتلانا روافض کا قول ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(قوله: إجماعاً) راجع إلى قول المتن سنة للرجال والنساء، وأشار إلى أنه لااعتداد بقول الروافض أنها سنة الرجال فقط على مافي الدر والكافي الخ (شامی۱/ ۵۲۰)

تنہا عورتوں کی جماعت (چاہے تراویح ہی کیوں ہو) مکروہ ہے۔

ويكره تحريماً جماعة النساء ولو في التراويح (درمختار) (قوله: يكره تحريماً) صرح به في الفتح والبحر (قوله: ولو في التراويح) أفاد أن الكراهة كل ما تشرع فيه جماعة الرجال فرضا أو نفلا (شامی ۱/ ۴۱۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

عورتوں پر بھی تراویح ہے

سوال: رمضان المبارک کے ماہ میں اکثر مقامات میں مستورات نماز تراویح سے محروم رہتی ہیں؛ لیکن ایک مولوی صاحب نے یہ حکم رمضان المبارک میں نافذ کیا تھا کہ عورتیں بعد صلوۃ عشاء قبل وتر ۲۰ / رکعات نفل کی نیت سے ادا کرلیں انشاء اللہ تراویح کے قائم مقام ہوجائے گی تو ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

نماز تراویح کی مسنونیت مرد اور عورت دونوں کے لیے یکساں ہے، اس لیے عورتوں کو بھی چاہیے کہ ماہِ رمضان المبارک میں اس کا اہتمام کریں۔

بہشتی زیور میں ہے: ”مسئلہ: رمضان کے مہینہ میں تراویح کی نماز بھی سنت ہے، اس کی بھی تاکید آئی ہے اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے، عورتیں تراویح کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نماز اکثر چھوڑ دیتی ہیں، ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے، عشاء کی فرض اور سنتوں کے بعد بیس رکعات تراویح پڑھے چاہے دو رکعت کی نیت باندھے چاہے چار چار رکعت کی؛ مگر دو دو رکعت پڑھنا اولیٰ ہے، جب بیسوں رکعتیں پڑھ چکے تو وتر پڑھے۔ (بہشتی زیور اختری ۲/۲۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تراویح میں ختمِ قرآن کی شرعی حیثیت

سوال: تراویح میں قرآن سننا افضل ہے یا کہ الم ترکیف سے تراویح افضل ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صحیح مذہب اور قول اصح یہ ہے کہ تراویح میں ایک قرآن ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے، قوم کی کاہلی کی وجہ سے اسے ترک نہ کیا جائے اور دو ختم کرنے میں فضیلت ہے اور تین ختم کرنا افضل ہے، جہاں فقہاء نے ایک ختم کو سنت لکھا ہے، اس سے ظاہراً سنت مؤکدہ مراد ہے، الخ (امداد الفتاویٰ ۱/۳۰۰)

والختم مرة سنة مؤكدة (نهاية شرح هدايه ۱/۱۳۱) (از فتاویٰ رحیمیہ ۴۰۵، ۴۰۶) والتفصيل هناك فارجع إليها. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ختم قرآن پر شیرینی اور ہدیہ

سوال: اکثر ہر سال تراویح کے لیے حفاظ حضرات کو متعین کرتے ہیں، پھر ۲۷/ کے نام سے لوگوں سے چندہ جمع کیا جاتا ہے، اور پھر اسی جمع کردہ رقم میں سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حافظ صاحب، موذن صاحب اور ہمیشہ کے دائمی پیش امام کو دینے دلانے کے بعد اسی رقم میں سے شیرینی وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے، آیا یہ فعل کیسا ہے؟ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

چندہ دینے کے لیے لوگوں کو مجبور کرنا جائز نہیں؛ نیز شیرینی ضروری نہیں، لوگوں نے اس کو ضروری سمجھ لیا ہے، اور بڑی پابندی کے ساتھ اس پر عمل کیا جا رہا ہے، مسجدوں میں بچوں کا اجتماع اور شور وغل وغیرہ خرابیوں کے پیش نظر شیرینی کے دستور کو موقوف کر دینا ہی بہتر ہے، کوئی شخص اپنے طور پر (چندہ سے نہیں اور نہ ہی کسی دباؤ سے) ختم قرآن کی خوشی میں کبھی کبھی شیرینی تقسیم کرے اور مسجد کے ادب واحترام کا خیال رکھا جائے، تو درست ہے، حافظ صاحب کو جو دیا جاتا ہے اگر پہلے سے معاملہ طے کر کے دیا جاتا ہے تو تراویح پر اس طرح اجرت کا لینا دینا ناجائز ہے، لینے والا اور دینے والا دونوں گنہ گار ہوتے ہیں، اور اگر پہلے سے طے نہیں کیا گیا ہے، تب بھی چوں کہ لوگوں میں دستور یہ ہو گیا ہے کہ ہدیہ کے نام سے حافظ صاحب کی خدمت میں کچھ نہ کچھ پیش کیا جاتا ہے اور حافظ صاحب بھی اس کے متوقع ہوتے ہیں، چناں چہ ایک مرتبہ پیسے نہ دیئے جائیں تو دوسری دفعہ نہیں آئیں گے، تو یہ ہدیہ کہاں رہا؟ یہ بھی معاوضہ اور اجرت کے حکم میں ہو کر ناجائز ہی کہلائے گا۔ (ماخوذ از فتاوی رحیمیہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

رمضان کی ستائیسویں میں ختم قرآن

سوال: ہر سال رمضان المبارک کی ستائیسویں رات میں قرآن پاک کو پورا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ضروری نہیں؛ البتہ افضل و مستحب ہے۔ (مسائل تراویح بحوالہ فتاوی محمودیہ ۲/۳۵۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/ ذوالقعدہ ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ستائیسویں شب میں ختم کرنا

سوال: ① ہر سال صلاۃ التراویح میں ختمِ قرآن کریم ۲۷/ رمضان کو پورا کرنا سنت ہے یا بدعت؟

② اگر سنت ہے تو اس کی کیا دلیل ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

① ② ستائیسویں شب کو ختم کرنا مستحب ہے۔ بحر الرائق (فتاویٰ محمودیہ ۲/۳۵۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تراویح کی بیس رکعات کے ثبوت پر رسائلِ علماء

سوال: تراویح کی بیس رکعت کے ثبوت میں مدلل بیان فرمائیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہے اس کی صحیح سند کے ساتھ تفصیل بیان فرمائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

بیس رکعات تراویح کا مسئلہ بہت طویل ہے، اور اس موضوع پر مستقل رسائل موجود ہیں، ان کی نشان دہی کردیتا ہوں، ان کا مطالعہ کرلیا جائے:

"الرأی النجیح فی عدد رکعات التراویح" (اردو) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔

"مصابیح التراویح" (فارسی) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔

"رکعات التراویح" (اردو) حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی مدظلہم، (یہ رسالہ عام طور پر دستیاب ہے اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی روایت پر تحقیقی بحث موجود ہے)۔

"تحقیق التراویح" (اردو مطبوعہ پاکستان) شیخ مقری رعایت اللہ صاحب۔

"تصحيح حديث صلوٰة التراويح عشرين ركعة والرد على الالباني في تضعيفه" شيخ اسماعيل بن محمد الانصاري.

"الهدى النبوي الصحيح في صلوة التراويح" (عربی) الشيخ محمد على الصابونی (استاذ كلية شرعية جامعة ام القرىٰ مكة المكرمة)

ان کے علاوہ فتاویٰ رحیمیہ جلد اول از ص ۲۸۲ تا ۳۴۳ (تفصیلی بحث اس موضوع پر ہے جس میں غیر مقلدین کے جوابات بھی ہیں)، امداد الاحکام جلد اول از ص ۵۴۴ تا ص ۵۶۱، اعلاء السنن (عربی) جلد سابع از ص ۶۱ تا ص ۷۷۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تراویح میں بیس رکعات کا ثبوت

سوال: کیا تراویح ۸ ررکعت ہے یا ۲۰ ررکعت؟ غیر مقلدین حضرات احناف کی کتابوں سے ۸ ررکعت کا ثبوت نکالتے ہیں، جیسا کہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ترمذی کی تقریر "عرف الشذي" ۲۲۹ میں لکھا ہے: ولا مناص من تسليم أن تراويحه عليه السلام كانت ثمانية ركعات اور ۳۳۰: وأما النبي فصح عنه ثمان ركعات۔

② "مراقي الفلاح شرح نورالايضاح" میں فاضل ابوالاخلاص شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: صلاته بالجماعة سنة كفاية، لما ثبت أنه ﷺ صلى بالجماعة أحدى عشرة ركعة بالوتر۔

③ اور فاضل طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ در مختار کی شرح ۱/۲۹۶ میں لکھتے ہیں: لأن النبي ﷺ لم يصلها عشرين؛ بل ثمانيا، ولم يواظب على ذلك۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المصابيح" طبع ہند کے ۴۳ میں لکھا ہے: الحاصل أن العشرين لم يثبت من فعله الخ۔

عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "ماثبت بالسنة" ۸۸: "لیکن محدثین نے لکھا ہے کہ بیس والی روایت ضعیف ہے، صحیح تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی گیارہ ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات: "فتحصل من هذا كله أن التراويح في الأصل إحدى عشرة ركعة" الخ۔

سید احمد طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ شرح درمختار: "وقد ثبت أن ذلك كان أحدى

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عشرة ركعة بالوتر، كما ثبت في الصحيح من حديث عائشة"۔

"منیۃ المصلی" کی شرح "کبیری" کے ۳۹۳ مطبوعہ لاہور میں لکھا ہے: "أنه عليه الصلوٰة والسلام قام بهم في رمضان فصلى ثمان ركعات وأوتر" الخ، ۳۹۴: فانها صلى بهم ثمان ركعات واوترالخ۔ ابن ماجہ: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت آٹھ رکعت والی، امام ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ "فتح القدير شرح هدايه" ۲۰۵ میں ۸/ رکعت کا ثبوت ہے۔ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت جو یزید ابن رومان سے منقول ہے، تو کیا یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا؟ کیا سند منقطع ہے؟ کیا یہ طریقہ جس طریقہ پر یہ نماز پڑھتے ہیں، جب کہ عبدالحق بنارسی نے یہ جماعت بنائی، اس سے پہلے کوئی اس طریقہ سے نماز پڑھتا تھا؟ جیسا کہ احناف کی کتابیں شوافع کی کتابیں شاہد ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

"مراقي الفلاح" میں ہے: وهي عشرون ركعة بإجماع الصحابة۔ (اور تراویح کی بیس رکعتیں ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سے)۔

(مراقي الفلاح على هامش الطحطاوي ۲۲۵)

اس کی مزید تفصیل دیکھنا چاہیں تو فتاویٰ رحیمیہ جلد اول ۲۸۲ سے لے کر ۳۴۳ کا مطالعہ فرمائیں، اس میں غیر مقلدین حضرات کے اس فریب کی مکمل پردہ دری کی ہے، ان تمام کتابوں سے؛ بلکہ فقہ حنفی کی دیگر معتبر کتابوں سے اور مستند علمائے احناف کے حوالہ سے اس کا بیس رکعات ہونا تفصیل سے ثابت کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت کے ثبوت کے سلسلہ میں فخر المحدثین حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مدظلہم کی کتاب ''رکعات تراویح'' کا مطالعہ فرمائیں، اس مختصر فتویٰ میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/شوال ۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

باب صلاۃ المسافر

شہر کی آبادی کے بعد مسافر شمار ہوگا

سوال: آدمی جب سفر کے لیے مکان سے نکلے اور راستہ میں محلہ کی مسجد میں یا دوسرے محلہ کی مسجد میں یا ریلوے اسٹیشن پر گاڑی میں یا پلیٹ فارم پر نماز پڑھنا ہو، تو اس صورت میں قصر نماز پڑھے یا پوری نماز پڑھے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جب کوئی تین منزل (۴۸ میل) کے ارادے سے نکلے، اور شہر کی آبادی سے باہر ہو جائے تو مسافر بن جاوے گا، اور جب تک آبادی کے اندر اندر چلتا ہے تب تک مسافر نہیں ہے، اسٹیشن اگر آبادی کے اندر ہے تو آبادی کے حکم ہوگا، اور جو آبادی کے باہر ہو وہاں پہنچ کر مسافر ہو جاوے گا۔ (درمختار مع الشامی۔ جلد اول) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سفر کی ابتدا و انتہا کی حد

سوال: (۱) سفر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ سفر کی نیت گھر سے کی تو کیا گھر سے ہی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مسافر ہوجائے گا یا نہیں؟

(۲) مسافر اپنے وطن میں جا کر قصر کرے کہ پوری نماز پڑھے؟

(الجواب): حامداً و مصلیاً و مسلماً

(۱) سفر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ آپ کے اس سوال کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ سفر کی نیت سے گھر سے نکلتے ہی مسافر نہیں بنتا، (یعنی مسافر والے احکام اس پر جاری نہیں ہوتے) جب تک کہ آبادی کے حدود سے باہر نہ نکل جاوے۔

(۲) اپنے وطن میں پہنچ کر آدمی مسافر باقی نہیں رہتا؛ بلکہ وطن کی آبادی کے حدود میں قدم رکھتے ہی سفر ختم ہوجائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰ر رمضان ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

شروع سفر سے قصر کرے

(سوال): ۴۸/میل یا ۷۷/کلومیٹر کے سفر آدمی مسافر بنتا ہے، سوال یہ ہے کہ آدمی کا ارادہ ۵۰۰/میل یا کلومیٹر کرنے کا ہے، اور وہ آدمی جب سفر شروع کرتا ہے پھر بس (موٹر) میں ۷۷/کلومیٹر کے اندر جب نماز کا وقت ہو تو نماز قصر کرنا چاہیے یا پوری چار رکعت پڑھنا چاہیے؟ مثال کے طور پر نماز ظہر عصر یا عشاء کی پڑھنا ہو تو؟

(الجواب): حامداً و مصلیاً و مسلماً

جب کوئی آدمی پانچ سو میل کے ارادہ سے نکلا تو اس کا یہ سفر سفر شرعی ہے، اور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اپنے وطن کے حدود سے باہر نکلتے ہی یہ قصر کرے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹/ جمادی الاخری ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

شرعی مسافت

سوال: شرعی ۴۸ میل کے کتنے کلومیٹر ہوں گے (انگریزی میل کے حساب سے ۶ء۱ کلومیٹر: ۱ میل) یعنی ۱۶ کلومیٹر = ۱۰ میل۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مسافت سفر ۴۸ میل انگریزی ہے۔ (جواہر الفقہ ۱/ ۴۳۸)

کلومیٹر کے حساب سے 77.248 (سوا ستتر) کلومیٹر ہوتی ہے۔ یہ یاد رہے کہ شرعی میل اور انگریزی میل میں کچھ فرق ہے، شرعی میل کچھ بڑا ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

دوسرے شہر میں بغرضِ ملازمت قیام ہو تو قصر نماز پڑھیں

سوال: بمبئی میں میرا ایک مکان ہے، اور راشن کارڈ بھی بنا ہوا ہے؛ نیز صوبہ گجرات ''بلی مورا'' نامی قصبہ میں بھی ایک مکان ہے، جہاں تمام اہل خانہ رہتے ہیں، اور ان کا راشن کارڈ بھی بنا ہوا ہے؛ البتہ اس میں میرا نام نہیں ہے، اور میری ملازمت بمبئی میں ہے، ہفتہ میں بروز سنیچر اور اتوار دو روز ''بلی مورا'' جاتا ہوں تو کیا بمبئی میں قصر کروں گا؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

بمبئی کو اگر وطن نہیں بنایا ہے صرف ملازمت کی وجہ سے قیام ہے، تو آپ بمبئی میں قصر پڑھیں، اور اگر بمبئی کو وطن کے طور پر اختیار کر لیا ہے، تو بمبئی میں پوری نماز پڑھیں، جیسا کہ گاؤں میں پوری پڑھتے ہیں، صرف دورانِ سفر قصر کریں۔ (ماخوذ از کفایت المفتی ۳/۳۵۶) (فتاوی دار العلوم مطبوعہ کراچی ۲/۳۷۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

جائے ملازمت مقامِ قصر میں ہو تو وہاں قصر ہوگی

سوال: فتوی کی رو سے بمبئی میں مجھ پر قصر لازم ہے، اب میں اپنے مکان سے صبح ہی سفر کی تیاری کر کے نکلوں اور پورا دن دفتر میں کام کروں اور شام کو وہاں سے وطن کے لیے روانہ ہوؤں تو ظہر اور عصر کی نماز قصر ہوگی یا مکمل پڑھنی ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

بمبئی میں جب قصر ہے اور دفتر بھی بمبئی میں واقع ہے، تو وہاں بھی قصر ہی کیجیے، اس صورت میں تو کوئی اشکال پیدا نہیں ہونا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سرکاری ڈرائیور قصر کرے گا؟

سوال: ایک شخص سرکاری بس سروس میں ڈرائیور کی ملازمت کرتا ہے، جب وہ گھر سے نکلتا ہے تو اس کی ڈیوٹی ایسے مقام پر لگائی جاتی ہے جو زیادہ سے زیادہ ۵۵ /

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کلومیٹر کی دوری پر ہوتا ہے؛ لیکن ڈیوٹی ختم ہوتے ہوتے دن بھر میں اس سے وہی ۵۵ /کلومیٹر کے تین چکر ہو جاتے ہیں، کیا ایسی صورت میں اس پر قصر نماز واجب ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

نہیں؛ بلکہ اتمام کرے۔ (ماخوذ از امداد الاحکام ۱/۶۲۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

دورانِ سفر اگر اپنے ہی گاؤں آ پہنچے تو نماز پوری پڑھے

سوال: ایک شخص تبلیغی جماعت میں نکلا ہوا ہے، اور مسافتِ شرعیہ ہونے کی وجہ سے قصر کر رہا تھا، اسی دوران وہ اپنے ہی گاؤں میں تبلیغ کے لیے آیا تو قصر پڑھے یا اتمام؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جہاں سے تبلیغی جماعت میں نکلا ہے، وہاں سے اس کا گاؤں اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ دوری پر ہے تو دورانِ سفر تو قصر پڑھے، اور گاؤں میں جب پہنچے پوری پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مستورات بہ حالت سفر نماز ادا پڑھیں یا قضاء کریں؟

سوال: مستورات مسافری میں نمازوں کو باغیچہ یا ریلوے اسٹیشن یا ایر پورٹ پر لوگوں کے سامنے نماز پڑھ سکتی ہیں یا نہیں؟ یا پھر گھر آنے کے بعد قضاء پڑھیں بہتر کیا ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ستر اور پردہ کا لحاظ کرتے ہوئے وقت کے اندر پڑھنا ضروری ہے، وقت سے تاخیر کرنے کی صورت میں گنہگار ہوں گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سفر میں نماز قضا ہونے کا خوف ہو تو ٹرین چھوڑ دے

سوال: شرعی مسافر نماز قضاء ہو جانے کا خوف ہونے کی صورت میں، جب کہ ریل یا بس میں اتنی بھیڑ ہو کہ نماز پڑھنے کو جگہ نہ ہو اور وضو اور تیمم بھی ممکن نہ ہو، ایسی صورت میں سیٹ پر بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے اشاروں سے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ یہی صورت اگر ۴۸ میل سے کم سفر ہونے کی صورت میں پیش آئے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس ٹرین یا بس کو چھوڑ دے، نماز پڑھ کر دوسری ٹرین یا بس سے سفر کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

شرعی مسافر کا ۴۸/میل سے قبل دو چار دن کے لیے ٹھہرنا

سوال: مسافر کے لیے قصر کا حکم کب ہے؟ مسافر ۴۸/میل سے زائد کی نیت کر کے سفر کرے؛ مگر ارادہ یہ ہے کہ دو دن یا تین دن اطراف میں ۴۸/میل سے کم رہے گا، جیسے کہ تبلیغی جماعت شروع کے چند ایام اطراف میں کام کرتی ہے، اخیری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایام مسافت سفر کا ارادہ کر کے دوسری جگہوں میں کام کے لیے جاتی ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جب اپنے گھر سے اڑتالیس میل سے زیادہ کی نیت سے چلا، تو اپنے وطن کی عمارتوں سے باہر قدم رکھتے ہی مسافر شمار ہوگا، اب درمیان میں مختلف مقامات پر ٹھہرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اس کو چاہیے کہ قصر کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

سو کلو میٹر سفر کرنے سے قصر

سوال: ایک شخص روزمرہ اپنے غریب خانہ سے سوسوا سو کلو میٹر پر ملازمت کرتا ہے، شام کو روزانہ غریب خانہ پر آجاتا ہے آیا وہ شخص مذکور شرعاً مسافر ہوا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اپنے وطن کے مکانات سے نکلتے ہی وہ مسافر ہو جائے گا، اور وطن واپس آکر مقیم ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سفر میں قبلہ کی تحری اور منفرد کے لیے اذان و اقامت کا حکم

سوال: اگر اکیلا سفر میں ہے تو اذان و اقامت کہنا چاہیے یا نہیں؟ اکیلا ہے اور عشاء کا وقت ہے، قبلہ کدھر ہے معلوم نہیں ہوتا تو کیا کرے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

سفر میں منفرد کے لیے اذان سنت مؤکدہ نہیں؛ بلکہ مستحب ہے، اقامت سنت مؤکدہ ہے۔ (بدائع الصنائع ۱/۳۷۸)

اگر وہاں کوئی مقامی دین دار مسلمان ہو تو اس سے قبلہ معلوم کر لے؛ ورنہ تحری کرے، یعنی خوب غور و فکر سے صحیح جہت معلوم کرنے کے بعد دل جدھر گواہی دے اس طرف پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بس کے سفر میں نماز

سوال: سفر کی حالت میں نماز کا وقت ہو گیا اور ہم بس میں سفر کر رہے ہیں، نماز قضاء ہونے کا ڈر ہو، تو اس وقت کیا کریں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جب کسی جگہ پر بس ٹھہرے، وہاں اتر کر نماز پڑھ لے، اگر کسی طرح بھی پڑھنا ممکن نہ ہو، تو بعد میں قضاء کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹/شوال المکرم ۱۴۱۱ھ

وطن اقامت بنانے کی ایک تدبیر

سوال: زید وطن اقامت میں امامت کر رہا ہے اور وہ اپنے گھر جانے کے لیے ٹکٹ بنا چکا؛ لیکن گھر جانے سے تھوڑے دن پہلے دوسری جگہ سفر کیا، جس سے مسافر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہو جاتا ہے، وہاں سے واپسی کے بعد ۱۵ / دن سے کم رہنے کا ارادہ ہے، اب وہ نماز کیسے پڑھائے گا؟ اور یہاں نماز پڑھانے کے لیے کوئی دوسرا آدمی بھی نہیں ہے، سب کے سب ان پڑھ ہیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جب دوسری جگہ کا سفر کیا اور وہ اتنی دور واقع ہے کہ جس سے وہ مسافر ہو جاتا ہے، تو اب وہ دوبارہ مقیم اسی صورت میں بنے گا جب کہ اس کا ارادہ یہاں پندرہ دن قیام کا ہو، اس لیے صورت مسئولہ میں اس پر قصر لازم ہے، جب زید کو معلوم تھا کہ اس کے مقتدیوں میں کوئی نماز پڑھانے کے قابل نہیں ہے، تو اس کو سفر نہیں کرنا چاہیے تھا، اور جب کر چکا ہے تو اب اس کی تدبیر یہ ہے کہ وطن کے سفر کا ارادہ ملتوی کر کے پندرہ یا اس سے زائد یوم قیام کی نیت کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

جیل میں نماز قصر پڑھیں یا نہیں؟

سوال: یہاں نوساری جیل میں ہمارے علاوہ بہت سے مسلم برادران ۲ / سال یا ۲ / سال سے زائد وقت سے ہیں، اور بہت سے سال ڈیڑھ سال سے ہیں، حال میں ہم قصر نماز پڑھتے ہیں: ظہر، عصر اور عشاء کی فرض نماز قصر پڑھتے ہیں، کیا ہم قصر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ ویسے ہم سب کو امید تو ہے کہ ہم ضمانت پر یا تو کیس میں رہا ہو کر اپنے اپنے گھر چلے جائیں گے، تو اس صورت حال میں ہم قصر نماز پڑھیں یا نہیں؟ اور جو برادران اسلام قصر نماز پڑھتے ہیں ان کے مکانات یا رہنے کا گھر ۸۰ /

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کلومیٹر دوری پر ہیں، اس کے متعلق تفصیل سے فتوی تحریر کر کے بھیجئے گا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

آپ حضرات میں سے جو حضرات اڑتالیس (۴۸) میل یا اس سے زیادہ دوری کے رہنے والے ہیں وہ چار رکعت والی نماز قصر یعنی دو رکعت پڑھیں؛ البتہ اگر کسی ایسے آدمی کی اقتداء میں پڑھتے ہوں جو شرعی مسافر نہیں ہے تو اس صورت میں امام کی طرح پوری نماز پڑھنی ہوگی، یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جن کے متعلق ابھی فیصلہ نہیں ہوا؛ بلکہ ان کا کیس چل رہا ہے، لیکن جن کے لیے فیصلہ ہوگیا اور تجویز شدہ سزا اسی جیل میں گزارنا بھی طے ہوگیا وہ لوگ پوری نماز پڑھیں، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جلد رہائی نصیب فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲ / رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ

مدتِ اقامت

سوال: اقامت کی مدت ۱۵ / دن ہے تو ایک آدمی نے ۳۱ / جنوری کو عصر کے وقت اقامت کی نیت کی، اور ۱۵ / فروری کو عصر کے وقت سفر کرلیا تو اقامت صحیح ہے؟ یا کیا مدت ہوگی اقامت کی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورت مسئولہ میں پندرہ یوم کا حساب پورا ہوجاتا ہے، اس لیے وہ مقیم کہلائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک شہر کے مختلف محلوں میں قیام کی نیت ہوتو اتمام کرے

سوال: ایک شہر میں ۴۰/ دن رہنا ہے، اور محلے الگ ہیں ۵/ دن اس میں، ۵/ دن اس میں؛ لیکن شہر ایک ہے، تو کیا قصر ہوگا؟ یا نیت تو ہے کہ پورے شہر میں ۴۰/ دن رہنا ہے تو اقامت ہو جائے گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر ایک ہی شہر میں چالیس یوم قیام کی نیت ہے، (چاہے الگ الگ محلوں میں کام کرنا ہو) تو وہ شخص مقیم بن گیا، پوری نماز پڑھے، قصر نہ کرے۔

لوكان الموضعان من مصر واحد أو قرية واحد، فإنها صحيحة؛ لأنها متحدان حكماً (شامی ۱/ ۵۸۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مسافر امام نے چار رکعت والی نمازیں پڑھادیں

سوال: بندہ دو سال سے گجرم گاؤں میں امامت کر رہا ہے، جب دیولا سے نکلتا ہوں تو گجرم سفرِ شرعی ہونے کی وجہ سے پندرہ دن کی نیت کر لیتا ہوں اور فیملی کے ساتھ ہی رہتا ہوں، خاص عرض کرنا یہ ہے کہ پہلی تاریخ کو گھر گیا تو کیا بارہ تاریخ کو رشتہ دار کی شادی میں آنا ضروری ہے تو مجھے گجرم آکر نمازوں کے بارے میں کیا کرنا چاہیے؟ قصر یا پوری پڑھانا ہے؟

نوٹ: اگر ایسی حالت میں بہت ساری نمازیں پڑھالی ہے تو اب کیا کرنا ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جب آپ پہلی تاریخ کو گھر جا کر گجرم واپس آئے اس وقت آپ کا ارادہ ۱۲/ تاریخ کو رشتہ دار کی شادی میں شرکت کے لیے جانے کا تھا تو آپ کا قیام گجرم میں پندرہ دن کا نہ ہونے کی وجہ سے آپ مقیم نہیں بنے، آپ کو چاہیے کہ چار رکعت والی نمازیں (عشاء، عصر، ظہر) قصر پڑھیں، اس حالت میں آپ نے چار رکعت والی جتنی نمازیں پوری پڑھائی ہیں اور آپ کی اقتداء میں جن مقیم حضرات نے یہ نمازیں پڑھی ہیں ان کی نماز نہیں ہوئی، ان کو چاہیے کہ ان نمازوں کا اعادہ کریں اور آپ پر توبہ واستغفار ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸/ صفر ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

مسافر اتمام کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال: بندہ "ہتھوڑا" ضلع سورت کا رہنے والا ہے، اور دھرم پور میں خادمِ مسجدِ جامع ہے، اب بندہ دھرم پور سے ایک کام کی بنا پر سملک جائے (سورت)، تو دھرم پور سے ۱۰۰/ کلومیٹر جیسا دور ہے، اور ہتھوڑا سے ۵۰/ کلومیٹر ہے تو کیا اگر ہتھوڑا نہ جانا ہو اور صرف سملک سے کام کے ختم کرنے پر لوٹ جائے اور ظہر کی نماز سملک میں پڑھے تو قصر کرے گا یا پوری پڑھے گا؟ اور اگر پوری پڑھ لی تو کوئی گناہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

دھرم پور میں آپ کا قیام بسلسلۂ ملازمت ہونے کی وجہ سے وہ آپ کا وطنِ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اقامت ہے، جب آپ وہاں سے سملک جانے کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو چوں کہ سملک کا فاصلہ وہاں سے مسافتِ سفر سے زیادہ ہے، اس لیے آپ کے دھرم پور سے نکلتے ہی آپ شرعی مسافر بن گئے، اس لیے اس دوران چار رکعت والی جتنی بھی نمازیں آویں گی ان کو دو رکعت پڑھنا آپ کے لیے ضروری ہے، آپ نے ظہر کی نماز بجائے دو کے چار رکعت پڑھی، اب اگر یہ نماز کسی مقیم کے پیچھے نہیں پڑھی گئی ہے تو اگر آپ نے دو رکعت پر قعدہ کیا تھا تو یوں سمجھا جائے گا کہ ان چار رکعت میں سے دو بطور فرض ادا ہوئی اور دو نفل قرار دی جائے گی؛ بہر حال آپ کا فریضہ ادا ہو گیا، اور اگر آپ نے دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تھا تو آپ کی نماز صحیح نہیں ہوئی، اس صورت میں آپ کے لیے ضروری ہے کہ اس نماز کی قضاء کر لیں، اگر ظہر کا وقت ختم ہونے تک آپ سفر ہی میں تھے تو بطورِ قضاء بھی دو رکعت ہی پڑھیں۔ دھرم پور واپس لوٹ کر آپ کی نیت وہاں پر مسلسل پندرہ روز قیام کی تھی تو اب آپ نمازیں پوری پڑھیں، اور اگر پندرہ روز قیام کی نیت نہیں تھی؛ بلکہ پندرہ روز سے پہلے کسی اور جگہ جانے کا ارادہ تھا تو دھرم پور میں بھی آپ کو قصر ہی کرنا ہے؛ اس لیے کہ پندرہ روز قیام کی نیت نہ ہونے کی وجہ سے دھرم پور آپ کا وطنِ اقامت نہیں بنا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

ایک ہفتہ کا قیام معلوم ہونے کے باوجود اقامت کی نیت کرنا

سوال: برما کے چند حج میں جانے والے حجاج بنکاک شہر میں پہنچے اور وہ جہاں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رہتے تھے قریب کی مسجد کے امام صاحب شافعی مسلک کے تھے، اور وہ عشاء وفجر کی فرض نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھتے تھے، برما کے حاجی صاحبان حنفی مسلک کے تھے، ان میں سے ایک عالم صاحب نے خود فرض نماز پڑھا دینے کی اجازت چاہی، امام صاحب نے کہا کہ آپ پوری چار رکعت عشاء میں پڑھائیں، اس عالم صاحب نے پہلے اپنے مقیم ہونے کی نیت کی (حالاں کہ ان کا قیام صرف ہفتہ بھر تھا) اب اس عالم صاحب نے عشاء کی فرض نماز بغیر قصر کئے پوری پڑھا دی، اب ان کے پیچھے حنفی مقتدیوں کی نماز ہوگئی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جب ان کا قیام ہفتہ بھر کا ہی تھا تو ان کی اقامت کی نیت معتبر نہیں ہوئی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیت کی حقیقت سے بے خبر ہیں، جب وہ مسافر ہی تھے تو ان پر قصر واجب تھی اور عمداً ترکِ واجب کی وجہ سے گنہگار ہوئے، ان پر توبہ اور نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/۷۷)

درمختار میں قہستانی کے حوالے سے "أَثِمَ واستحق النار" کا لفظ موجود ہے۔

(در مع الشامی ۱/ ۵۸۳)

حنفی مقتدیوں میں جو مقیم تھے ان کی تو نماز ہی نہیں ہوئی؛ اس لیے کہ بعد والی دو رکعتوں میں اقتداء مفترض خلف المتنفل لازم آتا ہے، اور جو مسافر تھے ان پر بھی اعادہ واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نیت اقامت کے شرائط

سوال: زید نے انکلیشور میں پندرہ روز قیام کی نیت کی ہو اور اُسی اثنا میں دو دن کے لیے کھروڈ آنے کا ارادہ ہے، تو کیا یہ نیت اس کی اقامت میں مؤثر ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

مسافر جس نیتِ اقامت سے مقیم بنتا ہے اس کے لیے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے: ① نیتِ اقامت ② نیتِ مدتِ اقامت ③ اتحاد مکان ④ جس مقام میں اقامت کی نیت کی ہے اس کا اقامت کے لائق ہونا۔

وهو أن ينوي الإقامة خمسة عشر يوما، في مكان واحد صالح للإقامة فلابد من أربعة أشياء: نية الإقامة، ومدة الإقامة، واتحاد المكان، وصلاحيته للإقامة. (بدائع ۱/۹۷)

صورت مسئولہ میں جب زید کا ارادہ دو دن کے لیے کھروڈ آنے کا ہے تو اتحاد مکان والی تیسری شرط مفقود ہونے کی وجہ سے زید مقیم نہیں بنے گا؛ بلکہ مسافر ہی رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸/صفر ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

نیت اقامت کے شرائط کی تفصیل

سوال: بندہ نے ایک استفسار قبل ازیں ارسال کیا تھا، جس کا جواب موصول ہوا، فجزاکم اللہ، اس جواب کا آپ کے رجسٹر کے اندراج کے مطابق ۲۱/۶۵

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے، جس میں دو سوال نقل کیے گئے ہیں، اور دونوں مسئولہ صورتوں کا جواب ایک ہی ہے، دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں؛ لیکن فتاویٰ دار العلوم مکمل ومدلل جدید (مطبوعہ زکریا بک ڈپو دیوبند) جلد چہارم ص:۴۵۶ پر اسی طرح کے ایک استفتاء کا جواب کچھ تشویش کا باعث بنا ہوا ہے، جو مع عنوان وسوال وجواب درجۂ ذیل ہے، آں حضرت سے امید ہے کہ ایک طالب علم کی تشویش کو دور فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں:

زید گھوم کر تجارت کرتا ہے اور سامان ایک جگہ رکھتا ہے؛ لیکن وہاں وہ خود ایک ہفتہ سے زیادہ نہیں رہتا تو وہ نماز پوری پڑھے یا قصر:

سوال: زید نے اپنا اسبابِ تجارت اپنے وطن سے سو میل کے فاصلے پر لے جا کر وہاں ایک مکان کرایہ پر لے رکھا ہے، اور اس مقام سے اسباب لے جا کر دیہات وبیرون جات میں فروخت کرتا ہے، بیرون جات سے کبھی ہفتہ کبھی دس روز میں اپنے جائے قیام پر واپس آتا ہے، دو چار روز یا ایک ہفتہ وہاں قیام کر کے پھر اسباب لے کر چلا جاتا ہے، اور اس کو فروخت کر کے آٹھ دس روز میں واپس آتا ہے، اسی طرح چار چھ مہینے گزار کر وطن اصلی کو واپس آتا ہے، زید جس مقام پر اسباب تجارت رکھتا ہے وہ وطن اقامت بن جائے گا یا نہیں؟ اور زید کو نماز قصر ادا کرنی چاہیے یا نہیں؟

الجواب: اگر اول اس جائے اقامت میں پندرہ دن کے قیام کی نیت کر لی ہے، تو اس صورت میں وہاں اور قرب وجوار کے دیہات پر جہاں تک مسافتِ قصر نہ ہو نماز پوری پڑھتا رہے گا، اور اگر جائے اقامت میں اول دفعہ بھی پندرہ روز کے قیام کی نیت نہیں کی تو پھر برابر قصر کرے گا۔ فقط

اسی طرح ایک اَور استفتاء ۴/۴۶۴ پر ہے:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اگر کہیں اولاً پندرہ یوم اقامت کی نیت کی تو آس پاس دورہ میں پوری نماز پڑھنا ہوگی:

سوال: ایک آفیسر کا صدر مقام سکندر آباد ہے، جہاں ان کے بال بچے ہی رہتے ہیں، اوران کی ملازمت دوراز دو ماہ کے دورہ کی ہے، سکندر آباد سے ایک طرف علاقہ ۳۲ر میل اور ایک طرف پانچ میل اور ایک طرف ۲۱ر میل اور ایک طرف ۲۲ر میل کے قریب قریب ہے، دورہ میں کسی جگہ پر دس روز سے زیادہ قیام نہیں ہوتا، اور خاص سکندر آباد میں بھی دس روز سے زیادہ قیام نہیں ہوتا ہے، اس صورت میں آفیسر مذکورہ کو سکندر آباد یا دیگر مقامات میں نماز قصر پڑھنی چاہیے یا پوری؟ کیا حکم ہے؟

الجواب: قاعدہ یہ ہے کہ: موضع اقامت میں جب تک پندرہ دن کے قیام کی نیت ایک دفعہ میں نہ ہو اس وقت تک قصر ہی کرنا چاہیے، اور دورہ میں چوں کہ کوئی مقام مسافت شرعیہ یعنی قصر کے قابل نہیں ہے، پس اگر اول سکندر آباد جو نیت اقامت پندرہ دن کی ہو چکی ہے تب تو پھر دورہ میں قصر کہیں نہیں ہے، اور اگر سکندر آباد میں ہی اول نیتِ اقامت پندرہ دن کی نہ ہوئی تھی اور نہ پھر کسی دوسرے مقام میں نیت پندرہ دن کے قیام کی ہوئی، تو پھر برابر قصر کرے، یعنی سکندر آباد میں بھی اور دورہ میں بھی۔ فقط

(فتاویٰ دار العلوم جدید ۴/ ۴۴۶)

آں حضرت نے بدائع (۱/ ۹۷) کے حوالے سے جو چار شرطیں ذکر فرمائی ہیں، ان میں سے بہ ظاہر تیسری شرط اتحاد مکان دار العلوم کے مذکورہ استفتاء میں عنوان سے ظاہر ہوتا ہے کہ مفقود ہے، پھر بھی اقامت کی نیت کی صحت کا فیصلہ جو بہ صورتِ تعلیق ذکر کیا گیا ہے، کیسے صحیح ہوگا؟ حالاں کہ النیۃ ھو قصد القلب۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

بدائع کی جو عبارت اگلے جواب میں نقل کی گئی تھی آپ اُس مقام کو بہ غور مطالعہ فرمالیں، صاحب بدائع نے شروط اربعہ کی مدلل تفصیل دو صفحات میں فرمائی ہے، اس کو اچھی طرح سمجھ کر ذہن نشین فرمالیں۔ نیت اقامت میں چار چیزیں ضروری بتلائی ہیں:

① نفس نیت اقامت، یعنی وہاں قیام کا ارادہ و نیت ہو، اگر کوئی آدمی کسی شہر میں اس طرح ٹھہرا کہ شروع سے ہی ٹھہرنے کا ارادہ اور نیت نہیں؛ بلکہ دل میں یہ ہے کہ میرا فلاں کام ہوتے ہی نکل جاؤں گا، اور وہ کام ایسا ہو جو اس کے خیال میں قیام کا متقاضی بھی نہیں ہے، مثلاً کسی کی ملاقات جس نے اسی دن ملاقات کا وعدہ کیا ہے، مجھے یہاں ٹھہرنا نہیں ہے، اب چاہے اس کام کے ہونے میں تاخیر ہوتے رہنے کی وجہ سے ایک ماہ بھی ٹھہرا، تو چوں کہ ٹھہرنے کی نیت ہی نہیں تھی اس لیے وہ مقیم نہیں بنا۔ اس کے برخلاف شروع سے اس کا ارادہ و نیت قیام کی ہے اور وہ بھی پندرہ دن یا زیادہ، (مثلاً کوئی ایسا کام ہے جس کے متعلق اس کو یقین ہے کہ اس کی انجام دہی کے لیے مجھے پندرہ یا زیادہ دن رکنا ضروری ہے)؛ لیکن بعد میں یا تو وہ کام جلدی ہو گیا یا ایسے حالات پیش آئے کہ آئندہ اس کام کے ہونے کی توقع نہیں رہی، اور اس کو تین چار دن بعد ہی وہاں سے اپنا قیام مختصر کر کے آجانا پڑا، تو اس صورت میں چوں کہ نیتِ اقامت اور نیتِ مدتِ اقامت دونوں موجود تھیں؛ اس لیے وہ قصر کے بہ جائے اتمام کرتا رہے، وہ درست ہے، اگرچہ حالات کی ناموافقت کی وجہ سے نیت کے مطابق کام نہ کر سکا۔

② نیتِ مدتِ اقامت: یعنی اقامت کی جو نیت کی ہے اس کی مدت پندرہ یوم یا زائد ہو، اگر نیتِ اقامت تو ہے (یعنی پہلی شرط)؛ لیکن اس کی مدت پندرہ یوم یا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

زائد نہیں ہے؛ بلکہ کم ہے، تب بھی وہ آدمی مقیم نہیں بنے گا، مثلاً ایک آدمی سفر کرکے اپنی ضرورت سے بمبئی گیا، اب وہ جس ضرورت کے لیے بمبئی گیا ہے اس کے متعلق اس کا خیال یہ ہے کہ وہ کام دس دن میں مکمل ہوگا، چناں چہ اس نے بمبئی میں دس دن قیام کی نیت کی، تو اس صورت میں نفسِ نیتِ اقامت موجود ہے؛ لیکن مدتِ اقامت (پندرہ یوم یا زائد) کی نیت والی دوسری شرط نہیں پائی گئی؛ اس لیے وہ مقیم نہیں بنا، اب چاہے بعد میں ایسا ہوا کہ وہ کام دس دن میں نہ ہونے کی وجہ سے اس کو پندرہ یا زائد یوم ٹھہرنا پڑے، پھر بھی وہ مسافر ہی رہے گا۔

③ اتحادِ مکانِ اقامت: یعنی پندرہ روز یا زائد قیام ایک ہی بستی میں کرنے کی نیت ہو، اب اگر کوئی آدمی پندرہ روز یا زائد قیام کی نیت تو کرتا ہے؛ لیکن دو بستیوں میں تو وہ مقیم نہیں ہوگا، مثلاً آپ نے کھروڈ اور انکلیشور دونوں میں مجموعی طور پر پندرہ یا زائد قیام کی نیت کی، تو آپ مقیم نہیں ہوں گے؛ (البتہ اس سے دو صورتیں مستثنیٰ ہیں): ایک: دونوں میں سے ایک میں حتمی طور پر رات گزارنے کی نیت ہے، دوسری جگہ دن دن میں جانے کا ارادہ ہے تو چوں کہ اصل قیام کی جگہ وہی کہلاتی ہے جہاں آدمی رات گزارتا ہے؛ اس لیے اس صورت میں یوں سمجھا جائے گا کہ ایک ہی جگہ پندرہ یا زائد قیام کی نیت ہے۔ دوسری: کل بیس یوم دونوں جگہ قیام کا ارادہ ہے؛ لیکن اس طرح کہ پہلے پندرہ یوم پورے کھروڈ میں گزار کر آخری پانچ یوم انکلیشور میں گذاروں گا، تو چوں کہ پہلے پندرہ یوم پورے کھروڈ میں گزارنے کا ارادہ ہونے کی وجہ سے مقیم بن چکے، اس کے بعد انکلیشور جانے سے مسافر نہیں بنیں گے، کہ وہ کھروڈ سے مسافتِ سفر پر نہیں ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آپ نے فتاویٰ دار العلوم کا جو جواب نقل فرمایا ہے اس میں اول پندرہ دن اقامت کی نیت کر لی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ سکندر آباد یا اول جائے اقامت میں جب وہ آیا، اس کا ارادہ یہ ہے کہ میں یہاں پندرہ یوم مکمل قیام کروں گا، پھر اپنی تجارت کے لیے دیہات میں نکلوں گا یا پھر اپنے دورہ کے لیے اپنے علاقے میں نکلوں گا، تو وہ مقیم بن گیا، اب اگر وہ اپنی نیت کے مطابق واقعتاً بھی پندرہ یوم وہاں قیام پذیر رہا تو کوئی اشکال نہیں ہے؛ لیکن اگر وہ شروع میں پندرہ یوم قیام کی نیت ہونے کے باوجود بعد میں کسی وجہ سے اپنا ارادہ بدلتے ہوئے پندرہ یوم پورے ہونے سے پہلے ہی تجارت کے لیے نکل پڑا، یا علاقے کے لیے دورہ پر نکل پڑا، تو چوں کہ وہ ایک مقام پر پندرہ یوم قیام کی نیت کرنے کی وجہ سے مقیم بن چکا ہے، اور اب وہاں (وطنِ اقامت) سے اتنی دوری پر جا رہا ہے جو مسافت سفر نہیں ہے؛ اس لیے وہ مقیم ہی ہے، اتمام کرتا رہے؛ لیکن اگر سکندر آباد یا پہلی جائے اقامت پر جب وہ آیا اس وقت بھی اس کی نیت وہاں پندرہ یوم قیام کی نہیں ہے؛ بلکہ یہ ہے کہ یہاں پانچ یوم ٹھہر کر اپنے دورہ پر یا تجارت کے لیے نکلوں گا، تو ظاہر ہے اس صورت میں پندرہ یوم قیام کی نیت نہ ہونے کی وجہ سے وہ آدمی سکندر آباد یا پہلی جائے قیام میں مقیم نہیں بنا؛ بلکہ مسافر ہی ہے، اس لیے قصر کرے گا، اب یہاں سے اپنے دورہ یا تجارت کے لیے دیگر قریبی مقامات پر جا رہا ہے تو بھی قصر ہی کرتا رہے؛ اس لیے کہ وہ مقیم بنا ہی نہیں ہے۔ آپ کو غلط فہمی اس سے ہوئی کہ آپ یہ سمجھے کہ سکندر آباد پہنچ کر پانچ دن بعد دورہ پر نکلنے کا پروگرام ہے، اس کے باوجود اگر وہ پندرہ یوم کی نیت کرے گا تو مقیم ہو جائے گا، حالاں کہ اس صورت میں جب کہ اس کا پروگرام (یعنی ارادہ) پانچ دن بعد دورہ پر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نکلنے کا ہے تو اس کی پندرہ یوم کی نیت کہاں رہی؟ اس لیے کہ بہ قول آپ کے نیت قصد القلب کا نام ہے، اور جب دل میں یہ بات ہے کہ میں پانچ دن بعد اپنے دورہ پر نکلوں گا تو اب پندرہ یوم کا قصد کہاں رہا!۔ حضرت عیسیٰ بن ابان کا جو واقعہ صاحب بدائع نے یہاں نقل کیا، اس کا یہی تو مطلب ہے کہ وہ جب شروع ذوالحجہ میں حج کے لیے مکۂ مکرمہ آئے، اور ایک ماہ مکۂ مکرمہ میں قیام کی نیت کی اور اتمام کرنے لگے، تو امام ابوحنیفہؒ کے کسی شاگرد نے ان سے یہی کہا کہ: جب آپ حج کے لیے مکۂ مکرمہ آئے ہوئے ہیں، اور حاجی کے لیے ضروری ہے کہ وہ منیٰ عرفات جائے، تو گویا منیٰ عرفات جانے کا آپ کا پروگرام (ارادہ) ہے، اور اس کے ہوتے ہوئے آپ کی مکۂ مکرمہ میں ایک ماہ قیام کی نیت کہاں صحیح ہوئی؟ فافهم وتدبر ولا تكن من الغافلين

امید کہ اس تفصیل کے بعد آپ کی تشویش دور ہو جائے گی، پھر بھی خدانہ خواستہ دور نہ ہو تو بہ وقتِ ملاقات زبانی دریافت فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸؍صفر ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

وطن اقامت کب باطل ہوتا ہے؟

(سوال): زید ایک جگہ پندرہ دن سے زیادہ قیام کا ارادہ کیا بعد ۳ دن قیام کرنے کے زید کسی ضرورت سے سفر شرعی یعنی ۴۸ میل سے تجاوز کر کے پھر وہی اول جگہ قیام کیا ہے، یا قیام کرنے سے قبل دل میں خیال کیا تھا کہ بعد تین دن قیام کے مجھے فلاں کام کے لیے ۴۸ میل سفر کرنا ہے؛ تو اسے قیام میں کوئی خلل آتا ہے یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر زید کا ارادہ شروع ہی سے پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کا ہے تو وہ اس جگہ پر مقیم بن گیا، قصر نہ کرے بلکہ نمازیں پوری پڑھے، اور اگر زید کا ارادہ شروع سے یہ ہے کہ تین دن کے بعد فلاں کام کے لیے یہاں سے جانا ہے (چاہے ۴۸ میل دور جانا ہو یا کم) تو وہ اس جگہ پر مقیم نہیں بنا؛ البتہ اگر تین دن کے بعد اس کام کے لیے گیا پھر واپس آ کر پندرہ یوم یا اس سے زیادہ قیام کی نیت کی تو وہ مقیم بن گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰؍ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

وطنِ اقامت سفرِ شرعی سے باطل ہو جاتا ہے

سوال: جیسے ہم سبھی حضرات ایک لمبی مسافت طے کر کے دور دراز پڑھانے جاتے ہیں، اور اقامت پذیر ہوتے ہیں مدرسوں میں؛ لیکن کبھی کبھی وطن بھی جانا ہوتا ہے، اور تعطیلات بھی پڑتی ہیں، جن کا وقت متعین ہوتا ہے ایسی صورت میں مثلاً ہم ایک ایسی جگہ رہ رہے ہیں جو ہمارا وطن اقامت ہے، اور مدرسہ کی طرف سے تعطیل کا وقت متعین ہو گیا کہ ۲۰ کو تعطیل ہوگی اور بیس کو ہمارا جانا بھی متحقق ہے مگر کسی وجہ سے ۱۸ یا پندرہ کو مدرسہ کے کام سے یا کسی وجہ سے اتنی دور جانا پڑا جو سفر شرعی ہے اور واپس آ کر اپنے وطن اقامت میں باقی دن پورا کرتے ہیں تو قصر کریں یا اتمام کریں گے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورت مسئولہ میں قصر کرنا ہوگا ہمارے تمام اکابر کے فتاوی اور عمل یہی ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور کتب مذہب سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کسی کے تفرد پر توجہ نہ فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶ ربیع الآخر ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

مسافر شخص اقتدا کی صورت میں نماز کس طرح پڑھے؟

سوال: ایک مسافر چار رکعت والی نماز میں جماعت میں اس وقت شریک ہوا کہ وہ آخری یعنی چوتھی رکعت تھی۔ اس نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد صرف ایک رکعت پڑھا یہ خیال کر کے کہ میں مسافر ہوں اور قصر پڑھ سکتا ہوں۔ آیا اس مسافر کی نماز ہوئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی ہو تو اب یہ شخص نماز کو وقت کے اندر ادا کرنا چاہتا ہے تو کتنی رکعت پڑھے اور اگر قضاء ہوئی ہو تو کتنی رکعت ادا کرنا ہوں گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس کی وہ نماز درست نہیں ہوئی۔ مسافر مقتدی اگر وقت کے اندر مقیم امام کی اقتداء میں نماز پڑھے تو اس کو بھی چاہیے کہ پوری نماز پڑھے۔ اب جب کہ وہ نماز درست نہیں ہوئی تو اس کے لیے ضروری ہے کہ پھر سے پڑھے، اب اگر اکیلا پڑھتا ہے تو چاہے وقت کے اندر ہو یا وقت کے بعد دونوں صورتوں میں قصر کرے گا اور اگر وقت کے اندر مقیم امام کی اقتداء میں پڑھتا ہے تو پوری پڑھے۔ وقت کے بعد مقیم امام کے پیچھے نہیں پڑھ سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تبلیغی جماعت کے لیے قصر و اتمام کے چند احکام

سوال: ① ایک تبلیغی جماعت پالنپور سے مہوا پہونچی، مہوا مرکز کے امیر جماعت نے اس جماعت کے افراد سے مہوا کے اندر ایک ماہ رہ کر مہوا اور مہوا کے اطراف میں کام کرنے کے لیے کہا؛ چناں چہ سارے ساتھیوں نے ایک ماہ اقامت کی نیت کرلی اور مہوا سے اتنی دور تک جاکر کام کرنا شروع کردیا جو شرعی مسافت سے کم ہے تو کیا یہ لوگ قصر کریں گے کہ اتمام؟

② الف) ایک تبلیغی جماعت شرعی مسافت طے کرکے ایک جگہ پہونچی اور وہاں جاکر نیت کرلیا کہ ہمیں یہاں پندرہ دن سے زائد رہ کر کام کرنا ہے تو آیا وہ مسافر رہیں گے یا مقیم؟

(ب) نیز ایک جماعت مہوا سے بوٹاڈ کے لیے روانہ ہوئی، اور بوٹاڈ پہنچ کر اسے ایک چلہ پورا کرنا تھا اگر بوٹاڈ میں اقامت کی نیت کرتے ہیں اور کام بوٹاڈ اور بوٹاڈ سے اتنی دور تک جاکر کرتے ہیں جو شرعی حد سے کم ہے تو کیا اتمام کریں یا قصر اگر قصر کئے ہوں تو پھر کیا کریں گے؟

(ج) نیز کتنے کیلومیٹر انسان سفر کرے تو مسافر شمار ہوگا؟ فتاوی رحیمیہ میں ۷۷ میل لکھا ہے، آپ کے نزدیک جو راجح ہو تحریر فرمائیں، واضح رہے کہ عموماً جماعتیں ہر جگہ کے مرکز کے تابع ہوا کرتی ہیں۔ لہٰذا اس مرکز کے تابع ہوکر ہی کام کرنا ہوتا ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر پندرہ یوم یا اس سے زیادہ کا قیام صرف مہوا میں کرنے کی نیت ہوتی تو وہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لوگ اتمام کرتے؛ لیکن مہوا کے اطراف میں بھی کام کا نظام پہلے سے بنالیا گیا ہے، اوراسی پرعمل کرنا ہے تو پھرایک جگہ پندرہ یوم کی نیت کہاں رہی؟ اگر نیت کی بھی تو وہ درست نہیں۔

فلو دخل الحاج مكة ايام العشر لم تصح نيته لانه يخرج الى منى وعرفة فصاركنية الاقامة فى غير موضعها (درمختار) وهذا مسافر حكما وان نوى الاقامة لعدم انقضاء سفره مادام عازما على الخروج قبل خمسة عشر يوما الخ (شامی ۱/۴۸۱)

(الف) اگرایک ہی مقام (بستی) میں پندرہ یا زائد ایام قیام کر کے کام کی نیت ہے تو وہ حضرات مقیم قرار دیئے جائیں گے ورنہ نہیں۔

(ب) جب پہلے سے یہ تجویز ہوا ہے کہ کام بوٹاڈ اوراس کے اطراف میں کرنا ہے تو یہ ایک ہی جگہ قیام نہیں ہوا، رہا اتمام وقصر کا سوال تو اس کا جواب اس پر موقوف ہے کہ مہوا اور بوٹاڈ کے درمیان مسافت سفر ہے یا نہیں؟ نیز بوٹاڈ کے جن اطراف میں کام کرنا ہے وہ مہوا سے کتنی مسافت پر ہیں؟

(ج) ۷۷ رکیلو میٹر سے آدمی مسافر بن جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶ ربیع الآخر ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب صلاۃ الجمعۃ

قصبہ کے مثل بستی میں جمعہ

سوال: بستی پام ریج (جنوبی افریقہ)

① مقام وتعریف آبادی: پام ریج ایک نئی بستی جو صوبہ ٹرانسوال (جنوبی افریقہ) میں واقع ہے، یہاں کے باشندے تقریباً دوڈھائی سال سے آباد ہیں کل آبادی تخمیناً ۳۱۷۵ کی ہے۔

جنس:	مسلم	غیر مسلم
آبادی:	۸۴۰	۲۳۳۵
مکانات:	۱۶۵	۴۶۷
کل تعداد:	۳۱۷۵	۶۳۵

② سرکاری نظام ودفتر: کل انتظامات بستی کے متعلق دو دفتروں سے ہوتا ہے، مثلاً: زمین یا مکان کی خرید وفروخت، بجلی وپانی وٹیکس کی ادائیگی، فریاد (متعلق بستی) وغیرہ۔

③ حفاظت وامن: ایک پولیس اسٹیشن ہے؛ نیز بستی والوں کی حفاظت وامن کے لیے فوجی گاڑی مع پولیس ۲۴ گھنٹہ بستی میں گشت کرتے ہیں۔

④ ڈاکخانہ: فی الحال کوئی خاص مکان نہیں ہے ڈاک خانہ کے لیے، لیکن حکومت کی طرف سے ایک گاڑی (Mobile Vehicle) روزانہ آتی ہے، اور باقاعدہ سب کچھ دستیاب ہوتا ہے، جو اور ڈاک خانوں سے ملتا ہے، ڈاکیہ (postman)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہر مکان تک ڈاک پہونچا تا ہے، تقریباً ہر گھر میں ٹیلیفون موجود ہے۔

⑤ صحت وعلاج: ایک سرکاری دواخانہ موجود ہے، جہاں سے دوا انجکشن وغیرہ مفت میں حاصل ہوسکتا ہے، خود سرکاری متعینہ ڈاکٹر حاضر ہے، اور نرس (Nurse) بھی، دو انفرادی (Privete) ڈاکٹر اپنے اپنے دواخانوں میں مریضوں کا علاج کرتے ہیں بعوض فیس (Fee)۔

⑥ صلوٰۃ: ایک جماعت خانہ میں پنج وقت کی نماز ہوتی ہے باجماعت، عنقریب مسجد کی تعمیر ہوجائے گی۔

⑦ سرکاری اسکول، دینی مدرسہ، سرکاری کتب خانہ عام لوگوں کے واسطے۔

⑧ متفرقات: باقاعدہ دوکان جہاں پر سب ضروری اشیاء بکتی ہیں، مثلاً: دودھ، تیل، آٹا، مرچ واناج، بسکٹ، روئی، مٹھائیاں و چاکلیٹ وغیرہ وغیرہ، پانچ مکان بصورت دوکان جہاں ضروریات دستیاب ہوتی ہیں، مرغیاں و گوشت مل سکتا ہے، پھل وسبزیاں ملتی ہیں، دودھ، دہی، ہر گھر تک سواری کے ذریعہ سے (Delivered) پہنچتا ہے، دو درزی جو مردوں کے کرتے، پائجامہ، ٹوپی اور زنانہ لباس و کپڑے بناتے ہیں، گویا اسلامی لباس حاصل ہوسکتا ہے، کاریگر و ہنرداں وفن دار، وکیل وغیرہ موجود ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

حنفیہ کے نزدیک جمعہ کے لیے شہر یا قصبہ یا بڑا گاؤں ہونا شرط ہے، بڑا گاؤں وہ ہے جس میں گلی کوچے ہوں، بازار ہوں، روزمرہ کی ضروریات ملتی ہوں۔

ويشترط لصحتها الخ عن ابي حنيفة إنه بلدة كبيرة فيها سكك

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

و أسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم بحشمته وعلمه أو علم غيره يرجع الناس إليه فيما يقع من الحوادث وهذا هو الاصح (شامی) وتقع فرضا فی القصبات والقریٰ الكبيرة التی فيها أسواق (شامی)

جو بستی ایسی نہ ہو بلکہ چھوٹی ہو وہ چھوٹا گاؤں ہے، وہاں جمعہ درست نہیں۔

وفیما ذکرنا اشارۃ الی انه لا تجوز فی الصغيرة الخ (شامی)

آپ نے سوال میں جو تفصیل تحریر فرمائی ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بستی اپنے پھیلاؤ اور ضروریات کے اعتبار سے قصبہ کے مثل ہے، اس لیے اس میں جمعہ پڑھا جائے، بہتر یہ ہے کہ کسی عالم فقیہ کو بلا کر اس کا معائنہ کرا دیا جائے، وہاں کے حالات کا مشاہدہ فرما کر جو کچھ وہ تجویز کریں اس پر عمل کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۰۷ھ

گاؤں میں جمعہ

سوال: چوں کہ ہم برادرانِ ملت مسلمین واگب، تحصیل: سوپور، ضلع: بارہ مولہ، کشمیر جو کہ پندرہ سو (۱۵۰۰) افراد پر مشتمل ہے، ہمارے گاؤں میں تین مساجد ہیں، ہمارے گاؤں میں ایک گورنمنٹ ہائی پرائمری اسکول، اور گرلز پرائمری اسکول، ایک فیملی پلاننگ سنٹر، ایک دیرینہ خستہ حال پنچایت گھر واقع ہے، اس کے علاوہ ضروریات زندگی کے آٹھ دکان ہیں، اور ایک کوآپریٹو دکان بھی ہے، ہمارے گاؤں میں مندرجۂ ذیل طبقوں کے لوگ آباد ہیں، مثلاً: نان بائی، کمہار، موچی، درزی، حجام، آش پز لوگ بستے ہیں، مزید اس کے ایک آہنگر بھی اپنا کام کاج چلا رہا ہے؛ لیکن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

گاؤں ہذا کا اصلی باشندہ نہیں ہے، اور مثالی کوٹائی کی دو مشینیں، اور ہندسا بھی واقع ہے، ہمارے گاؤں میں چار ٹرکیں، آٹھ ٹانگہ، اور چند ریڑا بھی کام کررہے ہیں۔

اس کے برعکس مندرجۂ ذیل ضروریات زندگی میسر نہیں ہیں، مثلاً: قصائی کی کوئی دکان نہیں، علاج کا کوئی بندوبست نہیں ہے، بیت الخلاء کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہے، سواری کے لیے ٹانگہ مشکل سے ملتا ہے، سواری گاؤں کا کوئی انتظام نہیں ہے، موسم سرما میں سبزی کا پورا انتظام نہیں ہے، اور کوئی شیر گوجری یعنی دودھ بکنے والا بھی نہیں ہے، دھوبی، نجار، گلکار، سوتھار، ہانجی لوگ غرض بہت سے قسم کے کاریگر یہاں موجود نہیں ہیں۔

اس کے برعکس قصبہ سوپور جہاں نماز جمعہ وعیدین بڑی کثرت سے پڑھی جاتی ہے، گاؤں ھذا سے قصبہ سوپور تقریباً تین کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے، جب کہ ہم قصبہ سوپور کی اذان صرف صبح وشام مائیکروفون (لاوڈ اسپیکر) کے ذریعہ سن سکتے ہیں۔

چوں کہ ہم دو علمائے دین کے فتاوی سے چھ سال سے گاؤں ھذا میں نماز جمعہ اور نماز عیدین پڑھتے ہیں، جب کہ ان علمائے دین میں سے ایک نے چھ سال کے بعد نماز عیدین پڑھنے سے روکا، ان کا کہنا ہے کہ آپ نمازِ جمعہ گاؤں ھذا میں پڑھ سکتے ہیں لیکن نماز عیدین قصبہ سوپور میں ادا کرنی لازمی ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ آپ سوپور کی اذان بذریعہ مائیکروفون سن سکتے ہیں، اس لیے آپ پر لازم ہے کہ آپ نماز عیدین سوپور کے عیدگاہ میں پڑھیں، اور نماز جمعہ گاؤں ھذا میں ہی پڑھا کریں جب کہ چھ سال قبل انھوں نے ایسا نہ کہا۔

چوں کہ اب ہماری اپنی برادری میں اختلاف پیدا ہوگیا ہے، کیوں کہ کچھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

علمائے دین اس فتوی پر راضی نہیں ہیں، ان کی دلیل یہ ہے کہ گاؤں کی کل آبادی دو ہزار افراد لازمی ہے، اور ضروریات زندگی کی تمام چیزیں میسر ہونی لازمی ہے، اب ہماری برادری میں اختلاف ہوا، آدھے لوگ گاؤں ھذا میں نماز جمعہ اور عیدین ادا کرتے ہیں، اور بعض لوگ سوپور نماز جمعہ پڑھنے جاتے ہیں۔

اب عرض ہے کہ ہم نے اپنی برادری میں یہ فیصلہ لیا ہے کہ ہم علمائے دیوبند کی طرف رجوع کریں، اب آپ صاحبان کی خدمت میں عرض ہے کہ قرآن وحدیث، حنفیہ مسلک کے مطابق فتوی دے کر گاؤں ھذا کے اختلافات دور کر کے مشکور فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حنفیہ کے نزدیک جمعہ کے لیے شہر یا قصبہ یا بڑا گاؤں ہونا ضروری ہے، بڑا گاؤں وہ ہے جو اپنی ضروریات روزمرہ: ڈاکخانہ، شفاخانہ، مدرسہ، بازار وغیرہ کے لحاظ سے قصبہ کے مثل ہو، اور تین چار ہزار کی آبادی ہو، جو گاؤں ایسا نہیں ہے وہاں جمعہ جائز نہیں؛ بلکہ روزانہ کی طرح جمعہ کے روز بھی ظہر کی نماز پڑھی جائے، آپ کے گاؤں کے حالات کی تفصیل پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑا گاؤں نہیں ہے، پھر بھی بہتر یہ ہے کہ کسی ایسے عالم وفقیہ کو جس پر سب کا اعتماد ہو بلا کر اس بستی کا معائنہ کرادیا جائے، وہاں کے حالات دیکھ کر جو کچھ وہ تجویز کریں اس پر عمل کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/شوال ۱۴۰۷ھ

چھوٹی بستی میں جمعہ

سوال: واپی شہر سے تقریباً ۳؍کلومیٹر دوری پر ایک جگہ "دبلیٹھا" نام سے ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وہاں تقریباً ۷۰، ۸۰ گھر مسلمانوں کے ہیں، جمعہ کی نماز کے لیے اطراف میں کوئی مسجد نہیں ہے علاوہ واپی کے، جو تقریباً ۳رکلومیٹر دور ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہاں جمعہ کی نماز قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟ وہاں ایک چھوٹی سی مسجد ہے جہاں پانچوں وقت کی نماز باضابطہ وقت کے مطابق ہوتی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حنفیہ کے نزدیک جمعہ کے لیے شہر یا قصبہ یا بڑا گاؤں ہونا شرط ہے۔ بڑا گاؤں وہ ہے جس میں گلی کوچے ہوں، بازار ہوں، روزمرہ کی ضروریات ملتی ہوں، تین چار ہزار کی آبادی ہو؛ اور جو بستی ایسی نہ ہو بلکہ چھوٹی ہو وہ چھوٹا گاؤں ہے، وہاں جمعہ درست نہیں۔ آپ نے جس بستی کے متعلق دریافت کیا ہے اِس پر اُس کو منطبق کر کے دیکھ لیا جائے۔ (ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ ۲/۳۰۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴رجمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

بڑا گاؤں کسے کہتے ہیں؟

سوال: ہماری بستی جس میں مردم شماری تین ہزار ہے، جس میں چائے، ناشتہ وغیرہ کی چند ہوٹلیں ہیں، دکانیں ہیں، ہفتہ میں ایک دن کپڑے، مسالہ جات اور چپل وغیرہ کی دکانیں لگتی ہیں، خانگی دواخانہ ہے، گوشت، ترکاری اور دوسری ضروریات زندگی کے سامان بآسانی میسر آجاتے ہیں، کیا اس بستی میں جمعہ وعید کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں دو ہزار افراد پر مشتمل آبادی کو (قریۂ کبیرہ) بڑی بستی شمار کر کے اس میں جمعہ کی نماز کو جائز قرار دیا ہے، اس فتویٰ کو سامنے رکھ کر ہر اس بستی میں جس کی مردم شماری دو ہزار ہو اس میں جمعہ پڑھنا جائز سمجھا جائے گا؟

اس زمانہ میں ایسی بستیوں سے تقریباً ضروریات زندگی میسر آہی جاتی ہیں، تفصیل سے جواب مرحمت فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

فتاویٰ محمودیہ میں ایک سوال جواب ہے ملاحظہ ہو:

سوال: ایک موضع جس کی کل آبادی تقریباً سوا دو ہزار یا کچھ زائد ہے، ایک چھوٹا بازار لگتا ہے، ڈاک خانہ بھی ہے، ضروریات کی چیزیں بھی اکثر مل جاتی ہیں، یہاں جمعہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: جمعہ کے لیے حنفیہ کے نزدیک شہر یا بڑا قصبہ ہونا ضروری ہے، چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں، بڑا گاؤں وہ ہے جس میں گلی کوچے ہوں، اپنے پھیلاؤ اور ضروریات کے اعتبار سے قصبہ کے مثل ہو، تین، چار ہزار کی آبادی ہو۔ فقط

(فتاویٰ محمودیہ ۲/ ۳۰۴)

معلوم ہوا کہ مدار آبادی کی تعداد پر نہیں؛ بلکہ اس پر ہے کہ اس میں شہر یا قصبہ کی شان نمایاں ہو، آپ کی بستی بھی اس معیار پر اترتی ہے تو وہاں جمعہ اور عید درست ہے؛ ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰/ ۷/ ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک گاؤں میں نماز جمعہ کے وجوب کی تفصیل وتحقیق

سوال: ہمارے یہاں ایک بڑا دیہات ہے، اس میں مسلم وغیر مسلم ملا کر کل آبادی تقریباً دس ہزار کی ہے اس گاؤں میں پرائمری اسکول اور ہائی اسکول بھی ہے ڈاکٹر اور بڑا سرکاری ہسپتال بھی ہے، سنار حلوائی، کپڑے کی اور جوتوں کی دوکانیں بھی ہیں اور ڈاک خانہ بھی ہے اور تقریباً چالیس پچاس دوکانیں متصل ہیں روزمرہ کی تمام ضروری چیزیں ہر وقت مل جاتی ہیں، یہ گاؤں اطراف کی بستیوں کے لیے مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور یہ گاؤں سرکاری ریکارڈ میں بڑا گاؤں شمار ہوتا ہے، پولس تھانہ البتہ اس میں نہیں ہے نیز عرف میں یہ قریۂ کبیرہ تو ہے ہی لیکن اگر قصبہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، دور دراز سفر کے لیے سواری وغیرہ کی سہولیات بھی میسر ہیں تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس بڑے گاؤں میں جمعہ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

(ويشترط لصحتها) سبعة أشياء:الأول: (المصر وهو ما لا يسع أكبر مساجده أهله المكلفين بها) وعليه فتوى أكثر الفقهاء مجتبى لظهور التواني في الأحكام (درمختار)(قوله ويشترط إلخ) قال في النهر: ولها شرائط وجوبا وأداء منها: ما هو في المصلي. ومنها ما هو في غيره والفرق أن الأداء لا يصح بانتفاء شروطه ويصح بانتفاء شروط الوجوب.

(شامی مع الدر ۵۹۰/۱)

(وشرط لافتراضها) تسعة تختص بها (إقامة بمصر) (درمختار) (قوله: إقامة) خرج به المسافر، وقوله: بمصر أخرج الإقامة في غيره

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

إلا ما استثنى بقوله فإن كان يسمع النداء ح (شامی ۱/۶۰۱)

(قوله ورجح في البحر إلخ) هو ما استحسنه في البدائع وصحح في مواهب الرحمن قول أبي يوسف بوجوبها على من كان داخل حد الإقامة أي الذي من فارقه يصير مسافرا وإذا وصل إليه يصير مقيما، وعلله في شرحه المسمى بالبرهان بأن وجوبها مختص بأهل المصر والخارج عن هذا الحد ليس أهله. اهـقلت: وهو ظاهر المتون. وفي المعراج أنه أصح ما قيل. وفي الخانية المقيم في موضع من أطراف المصر إن كان بينه وبين عمران المصر فرجة من مزارع لا جمعة عليه وإن بلغه النداء وتقدير البعد بغلوة أو ميل ليس بشيء هكذا رواه أبو جعفر عن الإمامين وهو اختيار الحلواني وفي التتارخانية ثم ظاهر رواية أصحابنا لا تجب إلا على من يسكن المصر أو ما يتصل به فلا تجب على أهل السواد ولو قريبا وهذا أصح ما قيل فيه اهـوبه جزم في التجنيس. قال في الإمداد: تنبيه قد علمت بنص الحديث والأثر والروايات عن أئمتنا الثلاثة واختيار المحققين من أهل الترجيح أنه لا عبرة ببلوغ النداء ولا بالغلوة والأميال فلا عليك من مخالفة غيره وإن صحح اهـ

أقول: وينبغي تقييد ما في الخانية والتتارخانية بما إذا لم يكن في فناء المصر لما مر أنها تصح إقامتها في الفناء ولو منفصلا بمزارع فإذا صحت في الفناء لأنه ملحق بالمصر يجب على من كان فيه أن يصليها لأنه من أهل المصر كما يعلم من تعليل البرهان والله الموفق.

(شامی مع الدر ۱/۶۰۲)

أما المصر الجامع فشرط وجوب الجمعة وشرط صحة أدائها عند

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

أصحابنا حتى لا تجب الجمعة إلا على أهل المصر ومن كان ساكنا في توابعه وكذا لا يصح أداء الجمعة إلا في المصر وتوابعه فلا تجب على أهل القرى التي ليست من توابع المصر ولا يصح أداء الجمعة فيها (بدائع ۱/۲۵۹)

سوال میں آپ نے اپنی بستی کے جو حالات وکوائف تحریر فرمائے ہیں ان کے پیش نظر وہاں کے رہنے والوں پر حسب شرائط جمعہ واجب ہے اور اس بستی میں جمعہ کی نماز درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴ر صفر ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

شرائط جمعہ نہ پائے جانے کے باوجود جمعہ پڑھنا

سوال: کسی گاؤں میں جمعہ اگر پہلے سے چلی آتی ہو، تو کیا ائمہ ثلاثہ کے قول پر عموم بلوی کا اعتبار کرتے ہوئے اس کو جائز قرار دیا جائے گا؛ جب کہ شہر میں بھی احناف کے جملہ شرائط جو جمعہ کے لیے ہیں آج نہیں پائے جارہے ہیں؟ نیز یہ بھی واضح کریں کہ پڑھی گئی جمعہ کی نماز اگر صحیح نہیں تو کیا بستی والے گنہگار ہوئے؟ اگر ہوئے تو کفارہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جمعہ کے لیے حنفیہ کے نزدیک شہر یا بڑا قصبہ ہونا ضروری ہے، چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں۔ (فتاوی محمودیہ ۲/۳۰۴)

بغیر شرائط کے جمعہ پڑھنے سے ظہر کی نماز ذمہ سے ساقط نہیں ہوئی۔ (فتاوی محمودیہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۱۰/۲)لوگوں کو چاہیے کہ ظہر کی قضا کرلیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/ذوالقعدہ ۱۴۱۳ھ

چھوٹے دیہات میں جمعہ کا حکم

سوال: مہاراشٹر صوبہ کے امراوتی ضلع مورسی تعلقہ میں ایک چھوٹا سا دیہات ہے،اور یہاں پر مسلمانوں کے صرف دس مکان ہیں یہاں پر بازار بھی نہیں بھرتا اور مسلمان میت کا سامان بھی نہیں ملتا؛ کیا ایسی حالت میں یہاں جمعہ کا خطبہ یا عید کا خطبہ ہوسکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جمعہ کی نماز درست ہونے کے لیے احناف کے نزدیک شہر یا قصبہ یا بڑا گاؤں ہونا چاہیے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵ ربیع الآخر ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح:عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

جیل خانہ میں نماز جمعہ

سوال: آنجناب کا مرسل نامہ جیل میں جمعہ پڑھنے کے متعلق دستیاب ہوا،جس میں آپ نے لکھا تھا کہ انتظام ہونے کی وجہ سے جمعہ ہی پڑھیں،اور استدلال میں فتاوی محمودیہ(۱۶/ ۴۰۴ ملخصا) کا حوالہ دیا گیا؛لیکن عبارت نقل نہیں کی گئی ہے جس کی وجہ سے جواب تشفی بخش معلوم نہیں ہوا،نیز چوں کہ فتاوی رحیمیہ جلد ۳/ ۵۳ پر عبارت درج ذیل ہے:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

''اپنے شہر کے جیل خانہ میں جو قید ہیں ان پر جمعہ کی نماز لازم نہیں؛ کیوں کہ جیل خانہ میں جانے کی عام اجازت نہیں الخ'' اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ جیل خانہ میں جمعہ نہیں ہے، جس کی وجہ سے بعض لوگ ظہر کی نماز پڑھتے ہیں اور بعض لوگ جمعہ ہی کی نماز عرصۂ دراز سے پڑھتے چلے آئے ہیں اور احتیاطاً جمعہ پڑھنے والے لوگ ظہر بھی علیحدہ علیحدہ پڑھ لیا کرتے ہیں، اب اس میں کونسی صورت درست ہے؟ کتب فقہ کی عبارت دیکھ کر واضح فرمائیں، چوں کہ شدید اختلاف ہو رہا ہے، جمعہ نہ پڑھنے والوں پر طعن وتشنیع ہو رہی ہے؛ نیز آپ کو معلوم ہو کہ وہ وارڈ یا ہال جس میں جمعہ ہوتی ہے وہ صرف جمعہ کے دن نماز جمعہ ہی پڑھنے کے لیے کھولا جاتا ہے اور نگرانی میں پولس موجود ہوتی ہے، جمعہ کی نماز کے بعد تالا لگ جاتا ہے اور بقیہ پنج وقتہ نماز اپنے اپنے وارڈ میں بعض لوگ چند ساتھی مل کر جماعت کے ساتھ اور بعض علیحدہ علیحدہ ہی پڑھتے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے ایک شرط اذن عام بھی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ جس جگہ نماز جمعہ ادا کی جارہی ہو وہاں پر کسی ایسے آدمی کو جو نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے آنا چاہتا ہے آنے سے روکا نہ جائے؛ تاکہ جس پر نماز جمعہ واجب ہے اس کے لیے یہ ممانعت مفوت جمعہ نہ بنے، اسی اذن عام والی شرط کی جہاں پر فقہاء نے تشریح وتفصیل فرمائی ہے، وہاں پر ایک مثال لکھی ہے کہ اگر حاکم وقت قلعہ میں نماز جمعہ پڑھا رہا ہے قلعہ کا دروازہ آنے والوں کے لیے بند رکھا ہے تو یہ نماز جمعہ درست نہیں؛ اس لیے کہ حاکم وقت خود جمعہ کی نماز قائم کر رہا ہے تو دوسرے کو اس کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اجازت نہ ہوگی، اس صورت میں دوسری جگہ جمعہ قائم نہیں ہو رہا ہے اور قلعہ جہاں جمعہ قائم ہو رہا ہے وہاں پر سب کو آنے کی اجازت نہیں ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت سے وہ لوگ جن پر جمعہ واجب ہو چکا ہے قلعہ میں جانے کی ممانعت کی وجہ سے جمعہ کی نماز سے محروم رہیں گے جو درست نہیں، اس لیے اگر قلعہ کا دروازہ جمعہ کی نماز کے وقت بند نہیں رکھا جاتا یا بند تو رکھا جاتا ہے لیکن اس کا مقصد جمعہ کی نماز سے روکنا نہیں ہے؛ بلکہ دشمن کے اچانک گھس آنے سے حفاظت ہے یا اور جگہوں پر جمعہ قائم کیا جا رہا ہے تو اس صورت میں قلعہ کے دروازہ کو بند رکھنا دوسرے لوگوں کے حق میں مفوت جمعہ نہیں ہے، اس لیے جمعہ کی نماز درست ہوگی۔

در مختار میں ہے:

والسابع: الاذن العام من الإمام وهو يحصل بفتح أبواب الجامع للواردين(كافى) فلا يضر غلق باب القلعة لعدو أو عادة قديمة؛ لأن الإذن العام مقرر لأهله وغلقه لمنع العدو لا المصلى، نعم لو لم يغلق لكان أحسن كما فى مجمع الانهر معزيالشرح عيون المذاهب قال: وهذا أولى مما فى البحر والمنح فليحفظ (فلو دخل أمير حصنا)أو قصره (واغلق بابه) وصلى بأصحابه (لم تنعقد) ولو فتحه وأذن للناس بالدخول جاز. (در مختار)

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

قوله (أو قصره) كذا فى الزيلعى والدرر وغيرهما، وذكر الوانى فى حاشية الدرر: ان المناسب للسياق أو مصره "بالميم بدل القاف" قلت: ولا يخفى بعده عن السياق وفى الكافى التعبير بالدار حيث قال: والاذن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

العام وهو أن تفتح أبواب الجامع يؤذن للناس حتى لو اجتمعت جماعة فى الجامع واغلقوا الأبواب، وجمعوا لم يجز، وكذا السلطان إذا أراد أن يصلى بحشمه فى داره فإن فتح بابها وأذن للناس إذنا عاما جازت صلاته شهدتها العامة أولا، وإن لم يفتح أبواب الدار واغلق الأبواب واجلس البوابين ليمنعوا عن الدخول لم تجز؛ لأن اشتراط السلطان للتحرز عن تفويتها على الناس وذا لايحصل الا باذن العام، قلت: وينبغى أن يكون محل النزاع ما اذا كانت لاتقام الا فى محل واحد اما لو تعددت فلا لانه لايتحقق التفويت كما افاده التعليل تامل (شامی ۱/۶۰۲)

جیل خانہ یا قلعہ اور اس جیسی سرکاری جگہوں میں جمعہ کے درست ہونے نہ ہونے کے سلسلہ میں ہمارے اکابر کے فتاوی مختلف ہیں، وجہ اس کی ظاہر ہے کہ وہاں پر ہر ایک کو جانے کی اجازت نہیں ہوتی، جن اکابر (حضرت مفتی سید عبد الرحیم صاحب دامت برکاتہم) نے وہاں جمعہ کی نماز صحیح نہ ہونے کا جوفتوی (فتاوی رحیمیہ ۳/ ۵۹) تحریر فرمایا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اذن عام- جوصحت جمعہ کے شرائط میں سے ہے- موجود نہیں، اور جن اکابر نے: حضرت تھانویؒ نے امداد الفتاوی جدید (۱/ ۶۱۴) میں اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانیؒ نے فتاوی دار العلوم مکمل ومدلل (۵/ ۱۰۴ تا ۱۰۷) میں اور حضرت فقیہ الامتؒ نے فتاوی محمودیہ (۱۶/ ۴۰۴) میں ایسی جگہوں پر جمعہ کے درست ہونے کا فتوی دیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر ہر ایک کو جانے کی اجازت نہ ہونا نماز جمعہ سے روکنے کے لیے نہیں؛ بلکہ قانونی تحفظ کے پیش نظر ہے، اس لیے یہ ممانعت اذن عام کے منافی نہیں خصوصاً جب کہ شہر میں دوسری جگہوں پر جمعہ قائم ہوتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آپ کی تسلی وتشفی کے لیے مندرجۂ بالا تفصیل لکھی گئی، آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ''چوں کہ شدید اختلاف ہو رہا ہے جمعہ نہ پڑھنے والوں پر طعن وتشنیع ہو رہی ہے'' یہ بات کوفت کا باعث ہے، جیل خانہ میں رہ کر بھی یہ رویہ اور طرزِ عمل لائق مذمت ہے، چوں کہ دونوں طرف اکابر کے فتاوی موجود ہیں؛ اس لیے کوئی ایک فریق دوسرے پر نہ تو طعن وتشنیع کرے، نہ اس کو برا سمجھے۔ جمعہ پڑھنے والے جمعہ کی نماز پڑھنے کے ساتھ احتیاطاً ظہر بھی علیحدہ علیحدہ پڑھ لیا کرتے ہیں وہ کس بنیاد پر نہ پڑھنے والوں پر طعن وتشنیع کرتے ہیں، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ جس ہال یا وارڈ میں نماز جمعہ پڑھی جاتی ہے وہ صرف نماز جمعہ کے لیے کھولا جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸/رجب ۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

زوال سے پہلے اذان جمعہ

سوال: شہر بیجاپور کی اکثر مساجد میں بروز جمعہ اذان کا یہ معمول ہے کہ بارہ مہینے ٹھیک ساڑھے بارہ بجے دی جاتی ہے، چاہے زوالِ آفتاب کسی بھی وقت ہو، تو کیا اس طرح اذان دینا درست ہے؟ اگر اذان زوال سے پہلے دی گئی تو اعادہ ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فقہ حنفی کی تمام کتابوں میں جمعہ کے وقت کے سلسلہ میں صراحۃً لکھا ہے کہ وہ زوال، یعنی سورج کے ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے، اور اذان کے لیے جو شرائطِ صحت منقول ہیں، ان میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ جس فرض ادا نماز کے لیے اذان دی جائے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس کے لیے اس نماز کا وقت ہونا بھی شرط ہے، اگر وقت آنے سے پہلے اذان دی گئی تو صحیح نہ ہوگی، وقت آنے پر دوبارہ کہی جائے۔ (منقول از عمدۃ الفقہ ۲/ ۳۰)

آپ کے شہر بیجاپور میں سال کے بارہ مہینے اذانِ جمعہ ساڑھے بارہ بجے دینے کا جو معمول ہے، اگر اس وقت زوال ہو کر جمعہ کا وقت شروع ہو جاتا ہے تب تو صحیح ہے، ورنہ وہ اذان درست نہیں، وقت شروع ہونے کے بعد اذان دوبارہ کہی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

شہر میں جمعہ کی اذانِ اول پر کاروبار بند کرنے کا مسئلہ

(سوال): زید کی جس شہر میں ہوٹل ہے، اس شہر میں دو مختلف مسجدوں میں مختلف اوقات میں جمعہ کی نماز ہوتی ہے، زید نے جمعہ کے وقت کاروبار بند کرنے کے بجائے ہوٹل کے آدھے ملازمین کو ایک مسجد میں جہاں ایک بجے جمعہ کی نماز ہوتی تھی نماز پڑھنے کے لیے بھیج دیا، اور جب وہ نماز پڑھ کر آئے تو کاروبار میں لگ گئے، اور بقیہ ملازمین کو دوسری مسجد میں جہاں دو بجے نماز جمعہ ہوتی ہے نماز پڑھنے کے لیے بھیج دیا، تو کیا شرعاً ایسا کرنا درست ہے؟

دوسرا دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

(الف) نمازِ جمعہ کے وقت کاروبار کو جاری رکھتے ہوئے ہر ایک آدمی نمازِ جمعہ ادا کر لے یہ شرعاً درست ہے؟

(ب) اگر نمازِ جمعہ کے وقت کاروبار کو بند کرنا ضروری ہے تو جس شہر میں مختلف

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مسجدوں میں مختلف اوقات میں اذانِ جمعہ ہوتی ہے تو کونسی مسجد کی اذان کے وقت کاروبار بند کرنا ضروری ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جمعہ کی اذانِ اول کے بعد بیع وشرا (خرید وفروخت) مکروہ تحریمی ہے، ایسی بیع سے توبہ اور اس کا فسخ دیانۃً واجب ہے، قضاءً نہیں، بیع فاسد قضاءً بھی واجب الفسخ ہوتی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/ ۱۱۴)

اس لیے (الف) نمازِ جمعہ کے وقت کاروبار کو جاری رکھتے ہوئے ہر ایک کا جمعہ پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ کاروبار کا بند رکھنا ضروری ہے۔

(ب) اس سے متعلق صریح جزئیہ اس لیے نہیں ملتا کہ پہلے زمانہ میں پورے شہر میں صرف ایک ہی جگہ جمعہ ہوتا تھا، لہٰذا اس کو عام نمازوں کی اذان پر قیاس کیا جائے گا، عام اذان کی اجابت باللسان میں اذان اول کا اعتبار ہے، اور اجابت بالقدم میں اذانِ محلہ کا اعتبار ہے، اس سے ثابت ہوا کہ وجوب سعی الی الجمعہ وکراہیتِ بیع میں مسجد محلہ کی اذان معتبر ہے۔ (احسن الفتاوی ۴/ ۱۱۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

جمعہ کے وقت ہوٹل بند رکھنا ضروری ہے

سوال: میری ہوٹل ہائیوے ۸/ پر ہے اور واپی سے قریب دو ڈھائی کیلومیٹر ہے، بلیٹھا کر کے ایک دیہات پڑتا ہے اور ایک مسجد بھی ہے، جس میں جمعہ ابھی ابھی شروع ہوا ہے، تو کیا جمعہ کے روز ہوٹل جمعہ پڑھنے کے لیے بند کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر وہ آبادی ایسی ہو کہ جہاں پر شرعاً جمعہ فرض ہو جاتا ہے، اور آپ کی ہوٹل اس آبادی کے حدود میں واقع ہے تو آپ پر جمعہ واجب ہے، اور اس وقت ہوٹل بند رکھنا بھی ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳ر محرم الحرام ۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

اردو میں خطبہ

سوال: خطیب جمعہ کے اول خطبہ میں اللہ کی حمد وثناء کے بعد اردو میں تقریر کرتا ہے اور اس تقریر میں وعظ نصیحت کرتا ہے، تو ایسا کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اردو میں خطبہ مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/ ۲۹۵)

اس موضوع پر مستقل رسائل بھی موجود ہیں اور کتبِ فتاویٰ میں مفصل فتاوی بھی، ان کا مطالعہ مفید ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

خطبۂ جمعہ میں عربی کے علاوہ دوسری زبان کی ملاوٹ

سوال: (۱) جمعہ کا خطبہ مخلوط طور پر دینا کیسا ہے؟

(۲) بہت سے علاقوں میں آج کل جمعہ کا خطبہ اردو میں دیا جاتا ہے، زمانۂ دراز

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے یہ رواج چلا آرہا ہے، اب اس کو بند کرنا کیسا ہے؟ کیا اس قدیم رواج کو ختم کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① خطبہ کا مسنون اور متوارث طریقہ یہی ہے کہ خالص عربی نثر میں ہو، قرنِ اول میں بلادِ عجم فتح ہوئے اور ان میں تبلیغ وتفہیم کی ضرورت آج سے بہت زیادہ تھی، اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں عجمی زبان جاننے والے بھی موجود تھے، اس کے باوجود کہیں ثابت نہیں کہ عجمی زبان میں خطبہ پڑھا گیا ہو، تفہیم کی ضرورت سے انکار نہیں؛ لیکن طریقۂ ماثورہ کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ (کفایت المفتی ۳/۲۳۶)

الكراهة إنما هي لمخالفة السنة لأن النبي ﷺ وأصحابه قد خطبوا دائما بالعربية، ولم ينقل عن أحد منهم أنهم خطبوا خطبة ولو خطبة غير الجمعة بغير العربية (آکام النفائس۱۱۹)

الخطبة بالفارسية التي احدثوها واعتقدوا حسنها ليس الباعث إليها إلا عدم فهم العجم اللغة العربية، وهذا الباعث قد كان موجوداً في عصر خير البرية، وإن كان فيه اشتباه فلا اشتباه في عصر الصحابة والتابعين ومن تبعهم من الأئمة المجتهدين حيث فتحت الامصار الشاسعة والديار الواسعة، و أسلم أكثر الحبش والروم والعجم وغيرهم من الاعاجم، وحضروا مجالس الجمع والاعياد وغيرها من شعائر الاسلام، وكان أكثرهم لا يعرفون اللغة العربية ومع ذلك لم يخطب لهم أحد منهم بغير العربية، ولما ثبت وجود الباعث فى تلك الأزمنة وفقدان المانع والتكاسل ونحوه معلوم بالقواعد المبرهنة لم يبق إلا الكراهة

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

التی هی أدنی درجات الضلالة (ایضاً۱۲۲)

عبارتِ بالا سے معلوم ہوا کہ خطبۂ جمعہ میں عربی کے علاوہ دوسری زبان کی ملاوٹ مکروہ ہے۔

② جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا ہے خطبۂ جمعہ میں دوسری زبان کی ملاوٹ سنتِ متوارثہ اور طریقۂ مسنونہ کے خلاف ہے، اب اس کو محض اس لیے جاری رہنے دینا کہ زمانۂ دراز سے اس کا رواج چلا آ رہا ہے، سنت کے مقابلہ میں رواج کو ترجیح دینا ہوا جو درست نہیں، ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ اس قسم کے رواج کو ختم کر کے اس کی جگہ سنتِ متوارثہ کو جاری کرنے کی سعی کرے؛ البتہ اس کے لیے حسنِ تدبیر کے طور پر ضروری ہے کہ لوگوں کی ذہن سازی کے لیے سنت کی برکت واہمیت اور رواج کی قباحت سے ان کو واقف کیا جائے اور جب یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے اور اس سے بڑے کسی نقصان کا قوی اندیشہ باقی نہ رہے تب اس پر عمل شروع ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸/صفر ۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

غیر عربی میں خطبہ دینا

(سوال): مفتیان کرام کا کیا فرمانا ہے غیر عربی میں جمعہ کا خطبہ دینے کے بارے میں، خصوصاً آج کے دور میں امریکا اور انگلینڈ میں خطبے انگریزی میں دیے جاتے ہیں، بعض مساجد میں عربی خطبے سے قبل انگریزی بیان ہوتا ہے؛ مگر اس کے باوجود وہ یہ چاہتے ہیں کہ خطبہ انگریزی میں ہو، کیا اس کا جواز ہے؟ اور اگر ہے تو کیا دلائل ہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آپ کو اس کے بارے میں چند فوٹو کاپی بھیج رہا ہوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

تمام خطبہ خالص عربی میں ہی ہونا چاہیے، اردو (انگریزی) میں پڑھنا یا اردو عربی میں پڑھنا بدعت سیئہ اور مکروہ تحریمی ہے، یہی مفتیٰ بہ ہے اور قابل عمل ہے۔ اس کے خلاف کرنا مکروہ تحریمی ہے جو گناہ سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۹/۱۲۷)

آپ نے جو نقل بھیجی ہیں جہاں آپ نے ان کا مطالعہ کیا، وہیں مندرجۂ ذیل مقامات کا بھی مطالعہ فرمالیں:

① فتاویٰ محمودیہ جلد دوم از ص: ۲۷۷ تا ص: ۲۹۹۔ جلد نہم ص: ۱۲۳، ۱۲۴ اور ص: ۱۲۷ تا ص: ۱۳۰۔ جلد: ۱۴ از ص: ۲۶۲ تا ص: ۲۶۶

② حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا رسالہ ''الاعجوبہ فی عربیۃ خطبۃ العروبہ'' جس کا اردو نام ہے: ''خطبۂ جمعہ عربی زبان میں کیوں ہے؟'' یہ رسالہ جواہر الفقہ جلد اول کے از: ۳۴۷ تا ص: ۳۷۰ ہے۔

③ احسن الفتاویٰ جلد چہارم از ص: ۱۵۰ تا ص: ۱۵۴

④ فتاویٰ رحیمیہ جلد اول از ص: ۲۵۹ تا ص: ۲۶۳

⑤ امداد الفتاویٰ جدید جلد اول از ص: ۶۵۴ تا ص: ۶۶۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲/ذی القعدہ ۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اردو میں خطبہ دینا اور مقتدیوں کا اسے نہ سننا

سوال: عید کی نماز کے بعد امامِ عید نے پہلا خطبہ عربی میں پڑھا، بعدہ دوسرا خطبہ بھی عربی میں پڑھا، اور دوسرے خطبہ کا تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا تو امام صاحب نے اردو میں اس کا ترجمہ پڑھنا شروع کیا، ابھی ترجمہ جاری تھا کہ بارش شروع ہوگئی، اور لوگ عیدگاہ سے نکل گئے، پھر امام صاحب چند آدمی کے ساتھ خطبہ پڑھتے ہوئے رہ گئے، اور خطبہ پورا کر کے عیدگاہ سے نکلے، تو اس مسئلے میں معلوم کرنا ہے کہ نمازیوں نے اردو خطبہ چھوڑ کر عیدگاہ سے نکلنے کو اچھا سمجھا، تو کیا مقتدی کو گناہ ہوگا یا امام صاحب کو گناہ ہوگا؟ یا کسی کو گناہ نہیں ہوگا؟ تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

خطبہ محض عربی زبان میں ہونا لازم ہے، اس کا ترجمہ کرنا یا اس کے ساتھ اور کسی زبان میں مستقل وعظ کہنا جائز نہیں۔ (فتاوی محمودیہ: ۲/ ۲۹۲)

خطبہ سننا واجب ہے اور چلا جانا درست نہیں۔ (۷/ ۲۰۸)

اس لیے امام تو اردو میں خطبہ دینے کی وجہ سے گنہگار ہوگا، اور مقتدی خطبہ چھوڑ کر چلے جانے سے گنہگار ہوئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، یکم ذو القعدہ ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا

سوال: جمعہ کے روز دو خطبوں کے درمیان امام صاحب کا بیٹھنا کیسا ہے؟ ایک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عامل سے اس کے متعلق سنا ہے کہ آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے سامنے سے ایک عورت آئی جو بدنظری میں مشہور تھی۔ کہتے ہیں کہ اس کی نظر ایسی تیز تھی کہ اگر کسی کو غور سے دیکھ لیتی تو وہ چیز جل جاتی؛ اس لیے حضرت جبرئیل نے آپ ﷺ کو بٹھایا تھا۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جمعہ کے دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے۔

و سن الجلوس بين الخطبتين جلسة خفيفة الخ (مراق الفلاح على هامش الطحطاوى ٢٨١)

آپ نے جو قصہ لکھا ہے وہ میرے علم میں نہیں ہے، جو صاحب بتلا رہے ہیں انہیں سے کتاب کا حوالہ طلب کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ٢٠ / ربیع الاول ١٤١٤ھ

خطبہ ختم ہونے سے پہلے کھڑے ہونے والوں کو بٹھا دینا

سوال: خطیب کے خطبہ ختم کرنے سے پہلے لوگوں کا کھڑا ہو جانا، اور کیا اس بات کا امام کو حق ہے کہ وہ کھڑے ہونے والے لوگوں کو بٹھائے؟ اور شریعت میں اس کے متعلق کوئی نکیر موجود ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جب تک خطبہ ختم نہ ہو جائے وہاں تک اٹھنا درست نہیں ہے۔

وفي شرح الزاهدي: يكره لمستمع الخطبة ما يكره في الصلوٰة من

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

أكل، وشرب، وعبث، والتفات، ونحو ذلك اهـ وفي الخلاصة: كل ماحرم في الصلوٰة حرم حال الخطبة؛ ولو أمرا بمعروف، وفي السيد: استماع الخطبة من أولها إلى آخرها واجب (طحطاوي على مراقي الفلاح ٢٨٢)

امام ایسے لوگوں کو بٹھا سکتا ہے؛ بلکہ اس کو چاہیے کہ بٹھائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

خطبۂ جمعہ میں بناتِ مکرمات رضی اللہ عنہن کا ذکر مبارک

سوال: خطبۂ جمعہ میں کوئی خطیب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاروں بیٹیوں کا نام بالترتیب لے، تو کیا اس طرح کا خطبہ پڑھنا بدعت ہے یا نہیں؟ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ دلائل کی وضاحت کے ساتھ جواب مطلوب ہے، عین کرم ہوگا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ہر زمانہ میں خطبہ کے مضمون کی ترتیب میں اسلام میں پیدا ہونے والے فتنوں سے مسلک اہلِ سنت والجماعت کی حفاظت کا اہتمام کیا گیا ہے؛ چناں چہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماءِ مبارکہ اور ان کے لیے دعا اور ان کے مناقب خطبہ میں لانے سے روافض وخوارج پر تردید اور مسلک اہل سنت کا اعلان مقصود ہے، سابق زمانوں میں جو فتنے تھے ان کی تردید کے لیے انہی صحابہ کا ذکر کافی تھا، جو مطبوعہ خطبوں میں مذکور ہیں، (دورِ حاضر کے) روافض کو حضرت فاطمہ کے سوا دوسری بنات مکرمات رضی اللہ عنہن سے بھی بغض ہے، اس لیے ان پر تردید کے پیش نظر خطبہ میں بنات مکرمات رضی اللہ عنہن کے مناقب وفضائل کا ذکر اور ان کے لیے دعاءِ ترضی کا معمول بنانا چاہیے، اس سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اکابر کے مسلک سے انحراف لازم نہیں آتا؛ بلکہ ان کے مسلک کی تائید ہوتی ہے، اس لیے کہ ان کے خطبات جس نظریہ پر مبنی ہیں ان میں یہ اضافہ بھی اسی نظریہ کے تحت کیا گیا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/۱۴۶ بحذف وتغییر یسیر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

خطبہ کے وقت عصا لینا مستحب ہے

سوال: جمعہ اور عیدین میں خطبہ پڑھتے وقت امام کا عصا ہاتھ میں لینا کیا ضروری نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مستحب ہے، ضروری نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

خطبۂ جمعہ عربی میں ضروری ہے

سوال: جمعہ کا خطبہ کونسی زبان میں ہونا چاہیے؟ کیا انگریزی زبان میں خطبہ دیا جا سکتا ہے؟ (جب کہ عربی زبان میں کوئی خطبہ سمجھتا نہیں) اگر نہیں تو کیا وجہ ہے؟ حالاں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شروع فی الصلاۃ کے لیے تکبیر تحریمہ عربی میں کہنا شرط نہیں اور خطبہ بھی عربی میں شرط نہیں، علماء کے اقوال سے مفتیان عظام نے اس کو واجب قرار دیا ہے، بظاہر تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی غیر عربی میں خطبہ کی اجازت دے رہے ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نوٹ: جس جگہ یہ خطبہ انگریزی میں ہو رہا ہے وہ تو بڑی سختی سے امام صاحب کی دلیل پکڑتے ہیں، اور یہ لوگ علما کے اقوال کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں، مفصل بیان کیجیے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

خطبۂ جمعہ کے عربی زبان میں ضروری ہونے پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ بنام "الاعجوبة فی عربية خطبة العروبة" موجود ہے جو جواہر الفقہ جلد اول میں ہے، اس کا مطالعہ فرمالیں۔

تکبیر تحریمہ عربی میں کہنے کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی واجب فرماتے ہیں اور غیر عربی زبان میں تکبیر تحریمہ کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔ درمختار میں ہے "مع کراهة التحريم" شامی میں اس کی وضاحت کے ذیل میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (در مختار شامی ۱/ ۳۵۶، ۳۵۷)

یہ علماء کا قول نہیں؛ بلکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک بیان کیا گیا ہے، دراصل وہ لوگ حنفیہ کے یہاں واجب سے کیا مراد ہے؟ یہ نہیں سمجھتے، کیا جو چیز مکروہ تحریمی ہو اس کو اجازت سے تعبیر کرنا درست ہے؟۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

خطبہ کے وقت پنکھا جھلوانا

سوال: جمعہ کے خطبہ کے دوران خطبہ سنتے ہوئے دیہاتی پنکھا ہاتھوں سے ڈال سکتے ہیں یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

خطبہ میں آیت درود کو درود شریف کے ساتھ ملانا

سوال: ہمارے یہاں آیتِ درود کے وقت درود (جمعہ کے خطبہ میں) زور سے پڑھتے تھے، تو میں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ آیتِ درود کو درود سے ملا کر پڑھنے لگا جیسے: یایها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیماً اللّٰهُمَّ صل وسلم الخ پڑھنا شروع کیا، اب جن کو موقع نہ ملا وہ لوگ مجھ سے کہنے لگے کہ امام صاحب آپ آیت پر رکتے نہیں ہو، اب پوچھنا یہ ہے کہ مذکورہ آیت کے ساتھ درود کو ملانے میں کوئی قباحت ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس طرح آیت کا وصل درود شریف کے ساتھ جائز اور درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

خطیب کا ”تعالٰ“ پڑھنا لحن فاحش ہے

سوال: ایک خطیب صاحب جمعہ کے پہلے خطبہ میں جب ”وقال الله تبارك وتعالیٰ“ پڑھ کر آیت پڑھتا ہے تو وہ ”وقال الله تبارك وتعالیٰ“ یائے مقصورہ کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حذف کر کے ”وقال الله تبارك وتعال“ پڑھتا ہے تو یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس خطیب کا ”تعال“ پڑھنا لحن فاحش ہے، ان کو اس پر متنبہ فرما کر آئندہ اصلاح کر دی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۹/ ذی الحجۃ الحرام ۱۴۱۶ھ

خطیب کی شکل دیکھنے کے لیے ٹی وی اسکرین مسجد میں لگانا

سوال: برطانیہ کی اکثر مساجد چھوٹی ہیں، ان کا جماعت خانہ جہاں روزانہ پانچ وقت کی نماز ادا ہوتی ہے، جمعہ، عیدین کے خطبے پڑھے جاتے ہیں، وہ جماعت خانہ نمازیوں سے بھر جاتا ہے اور پھر دوسرے نمازی برابر کے ہال یا پھر اوپر کی منزل میں نماز ادا کرتے ہیں، جمعہ، عیدین کا خطبہ پڑھا جاتا ہے یا اس سے پہلے جو بیان دیا جاتا ہے، تو برابر میں دوسرے ہال میں صرف خطیب کی آواز سنائی دیتی ہے اور خطیب نظر نہیں آتے، تو کچھ مسجدوں میں ٹی وی اسکرین لگایا جاتا ہے، اس کے لیے جماعت خانہ میں منبر کے سامنے کیمرہ لگایا جاتا ہے، جمعہ، عیدین کے خطبے کے وقت کیمرہ کھول (ON) دیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے دوسرے ہال والے نمازی خطیب کو خطبہ دیتے یا بیان کرتے دکھائی دیتے ہیں، مسجد کے انتظامیہ کا کہنا ہے:

① جمعہ، عیدین کے خطیب کے علاوہ کوئی قراءت یا وعظ کی مجلس ہوتی ہے، تو کیمرہ کھول دیا جاتا ہے؛ تا کہ دوسرے ہال والے خطیب، قاری، عالم، واعظ وغیرہ کو دیکھ سکیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

② امام صاحب (خطیب) نماز، وضوء وغیرہ کے طریقے عملی (کرکے) دکھاتے ہیں، وہ دوسرے ہال والے دیکھ سکیں۔

③ مسجد میں جو ٹی وی اسکرین لگائی گئی ہے، وہ مسجد کے (فنڈ) پیسوں سے خریدی نہیں گئی؛ بلکہ کسی نمازی بھائی نے مسجد کو بخشش کیا ہے، خطبہ کے بعد کیمرہ بند کر دیا جاتا ہے، کبھی کبھی بھول بھی جاتے ہیں۔

سوال ①: کیا مسجد میں ٹی وی اسکرین لگانا شرعاً جائز ہے؟

② جمعہ، عیدین کے خطبے کے درمیان دوسرے ہال والے نمازیوں کو خطیب صاحب کی شکل دیکھنا ضروری ہے؟

③ دورانِ خطبہ ٹی وی اسکرین پر فوٹو (تصویر) نظر آتا ہے، تو اس دوسرے ہال میں رحمت کے فرشتے آتے ہیں؟

④ جس وقت کیمرہ کھلا ہوتا ہے، اس وقت نمازی اپنی انفرادی نماز ادا کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جمعہ اور عیدین کے خطبات میں مقصود خطبہ کا سننا ہے، خطیب کی شکل وصورت کو دیکھنے کی ترغیب یا استحباب و استحسان کہیں نظر سے نہیں گذرا، اس کے لیے ٹی وی اسکرین جو عموماً آلۂ لہولعب سمجھا جاتا ہے اور بیشتر اسی میں استعمال ہوتا ہے، مسجد میں لگانا کسی حال میں درست نہیں، بقیہ سوالات کے جوابات اسی سے سمجھ میں آجائیں گے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

محلہ کی مسجد اور دیگر جگہ میں تکرارِ جمعہ

سوال : علماء دین ومفتیان شرع متین کی خدمت میں یہاں لندن اور انگلینڈ کے دوسرے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں جمعۃ المبارک کے متعلق مسئلہ دریافت طلب ہے؛ لیکن پہلے تمہید کے طور پر یہاں کے حالات اور موسمیات کے متعلق چند باتیں عرض کرتے ہیں:

آزادی کے بعد سے یہاں ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش سے مسلمان آکر آباد ہونا شروع ہوئے، تبلیغی جماعت کی چلت پھرت؛ نیز علماء کرام کی جدوجہد سے مساجد ومدارس کے قیام کو تقویت ملی، جہاں کہیں مسلمانوں کی معتدبہ آبادی قائم ہوئی، وہاں کسی مکان یا ہال یا چرچ یا کسی بند تھیٹر (سنیما ہال) کو خرید کر پنج وقتہ نماز، جمعہ اور عیدین اور بچوں کی تعلیم کا انتظام کیا، یہاں کا موسم نہایت سرد ہے اور خنک ہے، گرمیوں میں گرمی بھی ہوتی ہے، دونوں موسموں میں اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں، دفتروں اور کارخانوں میں تعطیلات ہوتی ہیں، ماہِ اپریل میں ایک جمعہ کو سارے ملک میں تعطیل ہوتی ہے، ان ایام میں اور رمضان المبارک میں جمعہ کی نماز کے لیے اتنا کثیر اجتماع ہوتا ہے جو کسی صورت میں ایک جماعت میں نہیں سما سکتا، اور تعطیلات کے علاوہ ان طلباء کو سولہ سال تک جمعہ پڑھنے کا موقع نہیں ملتا، موسم کی خرابی کی وجہ سے بڑے پارک میں جمعہ کی نماز کا انتظام مشکل ہے، اور کسی بڑے ہال کو کرایہ پر لینے میں کافی مشکلات ودقتیں ہیں، ان حالات کے پیشِ نظر پرسٹن، ڈیوز بری، بلیک برن اور شہر لندن میں بعض مساجد، عبادت خانوں میں دو جمعہ کرنی پڑتی ہے؛ لیکن گذشتہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ماہ لندن اپٹن لین کی مسجد میں یہاں کے مقامی مفتی صاحب (جو مسجد میں امام بھی ہیں) نے اعلان کیا کہ جمعہ کی دوسری نماز ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے، جو لوگ جمعہ کی نماز کے لیے جمع ہوئے ہوں اور پہلے جمعہ میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے شریک ہونے کی گنجائش نہ ہو، تو وہ دوسرا جمعہ نہ پڑھیں؛ بلکہ ظہر کی نماز فرداً فرداً ادا کریں، اپٹن لین مسجد (عبادت خانہ، بنیادی شرعی مسجد نہیں ہے) کا محل وقوع اس طرح ہے: مکان نمبر ۶۲ اور ۶۴ کی جگہ ایک ہال بنایا گیا ہے، اور اس کے ساتھ مکان نمبر ۶۶ ہے، مکان نمبر ۶۶ اور ہال کے درمیان اندر داخل ہونے کا راستہ ہے، اور بیچ میں وضوء کی جگہ اور بیت الخلاء ہیں، یہیں سے راستہ ہال میں بھی جاتا ہے، اور مکان نمبر ۶۶ میں بھی۔

مذکورہ بالا پریشانیوں کی بناء پر اس جگہ میں دو جمعہ ہوتے ہیں، ایک جمعہ کے لیے مکان نمبر ۶۶ میں امام کا مصلیٰ ہوتا ہے اور صفیں بڑے ہال میں بھی ہوتی ہیں، اس کے باوجود جمعہ کی نماز ہی کی نیت سے وقت پر آئے ہوئے لوگوں کے لیے جگہ کی تنگی کی وجہ سے دوسرا جمعہ ہال میں کرتے ہیں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نماز ہی کی نیت سے آئے ہوئے لوگوں کو شریعت مطہرہ جمعہ جیسی مہتم بالشان عبادت سے محروم رکھتی ہے یا ان کے لیے دوسرے جمعہ کی اجازت ہے؟ یا ان حالات میں مکروہ تحریمی ہے یا ناجائز؟ اگر کہیں اپٹن لین کی طرح دو جگہیں نہ ہوں؛ بلکہ ایک ہی جگہ ہو تو اس میں دوسرے جمعہ کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ عبادت خانوں اور شرعی بنیادی مسجدوں کے لیے دوسرے جمعہ کا مسئلہ الگ الگ شریعت مطہرہ کی روشنی میں تفصیلاً اور مدلل بیان کیا جائے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

مسجد محلہ میں جب کہ امام و مؤذن اور پنج وقتہ نمازی مقرر ہوں، ہیئت اولیٰ کے مطابق تکرار جماعت مکروہ ہے۔

ويكره تكرار الجماعة بإذان وإقامة في مسجد محلة، لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن (درمختار)

اس لیے اس میں تو تکرار جمعہ نہ کریں؛ البتہ اگر وہ جگہ مسجدِ محلہ نہیں ہے اور سوال میں مذکور تمام اعذار موجود ہیں تو دوبارہ نماز جمعہ پڑھی جاسکتی ہے؛ مگر امام دوسرا ہونا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ایک بستی میں دو جگہ جمعہ قائم کرنا

سوال: ہمارے گاؤں میں پہلے سے نمازِ جمعہ ہو رہی ہے، مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ملا کر تقریباً پانچ سو چھ سو سے زیادہ مکانات ہوں گے، اکثریت مسلمانوں کی ہے، مسلمانوں میں بھی تین جماعتیں ہیں: ایک صحیح المسلک اہلِ سنت و جماعت (دیوبندی) جن کی اکثریت ہے، دوم: بریلوی حضرات، جو دو نمبر پر ہیں، ان کی الگ مسجد ہے، وہاں بھی نمازِ جمعہ ہوتی ہے، نمبر تین پر شیعہ ہیں، ان کی بھی اپنی مسجد الگ ہے، وہ بھی نمازِ جمعہ پڑھتے ہیں۔ اب تک اپنی ایک ہی مسجد تھی، آبادی بڑھنے کی وجہ سے گاؤں سے بالکل متصل جو کھیتی کی زمین تھی اس میں مکانات کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا، اور اب بڑھتے بڑھتے اس نے ایک بڑی آبادی کی شکل اختیار کرلی ہے، اس نئی آبادی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں تقریباً ڈیڑھ سو مکانات ہیں جو قدیم آبادی میں اپنے ہم مسلک لوگوں کے مکانات سے قدرے زائد ہیں، اور آئندہ مزید مکانات کے بڑھنے کا امکان بھی ہے، ان حضرات کو گاؤں کی قدیم آبادی میں نماز کے لیے جانے میں دشواری تھی، جس کی بنا پر یہاں ایک مکان میں پنج وقتہ نماز تقریباً دس سال سے پڑھ رہے تھے، اور نمازِ جمعہ کے لیے گاؤں کی قدیم مسجد میں جاتے تھے، اب گاؤں کی نئی آبادی میں ایک وسیع وعریض مسجد تعمیر ہوگئی ہے جو گاؤں کی پرانی مسجد سے بھی بڑی ہے، اور سارے مصلیوں کے لیے ہر طرح کی سہولت بھی ہے، جب کہ پرانی مسجد قدیم وجدید آبادی کے سبھی افراد کے لیے ناکافی ہے۔ اِس وقت اُسی قدیم مسجد میں نمازِ جمعہ ہورہی ہے اور مجمع اتنا کثیر ہوتا ہے کہ بہت سے لوگوں کو دھوپ میں نماز پڑھنی پڑتی ہے، بارش میں مسجد تنگ ہونے سے مصلیوں کو پریشانی ہوتی ہے، اور کبھی کبھی بعض حضرات کو جگہ بھی نہیں ملتی۔

اب سوال یہ ہے کہ نمازِ جمعہ دو جگہ دونوں مسجدوں میں ادا کی جائے یا ایک ہی مسجد میں؟ افضل کیا ہے؟ اگر ایک جگہ افضل ہو تو کونسی مسجد میں نمازِ جمعہ ہونی چاہیے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ایک بستی میں ایک جگہ جمعہ پڑھنا افضل ہے؛ لیکن اگر بستی بڑی ہو اور ایک جگہ سب لوگوں کا جمع ہونا دشوار ہو تو دو جگہ جمعہ پڑھنا حسبِ ضرورت جائز ہے، اور بلا ضرورت بھی کئی جگہ جمعہ پڑھا جائے تو نماز ہو جاتی ہے؛ البتہ خلافِ افضل اور خلافِ اولیٰ ہوتی ہے۔ (کفایت المفتی ۳/ ۲۶۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ شعبان ۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک ہی مسجد میں نمازِ جمعہ کی دو جماعت کرنا

سوال: ہماری مسجد جو دادر کے ہندو علاقہ میں ہے اس میں پہلے نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے جمعہ کی نماز راستے پر پڑھی جاتی تھی۔ راستے پر جمعہ کی نماز پڑھنے والوں کی تعداد تقریباً تین ساڑھے تین سو تھی۔ اب سرکاری حکم کے مطابق راستے پر پڑھنا بالکل بند کر دیا گیا ہے۔ تقریبا ساڑھے تین سو نمازیوں کو مایوس لوٹنا پڑتا ہے اور نمازیوں کو صرف ایک گھنٹہ کی چھٹی ملتی ہے۔ اس میں کھانے سے فارغ ہو کر جمعہ کی نماز میں شریک ہونے کے لیے دوسری مسجد میں جانا پڑتا ہے جو تقریبا پونا کیلومیٹر فاصلہ پر ہے۔ دور جانے سے کام میں تاخیر کا مسئلہ ہے اس بھاگ دوڑ کی وجہ سے چند لوگوں کا جمعہ چھوٹ جاتا ہے۔ ان ہی حالات کے پیش نظر یہاں کے منتظمین کش مکش میں مبتلا ہیں۔ اب کسی بھی حالت میں پہلے کی طرح راستے پر نماز پڑھنے کی گنجائش نہیں رہی حکومت کا رویہ اس معاملہ میں انتہائی سخت ہو گیا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر اگر اسی مسجد میں جمعہ کی دو نمازیں کی جائیں تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اور اس طرح تمام لوگوں کی نماز جمعہ ادا ہو سکتی ہے۔ اور مایوس لوگوں کی پریشانی دور ہو سکتی ہے کیوں کہ صرف ایک گھنٹہ کی گنجائش ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر وہاں قریب میں کوئی ایسا مکان یا بڑا ہال میسر ہو کہ اس میں جمعہ کی دوسری جماعت ادا کی جاسکتی ہو تو وہ صورت اختیار کی جائے اور اگر ایسا کوئی مکان یا ہال میسر نہیں تو بدرجہ مجبوری جمعہ کی دوسری نماز اسی مسجد میں قائم کی جاسکتی ہے؛ البتہ اس کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لیے ایسی ترتیب اختیار کی جائے کہ دونوں جماعتوں کا حق ادا ہو کر کسی ایک کی تقلیل یا اس کی طرف سے بے التفاتی لازم نہ آئے۔

لان التکرار یؤدی الی تقلیل الجماعۃ لان الناس اذا علموا انھم تفوتھم الجماعۃ فیستعجلون فتکثر الجماعۃ و اذا علموا انھا لاتفوتھم یتأخرون فتقل الجماعۃ و تقلیل الجماعۃ مکروہ بخلاف المساجد التی علی قوارع الطریق لانھا لیست لھا اھل معروفون فاداء الجماعۃ فیھا مرۃ بعد اخری لا یؤدی الی تقلیل الجماعۃ و بخلاف ما اذا صلی فیہ غیر اھلہ لانہ لایؤدی الی تقلیل الجماعۃ لان اھل المسجد ینتظرون اذان المؤذن المعروف فیحضرون حینئذ الخ (بدائع الصنائع۱/ ۱۵۳، ۱۵۴) قلت اذا کان علۃ الکراھۃ التقلیل و ھو لم یوجد فی واقعۃ الفتوی فلا یحکم بالکراھۃ ھذا ما عندی .

ملحوظہ: اس سلسلہ میں دیگر مفتیان سے بھی رجوع کرلیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

جمعہ کے روز با جماعت ظہر پڑھنا

سوال: مختلف مقامات سے لوگ ایک شہر میں جمع تھے اور وہ جمعہ کا دن تھا، بظاہر لوگ نماز جمعہ سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل شہر میں پہنچے تھے؛ مگر سواری سے اتر نہیں سکتے تھے، سواری سے اتر کر اپنے مقام پہنچنے تک نماز جمعہ مساجد میں ادا ہو چکی تھی؛ لہذا چند اشخاص نے طے کیا کہ ہم لوگ مسافر ہیں اور اب جمعہ کی جماعت ہو چکی ہے، اس واسطے ہم کچھ لوگ ظہر کی قصر جماعت کے ساتھ ادا کریں گے اور اسی پر عمل ہوا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ایسا کرنا مکروہ ہے؛ لیکن وہ نماز ہوگئی، اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (زیلعی شرح کنز ۱/ ۲۲۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/ صفر ۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بڑی بستی میں جمعہ کے روز احتیاط الظہر پڑھنا

سوال: گاؤں ''بسو'' جس میں فی الحال دس ہزار کی آبادی ہے، اور اسّی نوے دکانیں ہیں، اور تقریباً تمام ہی ضروریات میسر ہیں، اور پچھتر سال سے اس گاؤں میں جمعہ کی نماز ادا کی جاتی ہے، ابتداء میں تقریباً تئیس جگہوں سے فتویٰ طلب کیا گیا تھا، جن میں سے پندرہ جگہوں سے جواز کا فتویٰ آیا تھا، اور آٹھ جگہوں سے عدم جواز کا فتوی آیا تھا؛ لیکن اُس وقت پورے گاؤں کے لوگ بریلوی عقائد کے تھے، بعد میں دعوت وتبلیغ کی برکت سے کچھ لوگ اہل سنت والجماعت کے عقائد پر آگئے، اور انھوں نے مسجد، مدرسہ میں اپنا حق طلب کیا، جس کی بناء پر اختلاف بڑھا، اور پانچ آدمی شہید ہوگئے؛ لیکن پھر مقدمہ میں فیصلہ یہ ہوا کہ نصف مدرسہ اہل سنت والجماعت کو سپرد کیا گیا، اور یہ لوگ مدرسہ میں الگ جماعت کر کے نماز پڑھنے لگے؛ لیکن جمعہ کی نماز سب کے ساتھ مسجد میں ادا کرتے تھے؛ تاکہ مسجد میں اپنا حق باقی رہے، اب پچھلے سال سے اہلِ سنت اپنی مسجد الگ بنا رہے ہیں جو تیار ہونے کے قریب ہے، اور اس میں بریلوی حضرات نے بھی چندہ دیا ہے، اب سوال یہ ہے کہ اس مسجد میں جمعہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی نماز پڑھنی چاہیے یا ظہر؟ جب کہ ظہر پڑھنے کی صورت میں بعضے وہ لوگ جو نیم اہلِ سنت ہیں، یعنی اہل سنت والجماعت کے عقائد ان میں راسخ نہیں ہیں، ان کی طرف سے شدید اختلاف کا خطرہ ہے، اور جمعہ کی نماز پڑھنے کی صورت میں جوڑ باقی رہے گا؛ نیز بریلوی حضرات بھی جمعہ پڑھنے کے لیے آئیں گے تو دین کی صحیح بات سن کر ان کے بھی قریب ہونے کی امید ہے، جمعہ پڑھنے کی صورت میں احتیاطاً ظہر پڑھنی ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آبادی کے شمار، دوکانوں کی تعداد اور روز مرّہ کی حوائج پوری ہوجانے کے اعتبار سے یہ بڑی بستی ہے، اس لیے وہاں جمعہ جائز ہے۔

وتقع فرضا في القصبات، والقرى الكبيرة التي فيها اسواق (شامی ۱/ ۵۳۷) (فتاویٰ محمودیہ ۲/ ۳۰۰)

جب جمعہ درست ہے تو ظہر پڑھنا نہیں چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴/ رجب ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بعد جمعہ احتیاط الظہر پڑھنا

سوال: نماز جمعہ کے بعد ظہر کی نماز انفراداً واجتماعاً پڑھنا ائمۂ اربعہ کے نزدیک کیا حکم رکھتا ہے؟ چاروں ائمہ کے مذہب کو مفصل تحریر فرماویں، کون جائز کہتا ہے اور کون عدم جواز کا قائل ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مسئلۂ احتیاط الظہر قرآن کریم، حدیث شریف، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم، اقوال ائمۂ مجتہدین سے ثابت نہیں، شرائط جمعہ کے متعلق اختلافِ ائمہ کے باوجود شرائط میں تردد کے باعث بعض مشائخ نے یقینی طور پر براءت ذمہ کے لیے اس کو احتیاطاً بیان کیا تھا، پھر اس درجہ اس پر عمل میں ترقی ہوئی کہ بعض جگہ احتیاط الظہر کا علی الاعلان عملاً التزام کیا گیا، بعض جگہ اس کو جماعت کے ساتھ پڑھنے لگے، بعض جگہ اس کو واجب یا فرض اعتقاد کیا گیا، بعض جگہ اس کو جمعہ سے بھی بڑھا دیا گیا؛ حتیٰ کہ جمعہ کو غیر ضروری بدرجۂ نفل سمجھنے لگے، پھر اس پر تکرار ونزاع کی صورتیں پیدا ہونے لگیں، غرض گوناگوں فتنے شروع ہوگئے، اس لیے بہت سے فقہاء نے اپنے قول سے رجوع کر کے ممانعت کا حکم دیا، مسئلۂ مذکورہ میں وجود سلطان وعدم سلطان اور تعدد جمعہ کی تنقیح کافی طور پر ہو چکی ہے، لہٰذا یہ دونوں چیزیں ایسی نہیں جن کی بناء پر احتیاط ظہر کا حکم دیا جائے ندباً یا وجوباً؛ البتہ جس مقام کے مصر ہونے میں شک ہو اور زمانۂ قدیم سے جمعہ ہوتا چلا آرہا ہو اور بند کرنے میں فتنہ ہو، تو وہاں اس طرح احتیاط الظہر مناسب ہے، جس سے کوئی اعتقادی یا عملی مفسدہ پیدا نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ۹/ ۱۴۷)

مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: فتاویٰ محمودیہ ۹/ ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶ اور کفایت المفتی ۳/ ۱۸۸، ۱۸۹ اور ۱۹۲ تا ۱۹۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

۱۵/ ذوالقعدہ ۱۴۱۱ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ملازمت ترکِ جمعہ کے لیے عذر نہیں بن سکتی

سوال: زید، بکر اور عمر حنفی المسلک ہیں، جو شہر کی ایک کمپنی میں ملازمت کرتے ہیں، کام کی وجہ سے نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لیے وقت نہیں ملتا بجائے جمعہ کے کمپنی میں تینوں مل کر ظہر کی نماز باجماعت ادا کرتے ہیں؟ تو کیا عذر کی وجہ سے جمعہ چھوڑ کر ظہر باجماعت پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جب ان حضرات پر جمعہ واجب ہے تو ان کے لیے ضروری اور فرض ہے کہ جمعہ کی نماز پڑھیں، کمپنی کی ملازمت ترکِ جمعہ کے لیے عذر نہیں بن سکتی۔

(ماخوذ از امداد الفتاوی ۱/۶۸۰)

لیکن باوجود اس کے اگر جمعہ میں حاضر نہ ہوئے اور ظہر پڑھ لی تو جمعہ ساقط ہو جائے گا، اور ترک جمعہ سے گنہگار رہوں گے۔ (امداد الفتاوی ۱/۶۴۱)

جو لوگ حقیقی معذور ہیں، یعنی جن کے عذر کو شریعت نے معتبر سمجھا ہے، ان کے لیے بھی شہر میں نمازِ ظہر کی جماعت مکروہ تحریمی ہے، ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ منفرداً نماز پڑھیں، اور حالتِ انفراد میں بھی اذان و اقامت نہ کہیں۔

وکرہ تحریما لمعذور ومسجون ومسافر اداء ظهر بجماعة فی مصر قبل الجمعة و بعدها لتقليل الجماعة (در مختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

امتحان کی وجہ سے نمازِ جمعہ ترک کرنا

سوال: ایک شخص کا امتحان کا پرچہ عین جمعہ کے وقت ہے، کیا وہ شخص زوال کے بعد ظہر کی نماز ادا کر کے پرچہ دینے کے لیے جا سکتا ہے یا نہیں؟ بدل کا کوئی دوسرا حل قطعاً نہیں ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

یہ شخص معذورِ شرعی نہیں ہے، اس لیے نماز جمعہ سے پہلے اس کے لیے ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اگرچہ اس کی یہ ظہر درست ہو جائے گی یعنی اس کا ذمہ بری ہو جائے گا۔

وحرم لمن لاعذر له صلوة الظهر قبلها، أما بعدها فلايكره (درمختار)

(قوله: وحرم الخ) عدل عن قول القدوري والكنز وكره لقول ابن همام لابد من كون المراد حرم؛ لأنه ترك الفرض القطعي بإتفاقهم الذي هو آكد من الظهر غير أن الظهر تقع صحيحة؛ وإن كان مأمورا بالاعراض عنها (شامی۱/ ۶۰۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نمازِ جمعہ کی درستگی بعدیہ سنن پر موقوف نہیں

سوال: اگر کوئی شخص جمعہ کی فرض نماز کے بعد چار سنت نہ پڑھے، تو اس کی جمعہ ہو گی یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ہوجائے گی، یعنی فرض اس کے ذمہ سے ساقط ہوجاوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

اذان کے بعد فوراً خطبہ شروع کر دیا تو سنت کب پڑھیں؟

سوال: زوال کے بعد فوراً اذان دے کر خطبہ شروع کر دیں، تو مقتدی کب سنت ادا کریں گے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جب سنت کا وقت ملا ہی نہیں تو اب اس کی ادائیگی کے متعلق کیا حکم دیا جائے!۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰ رمضان ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

بعد نمازِ جمعہ وعیدین دعا سرّاً یا جہراً؟

سوال: بعد نمازِ جمعہ وعیدین کے امام صاحب دعا جہراً کریں یا سراً کریں؟ اس کا خلاصہ ہمیں مدلل مکمل عنایت فرمائیں۔

بعض مولوی صاحبان روح المعانی ۸/۱۳۹، اور فتاویٰ بزازیہ ۴/۴۲ میں سری دعا کا ثبوت بتا رہے ہیں؛ لیکن مفتی صاحب! ان لوگوں کے پاس نہ کوئی مدرسہ کی سند ہے اور نہ یہ لوگ مفتی ہیں، ہمیں تو مدلل مکمل اور ثبوت کے ساتھ جواب چاہیے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نوٹ: یہ مسئلہ پنج وقتہ نمازوں کا نہیں ہے؛ بلکہ جمعہ اور عیدین کی نماز کے بعد سری دعا کا ثبوت چاہیے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

دعا کے جہراً یا سراً ہونے کے سلسلہ میں جو حکم اور تفصیل پنج وقتہ نماز کے بعد دعا کے حکم میں مذکور ہے وہی تفصیل جمعہ اور عیدین کے حکم میں بھی ہے، اس سلسلہ میں تفصیلی فتویٰ فتاویٰ رحیمیہ ۴/از ۳۲۶ تا ۳۳۴ میں ملاحظہ فرمالیں، یہ فتویٰ الگ پمفلٹ کی شکل میں بھی کسی زمانہ میں شائع ہو چکا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲/ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

جہاں جمعہ درست نہ ہو وہاں ظہر کے لیے اذان دینا

سوال: قریہ میں چوں کہ شرعی نقطۂ نظر سے جمعہ درست نہیں ہے؛ لیکن صورت مسئولہ یہ ہے کہ: ایسے قریہ میں جہاں جمعہ درست نہیں ہے تو بہت سے لوگ قرب وجوار میں جمعہ ادا کرنے جاتے ہیں؛ لیکن کچھ سستی کاہلی کی وجہ سے جمعہ کے لیے نہیں جاتے، اب وہ لوگ نماز ظہر ادا کرنا چاہتے ہیں، تو کیا بروزِ جمعہ ایسے قریہ میں نماز ظہر کے لیے اذان دینا درست ہے یا نہیں؟ ساتھ ہی یہ کہ اگر اذان درست ہے تو سری یا جہر (مثلاً مائک کے ذریعے)؟ اور نماز ظہر با جماعت ادا کی جائے گی یا فرداً فرداً؟ اگر کوئی بلا جماعت نماز ظہر ادا کرے تو کیا ایسا شخص قابل ملامت ہے؟ اور نیز بہت سے لوگوں نے خدشہ کا اظہار کیا ہے کہ، اگر ایسے قریہ میں جہری اذان ہوئی تو جو لوگ شہروں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں جمعہ ادا کرنے جاتے ہیں وہ موقوف کر کے ظہر ہی ادا کرنا شروع کر دیں گے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جس گاؤں میں صحتِ جمعہ کے شرائط نہ پائے جانے کی وجہ سے نماز جمعہ درست نہیں، ان لوگوں کے حق میں جمعہ کا دن بھی دیگر دنوں کی طرح ہے؛ اس لیے وہ لوگ دیگر ایام میں نماز ظہر جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں، اسی طرح جمعہ کے دن بھی ظہر مع جماعت ادا کریں، اور جب جماعت کے ساتھ ظہر ادا کرنا ضروری ہوا تو اذان بھی دی جائے گی۔ اذان تو جہراً ہی دی جاتی ہے سراً نہیں دی جاتی۔

(قوله في مصر) بخلاف القریٰ؛ لأنه لاجمعة عليهم، فكان هذا اليوم في حقهم كغيره من الأيام، شرح المنية .وفي المعراج من المجتبیٰ: من لاتجب عليهم الجمعة لبعد الموضع صلوا الظهر بجماعة (شامي ۶۰۴/۱)

ولايسنان أيضا لظهر يوم الجمعة في مصر (در مختار)(قوله في مصر) شمل المعذور، زيلعي؛ وفي القریٰ لايكره بكل حال، ظهيريه. (شامي ۲۸۸/۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد احمد خانپوری ۱۹/ جمادی الاولیٰ ۱۹ ۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

جمعہ میں اول وقت سے کیا مراد ہے؟

سوال: جمعہ کے لیے اول وقت میں آنے کی فضیلت جو حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے، مثلاً جو اول وقت میں آیا گویا اس نے اونٹ کی قربانی کی جو اس کے بعد آیا گویا اس نے گائے کی قربانی کی اس کے برابر ثواب ہے تو یہاں اول وقت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے کونسا وقت مراد ہے خاص کر کے یہاں برطانیہ میں سردی میں دن بہت چھوٹا اور گرمی میں دن بہت بڑا ہوتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے گویا ان کے بہ قول زوال سے لے کر امام کے خطبہ کے لیے نکلنے تک کے وقت کو چھ حصوں پر منقسم کریں اور حدیث میں آئی ہوئی فضیلت ہر حصہ والے کو اس کے مطابق حاصل ہوگی جب کہ جمہور جس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں اس کا وقت سورج کے طلوع ہو کر صاف شفاف ہونے کے وقت سے شروع ہوتا ہے سردی میں دن کے چھوٹے اور گرمیوں میں بڑے ہونے سے ساعات کی اس تقسیم پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس لیے کہ یہاں پر ساعات سے مراد ساعت اصطلاحی زمانی جو ساٹھ منٹ کی ہوتی ہے مراد نہیں بلکہ ساعت تعدیل آفاقی مراد ہے۔ اس سلسلے میں تفصیلی بحث فتح الملہم ۲/ ۳۸۹، ۳۹۰ اور زاد المعاد ۱/ ۲۲۲ تا ۲۲۶ ملاحظہ فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۹/ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

ذہاب الی الجمعۃ کی روایات میں وارد مختلف الفاظ میں تطبیق

سوال: ذہاب الی الجمعہ کے لیے روایات میں مختلف الفاظ آئے ہیں بعض میں من غدا إلى الجمعة الخ کا لفظ آیا ہے اور بعض میں راح کا اور بعض روایات میں بکر کا لفظ وارد ہوا ہے کونسا معنیٰ مراد لینے کی صورت میں ہر روایت پر عمل ہو جائے گا؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جمہور نے جو معنیٰ مراد لیا ہے اس پر حدیث میں آئے ہوئے الفاظ رواح تہجیر سے جو اشکال ہوتا ہے اس کا تفصیلی جواب بھی زاد المعاد میں علامہ ابن قیم نے دے دیا ہے حوالۂ بالا کا مطالعہ فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۹/رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

جمعہ کے دن صبح سویرے غسل کرنے سے سنت کی ادائیگی

سوال: غیر مسلم ممالک میں عام طور پر جمعہ کے دن کام کی چھٹی نہیں ہوتی صرف نماز جمعہ کے لیے مسجد آنے کی اجازت دی جاتی ہے لہٰذا صبح کام کے لیے روانہ ہونے سے پہلے عام طور پر لوگ غسل سے فارغ ہوجاتے ہیں ان لوگوں کا اس وقت غسل کرنا مسنون شمار ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

شامی میں شرح ہدیہ ابن العماد از علامہ سید عبد الغنی النابلسی سے منقول ہے کہ یہ چاروں غسل نظافت کے لیے مسنون ہیں طہارت کے لیے نہیں؛ پس اگر غسل کے بعد حدث ہوجائے اور وضو کر کے نماز پڑھ لی جائے تو دوبارہ وضو سے نظافت میں اضافہ ہوگا اگرچہ وہ وضو طہارت کے لیے ہوگا پس میرے نزدیک ادائے سنت کے لیے وہ غسل کافی ہے اگرچہ اس غسل اور نماز کے درمیان حدث واقع ہوگیا ہے؛ کیوں کہ اس بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں ان کا مقتضیٰ صرف نظافت حاصل کرنا ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور شامی نے کہا ہے کہ نماز جمعہ کے لیے جو صبح سویرے جانا سنت ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کیوں کہ اس سنت کے حصول کے لیے اتنے سویرے سے غسل کر کے جانا اور وضو اس وقت تک باقی رکھنا پھر اسی وضو سے نماز پڑھنا دشوار ہے خاص طور پر طویل دنوں میں اور دوبارہ غسل کرنا بھی دشوار ہے اور معراج الدرایہ کی عبارت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی نے جمعرات کے دن یا جمعہ کی رات کو غسل کیا تو اس نے جمعہ کی سنت کو ادا کرلیا کیوں کہ اس سے مقصود یعنی بدن ولباس کی بدبو دور کرنا حاصل ہو گیا۔ (عمدۃ الفقہ ۱/ ۱۷۳۔ شامی کوئٹہ ۱/ ۱۲۵)

احسن الفتاویٰ سے ایک سوال وجواب نقل کیا جاتا ہے:

سوال: جمعہ کے دن غسل جنابت صبح کیا تو کیا غسل مسنون بھی دوبارہ کرنا ہوگا یا یہی غسل کافی ہو کر غسل مسنون کا بھی ثواب مل جائے گا۔

الجواب: یہی کافی ہے دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں؛ بلکہ صفائی کا مقصد جمعرات کے دن غسل کرنے سے حاصل ہو جائے تو وہ بھی کافی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/ ۱۴۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد خانپوری، ۹/ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

دیہاتوں کا مشترکہ قبرستان فنائے شہر میں شمار نہیں ہو سکتا

سوال: پربڑہ ایک بستی ہے، اس کی پنچایت میں تین گاؤں والوں کا مشترک قبرستان ہے، اور اس قبرستان کا وقوع میتا پورہ سے بالکل لگ کر ہے، اور میتا پورہ ہمت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نگر شہر کا ایک حصہ ہے، صرف ان دونوں کے درمیان ایک ندی حائل ہے، چند سالوں سے اس پر بڑہ قبرستان میں عیدین کی نماز ہو رہی ہے، اس سال سے ان تینوں بستی والوں میں سے ایک بستی والوں نے اعلان لگا دیا ہے کہ: عیدین کی نماز اس قبرستان میں نہ پڑھی جائے، تو دریافت طلب بات یہ ہے کہ کیا اس قبرستان میں عیدین کی نماز درست ہوگی؟ اگر نہیں تو علت کیا ہے؟ کیا اس عیدگاہ کا وقوع گاؤں کی پنچایت میں ہونا ہے یا شرکائے قبرستان میں سے ایک شریک کا منع کرنا ہے؟

نوٹ: عیدین کی نماز ہمت نگر شہر کی عیدگاہ ہے اس میں بھی ہوتی ہے، اور آٹھ یا دس مساجد میں بھی ہوتی ہے؛ لیکن ان سب جگہوں کے امام چوں کہ دیوبندی خیال رکھنے والے نہیں ہیں؛ اس لیے میتاپورہ کے علاقے میں عیدین کی نماز پڑھنا شروع کیا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جمعہ اور عید کی نماز شہر یا فنائے شہر میں درست ہے، فنائے شہر وہ مقام ہے جو شہر کی ضروریات کے لیے متعین ہو، مثلاً قبرستان، کوڑا ڈالنے یا گھوڑ دوڑ یا جنگی مشق یا فوجی اجتماع وغیرہ کے لیے میدان، ہوائی اڈہ اور ریلوے اسٹیشن وغیرہ؛ فنائے شہر کا شہر سے اتصال ضروری نہیں، اور نہ ہی اس کی مسافت اور وسعت کی کوئی تحدید ہے۔

(أو فناؤه) بكسر الفاء (وهو ما) حوله (اتصل به) أو لا، كما حرره ابن الكمال وغيره؛ (لأجل مصالحه) كدفن الموتىٰ وركض الخيل إلخ (درمختار) قال الشامي: والتعريف أحسن من التحديد؛ لأنه لا يوجد ذلك في كل مصر، وإنما هو بحسب كبر المصر وصغره إلخ (شامی ۱/۵۹۱)

آپ نے جس قبرستان کا تذکرہ سوال میں کیا ہے وہ میتاپورہ (ہمت نگر) کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مردوں کی تدفین کے لیے نہیں ہے؛ بلکہ تین گاؤں والوں کا مشترکہ قبرستان ہے؛ اس لیے اس کو شہر کی ضروریات کے لیے قرار نہیں دیا جاسکتا، اور اس حیثیت سے اس کو فنائے شہر میں شمار نہیں کیا جاسکتا؛ البتہ اگر میتاپورہ سے بالکل متصل ہے کہ درمیان میں کوئی حائل نہیں ہے، تو فناء کا اطلاق اس پر ہوسکتا ہے۔ کسی ماہر مفتی کو اس مکان کا معائنہ کراکر حکم معلوم فرمالیں۔ ندی کس کے درمیان ہے یہ بھی واضح نہ ہوسکا، (یعنی میتاپورہ اور ہمت نگر، یا میتاپورہ اور قبرستان)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰؍ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ

جمعہ کے دن دورانِ بیان سنتیں پڑھنا

سوال: بعض مساجد میں جمعہ کے دن یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے کہ اذانِ اول کے بعد فوراً دس منٹ سے تیس منٹ تک امامِ مسجد کا یا دیگر کسی اہلِ علم کا بیان، بعد بیان پانچ سات منٹ سنتوں کی ادائیگی کے لیے مصلیان کو دیے جاتے ہیں، اس کے بعد خطبہ، پھر نمازِ جمعہ۔ بعض لوگ اول وقت ہی مسجد میں آجاتے ہیں، بعض بیان کے درمیان میں آتے رہتے ہیں، وضو وغیرہ سے فارغ ہوکر بیان سننے کے لیے بیٹھ جاتے ہیں، چند ناواقف اشخاص آکر سنتیں ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو درمیانِ بیان مولانا محترم اسے سمجھا دیتے ہیں، کہ بھائی! بیان کے بعد سنتوں کا موقع دیا جائے گا، آپ پہلے بیان سن لیں، بعض ان میں سے ہٹ دھرمی کرتے ہوئے بیچ صف میں یا صف سے کنارے کھڑے ہوکر اپنی نمازیں پوری کرلیتے ہیں، اور اس کے بعد بیان میں بیٹھتے ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

زید جو تھوڑا بہت علم بھی رکھتا ہے اس کا کہنا ہے کہ: لوگوں کو مسجد میں آتے ہی بٹھانا اور سنتوں کو بعد میں ادا کروانا یہ بدعت ہے، چناں چہ تحیۃ المسجد والی روایت بھی بہ طور دلیل پیش کرتا ہے، مزید ایک بات وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ابتداءً مسجد میں آکر بیٹھنا اور پھر سنتوں کے لیے کھڑا ہونا یہ بدعتیوں کا طریقہ ہے، بعض احباب نے اپنے اپنے طور پر سمجھانے کی کوشش کی؛ لیکن اس کی ایک ہی رٹ ہے، جس کی وجہ سے چند مسجدوں میں مذکورہ بالا سلسلہ شروع ہونے سے رہ گیا ہے، وہاں اذانِ اول کے بعد سنتیں پڑھی جاتی ہیں، بعد میں بیان ہوتا ہے، بیان کے درمیان لوگ آتے رہتے ہیں اور اپنی اپنی نمازیں ادا کرتے رہتے ہیں، بعد فراغت بیان میں شامل ہوتے ہیں، بیان کا تسلسل جاری رہتا ہے۔ اب جناب محترم مفتی صاحب سے گذارش ہے کہ اپنی صواب رائے عنایت فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں، نیز شرعاً یہ حکم بھی بتلا دیا جائے کہ: فرض نمازوں سے پہلے والی سنتیں اذان کے بعد ہی پڑھی جانی چاہیے یا نمازوں کے اوقات شروع ہوتے ہی ان سنتوں کو ادا کر سکتے ہیں بعد میں بھلے سے اذان ہوتی رہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

امام صاحب کو چاہیے کہ نئے آنے والے کو بٹھانے پر اصرار نہ کریں، مناسب یہ ہے کہ اذان کے بعد سنت پڑھنے کا وقت دیا جائے؛ نیز بیان کے ختم کے بعد بھی وقت دیا جائے، اس کے باوجود درمیان میں آنے والا پڑھتا ہو تو روکا نہ جائے۔ کبھی کبھی بیان ہی نہ ہو؛ تاکہ لوگ ضروری نہ سمجھنے لگیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/رجب ۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اذانِ خطبہ کے درمیان چندہ جمع کرنا

سوال : جمعہ کے روز جامع مسجد میں خطبہ سے پہلے لوگ صفوں کے بیچ میں چندہ جمع کرتے ہیں، دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ یہ لوگ اس وقت بھی صفوں کے بیچ میں گھومتے ہیں، جب کہ خطبہ کی اذان شروع ہوجاتی ہے، اور کبھی کبھی خطبہ بھی شروع ہوجاتا ہے۔ دوسری بات یہ بھی کہ معلوم نہیں ہو پاتا کہ کس کس مد کا ہے؛ لہٰذا وضاحت فرمائیں کہ اس طرح سے چندہ کرنا صحیح ہے؟

الجواب : حامداً و مصلیاً و مسلماً

عین اذان خطبہ یا خاص خطبہ کے وقت ایسا کرنا جائز نہیں ہے، اس سے پہلے اگر کسی ضروری مقصد کے لیے اس طرح کیا جاتا ہے کہ مصلیوں کی گردنوں کو پھلانگنا اور مصلی (یعنی جو حالت نماز میں ہو) اس کے سامنے سے گزرنا لازم نہیں آتا ہوتو گنجائش ہے، مقامی لوگوں کو علم ہوتا ہے، دینے والے کو معلوم نہ ہوتو دریافت کرسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ ذوالقعدہ ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

اذانِ خطبۂ جمعہ سے متعلق چند سوالات

سوال : (۱) آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں خطبۂ جمعہ کی اذان کہاں دی جاتی تھی؟ آیا منبر کے سامنے، دروازے پر، مسجد کے اندر یا باہر؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

② حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اذان مقامِ زوراء پر دلوائی تھی وہ مسجد کے اندر کب اور کیسے آگئی؟ اور یہ اذان مسجد کے اندر دینا کس کی سنت ہے؟

③ جمعہ کے لیے جو دو اذان کا رواج پڑ گیا ہے، ان میں کس قدر وقت کا فاصلہ ضروری ہے، نیز اگر اذانِ عثمانی کو سنتِ عثمانی سمجھ کر مسجد سے باہر دیا جائے تو کچھ حرج تو نہیں؟

④ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصل سنت جو شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں جاری تھی، اگر اس پر عمل کیا جائے تو کسی قسم کا نقصان یا وبال تو نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مسائلِ فقہیہ کے ثبوت کے لیے چار اصول ہیں: کتاب، سنت، اجماع، قیاس۔ بعض مسائل صاف صاف قران پاک میں ہیں، بعض حدیث شریف میں ہیں، بعض اجماع سے ثابت ہیں، بعض قیاس سے۔ ماخذ کو کسی ایک دلیل میں منحصر کر کے سوال کرنا منصب سائل کے خلاف ہے، اس کا حاصل تو یہ ہوگا کہ سائل فقط ایک دلیل کو تسلیم کرتا ہے، بقیہ تین دلیلیں اس کے لیے بے کار ہیں، ان کو تسلیم نہیں کرتا، ان سے مسائل ثابت نہیں مانتا۔ اگر سائل مقلد ہے تو اس کا یہ سوال اپنے حوصلہ سے بڑھ کر ہے، اگر سوال علمی تشنگی کی سیرابی کے لیے ہو تو اس میں مضائقہ نہیں، اس کے لیے اردو میں ایک رسالہ ہے "تنشیط الاذان" اس میں اس مسئلہ کو تفصیل سے لکھا ہے، ادلۂ اربعہ سے ثابت کیا ہے، جس حدیث میں اس اذان کا تذکرہ ہے وہ "أبوداؤد شریف" میں مذکور ہے، "بذل المجہود شرح أبوداؤد شریف" میں پوری اس کی تفصیل مذکور ہے، رواۃ پر بھی کلام مذکور ہے۔ مختصراً اتنا عرض ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں مدینہ پاک کی آبادی کے لحاظ سے صرف ایک اذان بابِ مسجد پر منبر کے سامنے ہوتی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک اذان کا اضافہ ہوا، وہ بلند جگہ پر بازار میں بیرونِ مسجد ہوتی تھی، اور دوسری اذان اندرون مسجد ہونے لگی، پہلی اذان اعلام غائبین کے لیے، اور دوسری اذان اعلام حاضرین کے لیے مثل اقامت، اس وجہ سے پہلی اذان میں آواز زیادہ بلند کی جاتی ہے، دوسری میں معمولی آواز پر کفایت کی جاتی ہے، تاکہ حاضرینِ مسجد خطبہ کے لیے تیار ہوجائیں، نوافل وغیرہ سے فارغ ہوجائیں، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اس کا اہتمام ہوا، خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنے کی حدیث پاک میں تاکید ہے، پس ان کی سنت پر عمل کرنا بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ہی سے ہے، جو کہ خلافِ حدیث نہیں؛ بلکہ عین موافقِ حدیث ہے، وہ حضرات منشائے حدیث کو سمجھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے اور اس کو شائع کرنے والے ہیں۔ ''عینی شرح بخاری، وفتح الباری وفیض الباری'' کا مطالعہ بھی اس مقصد کے لیے مفید ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۴/۲۵۶، ۲۵۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲/ذوالحجہ ۱۴۱۴ھ

جمعہ کی اذان ثانی کا طریقہ

(سوال): جمعہ میں دو اذان کہی جاتی ہیں تو اذان ثانی کے کہنے کا کیا انداز ہونا چاہیے؟ اذان اولیٰ ہی کی طرح دی جائے یا اس میں کچھ فرق ہوگا؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

جمعہ کی اذان ثانی کا مقصد حاضرین کو خطبہ شروع ہونے کی اطلاع دینا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جیسے کہ اقامت کا مقصد حاضرین کو جماعت شروع ہونے کی اطلاع دینا ہوتا ہے۔ اس لیے جمعہ کی اذان ثانی میں رفع صوت مستحب نہیں ہے۔(ماخوذ از فتاوی محمودیہ ۱۴/ ۲۷۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، مؤرخہ ۲۵/ شوال المکرم ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

باب صلاۃ العیدین

جس بستی میں جمعہ ہوسکتی ہو وہاں نماز عیدین بھی درست ہے

سوال : ہم لوگ دیہات کے رہنے والے ہیں، مدتِ مدیدہ سے ہم لوگ ایک عیدگاہ میں نماز عیدین ادا کرتے ہیں، جس مقام پر عیدگاہ واقع ہے اس سے تقریباً ایک ڈیڑھ فرلانگ کے اوپر ایک بازار ہے، جہاں پر تقریباً ضروریات زندگی کی سبھی اشیاء ملتی ہیں، وہاں پر بینک اور پوسٹ آفس بھی ہے، عیدگاہ میں تقریباً دس بارہ موضع کے لوگ جمع ہوتے ہیں، ایک موضع کو چھوڑ کر بقیہ تمام موضعوں کی آبادی ڈیڑھ ہزار سے اوپر ہے، نیز جس امام کی متابعت میں ہم لوگ نماز عیدین ادا کرتے ہیں ان کے وہاں جمعہ کی نماز بھی کافی زمانہ سے ہوتی ہے، اور اس گاؤں کی آبادی بھی تقریباً ڈھائی ہزار سے اوپر ہے، اب اگر اس امام کی متابعت میں نماز عیدین ادا کی جائے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ نیز یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ تین چار گاؤں کے علاوہ سبھی جگہ کافی زمانہ سے جمعہ کی نماز بھی ہوتی آرہی ہے، اب اگر نماز عیدین سے لوگوں کو منع کیا جاتا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے تو پھر آئندہ کے لیے دشواریاں پیش آسکتی ہے مخالفت کے ساتھ، شریعت کی رو سے آپ حضرات اپنی قیمتی آراء سے نوازیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

شریعت میں نمازِ عیدین کے وجوب اور صحت کے لیے وہی تمام شرائط ہیں جو نمازِ جمعہ کے وجوب وصحت کے لیے ضروری قراری گئی ہیں، اس لیے اگر جس مقام پر عیدگاہ واقع ہے وہ مقام کسی بڑے گاؤں یا قصبہ کی فناء میں ہے، تو وہاں عیدین کی نماز درست ہوگی؛ ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹ رشوال ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے

سوال: اکثر کتبِ فتاویٰ میں عیدگاہ کو صحراء (الجبانۃ) قرار دیا گیا ہے۔ البتہ زمانۂ حاضرہ میں بوجہ آبادی کے بڑھ جانے سے صحراء خالصہ میں عیدگاہ قائم کرنے میں مندرجۂ ذیل مشکلات کا مشاہدہ اور سامنا تقریباً ہر بڑے شہر کے رہنے والے مسلمانوں کو ہوتا ہے:

اولاً: اکثر بڑے شہروں میں صحراءِ خالصہ حدودِ شہر سے کافی دوری پر واقع ہے (بعض شہروں میں تو مسافتِ قصر سے زیادہ دوری پر واقع ہے) اس بناء پر بہت سے لوگوں کو وہاں تک پہنچنے میں دقت محسوس ہوتی ہے۔

ثانیاً: وہ زمین عموماً غیروں کی ہوتی ہے جس کو خریدنے میں زرِ کثیر کی ضرورت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوتی ہے۔

ثالثاً: بوجہ دوری ہونے کے اور سال بھر میں صرف دو بار استعمال کرنے کے اس زمین کی دیکھ بھال مشکل ہوتی ہے۔

رابعاً: آبادی کے ہر وقت بڑھنے سے اس زمینِ مخصوص کی صحرائیت کے ختم ہونے کا امکان ہر وقت ہے۔

خامساً: عیدین سے قبل زمین کو تیار کرنے کے لیے، نیز دیگر انتظامات کے لیے خصوصاً نمازِ عید کے بعد صفائی وغیرہ کے لیے لوگوں میں عموماً سستی پائی جاتی ہے، کوئی اس ذمہ داری کو اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ (ہمارے یہاں اس کا کافی مشاہدہ ہے)۔

سادساً: سال بھر میں صرف دو دفعہ استعمال میں آنے کی بناء پر استنجاء وضو وغیرہ کے انتظامات نہیں ہوتے ہیں جس کی بناء پر لوگوں کو پریشانی ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر استفسار یہ ہے کہ جن جگہوں میں یہ مشکلات پائی جاتی ہوں ایسی جگہوں میں:

(۱) صحراء کے علاوہ اگر شہر کے حدود کے اندر کوئی صاف خالی میدان ہو مثلاً پارک (Park)، کالجوں واسکولوں کے میدانات وکھیل کے میدانات وغیرہ تو آیا ان جگہوں میں عید کی نماز ادا کرنے سے عیدگاہ کی فضیلت اور سنیت حاصل ہوگی یا نہیں؟

(۲) آیا یہ جگہ عیدگاہ کے قائم مقام ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(۳) نیز ایسی جگہوں میں نمازِ عید ادا کرنا، مساجدِ مختلفہ میں ادا کرنے سے افضل واولیٰ اور زیادتِ ثواب کا مستحق ہے یا نہیں؟

مندرجہ ذیل وجوہات کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب شافی مدلل عنایت فرمائیں:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

① صورتِ بالا میں مشکلاتِ مذکورہ مرتفع ہوجاتی ہیں جس سے مسلمانوں کو سہولت حاصل ہوگی۔

② حکمتِ عیدگاہ یعنی اظہارِ شوکت وجمعیت المسلمین حاصل ہوتی ہے جوکہ مساجدِ مختلفہ میں مشکل ہے۔

③ تکثیرِ جماعت ووحدۃ جماعت مسلمین حاصل ہوگی جوکہ مساجدِ متفرقہ کی صورت میں ناممکن ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عید کی نماز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ عیدگاہ میں ادا فرماتے تھے۔

لماثبت أنه عليه الصلوٰة والسلام كان يخرج يوم الفطر ويوم الاضحى إلى المصلى (کبیری: ۵۷۲)

ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے عیدگاہ میں نماز ممکن نہ تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی میں عید کی نماز ادا فرمائی۔

عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه أنه أصابهم مطرفي يوم عيد فصلى بهم النبي ﷺ صلوٰة العيد في المسجد.

(سنن ابوداؤد شریف، باب يصلي بالناس في المسجد اذا كان يوم مطر، ۱٦٤)

بنابریں حضراتِ فقہائے احناف نے تصریح فرمائی ہے کہ عید کی نماز کا عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے۔

والخروج إليها أي الجبانة لصلوٰة العيدسنةوان وسعهم المسجد الجامع (درمختار على هامش الشامي ۱/٦١٢)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الخروج الی المصلی وھی الجبانة سنة وان کان یسعھم الجامع (کبیری ۵۷۲)

عیدگاہ (المصلی) کا مصداق تمام فقہاء اس میدان کو قرار دیتے ہیں جو آبادی سے باہر ہو۔ چناں چہ درمختار کی عبارت ثم خروجه ماشیا الی الجبانة وھی المصلی العام کی شرح میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ بحر الرائق کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

(قوله المصلی العام) ای فی الصحراء بحر عن المغرب (شامی ۱/۶۱۲)

علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مغرب کے حوالہ سے لکھا ہے:

وفی المغرب: الجبانة المصلی العام فی الصحراء (بحر الرائق ۲/۱۷۱)

بلکہ بعض فقہاء نے تو خارج مصر کی تصریح فرمائی ہے، حضرت مولانا عبد العلی بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ثم الافضل الصلوٰۃ فی المصلیٰ خارج المصر للتوارث (رسائل الارکان ۱۲۲)

اور یہ سنیت تمام شہروں کے لیے یکساں ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ابو داؤد کی مندرجۂ بالا روایت کی شرح میں فرماتے ہیں:

(اصابھم) ای الصحابة (مطر فی یوم عید فصلی بھم النبی ﷺ صلوٰۃ العید فی المسجد) ای مسجد المدینة قال ابن الملك: یعنی کان ﷺ یصلی صلوٰۃ العید فی الصحراء الااذا اصابھم مطر فیصلی فی المسجد، فالافضل اداء ھا فی الصحراء فی سائر البلدان وفی مکة خلاف اھ (مرقات شرح مشکوٰۃ ۳/ ۲۹۸)

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بذل المجھود ۶/ ۲۰۴ میں بھی اس عبارت کو نقل فرمایا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بڑے شہروں کی آبادی کا پھیلاؤ صرف دور حاضر کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ آپ اگر تاریخ اسلام اور معاجم البلدان کا مطالعہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آبادیوں کا اس نوع کا پھیلاؤ اس زمانہ میں بھی تھا، اس کے باوجود اس زمانہ میں کبھی یہ سوال نہیں اٹھایا گیا۔ حالاں کہ آج کل جو تیز رفتار سواریاں ایجاد ہوئی ہیں وہ اس زمانہ میں نہیں تھیں، ان سواریوں کے ذریعہ جتنی تیزی سے عیدگاہ جانا ممکن ہے اس وقت نہیں تھا اگرچہ پیدل جانے میں فضیلت زیادہ ہے، مفتیٔ اعظم حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کا ایک تفصیلی فتویٰ اس موقعہ پر نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

عیدین کی نماز ادا کرنے کا طریقۂ مسنونہ ومتوارثہ سلفاً وخلفاً یہی ہے کہ شہر کے باہر میدان میں ادا کی جائے اور تمام شہر کے لوگ جن کو کوئی عذر نہ ہو باہر جا کر ہی نماز ادا کریں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بجز ایک مرتبہ کے ہمیشہ شہر کے باہر جبانہ میں ہی نماز عید ادا فرمائی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین کے فعل سے بھی یہی ثابت ہے اور ایک مرتبہ جو شہر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عید پڑھی ہے، اس کی وجہ یہ تھی کہ بارش کی وجہ سے باہر جانا دشوار تھا، ہمیشہ شہر سے باہر عید کے لیے تشریف لے جانا ظاہر ہے کہ کوئی عادی فعل نہیں تھا بلکہ نماز کی باہر افضلیت کی بناء پر تھا، اس بناء پر محققینِ احناف بلا عذر شہر میں نمازِ عید ادا کرنے کو خلافِ سنت اور مکروہ کہتے ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ شہر کے تمام لوگ باہر جانے کے لائق نہیں ہوتے، کیوں کہ آبادی میں بوڑھے، اور کمزور اور مریض وغیرہ بھی ہوتے ہیں اس لیے یہ بھی سنت ہے کہ امام شہر کی جامع مسجد میں اپنے نائب کو نمازِ عید پڑھانے کے لیے چھوڑ جائے تا کہ معذورین کی نماز بھی آسانی سے ہو جائے اور اگر شہر بڑا ہو اور تمام معذورین کا ایک مسجد میں جمع ہونا بُعدِ اطرافِ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شہر کی وجہ سے مشکل ہو تو دو تین مسجدوں میں نمازِ عید ہو سکتی ہے، میدان میں نماز پڑھنے سے یہی مراد ہے کہ شہر کی آبادی سے باہر جا کر میدان میں پڑھی جائے، بعض عبارات میں لفظ صحراء واقع ہے جو آبادی سے باہر کے میدان پر بھی صادق آتا ہے۔ الخ

(کفایت المفتی ۳/۲۷۱)

آپ نے جن مشکلات کا تذکرہ اپنے استفتاء میں فرمایا ہے اس کا بھی تجزیہ ضروری ہے:

پہلی وجہ جو آپ نے تحریر فرمائی ہے وہ اسی زمانہ کی پیداوار نہیں ہے، پہلے بھی بڑے شہروں میں یہ دشواری موجود تھی اس کے باوجود حضراتِ فقہاء نے اس کا اعتبار نہیں کیا۔ نیز جو حضرات ایسے ہیں کہ ان کے لیے وہاں پہنچنا دشوار ہے تو وہ معذورین میں شمار ہو کر ان کے لیے شہر ہی میں عید کی نماز ادا کرنا بلا کراہت درست ہوگا، ایک بات یاد رہے کہ یہ ضروری نہیں کہ وہ میدان حدودِ میونسپلٹی سے باہر ہو بلکہ مکاناتِ آبادی سے باہر ہونا کافی ہے۔ (کماصرح الشیخ العلامة ظفر احمد التھانوی فی امداد الاحکام ۱/ ۶۷۸)

دوسری وجہ بھی کوئی قوی نہیں ہے خریدنے کی ضرورت بار بار نہیں پڑتی، ایک مرتبہ خریدنے کے بعد آئندہ وہ کام دیتی رہے گی، نیز جب تک خریدنے کی استطاعت حاصل نہ ہو وہاں تک مالک کی اجازت سے یا کرایہ پر لے کر کام چلا سکتے ہیں۔

تیسری، چوتھی، پانچویں وجہ بھی ایسی نہیں جس کو نئی وجہ کہا جا سکے، یہ دشواریاں تو پہلے بھی تھیں، اس کے باوجود فقہاء نے اس کا اعتبار نہیں فرمایا۔

چھٹی وجہ جو آپ نے تحریر فرمائی ہے اس کے متعلق یہ سوال ہے کہ کیا عیدگاہ میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

استنجاء ووضوء کا نظم کرنا ضروری ہے یا مستحب ہے؟ مساجد کے متعلق تو بعض روایاتِ حدیث، نیز تعاملِ سلف سے اس کا ثبوت ہے لیکن عیدگاہ کے متعلق دونوں میں سے کسی سے ثبوت نہیں ہے۔

اس لیے حق تو یہ ہے کہ آپ نے جن مشکلات کا سماں باندھا ہے فقہاء کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اب آپ کے سوالات کے جوابات پیش ہیں:

① حدودِ شہر میں کسی میدان وغیرہ میں نمازِ عید ادا کرنے سے نمازِ عید تو صحیح ہو جائے گی مگر سنت ادا نہ ہوگی، سنت یہی ہے کہ شہر کی آبادی سے باہر عیدگاہ ہو۔

(امداد الاحکام ۱/ ۶۷۹)

② نہیں۔

③ اگر شہر میں جامع مسجد یا اور کوئی مسجد اتنی بڑی ہے جو شہر کے تمام لوگوں کے لیے کافی ہو تو جب تک عیدگاہ کا بندوبست نہ ہو جائے اس ایک مسجد میں تمام لوگ نمازِ عید ادا کریں، اور اگر شہر میں ایسی بڑی کوئی مسجد نہیں ہے تو مختلف مقامات پر مختلف جماعتوں میں نمازِ عید پڑھنے کے بجائے ایک جگہ تمام مسلمانوں کا مل کر پڑھنا اولیٰ ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/ ۱۱۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰/ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

آبادی میں مسجد کے باہر نمازِ عید ادا کرنا

سوال: عیدین کی جماعت مسجد میں ہوتی تھی؛ مگر اب چند سالوں سے کثرت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ناس وصبیان کی وجہ سے امام مسجد نے مسجد سے متصل شرقی جانب جو کھلی جگہ ہے، جس کو یہاں کی زبان میں ''اَڑان'' کہتے ہیں، اس میں نماز عید شروع کردی، اس ''اڑان'' میں لوگوں کی آمد و رفت، محلہ کے بچوں کا کھیل کود، بچوں کا سائیکل چلانا وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے، بالکل چھوٹے بچے کبھی کبھی پیشاب وغیرہ بھی کردیتے ہیں؛ بہرحال عید کے موقع پر اس کی صفائی ہوتی ہے، اس پر دری بچھا کر چٹائی بچھادی جاتی ہے، اس موقع پر اس جگہ کو عیدگاہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

محض سوال یہ کہ سامنے مسجد چھوڑ کر صرف عیدین کی نماز ادا کرتے ہیں؛ جب کہ ایک اور شکل ممکن ہے وہ کہ تمام بالغین مسجد میں (مع صحن مسجد) رہیں اور بچوں کی صف باہر اڑان میں لگادی جائے؛ بہرحال اس میں کراہت، حسن اور صحت وافضلیت وغیرہ کا کچھ فرق ہے یا نہیں؟ اور اس طرح کرنا کہاں تک درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آبادی کے مکانات سے باہر میدان میں عید کی نماز پڑھنا مسنون ہے، اس لیے اگر کھلی جگہ ہی میں پڑھنا ہے تو آبادی سے باہر کوئی کھلی جگہ اس کام کے لیے پسند کرلی جائے؛ تاکہ یہ سنت ادا ہو، باقی آبادی کے اندر رہ کر مسجد یا مسجد سے باہر میدان میں یکساں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/ شوال ۱۴۱۰ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نمازِ عید عیدگاہ میں پڑھے یا میدان میں؟

سوال: عیدگاہ شہر کے کنارے پر نہ ہو؛ بلکہ آبادی میں اگر کوئی خالی میدان ہو، مثلاً اسکول کا میدان یا کھیل کا کوئی میدان یا مدرسہ کا صحن وغیرہ، تو کیا اس میں گنجائش ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عیدگاہ آبادی سے دور باہر جنگل میں ہونی چاہیے۔

ثم خروجه ماشيا إلى الجبانة، وهى المصلى العام (درمختار) هو الذى يكون في الصحراء أفاده فى البحر (طحطاوی علی الدر ۱/ ۵۶۰، شامی ۱/ ۶۱۲)

وفى التجنيس: والخروج إلى الجبانة سنة لصلوة العيد وفى المُغرب: الجبانة: المصلى العام فى الصحراء الخ (البحر الرائق ۱/ ۱۵۹)

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عیدین کی نماز کے لیے جنگل تشریف لے جایا کرتے تھے؛ لہذا آبادی کے باہر عیدگاہ کا انتظام ضروری ہے، جس میدان کا سوال میں ذکر ہے وہ بھی آبادی کے اندر ہے، اور وہاں کھیل تماشے کے کام بھی ہوتے ہیں، اس لیے بہتر یہ ہے کہ جب تک عیدگاہ کا انتظام نہ ہو مسجد میں ہی نماز پڑھ لیا کریں، اور عیدگاہ بنانے کی فکر میں رہیں۔ (از فتاوی رحیمیہ ۵/ ۳۱ ملخصا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نمازِ عید کے بعد طویل دعا مانگنا

سوال: عید کی نماز کے بعد حالت یہ ہے کہ اکثر وبیشتر طویل طویل دعائیں کی جاتی ہیں، بعض اوقات تو اتنی طویل دعا ہوتی ہے جو خطبہ اور نماز کی مقدار سے بھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آگے بڑھ جاتی ہے، آیا نمازِ عید کے بعد اولاً دعا کا ثبوت ہے؟ اور اگر ہے تو اس قدر طویل دعائیں کرنا ثابت ہے؟ حضرت اقدس مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ''ملفوظات'' میں ایک قصہ لکھا ہے کہ: حضرت مولانا رسول خاں صاحب کے پاس شلجم پتوں کے ساتھ لایا گیا، چوں کہ شلجم کے پتے شلجم سے بڑے ہوتے ہیں؛ لہٰذا حضرت نے فرمایا: ''ما بالذات انقص'' اور ''ما بالعرض ازید''. یہی کیفیت یہاں پر معلوم ہوتی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نمازِ عید کے بعد ایسی طویل دعا جو مصلیوں کو حرج میں ڈالنے والی ہو درست نہیں، یہ سب چیزیں منشائے شریعت سے ناواقفیت اور غفلت کی علامت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد خانپوری، ۲/صفر المظفر ۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

عیدین میں دعا نماز کے بعد کرے یا خطبہ کے بعد؟

حضرات اکابر کا معمول

سوال: ہمارے یہاں عید گاہ میں عید کی نماز کے لیے دو امام مقرر ہیں، ایک سال ایک امام عیدین کی نماز پڑھاتے ہیں، اور دوسرے سال دوسرے امام، ان دونوں اماموں میں ایک امام خطبہ کے بعد دعا مانگتے ہیں، اور دوسرے نماز کے بعد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

متصلاً دعا مانگتے ہیں، اس میں سے کونسا طریقہ مسنون اور درست ہے؟ نیز ہمارے یہاں ایک مرتبہ عید الفطر کے موقعہ پر امام صاحب نے عید کی نماز پڑھائی اور پھر خطبہ کے لیے کھڑے ہونے جارہے تھے (اور دعا خطبہ کے بعد مانگنے والے تھے) کہ وہ دوسرے امام صاحب کھڑے ہو گئے، اور کہنے لگے کہ مولانا یہ طریقہ درست نہیں ہے، نماز کے بعد متصلاً دعا ہونی چاہیے، یہی طریقہ مسنون ہے، خطبہ کے بعد دعا صحیح نہیں ہے، تو اس امام صاحب نے کہا کہ یہ کہاں لکھا ہے؟ اتنا کہہ کر وہ خطبہ کے لیے منبر پر چلے گئے تو وہ دوسرے امام صاحب نے پھر مجمع میں اعلان کیا، کہ بھائی! اصل مسنون طریقہ نماز کے بعد متصلاً دعا ہے؛ بہر حال خطبہ کے بعد دعا ہوئی پھر اس کے بعد کچھ دنوں کے بعد اس امام صاحب نے جو نماز کے بعد دعا کے قائل تھے، حوالہ پیش کیا وہ حوالہ ''فتاوی رحیمیہ ۳/ ۵۷'' ''دعا نماز کے بعد کرے خطبہ کے بعد ثابت نہیں'' الخ پر ہے۔ پھر اس کے بعد وہ دوسرے امام صاحب نے عید الاضحیٰ سے پہلے اپنی بات کا حوالہ تلاش کیا وہ حوالہ ''فتاوی رحیمیہ ج/ ۵ ص/ ۸۱'' ''عید کی نماز کے بعد دعا کرنا'' الخ پر ہے۔ اس حوالہ کو عید الاضحیٰ کے موقعہ پر عید گاہ میں سنانا چاہا لیکن بعض حضرات نے روک دیا کہ عوام میں مسائل نہ چھیڑے جائیں، تو وہ امام صاحب رک گئے؛۔ بہر حال وہ دوسرے امام صاحب نے جو حوالہ پیش کیا اس میں ہے کہ خطبہ کے بعد دعا مانگ سکتے ہیں اگر لازم نہ قرار دے۔ اور ہمارے یہاں دونوں طریقے اس سے پہلے ہو چکے اس میں کسی نے اعتراض نہیں، کیا، تو معلوم ہوا کہ کوئی بھی دعا کو نماز کے بعد ہی یا خطبہ کے بعد ہی لازم نہیں کہتا ہے، اور یہ بھی لکھا ہے کہ عید کی نماز کے بعد دعا کسی سے بھی منقول نہیں ہے، اور پہلے امام صاحب نے جو حوالہ پیش کیا ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس کا جواب بھی فتاوی رحیمیہ ۵ / ۸۳ پر ہے تو سوال یہ ہے کہ کونسا طریقہ مسنون ہے؟ نیز اس امام کا کھڑے ہوکر بھرے مجمع میں یہ احتجاج کرنا کیسا ہے؟ نیز قول فیصل اور مفتی بہ قول سے مطلع فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں؛ نیز فتاوی رحیمیہ کی دونوں عبارتوں پر نظر فرما کر کس طریقہ پر عمل کیا جائے اور کس طرح دعا مانگی جائے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عیدین میں دعا کی دوصورتوں (نماز کے بعد متصلاً دعا، اور خطبہ کے بعد دعا) کے متعلق آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ اس میں سے کونسا طریقہ مسنون اور درست ہے؟ سب سے پہلے ضروری ہے کہ لفظ مسنون کی مراد متعین کرلی جائے۔ لفظ مسنون بول کر کبھی تو مراد یہ ہوتی ہے کہ یہ کام نبیٔ کریم ﷺ نے کیا ہے، یا صریح الفاظ میں آپ نے اس کو کرنے کے لیے فرمایا ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو عیدین میں دعا نماز کے بعد متصلاً یا خطبہ کے بعد ثابت نہیں۔ یعنی کسی روایت میں صراحت کے ساتھ یہ نہیں آیا ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے عید کی نماز کے بعد دعا مانگی یا خطبہ سے فراغت کے بعد دعا مانگی، اسی طرح روایت قولیہ میں بھی کسی روایت میں صراحت کے ساتھ نماز عید کے بعد متصلاً یا خطبۂ عید کے بعد دعا کا تذکرہ نہیں۔ چناں چہ ہمارے اکابر کے فتاوی میں جہاں یہ لکھا ہے کہ عید کی نماز کے بعد متصلاً یا خطبۂ عید کے بعد دعا مسنون اور ثابت نہیں، وہاں پر یہی مراد ہے۔

دیکھئے: کفایت المفتی ۳/ ۳۰۶، ۳۷۲، ۳۰۳، ۳۰۴۔ امداد الاحکام ۱/ ۶۴۹۔ فتاوی محمودیہ ۲/ ۲۹۵، ۳۶۱، ۱۶/ ۵۴۰۔ خیر الفتاوی ۳/ ۱۲۸۔ آپ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے مسائل اوران کا حل ۲/ ۴۱۷۔ امداد الفتاوی ۱/ ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۷۔ فتاوی سنگرہ (گجراتی)۳/ ۱۰۳، ۱۰۴۔ فتاوی رحیمیہ ۸/ ۱۰۵۔ احسن الفتاوی ۴/ ۱۱۵۔

اور لفظ مسنون بول کر کبھی تو یہ مراد ہوتا ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احکام شرع کے سلسلہ میں اصولی ارشادات اور ہدایات دی ہیں جن سے ایک عام قاعدہ کی شکل میں کوئی حکم ثابت ہوتا ہے، جس کے ماتحت بہت ساری جزئیات داخل ہوتی ہیں۔ (اگرچہ ان جزئیات کی تصریح روایت میں موجود نہیں) ان تمام جزئیات پر ثابت ہونے والے حکم کو بھی مسنون سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس اعتبار سے دیکھا جائے تو عیدین میں نماز عید کے بعد کی جانے والی دعا کو اکثر اکابر نے اپنے فتاوی میں مسنون اور ثابت کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ دیکھئے: کفایت المفتی ۳/ ۳۰۶، ۳۷۲، ۳۰۳، ۳۰۴۔ امداد الاحکام ۱/ ۶۵۱، ۶۵۴۔ فتاوی دار العلوم ۵/ ۲۰۲، ۲۱۳، ۲۲۵، ۲۳۱۔ فتاوی محمودیہ ۷/ ۲۱۸، ۲/ ۲۶۱، ۲۹۵، ۳۰۷، ۳۱۱، ۱۶/ ۵۴۰۔ خیر الفتاوی ۳/ ۱۲۷، ۱۲۸۔ آپ کے مسائل اوران کا حل ۲/ ۴۱۷۔ امداد الفتاوی ۱/ ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۷۔ احسن الفتاوی ۴/ ۱۱۵۔ فتاوی سنگرہ (گجراتی) ۳/ ۱۰۳، ۱۰۴۔ امداد المفتیین ص ۴۰۸۔ عزیز الفتاوی ص ۳۰۱، ۳۰۷۔ فتاوی رحیمیہ ۳/ ۷۵، ۸/ ۱۰۵۔

اور اسی اعتبار سے بعض اکابر نے جن کی تعداد بہت کم ہے، خطبہ کے بعد کی جانے والی دعا کو بھی مسنون اور ثابت لکھا ہے۔ دیکھیے: کفایت المفتی ۳/ ۲۷۳، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۶۔ آپ کے مسائل اوران کا حل ۲/ ۴۱۷۔ احسن الفتاوی ۴/ ۱۱۵۔ (طبع دوم)۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس لیے آپ کے یہاں عید کے موقع پر جو واقعہ پیش آیا، جس میں ایک امام صاحب نے (جو نماز عید کے بعد متصلاً دعا پر عامل ہیں) دوسرے امام صاحب پر (جو خطبۂ عید کے بعد دعا پر عامل ہیں) لوگوں کے بھرے مجمع میں نکیر کی، ان کا یہ اقدام ہرگز مناسب نہیں تھا، چناں چہ ہو بہو اسی طرح کا واقعہ کسی جگہ پیش آنے پر حضرت مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری نوراللہ مرقدہ سے سوال کیا گیا۔ حضرت نے جس کا تفصیلی جواب عنایت فرمایا جو فتاوی رحیمیہ ۵/۸۱ تا ۸۴ میں دیکھا جاسکتا ہے، اس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے اکابر کے دونوں قسم کے فتاویٰ نقل کرنے کے بعد اپنا رجحان تو یہی بتلایا کہ دعا نماز عید کے بعد متصلاً ہی مناسب ہے، اس کے باوجود مجمع عام میں نکیر کرنے والے صاحب کے متعلق یہ تحریر فرمایا ہے کہ ''مجمع عام میں جو کچھ ہوا غلط ہوا، جنھوں نے یہ نازیبا حرکت کی ہے اس کے ذمہ اس کی تلافی لازم ہے'' اس لیے آپ کے اس سوال کے جواب میں کہ ''اس امام کا بھرے مجمع میں کھڑے ہو کر یہ احتجاج کرنا کیسا ہے'' ہم بھی وہی بات پیش کرتے ہیں جو حضرت اقدس مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی ہے، ان امام صاحب کو چاہیے کہ وہ اپنی اس نازیبا حرکت کی تلافی کریں، اور دوسرے امام صاحب نے جو فتاوی رحیمیہ میں مذکورۂ بالا تفصیلی فتویٰ دیکھنے کے بعد مجمع عام میں جب اس کو پیش کرنے کا ارادہ کیا لیکن بعض حضرات کے یہ مشورہ دینے پر کہ عوام میں اس طرح کے مسائل نہ چھیڑے جائیں، وہ اپنے اس ارادہ سے باز رہے، ان کے اس اقدام کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے، واقعہ یہ ہے کہ انھوں نے عالمانہ وقار کی لاج رکھ لی۔ فجزاهم الله تعالى خير الجزاء.

آپ نے آخر میں قول فیصل بھی دریافت کیا، بھلا ہماری کیا مجال ہے کہ ان اکابر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی باتوں پر محاکمہ کر کے قول فیصل کے نام سے کوئی بات پیش کریں؛ البتہ ایسے موقع پر ہمارے اکابر کا جو عمل ہوا کرتا ہے اسی کو اپنانے کے لیے طبیعت مائل ہوتی ہے، چناں چہ اس سلسلہ میں حضرت اقدس ومولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی نور اللہ مرقدہ (دار العلوم دیوبند کے اولین صدر مفتی) تحریر فرماتے ہیں ''ہمارے اکابر مثل حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ، اور حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات اساتذہ مثل حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ (صدر مدرس سابق مدرسہ ہذا) اور حضرت (شیخ الھند) مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ (صدر مدرس مدرسہ ھذا) وغیر ہم کا یہی معمول رہا ہے کہ بعد عیدین کے بھی مثل تمام نمازوں کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے۔ (فتاوی دار العلوم عزیز الفتاوی دار الاشاعت کراچی ۳۰۷)

احقر کو بھی اپنے جن اکابر کو عید پڑھتے ہوئے دیکھنے کا موقع ملا ہے، ان تمام کو نماز عید کے بعد ہی دعا کرتے ہوئے دیکھا، خطبہ کے بعد نہیں، اس لیے مناسب یہی ہے کہ نماز عید کے بعد ہی دعا کا اہتمام کیا جائے، خصوصاً جب کہ خطبہ کے بعد کی جانے والی دعا کو بعض اکابر نے بدعت بھی لکھا ہے۔ دیکھیے: فتاوی دار العلوم ۵/ ۲۱۳، ۲۲۵، ۲۳۱۔ فتاوی محمودیہ ۷/ ۲۱۸، ۲/ ۲۹۵، ۳۰۷، ۳۱۱۔ خیر الفتاوی ۳/ ۱۲۸۔ امداد الفتاوی ۱/ ۶۰۲، ۶۰۶۔ فتاوی سنگرہ (گجراتی) ۳/ ۱۰۴۔ عزیز الفتاوی ص ۳۰۱۔ فتاوی رحیمیہ ۳/ ۷۵، ۸/ ۱۰۵۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۶/ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دعا نمازِ عید کے بعد یا خطبہ کے بعد؟

(سوال): ہمارے یہاں عیدین کی نماز میں دعا خطبے کے بعد ہوتی ہے، نماز کے بعد نہیں ہوتی، اس کا اصل وقت کب ہے؟ نماز کے بعد یا خطبے کے بعد؟ ہمارے یہاں چند سالوں سے اس مسئلے میں شدت برتی جارہی ہے، راجح قول احادیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

خصوصیت سے بعدِ عید یا بعدِ خطبہ دعا کی تصریح حضور اکرم ﷺ سے منقول نہیں؛ البتہ بعدِ صلاۃ مطلقاً دعا کا ثبوت بہت سی احادیث سے ہے، نیز اس وقت کو اوقاتِ اجابت میں حصن حصین وغیرہ میں شمار کیا ہے، اور متبادر بعدِ صلاۃ سے بعدیتِ متصلہ ہے؛ لہٰذا بعد صلاۃ دعا نہ کرنا اور بہ جائے اس کے بعدِ خطبہ مقرر کرنا بہ ظاہر تغییرِ سنت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/۲۹۵)

بخاری شریف میں باب موعظة الإمام النساء يوم العيد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ: فبدأ بالصلاة ثم خطب فلما فرغ نزل فأتى النساء فذكرهن إلخ (بخاری ۱/۱۳۳) سے معلوم ہوتا ہے کہ، خطبے سے فارغ ہوکر منبر سے اتر کر سیدھے آپ ﷺ عورتوں کے مجمع میں وعظ ونصیحت کے لیے تشریف لے گئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۹ / جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عیدین کے خطبے کے بعد طویل دعا کرنا

عیدین میں مصافحہ ومعانقہ کرنا

سوال: بعدِ خطبۂ عیدین امام کا طویل دعا اجتماعی کرانا کیسا ہے؟ جب کہ عوام واجب الاقتداء جان رہی ہو، اگر درست نہیں تو روکنے کا کون طریقہ اختیار کیا جاسکے؟ نیز مصافحہ و گلے ملنا وغیرہ کیسا ہے؟ جب کہ عوام امام صاحب کو دائرے میں لیے ہوتے ہیں کہ فرار بھی مشکل۔ (بعض صورت میں امام کی مدد مقصود بھی ہوتی ہے)۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نمازِ عید کے بعد دعا کریں، بعد خطبہ دعا کرنا بے اصل ہے۔ عید کا مصافحہ ومعانقہ بدعت ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۲/۳۱۱) عوام کی تربیت فرماتے ہوئے ان کو سنت کی اہمیت اور بدعت کی قباحت سے آگاہ فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/ شوال ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نمازِ عید کے بعد مصافحہ ومعانقہ کرنا

سوال: عید کے دن یا کسی بھی نماز کے بعد معانقہ کرنا کیسا ہے؟ اگر ثابت نہیں تو کس وقت ملنا ثابت ہے اور کتنی بار؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عید کی نماز کے بعد ملنا اور معانقہ ومصافحہ کرنا کوئی امر مسنون نہیں ہے، لوگوں کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اختراعات اور بدعات میں سے ہے، احادیث میں جہاں تک معلوم ہے اس کا پتہ نہیں چلتا، غیبوبت کے بعد مصافحہ اور طویل غیبوبت پر معانقہ ثابت ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۲/۳۷۶)

شامی میں منقول ہے: (کسی بھی) نماز کے بعد مصافحہ کا رواج مکروہ ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز کے بعد مصافحہ نہ کرتے تھے، اور کراہت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ روافض کا طریقہ ہے۔ (ایضا ۳/۷۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ذوالقعدۃ ۱۴۱۴ھ

مصافحہ بعد العیدین کا حکم

سوال: مصافحہ بعد العیدین کیا جائز ہے؟ خصوصاً امام یا خطیبِ عیدین ان کے لیے، ان پر تو لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں، اپنے لیے سعادت مندی سمجھتے ہیں، آٹھ کھاٹ تین سو ساٹھ والی نمازوں کے علاوہ مسجد میں آنے کا نام نہ لینے والا جاہل طبقہ بالکل مسائل سے جو ناواقف ہو وہ تو حد درجہ کی سعادت مندی سمجھتا ہے، مصافحہ نہ کرنے پر تو طعن و تشنیع کی حد کر دیتا ہے، کسی کو مسئلہ بتا بھی دیا جائے تو وجدنا اٰباءنا کے علاوہ کچھ جواب نہیں ملتا، دریں صورت مصافحہ کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

عید کا مصافحہ کرنے کا جو رواج ہے، یہ ٹھیک نہیں ہے، یہ بدعت اور مکروہ ہے، شامی کی پانچویں جلد میں فقہ کی متعدد کتب سے اس کا بدعت اور ممنوع ہونا نقل کیا ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۱/۲۱۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸/ذوالقعدہ ۱۴۱۳ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تکبیر تشریق ایک بار کہنا سنت ہے

سوال: ایام تشریق میں تکبیرات ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ کہنا واجب ہے، تو کیا تین مرتبہ پڑھنے کی کوئی حقیقت ہے؟ کیوں کہ ہمارے یہاں تین مرتبہ پڑھنے کا رواج ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

راجح یہ ہے کہ ایک بار سے زیادہ کہنا خلاف سنت ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/۱۴۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۹/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

عیدین میں جماعتِ ثانیہ کا جواز

سوال: ہمارے یہاں برطانیہ میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر بڑا مجمع ہونے کی بناء پر ایک ہی جگہ پر دو یا تین مرتبہ عید کی نماز اور خطبہ کا نظم کرنا پڑتا ہے، یہاں کا موسم خصوصاً ایام سردی میں ایسا نہیں ہوتا کہ اس میں باہر کھلی جگہ میں نماز کا بندوبست کیا جائے، نیز عام طور پر مسجد کے متصلاً ایسی جگہیں نہیں ہوتیں کہ مسجد کی نماز کے ساتھ ہی باہر انتظام کیا جا سکے، بعض بعض جگہوں پر بعض موسموں میں باہر بھی نماز کا انتظام ہوتا ہے لیکن بہت سی جگہوں پر جگہ کی تنگی اور مجمع کی کثرت کے پیش نظر ایک ہی جگہ پر متعدد مرتبہ نماز کا انتظام کرنا پڑتا ہے، تو شرعاً اس کی گنجائش ہے کہ نہیں؟ رہنمائی فرمائیں۔

جنابِ والا کی جان کاری کے لیے یہ بھی لکھنا مناسب ہے کہ یہاں جن جگہوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پر نمازِ عید ہوتی ہے، اس کی تین صورتیں ہیں:

① مسجد جو عرفاً وشرعاً مسجد ہے، اور انتظامیہ کمیٹی نے جس کے مسجد شرعی ہونے کی نیتیں کر رکھی ہیں، چاہے وہ مستقلاً مسجد تعمیر کی گئی یا کوئی دوسرا مکان خرید کر اس میں مسجد شرعی کی نیت کر لی گئی۔

② عبادت گاہ، مصلیٰ PRAYERHALL کوئی عمارت تعمیر کی گئی یا خریدی گئی، جس میں پنج گانہ نماز اور جمعہ بھی ادا ہوتا ہے لیکن انتظامیہ کمیٹی نے ابھی اس کی باقاعدہ مسجدِ شرعی ہونے کی نیت نہیں کی ہے لیکن روزانہ کی نماز اور نماز جمعہ برابر ادا ہو رہی ہے، اگرچہ بہت سی جگہوں پر ایسی عمارت کو بھی لوگ اپنے عرف اور بول چال میں مسجد کا نام دیتے ہیں لیکن حقیقت میں ابھی تک وہ مسجدِ شرعی نہیں ہے۔

③ محض عیدین کے خاطر بڑے ہال یا کمرے عید کے دن کے لیے اجرتاً یا عاریتاً لے لیے جاتے ہیں، اور کبھی موسم سازگار ہو تو کھلی جگہ میں بھی عید کی نماز کا انتظام ہوتا ہے۔

ان تینوں صورتوں میں دو یا تین یا متعدد مرتبہ ایک ہی جگہ پر عید کی نماز قائم کرنے کا حکم تفصیل سے مرحمت فرمائیں۔

نوٹ: ہر جماعت میں الگ امام کا انتظام کیا جاتا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

ويكره تكرار الجماعة باذان واقامة فى مسجد محلة، لا فى مسجد طريق او مسجد لاامام له ولا مؤذن(الدر المختار على هامش رد المحتار ۱/ ٤٠٨، ٤٠٩)

قال الشامى: (قوله: ويكره) اى تحريما لقول الكافي لايجوز والمجمع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لا يباح، وشرح الجامع الصغير انه بدعة كما فى رسالة السندى، (قوله باذان واقامة الخ) عبارته فى الخزائن: اجمع مما هنا ونصبها يكره تكرار الجماعة فى مسجد محلة باذان واقامة الا اذا صلى بهما فيه اوّلاً غير اهله او اهله لكن بمخافتة الا ذان ولو كرر اهله بدونهما او كان مسجد طريق جاز اجماعا كمافى مسجد ليس له امام ولا مؤذن ويصلى الناس فيه فوجا فوجا، فان الافضل ان يصلى كل فريق باذان واقامة على حدة كما فى أمالى قاضيخان اهـ ونحوه فى الدرر والمراد بمسجد المحلة ماله امام وجماعة معلومون كما فى الدرر وغيرها، قال فى المنبع: والتقييد بالمسجد المختص بالمحلة، احتراز من الشارع، وبالاذان الثانى، احتراز عما اذا صلى فى مسجد المحلة جماعة بغير اذان حيث يباح اجماعا اهـ ثم قال فى الاستدلال على الامام الشافعى النافى للكراهة ما نصه ولنا انه عليه الصلوٰة والسلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد الى المسجد وقد صلى اهل المسجد فرجع الى منزله فجمع اهله وصلى ولو جاز ذلك لما اختار الصلوة فى بيته على الجماعة فى المسجد، ولان فى الاطلاق هكذا تقليل الجماعة معنى فانهم لا يجتمعون اذا علموا انها لا تفوتهم واما مسجد الشارع فالناس فيه سواء لا اختصاص له بفريق دون فريق اهـ.......... وقدمنا فى باب الاذان عن آخر شرح المنية عن ابى يوسف انه اذا لم تكن الجماعة عل.ى الهيئة الاولىٰ لا تكره والا تكره وهو الصحيح، وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة كذا فى البزازية انتهى وفى التاتارخانية: عن الوالواجية وبه ناخذ (شامى ١/ ٤٠٨، ٤٠٩)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بل يكره فعلهما، وتكرار الجماعة الا فى مسجد على طريق، فلا بأس بذلك جوهرة (الدر المختار على هامش رد المحتار ١ /٢٩١) قال الشامى: (قوله وتكرار الجماعة) لماروى عبد الرحمن بن ابى بكرعن ابيه ان رسول الله ﷺ خرج من بيته ليصلح بين الانصار، فرجع وقد صلى فى المسجد بجماعة، فدخل رسول الله ﷺ فى منزل بعض اهله، فجمع اهله فصلى بهم جماعة، ولو لم يكره تكرار الجماعة فى المسجد لصلى فيه، وروى عن انس ان اصحاب رسول الله ﷺ كانو ا اذا فاتتهم الجماعة فى المسجد صلوا فى المسجد فرادى، ولان التكرار يؤدى الى تقليل الجماعة، لان الناس اذا علموا انهم تفوتهم الجماعة يتعجلون فتكثر والا تأخروا اه بدائع وحينئذ فلو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى اهله فيه فانهم يصلون وحدانا وهو ظاهر الرواية ظهيرية وفى آخر شرح المنية: وعن ابى حنيفة لوكانت الجماعة اكثر من ثلاثة يكره التكرار، والا فلا، وعن ابى يوسف اذا لم تكن على الهيئة الاولىٰ لاتكره والا تكره، وهو الصحيح، وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة كذا فى البزازية اه وفى التاتارخانية عن الولوالجية وبه نأخذ وسيأتى فى باب الامامة ان شاء الله تعالىٰ لهذه المسئلة زيادة كلام (شامى ١/ ٢٩١)

عمدۃ الفقہ میں ہے: محلہ کی مسجد میں دوسری جماعت مکروہ تحریمی ہے، یعنی اگر محلہ کی مسجد جس میں امام اور جماعت کے وہ لوگ جو ہمیشہ آنے والے اور مقرر ہیں، بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کر نماز پڑھ چکے ہوں، تو اب وہاں اذان واقامت کے ساتھ دوبارہ جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بغیر اذان واقامت کے ہو اور ہیئت بدل دی جائے تو مکروہ نہیں، اور محراب کے بدلنے سے یعنی جس جگہ پہلے امام نے نماز پڑھی ہے دوسرے امام کے اس جگہ سے ہٹ کر کھڑا ہو جانے سے ہیئت بدل جاتی ہے، اور اسی قول پر فتویٰ ہے، (پس اگر کبھی کبھی ایسا موقع پیش آئے تو اس پر عمل کرلیا جائے، اور التزام کے ساتھ دوسری جماعت نہ کی جائے؛ تاکہ پہلی جماعت میں کمی وسستی واقع نہ ہو جائے، ورنہ ہیئت بدلنے پر بھی مکروہ تحریمی ہی ہونی چاہیے، پہلی جماعت کا ثواب ہر حال میں زیادہ ہے، اور دوسری جماعت میں اختلاف بھی ہے، اس لیے اس کا اہتمام نہایت ضروری ہے، اور ہیئت بدل کر دوسری جماعت کر لینے کی اجازت ضرورۃً کبھی کبھار کے لیے ہے۔ واللہ اعلم مؤلف) اگر محلہ کی مسجد میں پہلی جماعت بغیر اذان کے ہوئی یا آہستہ اذان ہوئی یا اس مسجد کے مقررہ امام اور نمازیوں کے علاوہ دوسرے لوگوں نے جماعت کی، تو ان صورتوں میں دوبارہ جماعت کی جائے، اور یہ جماعت پہلی جماعت کہلائے گی، جماعتِ ثانیہ نہیں کہلائے گی، جس مسجد کا امام اور مؤذن اور جماعت مقرر نہیں ہے، جیسے: عام راستے کی مسجد یا اسٹیشن یا سرائے کی مسجد، پس اس میں اذان اور جماعت کا تکرار بلا کراہت جائز ہے؛ بلکہ افضل یہ ہے کہ ہر گروہ جداگانہ اذان واقامت سے نماز پڑھے۔ (عمدۃ الفقہ ۲/۱۸۱)

کتب فقہ کی ان عبارتوں سے جو پیش کی گئیں چند باتیں مستفاد ہوتی ہیں:

① جماعت ثانیہ کی کراہت مسجد محلہ کے ساتھ مخصوص ہے، اس لیے وہ جگہ جہاں جماعت ثانیہ کی جارہی ہے مسجد شرعی ہی نہیں تو تکرار جماعت مکروہ نہیں۔

② نیز اگر وہ مسجدِ شرعی تو ہے لیکن مسجد محلہ نہیں ہے، تو اس صورت میں جماعتِ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ثانیہ مکروہ نہیں۔ مسجد محلہ کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ جس میں امام اور جماعت کے لوگ ہمیشہ کے آنے والے اور مقرر ہوں، اس لیے اگر وہاں کا کوئی امام مقرر نہیں، اور وہاں کے نماز پڑھنے والے بھی متعین نہیں، جیسے: عام راستہ کی مسجد یا اسٹیشن یا سرائے کی مسجد جس میں غیر متعینہ اشخاص نماز پڑھتے ہیں، اس میں جماعت کا تکرار بالاتفاق مکروہ نہیں؛ بلکہ وہاں تو نماز کے لیے آنے والا ہر گروہ جدا گانہ اذان واقامت سے نماز پڑھے، اس کو افضل قرار دیا گیا۔

③ مسجد محلہ میں بھی بعض صورتیں مکروہ نہیں، مثلاً: محلہ کی مسجد میں پہلی جماعت بغیر اذان کے ہوئی یا اس مسجد کے مقرر امام اور نمازیوں کے علاوہ دوسرے لوگوں نے جماعت کی، تو ان صورتوں میں دوبارہ جماعت کرنے کا حکم ہے، اور یہ دوبارہ کی جانے والی جماعت ہی پہلی جماعت کہلائے گی، اس کو جماعت ثانیہ کہہ کر اس پر کراہت کا حکم نہیں لگے گا۔

④ نیز دوسری جماعت کی کراہت کی علت یہ بتلائی گئی ہے کہ اگر دوسری جماعت کی بلا کراہت اجازت دے دی گئی، تو یہ چیز پہلی جماعت میں تقلیل کا باعث ہوگی، اس لیے کہ اس صورت میں پہلی جماعت کے لیے حاضری کا اہتمام لوگ اس لیے نہیں کریں گے کہ ان کو اطمینان ہے کہ ہم جب بھی جائیں اپنی جماعت کر کے نماز پڑھ لیں گے، اس طرح ان کو جماعت کے فوت ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں رہے گا، اور یہ چیز ان کے لیے پہلی جماعت میں حاضری سے سستی اور کاہلی کا سبب بنے گی، اس کے برخلاف جب ان کو یہ معلوم ہوگا کہ دوسری جماعت مکروہ ہے تو وہ لوگ اہتمام اور تاکید کے ساتھ پہلی جماعت میں حاضری کی کوشش کریں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مذکورہ علتِ کراہت کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں یہ علت موجود نہ ہو کراہت کا حکم جاری نہیں ہوگا، چناں چہ مسجد سوق میں تعدد جماعت کی اجازت؛ بلکہ افضلیت اسی لیے ہے کہ وہاں یہ علت موجود نہیں۔

مذکورہ بالا تفصیلات کو سامنے رکھ کر آپ کے سوال کا حل پیش کیا جا رہا ہے:

آپ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقعہ پر مجمع کے بڑا ہونے کی وجہ سے ایک ہی جگہ پر دو یا تین مرتبہ عید کی نماز اور خطبہ کا نظم کرنے کے سلسلہ میں حکم شرعی دریافت کیا ہے، اولاً تو یہ بات ذہن نشین رہے کہ جماعت ثانیہ کی کراہت والا حکم حضرات فقہاء نے جہاں بھی بیان کیا ہے وہاں فرائض پنج گانہ ہی کو پیش نظر رکھ کر ذکر کیا ہے، جس کا بڑا قرینہ یہ ہے کہ باب الامامت میں اس مسئلہ کو پیش کرنے سے پہلے باب الاذان میں بھی اس کا حکم بیان کیا گیا ہے، گویا یہ ایسی نماز کا حکم ہے جس کے لیے اذان واقامت مشروع ہو، اور یہ نماز پنج گانہ کی خصوصیت ہے ان کے علاوہ بعض نمازیں اور بھی ایسی ہیں جو جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں؛ لیکن ان کے لیے اذان واقامت مشروع نہیں، (جیسے: نماز عید، نماز تراویح، نماز کسوف) ان کے لیے یہ حکم ہونا نہیں چاہیے؛ اگرچہ کسی کتاب فقہ میں اس کی صراحت نہیں ملی، حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے "امداد الفتاوی ۱/ ۴۶۹" پر تراویح کی دو جماعتوں کی اجازت دی ہے؛ اگرچہ حضرت نے اس کی وجہ دوسری تحریر فرمائی ہے لیکن اس سے اتنا تو معلوم ہوا کہ کراہت جماعت ثانیہ والا حکم حضرت نے تراویح میں نہیں لگایا؛ نیز وہ نماز اگر ایسی ہے کہ اس کی ادائیگی مصلی پر فرض یا واجب ہے، اور وہ تنہا اس کو ادا نہیں کرسکتا؛ بلکہ صحت ادا کے لیے جماعت شرط ہے، اور مسجد محلہ میں اس نماز کو جماعت کے ساتھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ادا کرلیا گیا، اور کچھ لوگ وقت پر نہ پہونچ سکنے کی وجہ سے شریک ہونے سے رہ گے، تو کیا ان کے لیے دوبارہ جماعت کرنا درست ہے؟ حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ سے نماز جمعہ کے بارے میں اسی نوع کا سوال کیا گیا؛ حالاں کہ نماز جمعہ فرائض پنج گانہ میں سے ظہر کی جگہ پر پڑھی جاتی ہے، اور اس کے لیے اذان واقامت بھی کہی جاتی ہے، پھر بھی حضرت مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی اجازت دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

سوال: جمعہ کی جماعت ہوجانے کے بعد دس پندرہ آدمی آگئے، یہ لوگ اسی مسجد میں جمعہ مع خطبہ جماعت سے پڑھیں یا بجماعت ظہر ادا کریں؟

جواب: چوں کہ تعدد جماعت جمعہ بمذہب صحیح جائز ہے، اور بروز جمعہ جس شخص پر جمعہ فرض ہے اس کو ظہر پڑھنا درست نہیں، اس لیے ان لوگوں کو چاہیے کہ جمعہ بجماعت مع خطبہ ادا کریں، اگر اسی مسجد میں ہوتو کوئی حرج نہیں، اور اولی یہ ہے کہ دوسری مسجد میں ہو۔ (مجموعہ الفتاوی لمولانا عبدالحی ۱/ ۲۹۲، ۲۹۳)

''خیر الفتاوی ۳/ ۹۵'' پر بھی مذکورہ صورت میں فتاوی عبدالحی ہی کے حوالہ سے جمعہ کی دوسری جماعت کی اجازت دی گئی ہے۔

امداد الاحکام ۱/ ۶۹۱ تا ۶۹۳ میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان بھی مسئلۂ مذکورہ میں جواز کا ہے۔

حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن صاحب نور اللہ مرقدہ سے پوچھا گیا کہ جمعہ کے روز جگہ کی قلت کی وجہ سے تمام لوگ مسجد میں نہیں سما سکتے، تو کیا بقیہ لوگ دوسری مرتبہ جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟ تو جواب میں ارشاد فرمایا کہ: یہ دوسرے لوگوں کی جماعت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جماعت ثانیہ نہیں۔ (ملفوظات فقیہ الامت ۷/ ۳۸)

مندرجۂ بالا پہلے تین جوابات (مجموعہ فتاوی عبدالحی، خیر الفتاوی، امداد الاحکام) میں تو اس صورت میں جب کہ وہ دس پندرہ آدمی جمعہ کی جماعت میں بروقت پہونچ نہ سکنے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے، ان کو دوسری جماعت کی اجازت دی گئی حالاں کہ صورت مسئولہ میں فی الجملہ ان کا قصور بھی ہے کہ وہ بروقت حاضر نہ ہوئے، اور آنے میں تاخیر کے مرتکب ہوئے، چاہیے تھا کہ ان کو جماعت کے ساتھ جمعہ ادا کرنے کی اجازت نہ دی جاتی اور تنہا ظہر پڑھنے کا حکم دیا جاتا لیکن صرف اس بنیاد پر کہ ان پر جمعہ فرض ہے اس لیے ان کا ظہر پڑھنا درست نہیں ان کو اسی مسجد میں جمعہ کی دوسری جماعت کرنے کی اجازت دی جارہی ہے، آپ نے اپنے سوال میں جس نماز کے لیے دریافت کیا ہے وہ عید کی نماز ہے جو بقول راجح واجب ہونے کے ساتھ ساتھ اگر چھوٹ جائے تو اس کا کوئی بدل بھی نہیں، نیز آپ کے یہاں جو لوگ پہلی جماعت میں شریک نہیں ہو رہے ہیں اس کی وجہ یہ نہیں کہ ان کی طرف سے کوئی کوتاہی یا کاہلی پائی گئی جس کے نتیجہ میں ان کو پہلی جماعت میں شرکت کا موقعہ نہیں ملا بلکہ وہ حضرات بھی وہاں مجمع میں شروع سے موجود ہیں، لیکن جس جگہ پر عید کی نماز با جماعت ادا کی جارہی ہے وہ جگہ محدود ہونے کی وجہ سے تمام حضرات جو موجود ہیں جماعت میں شرکت نہیں کر سکتے گویا جماعت میں عدم شرکت ان کی کسی کوتاہی کی وجہ سے نہیں، نیز یہاں پر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ دوسری جماعت کی اجازت دینے سے پہلی جماعت کی تقلیل لازم آئے گی، اس لیے کہ عید کی نماز کے سلسلہ میں لوگوں کا جو عام مزاج ہے وہ تو یہ ہے کہ جلد از جلد اس سے فارغ ہو جائیں اسی لیے دیکھا جاتا ہے کہ جن شہروں میں متعدد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جگہوں پر عید کی نماز ادا کی جاتی ہے اور بذریعہ اشتہار تمام جگہوں کے اوقات جماعت سے بھی شہر والوں کو آگاہ کر دیا جاتا ہے وہاں پر لوگ جس جگہ جلدی نماز ہو رہی ہو وہاں پہنچ کر نماز عید سے جلد فارغ ہونے کا اہتمام کرتے ہیں، مطلب کہ صورتِ مسئولہ میں دوسری جماعت کی اجازت کسی حال میں پہلی جماعت میں تقلیل کا باعث نہیں بلکہ دوسری جماعت کو جماعت ثانیہ کا نام دینا یہ بھی محل تأمل ہے، اسی لیے غالباً حضرت فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن صاحب نور اللہ مرقدہ نے (جیسا کہ اوپر نقل کیا جا چکا) اپنے جواب میں یہ ارشاد فرمایا کہ دوسرے لوگوں کی جماعت جماعت ثانیہ نہیں یعنی یہ وہ جماعت ثانیہ نہیں جس پر کراہت کا حکم جاری ہوتا ہے اس لیے کہ اس میں اس کے شرائط موجود نہیں جیسے مسجد سوق میں ہونے والی متعدد جماعت کو جماعت ثانیہ نہیں کہا گیا، اس لیے آپ کے یہاں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر مجمع کے بڑا ہونے کی وجہ سے دو یا تین مرتبہ عید کی نماز اور خطبہ کا نظم کرنا پڑتا ہے اگر یہ نظم کسی بڑے ہال یا میدان میں ہو یا کسی عبادت گاہ (جس کو شرعی مسجد قرار نہیں دیا گیا ہے اس) میں ہو تب تو اس میں کوئی کراہت ہے ہی نہیں لیکن اگر سوال میں مذکور ضرورت کے پیش نظر مسجد شرعی میں بھی ایسا کرنا پڑے تو اس کو مکروہ قرار نہیں دیں گے۔

یہ احقر کا رجحان ہے، اس سلسلہ میں دیگر اہل علم سے بھی دریافت کر لیا جائے اگر وہ اس سے اتفاق کریں تو عملی جامہ پہنا سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/صفر ۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عیدین میں جماعتِ ثانیہ کا حکم

سوال: ہمارے کولہاپور میں کثرتِ ازدحام اور جگہ کی تنگی ہونے کی بناء پر ایک ہی مسجد میں دو عید کی نماز پڑھی جاتی ہیں، بسا اوقات تو ایک ہی خطبے سے اور بسا اوقات دونوں نمازوں کے لیے دو خطبے الگ الگ ہوتے ہیں، تو کیا اس طرح دوسری نماز صحیح ہے؟ اگر صحیح نہیں ہے، تو کونسی شکل ایسی ہوسکتی ہے جس میں صحیح ہو؟ بالتفصیل ہر ایک شکل پر روشنی ڈالتے ہوئے جواب عنایت فرمائیں۔

نوٹ: بسا اوقات تو ایک ہی مسجد میں تین تین چار مرتبہ بھی نماز پڑھی جاتی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عید کی نماز عیدگاہ میں ادا کرنا سنتِ مؤکدہ متوارثہ ہے، آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کی فضیلت کے باوجود علی سبیل المواظبت بر سبیل عبادت عیدین کی نماز عیدگاہ میں ادا فرماتے رہے، صرف ایک دفعہ بوجہ بارش آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں پڑھی ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ۱/ ۲۷۵)

شہر، قصبہ اور وہ قریہ کبیرہ جو مثل قصبہ ہو، اور وہاں جمعہ وعیدین وغیرہ پڑھنے کی علماء نے اجازت دی ہو، وہاں آبادی سے باہر جنگل میں عیدگاہ بنانا ضروری ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ۳/ ۷۵)

عیدگاہ نہ ہو اور مسجد میں بھی گنجائش نہ ہو، تو جنگل میں کوئی میدان تجویز کرلیا جائے، اور وہاں نمازِ عید ادا کی جائے، اگر ایسا میدان میسر نہ ہو، تو شہر میں کسی محفوظ میدان میں یا بڑے ہال یا بڑے مکان میں نمازِ عید پڑھی جائے ایک ہال یا ایک مکان کافی نہ ہو تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باقی نمازیوں کے لیے دوسری جگہ نماز کے لیے تجویز کر دی جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۵/۳۶)

باقی ایک ہی مسجد میں دوبارہ، سہ بارہ جماعت کرنا مکروہ ہے[①]۔

بل یکرہ فعلھما، وتکرار الجماعۃ الخ (درمختار علی ھامش الشامي ۱/ ۲۹۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

دس افراد کا عید کی نماز الگ پڑھنا مکروہ ہے

سوال: ہماری بستی میں عیدگاہ بہت پرانی ہے اور کئی سالوں سے اس میں عید کی نماز پڑھی جاتی ہے حسب معمول امسال بھی نماز عید الفطر ادا کی گئی لیکن قریباً دس افراد نے عیدگاہ سے ایک کلومیٹر دور کے فاصلہ پر پڑھی تو ان دس افراد کی نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آیا ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عید کی نماز شہر سے باہر جا کر عیدگاہ میں پڑھنا مسنون ہے۔

الخروج الیھا ای الجبانۃ لصلوٰۃ العید سنۃ (درمختار علی ھامش الشامی ۱/ ۶۱۲)

ضرورت سے زیادہ تعدد خلافِ سنت اور مکروہ ہے۔ (کفایت المفتی ۳/۲۷۱)

اس لیے جن لوگوں نے الگ پڑھی ان کی نماز تو ہوگئی بناء علی ان صلوٰۃ العیدین فی موضعین جائز (شامی ۱/ ۶۱۳) البتہ ان کا یہ فعل بلا ضرورت ہونے کی

---

① ''محمود الفتاویٰ'' ہی میں عنوان: ''عیدین میں جماعت ثانیہ کا جواز'' کے ذیل میں متعدد بار عیدین کی نماز کا جواز لکھا ہے، اُس کا تعلق ایک مخصوص صورت کے ساتھ ہے۔ (مرتب)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وجہ سے مکروہ اور خلافِ سنت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

عید کی نماز تنہا پڑھنا

سوال: ایک شخص بخار کی وجہ سے نماز عید الفطر کے لیے مسجد میں تاخیر سے پہنچا جس کی بنا پر جماعت نہ مل سکی بعد میں تنہا عید الفطر کی نماز ادا کیا یہ نماز ادا ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عید کی نماز تنہا نہیں پڑھی جا سکتی اس کے صحیح ہونے کے لیے جماعت شرط ہے اس لیے اس آدمی نے عید کی نماز جو تنہا پڑھی وہ درست نہیں ہوئی۔ اگر بخار میں مبتلا ہونے کی وجہ سے وہ نماز عید میں شریک نہ ہو سکا تو وہ گنہگار نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/شوال المکرم ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

عیدین میں زائد تکبیر کہہ دی

سوال: عید کی نماز میں امام صاحب نے پہلی رکعت میں ہاتھ باندھ کر ثناء پڑھنے کے بعد تین بار تکبیر کہنے کے بعد ہاتھ چھوڑ دیا اور پھر چوتھی تکبیر کہنے کے بعد ہاتھ باندھ لیا، تو اس کا کیا حکم ہے شریعت میں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس طرح ایک زائد تکبیر کہی، ایسا کرنے کے باوجود نماز درست ہوگئی، سجدۂ سہو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بھی واجب نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ شوال المکرم ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نمازِ عید میں پانچ تکبیراتِ زوائد کہنا

سوال: عید کی نماز چھ زائد تکبیروں کے بجائے پانچ تکبیروں سے جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ بھی دو عید سے مسلسل ایسا ہو رہا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عید کی نماز میں تکبیراتِ زوائد واجب ہیں، ہر ہر تکبیر زائد واجب ہے۔

وتكبيرات العيدين، وكذا أحدها (درمختار) (قوله كذا أحدها) أفاد أن كل تكبيرة واجب مستقل (شامی۱/ ۳٤٦)

صورتِ مسئولہ میں جب امام نے ایک زائد تکبیر نہیں کہی، تو واجب چھوٹا، جس پر سجدۂ سہو واجب ہوا؛ البتہ نمازِ عیدین میں مجمع زیادہ ہوتا ہے تو امام کو چاہیے کہ سجدۂ سہو نہ کرے۔

ولا يأتي الإمام بسجود السهو في الجمعة والعيدين دفعا للفتنة بكثرة الجماعة (مراقي الفلاح) دفعا للفتنة، أي افتتنان الناس وكثرة الهرج (بكثرة الجماعة) الباء للسببيه وهي متعلقة بقوله للفتنة، وأخذ العلامة الواني من هذه السببية أن عدم السجود مقيد بما إذا حضر جمع كثير، أما اذلم يحضروا فالظاهر السجود لعدم الداعي إلى الترك وهو التشويش (طحطاوي على المراقي ۲۵۳، وكذا في الشامي ۱/ ۵۵٦)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مسلسل دو عید سے ہو رہا ہے، تو امام صاحب کو متنبہ کر دیا جائے، ممکن ہے، وہ غلط فہمی میں ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

عیدین کی شرائط مفقود ہوں وہاں نماز عید جاری رکھنا

سوال: ہم لوگ دیہات کے رہنے والے ہیں، ہمارے وہاں ایک موضع میں عیدگاہ واقع ہے، تقریباً دس گیارہ موضع کے لوگ وہاں پر جمع ہوتے ہیں اور نماز عیدین ادا کرتے ہیں، مدت مدیدہ سے اس طرح لوگ کرتے چلے آتے ہیں؛ نیز جہاں پر عیدگاہ واقع ہے اس موضع میں نماز جمعہ بھی ہوتی ہے، اگرچہ حنفی المسلک کے اعتبار سے شرائط مفقود ہیں؛ البتہ جہاں پر عیدگاہ واقع ہے اس سے صرف ایک فرلانگ کے اوپر ایک بازار ہے جہاں ضروریات زندگی کی سبھی چیزیں ملتی ہیں، پوسٹ آفس اور بنک بھی ہے، اب اگر نماز عیدین کو بند کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو شدید اختلاف رونما ہوتے ہیں اور پھر دین کی کوئی دوسری بات سننے کو عوام راضی نہیں ہوں گے، تو کیا نماز عیدین پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر پڑھی گئی تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اس سلسلے کا ایک فتویٰ حضرت مولانا مفتی اعظم ہند کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا درج کر رہا ہوں: کیا حضرت مفتی صاحب کے اس فتوے پر عمل ہوسکتا ہے یا نہیں؟ مفصل طور سے جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

سوال: تحصیل قلہ گنگ ضلع کیمل پور میں موضع گٹال واقع ہے، جس میں تقریباً دو سو گھر کی آبادی ہے، عرصۂ دراز یعنی چالیس سال سے زائد ہو چکے ہیں کہ عیدین کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نماز وہاں پر پڑھائی جاتی ہے، جس میں وہاں کے باشندے اور گردونواح کے لوگ کثرت سے جمع ہوجاتے ہیں، جس میں اکثر اس طور پر مواعظ حسنہ سے جہلاء کو نہایت فائدہ ہوتا ہے، اب گذشتہ سال سے ایک مولوی صاحب نے آکر فرمایا کہ یہاں عید مبارک نہیں ہوسکتی، یہاں عید پڑھنا پڑھانا ناجائز ہے، لوگ پریشان اور حیران ہیں کہ اتنا عرصہ ہوگیا اور کسی مولوی نے ناجائز نہیں کہا حتی کہ عید نہ پڑھی جائے تو نہ کسی اور شہر میں شوق کر کے جائیں گے، اور بہت خطرہ ہے کہ بہت جاہل نہ ہوجائیں، نہ ایسا کوئی معین وقت نظر آتا ہے کہ ان کو جمع کر کے وعظ حسنہ سنایا جائے، مہربانی کر کے مطلع فرمایا جائے، عندالشرع ایسی جگہ عیدین کی نماز کو ممنوع کردیا جائے یا کہ بطریق سابقہ نماز پڑھی جائے۔

جواب (۳۸۲): چالیس سال سے عید کی نماز اس موضع میں پڑھی جاتی ہے، تو اب اس کو بند کرنا جائز نہیں؛ کیوں کہ اس میں دینی فتنہ ہے، لہٰذا عیدین کی نماز وہاں حسبِ دستور قائم رکھنی چاہیے اور جمعہ کی نماز بھی وہاں ہوسکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی ۳/ ۲۰۲)

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حنفی مسلک کے مطابق جب وہاں صحت جمعہ کے شرائط مفقود ہیں تو وہاں جمعہ اور عیدین کی نماز درست نہیں ہے؛ لیکن چوں کہ وہاں مدت مدیدہ سے عیدین کی نماز ہوتی چلی آئی ہے اور منع کرنے کی صورت میں فتنہ کا قوی اندیشہ ہے تو اگر کوئی عالم فتنہ کے اس قوی امکان کے پیش نظر منع نہیں کرتا ہے تو وہ عنداللہ معذور گردانا جائے گا؛ لیکن خود اس میں شرکت نہ کرے اور لوگوں کو مسائل سے واقف کر کے ان کی دینی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تربیت کرتا رہے تا آں کہ ان میں دین کے اس مسئلہ پر عمل کرنے کی بھی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ

مسبوق عید کی نماز کس طرح پڑھے؟

سوال : جب مسبوق کی عیدین کی نماز میں دونوں رکعتیں ترک ہو گئیں، فقط قعدۂ اخیرہ میں شرکت ہوئی تو بقیہ نماز کس طرح پوری کرے؟ کیا تکبیرات واجبات کو قاعدہ میں شریک ہونے سے پہلے ادا کرے یا قاعدہ کے بعد قیام میں قبل القراءت؟

الجواب : حامداً ومصلیاً ومسلماً

جو آدمی نماز عید میں امام کے ساتھ قعدۂ اخیرہ میں شرکت کر رہا ہے، وہ امام کے سلام کے بعد اپنی فوت شدہ دونوں رکعات مع قراءت وتکبیرات ادا کرنے والا ہے، اس لیے وہ قعدہ میں امام کے ساتھ شریک ہونے سے پہلے تکبیرات ادا نہیں کرے گا۔

کما قال الفقهاء فی الرکعة الأولیٰ: "ولو ادرکه فی قیام الرکوع لا یقضیها فیه لأنه یقضی الرکعة مع تکبیراتهافتح وبدائع (شامی ۱/ ٦۱٦) والعلة متحققة فی مسئلتنا. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نماز عید کے بعد قبرستان جانا

سوال : عید کی نماز کے بعد قبرستان جانا کیسا ہے؟ اور درگاہ پر جا کر دعا کرنا ان کے لیے کیسا ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

عید کا دن مسرت کا ہوتا ہے، بسا اوقات مسرت میں لگ کر آخرت سے غفلت ہو جاتی ہے اور زیارت قبور سے آخرت کی یاد آتی ہے اس لیے اگر کوئی شخص عید کے دن زیارت قبور کرے تو مناسب ہے کچھ مضائقہ نہیں؛ لیکن اس کا التزام خواہ عملاً ہی سہی جس سے دوسروں کو یہ شبہ ہو کہ یہ چیز لازمی اور ضروری ہے درست نہیں، نیز اگر کوئی شخص اس دن زیارت قبور نہ کرے تو اس پر طعن کرنا یا اس کو حقیر سمجھنا درست نہیں، اس کی احتیاط لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/۲۷۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ذو القعدۃ الحرام ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

عید کے دن پورے سال انتقال ہونے والوں کے گھر جا کر ان کی تعزیت کرنا

سوال: پورے سال میں جس کے گھر میں سے کسی کا انتقال ہو گیا ہو یا اس کے رشتہ دار میں لندن افریقہ وغیرہ میں انتقال ہو گیا ہو، ان کے گھر محلہ والے جاتے ہیں اور ان کے گھر میں یا ان کے صحن میں کھڑے رہ کر دعا کرتے ہیں، اور اس میں شریک ہونا کیسا ہے؟ اگر اپنے گھر آئے تو ان کو روکنا چاہیے یا نہیں ان کو کیا کہنا چاہیے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

تعزیت بوقت موت میت ہو چکی ہے، اس لیے ایسا درست نہیں، یہ رسم ہے اور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بدعت بھی، اس سے خود بچنا اور دوسروں کو روکنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴؍ذ والقعدۃ الحرام ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

عید کی دن تعزیت کرنا

سوال: عید کے دن تعزیت کے لیے جانا کیسا ہے، اور ساتھ میں کچھ کھانے کی چیز لے کر جانا کیسا ہے؟ اگر لے آئے تو اس کا کھانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

یہ ثابت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴؍ذ والقعدۃ الحرام ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

عید کی نماز سے پہلے وعظ بیان کرنا

سوال: عید کی نماز جو عید گاہ میں ادا کی جاتی ہے یا شہر کی بڑی مسجدوں میں، وہاں اکثر و بیشتر عید کی نماز سے قبل بیان کو بہت ہی اہمیت دی جارہی ہے، خاص اس کے واسطے مقررین کو دعوت دی جاتی ہے، شاید کوئی عید گاہ یا مسجد ہو جہاں عید کی نماز ادا کی جاتی ہو اور وہاں بیان نہ ہو، یہ ناممکن سا معلوم ہوتا ہے، کیا اس کو اس طرح اہمیت دینا جائز ہے؟ کوئی قباحت تو نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

عید کے موقعہ پر نمازِ عید کی غرض سے عید گاہ یا مسجد میں مسلمانوں کی ایک بڑی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تعداد حاضری دیتی ہے، ان میں بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ عید کے علاوہ ان کو اس طرح کے مجمعوں میں حاضری کی نوبت نہیں آتی؛ اس لیے اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے دین کی ایسی باتیں اور احکام جن کی طرف سے عام طور پر غفلت برتی جا رہی ہے مختصراً بیان کروا دیے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ مستحب ہے۔ جمعہ کے دن بھی اس نوع کا موقعہ میسر ہوتا ہے اور اس موقعہ پر کچھ احادیث کا بیان کرنا حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے؛ البتہ اس کو فرض یا واجب کا درجہ نہ دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد احمد خانپوری، ۲/صفر المظفر ۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

غیر مجوِّد مقرر و واعظ کا عید کی نماز پڑھانا

سوال: اکثر و بیشتر جگہ وہی مقررین عید کی نماز پڑھاتے ہیں اور خطبہ بھی پڑھتے ہیں، اب عام طور پر اکثر و بیشتر حالت یہ ہوتی ہے کہ اکثر مقررین کی تجوید ٹھیک نہیں ہوتی؛ لہٰذا وہ نماز میں اور خطبہ میں بہت سی فاحش غلطیاں کرتے ہیں، تو ایسا لگتا ہے کہ بیان جو مقصود نہیں ہے اس کے واسطے مقصود چیز نمازِ عید وخطبہ کو برباد کیا جاتا ہے؛ لہٰذا بندہ کے خیال میں چاہیے یہ تھا کہ نمازِ عید اور خطبہ کے لیے کسی متبعِ سنت مجوِّد آدمی کو دعوت دی جاتی؛ تاکہ مقصود بالذات کی اہمیت ہو، اور یہ اس وقت ممکن ہے کہ جب کہ متولیانِ عیدگاہ میں کوئی سمجھ دار عالم باعمل شامل ہو جو اس کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔ کیا یہ ضروری نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ ضروری نہیں کہ جو آدمی عمدہ اور لچھے دار تقریر کر لیتا ہو وہ نماز اور خطبہ بھی عمدہ اور صحیح طریقہ سے پڑھ سکے؛ اس لیے جو حضرات عید سے پہلے تقریر یا بیان کرتے ہیں؛ لیکن تجوید وقرأت نہ ہونے کی وجہ سے قرأت اور خطبہ میں فحش غلطیاں کرتے ہیں ایسوں کو ہرگز امامت اور خطبہ نہ سونپنا چاہیے، نماز اور خطبہ تو مقصود ہیں، تقریر اور بیان کی خاطر مقصود میں اس طرح خلل پیدا کرنا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد احمد خانپوری، ۲/صفر المظفر ۲۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

واعظین کا عیدگاہ میں وقت کی پابندی نہ کرنا

سوال: نیز عیدگاہ میں جو نماز ادا کی جاتی ہے اس میں اکثر وبیشتر یہ ہوتا ہے کہ مثلاً ۷:۴۵ کو نماز کا وقت طے کیا گیا ہے اور مقرر صاحب ۷:۳۰ کو تشریف لا رہے ہیں اور پھر ایک گھنٹہ تقریر فرماتے ہیں اور اس کے بعد عیدگاہ کے واسطے چندہ ہوتا ہے جس میں تقریباً ۱۵-۲۰ منٹ خرچ ہوتے ہیں، کیا قوم کو ایک مقررہ وقت کا وعدہ کر کے اس طرح بات کو کھینچنا اور لوگوں کی ضروریات کی فکر نہ کرنا خاص کر عید الاضحیٰ میں کیا مناسب ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز کے لیے پہلے سے جو وقت مقرر کیا گیا ہے اس کی پابندی اور اہتمام ضروری ہے، خصوصاً عید کی نماز میں جس میں شریک ہونے والا مجمع مختلف جگہوں سے اور دور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دور سے حاضری دیتا ہے۔ شریعتِ مطہرہ نے جماعت کی نماز میں امام کے لیے اتنا طول دینے کی اجازت نہیں دی جس سے مقتدی حرج میں مبتلا ہوں؛ بلکہ بعض فضلائے صحابہ کی طرف سے جب اس نوع کی بات پائی گئی تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سختی سے اس پر تنبیہ فرمائی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا قصہ کتبِ احادیث میں موجود ہے؛ اس لیے ضروری ہے کہ نمازِ عید کے لیے جو وقت پہلے سے مقرر کیا گیا ہے اس کے مطابق نماز شروع کردی جائے، اس کے خلاف کرنا شرعاً درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد خانپوری، ۲/صفر المظفر ۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

باب الجنائز

نماز جنازہ کی تعجیل یا تاخیر کے متعلق چند سوالات

سوال: گجرات میں بھاؤنگر ضلع کے بعض شہروں میں چند سالوں سے یہ رواج سا ہوگیا ہے کہ میت کو مثلاً علی الصبح یا رات کے آخری حصہ میں انتقال کے بعد ظہر کی نماز تک یا کسی دوسری نماز تک روکے رکھتے ہیں، خصوصاً اگر کسی کا انتقال شب جمعہ میں ہوگیا تو اسے بعد نماز جمعہ ہی دفن کرتے ہیں تاکہ نماز جنازہ میں کافی لوگ شریک ہوسکے اور اس کی وجہ سے اس دن کی بعض نمازوں کے اوقات میں کبھی تبدیلی کردی جاتی ہے یعنی جاری وقت کو پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹہ مؤخر کردیا جاتا ہے جس کا باقاعدہ اعلان مسجد کے اندرونی یا بیرونی حصہ میں لگے ہوئے تختۂ سیاہ پر تحریر کردیا جاتا ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بعض مرتبہ روزانہ کے معمول کے مطابق آنے والے مصلیان کو عموماً اور کبھی کبھی آنے والے مصلیان کا خصوصاً حرج ہوتا ہے یا انھیں اپنے نظام بگڑنے سے الجھن ہوتی ہے، ایسی صورت میں چند سوالات پیش خدمت ہیں امید ہے کہ شریعت کی روشنی میں حل فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے:

① کون کون سے شرعی عذر کے سبب نماز جنازہ یا دفن کرنے کے لیے میت کو روکے رکھنا جائز ہے؟

② کسی شرعی عذر کے سبب میت کو وقت کی تعیین کے ساتھ کتنی دیر روکے رکھنا جائز ہوگا؟

③ میت کی تکفین وتدفین میں شرکت کے لیے میت کے بعض اعزا اپنے ٹھکانے سے روانہ ہوگئے ہوں اور ان کا دباؤ میت کو خاص وقت تک روکے رکھنے کے لیے ہو تو شرعاً کیا حکم ہے؟

④ کیا نماز کے مستقل اوقات میں کسی خاص دن یا خاص موقع پر تبدیل (کمی بیشی) کرنا شرعاً جائز ہے؟

⑤ کیا میت کے والی یا اقرب رشتے دار یا کسی خاص شخص کے لیے میت کو روکے رکھنے کی شرعاً گنجائش ہے؟

⑥ محلہ میں کسی کے انتقال کی خبر یا میت کے نماز جنازہ کی اطلاع یا کسی مقررہ دن تعزیتی مجلس ہونے کی خبر مسجد کے آلۂ مکبر الصوت کے ذریعہ کرنا یا مسجد کے اعلان والے بلیک بورڈ پر لکھ دینا یا دونوں باتوں کو کرنا شرعاً کیا حیثیت رکھتا ہے؟

⑦ اگر میت کے تمام بالغ ورثا اپنی اپنی رقم جمع کر کے بہ رضا ورغبت پوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

برادری والوں کو دوسرے یا تیسرے روز ایصال ثواب کے لیے یا محض ایک رواج ورسم کو پورا کرنے کی غرض سے کھانا کھلائے تو آیا یہ کھانا شرعاً حد جواز میں شمار ہوگا اور کیا اس کے کھانے پر کوئی قباحت نہیں ہوگی؟

⑧ کیا کوئی غیر مناسب کام برادری میں رواج پذیر ہوجانے پر اپنی قباحت وشناعت کھودیتا ہے اور پھر وہ عرف کہلانے لگتا ہے اگر تشریح فرمادیں تو تبرع ہوگا۔

⑨ اگر میت نے حالت صحت میں یہ وصیت کی ہے کہ میرے ثلث مال میں سے تمام برادری والوں کو کھانا کھلایا جائے جس میں مثلاً دوقسم کی مٹھائی اور ایک قسم کا نمکین ہو تو کیا شرعاً ایسی وصیت معتبر سمجھی جائے گی اور کیا اس کا نفاذ ورثا پر واجب ہوگا؟

⑩ میت کے ترکہ کی تقسیم کو کتنے دنوں تک مؤخر کیا جاسکتا ہے اگر اس کی تقسیم میں فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو یا محض برادری کے طعن کا خوف ہو؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شریعت مطہرہ کا تاکیدی حکم یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کی موت کا یقین ہوجائے تو اس کی تجہیز وتکفین اور نماز وغیرہ میں جلدی کی جائے۔

مراقی الفلاح میں ہے: وإذتيقن موته (يعجل بتجهيزه) إكراما له لما في الحديث وعجلوا به فإنه لا ينبغي لجيفة مسلم أن تحبس بين ظهراني أهله الخ یعنی جب موت کا یقین ہوجائے تو اس کی تجہیز وتکفین میں اس کے اعزاز کی وجہ سے جلدی کی جائے حدیث میں ہے اس کے کفن دفن میں جلدی کرو اس لیے کہ مناسب نہیں ہے کہ مسلمان کی نعش (لاش) اس کے گھر والوں کے درمیان روکی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جائے۔(مراقی الفلاح مع طحطاوی ص:۲۰۹)(درمختار مع شامی ۱/۷۹۹)

اور جب جنازہ لے کر چلیں تو اس وقت حکم یہ ہے کہ جنازہ کو اتنی جلدی لے کر چلیں کہ میت کو چارپائی پر اضطراب نہ ہو یعنی ادھر ادھر حرکت نہ کرے اور میت کو جھٹکے نہ لگیں حدیث میں ہے: اسرعوا بالجنازة، فإن تك صالحة فخير تقدمونها، وإن يك سوى ذلك، فشر تضعونه عن رقابكم(متفق عليه) (مشكوة، باب المشي بالجنازة ص:١٤٤) یعنی جنازے کو جلدی لے جاؤ اگر جنازہ صالح ہے تو خیر ہے جسے تم لے جارہے ہو اور اگر صالح نہیں ہے تو اپنی گردن پر سے جلدی سے شر دور کرو گے۔

نیز حدیث میں ہے:إذا وضعت الجنازة فاحتملها الرجال على أعناقهم فإن كانت صالحة قالت: قدموني وإن كانت غير صالحة قالت لأهلها: يا ويلها أين يذهبون بها؟ يسمع صوتها كل شيء إلا الإنسان ولو سمع الإنسان لصعق. رواه البخاري (مشكوة شريف) یعنی جب لوگ جنازہ کو اپنی گردنوں پر لے کر چلتے ہیں اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے جلدی لے چلو اور اگر صالح نہیں ہے تو کہتا ہے کہ ہائے مجھے کہاں لے جارہے ہو یہ آواز انسان کے سوا سب سنتے ہیں اور اگر یہ آواز انسان سن لے تو اس کے ہوش باقی نہ رہیں۔

مذکورہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مردے کو جلد از جلد اس کے مقام پر پہنچادینا چاہیے، فقہا نے لکھا ہے کہ اس مقصد سے نماز جنازہ میں تاخیر کرنا کہ اگر جمعہ کی نماز کے بعد نماز جنازہ ہوگی تو لوگ زیادہ ہوں گے یہ مکروہ ہے۔

درمختار میں ہے:وكره تأخير صلاته ودفنه ليصلي عليه جمع عظيم بعد صلاة الجمعة(درمختار ۱/۸۳۳)(فتاویٰ رحیمیہ ۶/۳۶۷،۳۶۸)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نماز جنازہ کے بعد حاضرین کو میت کا منہ دکھلانے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں مفتیٔ گجرات حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب نوراللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ رسم غیر ضروری اور مکروہ ہے کہ موجب تاخیر ہے حالاں کہ تعجیل مامور بہ ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ۵/۱۱۰)

نماز جنازہ کے لیے جماعت مسجد کے انتظار کا جو عام رواج ہے اس کے متعلق دریافت کیے گئے ایک سوال کے جواب میں حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ رسم خلاف شرع ہے نماز جنازہ میں اس لیے تاخیر کرنا کہ زیادہ لوگ شریک ہوں مکروہ ہے جنازہ میں تعجیل اس قدر مؤکد ہے کہ اوقات مکروہ میں بھی نماز جنازہ ادا کرنے کی اجازت دی گئی ہے یعنی مکروہ وقت میں جنازہ تیار ہو تو اس وقت میں بھی نماز پڑھ لی جائے مکروہ وقت گذرنے تک بھی انتظار نہ کیا جائے۔

(احسن الفتاویٰ ۴/۲۴۲)

①، ② انتقال کے بعد نماز جنازہ کے لیے اتنی تاخیر کی جائے کہ میت کی تجہیز وتکفین اور قبر سنت کے مطابق بہ آسانی تیار ہو جائے اس سے زیادہ میت کو روکنا اور تدفین میں دیر کرنا منشائے شارع کے خلاف اور مکروہ ہے۔

③ ان کے خاطر میت کو روکے رکھنے کا حکم شریعت میں موجود نہیں۔

④ اس تبدیلی کی وجہ سے روزانہ کے نمازیوں کو دشواری پیش آتی ہو تو یہ مناسب نہیں۔

⑤ میت کی تجہیز وتکفین مکمل ہونے پر جو لوگ موجود ہیں اس کا اعتبار کیا جائے گا جو غیر حاضر ہے اس کے لیے نماز وتدفین میں تاخیر کا کوئی حکم شریعت میں موجود نہیں ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑥ مساجد میں جو آلۂ مکبر الصوت لگایا جاتا ہے اس کا اصل مقصود تو اذان ہے مگر ضمناً دینی کام جو مفاد عامہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کے اعلان کی بھی گنجائش ہے مثلاً کسی کی میت کا اعلان کرنا یا کسی اہم دینی پروگرام کی اطلاع دینا وغیرہ۔

رہے وہ کام جو دینی نہیں ہیں بلکہ دنیوی معاملات ہیں اور ان کا اعلان بلا معاوضہ کیا جاتا ہے یا مسجد کے مفاد کے لیے کوئی معاوضہ لے کر اعلان کیا جاتا ہے یا مسجد کے لیے موصول ہونے والے چندہ کا اعلان کیا جاتا ہے تو اس کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ اگر اعلان کی جگہ مسجد کے اندر رہے یا لاؤڈ اسپیکر کے ہارن (Horn) مسجد پر یا مسجد کے مناروں پر فٹ ہیں تو یہ اعلان جائز نہیں ہے احادیث میں گم شدہ چیز کا مسجد میں اعلان کرنے کی ممانعت اس تعلیل کے ساتھ آئی ہے کہ مساجد اس مقصد کے لیے نہیں بنائی گئیں۔

البتہ اگر اعلان کرنے کا مائک مسجد سے باہر کسی حجرہ میں ہو اور اس کے ہارن بھی مسجد سے علاحدہ فٹ شدہ ہوں تو پھر اس قسم کے اعلان کی گنجائش ہے۔ (آداب اذان واقامت ص: ۱۵۳)

⑦ یہ ناجائز اور بدعت ہے تفصیل کے لیے فتاویٰ رحیمیہ ۲/۲۸۹ تا ۲۹۳ کا مطالعہ فرمالیں۔

⑧ شریعت کے خلاف جو رواج برادری میں پڑ چکا ہو وہ عرف کی بنیاد پر جائز نہیں ہوتا ایسا عرف جو شریعت کے خلاف ہو واجب الترک ہے۔

⑨ جیسا کہ اوپر جواب نمبر ۷ رمیں گذرا یہ دعوت ناجائز اور بدعت ہے اس لیے اس کے لیے کی گئی وصیت پر بھی عمل نہیں ہوگا کسی وصیت پر عمل کے شرائط میں سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک شرط یہ بھی ہے کہ خلاف شرع چیز کی وصیت نہ ہو۔

⑩ میت کے ترکہ کی تقسیم جتنا جلدی ممکن ہو مناسب ہے اس کے باوجود تمام ورثاء بہ رضا و رغبت بعد میں تقسیم کرنے پر اتفاق کرلیں تو اس کی بھی اجازت ہے ورثا کے چاہنے کے باوجود برادری کے طعن و تشنیع کے خوف سے تاخیر کرنا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۲۰ رشوال ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

جماعت خانے میں جنازے کی نماز پڑھنا

سوال: جنازہ کی نماز ازدحام کثیر کی صورت میں جب کہ نماز جنازہ کی متعین جگہ میں سب کے سمانے کی گنجائش نہ ہو جماعت خانہ میں گنجائش ہے امید کہ جواب باصواب سے ممنون فرمائیں گے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جماعت خانہ کے علاوہ کوئی ایسی بڑی جگہ نہ ہو جہاں تمام لوگ سما سکیں تو اجازت ہوگی۔

انما تکرہ فی المسجد بلا عذر فان کان فلا (شامی ۱/ ۲۰۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵ / جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا

سوال: صلوۃ جنازہ میں تکبیر اول میں ہمارے نزدیک تو صرف ثناء ہے، مگر وہ حضرات (غیر مقلدین) سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں، تو کیا ثناء اور سورۂ فاتحہ کو جمع کر لیا جائے تو عندالاحناف اس کی گنجائش ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جنازہ میں اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور میت کے لیے دعا ہے، اس لیے اگر سورۂ فاتحہ بہ نیتِ حمد وثناء ودعا پڑھی جائے تو درست ہے، بہ نیتِ تلاوت نہ پڑھی جائے۔ (احسن الفتاوی ۴/ ۲۳۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

جنازہ کی نماز میں ثناء کا ثبوت

سوال: احناف کے یہاں جنازے کی نماز میں پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھی جاتی ہے، کیا اس کا کہیں حدیث میں ثبوت ملتا ہے؟ حدیث میں آتا ہے "لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب" الخ۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز جنازہ درحقیقت میت کی دعا کے لیے موضوع ہے، اور دعا میں پہلے حمد وثناء اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود ہونا چاہیے، نمازِ جنازہ حقیقی نماز نہیں ہے، اسی لیے جن ارکان سے نماز مرکب ہے، وہ اس میں نہیں ہیں، مثلاً: رکوع، سجدہ وغیرہ چوں کہ اس میں دعا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوتی ہے اور عربی میں لفظ ''صلوٰۃ'' کا اطلاق دعا پر بھی ہوتا ہے، اس لیے اس کو صلوٰۃِ جنازہ کہتے ہیں۔

''مؤطا امام مالک'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

مالك عن سعيد بن ابي سعيد المقبري عن أبيه أنه سأل أبا هريرة كيف تصلي على الجنازة؟ فقال أبوهريرة: أنا لعمر الله أخبرك أتبعها من أهلها، فإذا وضعت كبرت وحمدت الله، وصليت على نبيه ثم أقول الخ(أوجز المسالك ٤ /٢٣١،٢٣٠) اسی طرح حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

جن حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم (مثلاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ) سے سورۂ الحمد کا پڑھنا منقول ہے، اس کو بھی حمد پر ہی محمول کیا جاوے گا، چناں چہ احناف کے یہاں بھی اگر کوئی آدمی پہلی تکبیر کے بعد سورۂ الحمد شریف بطریق حمد وثناء پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔(ایضاً)

جب صلوٰۃِ جنازہ حقیقۃً صلوٰۃ ہی نہیں ہے تو ''لاصلوٰۃ إلا بفاتحة الكتاب'' والی حدیث کا مصداق نہیں ہے۔(بدائع الصنائع ۱/ ۳۱۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

امام جنازہ کی نماز میں کہاں کھڑا رہے؟

سوال: (۱) اگر جنازہ کی نماز پڑھائے تو امام، میت بالغ عورت ہو تو کہاں کھڑا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رہے گا، سینہ پر یا درمیان جنازہ؟ اور مرد ہو تو کہاں کھڑا رہے گا؟ بچہ اور بچی ہو تو کہاں؟

جنازہ کی صفوں کا فاصلہ

سوال: (۲) جنازہ کی نماز کے وقت دو صفوں میں کتنا فاصلہ رہے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

(۱) میت کے سینہ کے سامنے امام کھڑا رہے چاہے میت بالغ ہو یا بچہ، مرد ہو یا عورت۔

(۲) متصل رہیں گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

صفوفِ نمازِ جنازہ کی درستگی کے درمیان کلمۂ شہادت پڑھنا

سوال: ہمارے یہاں جنازہ کو رکھ کر صف درست کرتے ہیں، بعض آتے رہتے ہیں، اسی درمیان سب لوگ بلند آواز سے کلمہ شہادت بار بار دہراتے ہیں یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

کلمہ پڑھ سکتے ہیں؛ لیکن بلند آواز سے نہ پڑھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/رجب ۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نمازِ جنازہ اور تراویح وغیرہ کی نیت

سوال: جنازہ کی نماز کی نیت کیا ہے؟ اور سفر کی نماز کی نیت کس طرح کرے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور تراویح کی ۲۰ / رکعت کی ساتھ میں کیسے نیت کرے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

نیت عزم قلب کا نام ہے، زبان سے کہنا مستحب ہے، جنازہ کی نیت کا طریقہ یہ ہے: أصلی لله تعالیٰ داعیا للمیت (کذا في الدر) سفر اور حضر کی نیت میں کوئی فرق نہیں ہے، تراویح کے لیے شروع میں بیس رکعت کی نیت کافی ہے، ہر دو رکعت پر نیت کرنا شرط نہیں؛ مگر بہتر ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۱/ ۳۵۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ائمۂ حرم کی اقتدا میں نمازِ جنازہ دو سلام سے پڑھنے پر اشکال کا جواب

سوال: حرمین شریفین میں جنازہ کی نماز میں امام ایک طرف سلام پھیرتے ہیں اور حنفی دو طرف، کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ اس مسئلہ میں فقہاء کی کوئی عبارت ہے؟ جب امام کی اقتداء میں نماز پڑھی گئی اور امام نے ایک طرف سلام پھیر کر نماز مکمل کر لی تو مقتدی کا یہ عمل فضول نہیں؟ بعض حضرات کو احناف کے اس عمل پر اشکال ہے، امید ہے کہ اس مسئلہ کی وضاحت بھی باحوالہ فرمائیں گے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صریح جزئیہ باوجود تلاش کے نہ ملا، فضول عمل تو اس کو کہا جاتا ہے جس عمل کا نماز سے تعلق نہ ہو، حنفی مقتدی اپنے مسلک کے مطابق دو سلام سے نمازِ جنازہ پڑھتا ہے تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سلامِ ثانی فضول کیسے ہوا؟ یہ تو اس کی نماز کا جزء ہے۔ جو حضرات اشکال کرتے ہیں ان کا منشاء غالباً یہ ہے کہ حنفی مقتدی بھی حنبلی المسلک امام کی اتباع کرے، ان سے پوچھ لیا جائے کہ کیا حنفی نمازِ جنازہ کے دیگر اعمال میں بھی اس کی اتباع کرے گا؟ حنابلہ کے یہاں نمازِ جنازہ میں تعوذ، تسمیہ، قراءتِ فاتحہ ہے؛ کیا ان اعمال میں بھی اتباع کرے گا؟ جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔

ایک مرتبہ مفتی رضاء الحق صاحب مدظلہ (دار العلوم زکریا افریقہ) نے حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ ''حضرت! امام حنفی ہے، مقتدی شافعی ہے تو کیا امام ان کی رعایت میں دعائے قنوت وتر میں رکوع کے بعد پڑھ سکتا ہے؟'' ارشاد فرمایا: کس کس چیز میں رعایت کروگے؟ کل کو رفع یدین بھی ان کی رعایت میں کریں گے؛ الحمد پڑھنے کا موقع بھی ان کو دیں گے۔ (یعنی ان چیزوں میں رعایت نہیں کریں گے جن سے خود اپنے مذہب کی مخالفت لازم آئے۔)

(افریقہ اور خدماتِ فقیہ الامت ۲/۴۰۷)

شرح کنز میں ہے: لا يتابع المؤتم الامام القانت فى الفجر فى القنوت و هذا عندابى حنيفة ومحمدوقال ابو يوسف يتابعه لانه تبع للامام (الى قوله)ولهما انه منسوخ على ما تقدم فصار كما كبر خمساً فى الجنازة حيث لا يتابعه فى الخامسة لكونه منسوخاً (تبيين الحقائق ۱/۱۷۱)

جس مسئلہ میں اجتہاد کی گنجائش ہو اس میں دیگر مذاہب والوں کی اتباع نہیں۔

(شامی ۳/۱۰۹)

زیرِ بحث مسئلہ میں تو امام کی مخالفت بھی لازم نہیں آتی؛ اس لیے کہ امام اپنی نماز

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے فارغ ہو چکا ہے۔ دیگر اہلِ علم سے بھی معلوم کر لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نمازِ جنازہ مکرر پڑھنا

سوال: یہاں ماپوت میں بعض مرتبہ میت پر دو مرتبہ نماز پڑھتے ہیں، یعنی جو لوگ نماز ہو چکنے کے بعد پہنچتے ہیں وہ دوسری مرتبہ جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جنازہ کی نماز کسی مسجد میں پڑھ لیتے ہیں، اب جو لوگ پہلے سے قبرستان پہنچ چکے ہوں وہ وہاں قبرستان میں جو لوگ جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے جگہ ہوتی ہے وہ وہاں یا پھر دوسری مرتبہ جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں؛ کیوں کہ یہاں قبرستان دور ہے، اس لیے میت کو کسی سواری وغیرہ میں لے جاتے ہیں، اس لیے بعض لوگ میت کے مکان کے بجائے قبرستان ہی پہنچ جاتے ہیں تو کیا ایک میت پر دو مرتبہ نماز پڑھ سکتے ہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کی نماز دو تین مرتبہ پڑھی گئی تھی، پہلی مرتبہ بعد نماز عشاء حضرت مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی، اس کے بعد دوسری نماز رات ساڑھے دس بجے دوبارہ حضرت اقدس جانشین برحق حضرت مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے رہے سہے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی، اگر ناجائز ہوتا تو یہ لوگ حضرت جی کے جنازہ پر دو مرتبہ نہیں پڑھتے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر جنازہ پر نماز پڑھی گئی اور جنازہ کا ولی بھی اس میں شریک ہے تو اب اس جنازہ پر دوبارہ نماز نہیں پڑھی جائے گی، اور اگر اس نماز میں جنازہ کا ولی شریک نہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوا تھا تو اس ولی کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حق ہے، اور اس وقت دوسرے وہ حضرات جو پہلی نماز میں شریک نہیں ہوئے تھے وہ بھی شریک ہونا چاہیں تو ہوسکتے ہیں۔

وإن صلى هو أي ولي بحق بان لم يحضر من يقدم عليه، لا يصلي غيره بعده الخ (در مختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

شافعی امام کے پیچھے غائبانہ میت کی نماز جنازہ پڑھنا

سوال: کیا غائب میت پر بھی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟ یہاں کے بعض عالم کہتے ہیں کہ اگر کوئی شافعی یا حنبلی پڑھائے تو اس کے پیچھے پڑھ سکتے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

احناف کے نزدیک میت غائب پر نماز جنازہ نہیں پڑھ سکتے، پڑھانے والا شافعی یا حنبلی ہونے سے مسئلہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

وكونه هوأو أكثره أمام المصلي وكونه للقبلة، فلا تصح على غائب (در مختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

عورت اگر نماز جنازہ پڑھے تو کیا حکم ہے؟

سوال: ایام حج میں جب کوئی میت ہوتی ہے تو عورتیں بھی جنازہ پڑھتی ہیں تو کیا یہ درست ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عورت اگر نمازِ جنازہ پڑھے تو وہ درست ہے۔

الصلوٰة على الجنازة فرض كفاية اذا قام به البعض واحداً كان أو جماعة ذكرا كان أو أنثى سقط عن الباقين (فتاوی عالمگیری ۱/ ۱۶۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کیا جلی ہوئی میت کو غسل دیا جائے گا؟

سوال: اگر کسی کی میت جل گئی ہو اور اس کے اعضاء بھی کٹ گئے ہوں، تو کیا ایسی میت کو بھی غسل دینا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر میت کے بدن کا اکثر حصہ موجود ہو یا نصف حصہ سر کے ساتھ موجود ہو تو اس کو غسل دے کر نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے۔

فأمّا اذا وجد اكثر البدن أو النصف و معه الرأس يصلّى عليه الخ (المبسوط للسرخسی ۲/ ۵٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

پوسٹ مارٹم کئے ہوئے شخص کی تجہیز و تکفین اور نمازِ جنازہ

سوال: ایک انسان ایکسیڈنٹ کی وجہ سے فوت ہو گیا، اور اس انسان کا پوسٹ مارٹم کر لیا گیا اور اس انسان کی نعش پوسٹ مارٹم کے تین دن بعد اس کے گھر پہنچائی گئی،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کیوں کہ گھر اس کا دور تھا اور تاخیر کی وجہ سے نعش میں بدبو پیدا ہوگئی، اس انسان کو بغیر غسل اور بغیر کفن کے صلوٰۃ جنازہ کے بعد دفن کر دیا گیا تو آیا اس کی صلوٰۃ جنازہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور پوسٹ مارٹم کی صورت میں غسل کی کیا شکل ہو سکتی ہے جب کہ اس کے اعضاء الگ الگ ہو چکے ہوتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کے شرائط میں سے میت کا پاک ہونا بھی ہے، اس لیے جس کو غسل نہیں دیا گیا اس پر نماز جنازہ صحیح نہیں ہے۔

(وشرائطها) ستة (و) الثانی (الطهارة) عن نجاسة حكمية وحقيقية فی البدن فلا تصح علی من لم يغسل (طحطاوی علی مراقی الفلاح)

اب اگر کسی میت کو غسل دیئے بغیر اس پر بھول یا جہالت کی وجہ سے نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا گیا تو اس کی قبر پر نماز جنازہ کا اعادہ کر لیا جائے بشرطیکہ دفن کو اتنا وقت نہ گزرا ہو کہ جس میں نعش پھول پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے۔

ولوصلی علیه بلاغسل جهلا او نسيانا ثم دفن ولا يخرج الا بالنبش اعيدت علی قبره استحسانا لفساد الاولی. (ايضاً ۳۱۸)

(وان دفن) واهيل عليه التراب (بلاصلوٰة) (صلی علی قبره وان لم يغسل) لسقوط شرط طهارته لحرمة نبشه (مالم يتفسخ) (ايضاً ۳۲٤)

پوسٹ مارٹم میں اعضاء الگ الگ نہیں کئے جاتے بلکہ صرف بدن چیر پھاڑ کر اس میں سے کچھ اجزاء نکال لیتے ہیں اور پھر سی لیتے ہیں، غسل کے لیے پورے جسم پر پانی بہا دینا کافی ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میت پلاسٹک میں سل پیک کردہ ہو تو غسل کیسے دیا جائے؟

سوال: ہمارے یہاں ایک آدمی کا انتقال ہوا اور وہ ایڈز کا مریض تھا، ہسپتال والوں نے اس کو سل پیک کر دیا پلاسٹک سے، اور ان کا قاعدہ یہ ہے جب تک میت دفن نہیں ہوتی اس کو کھولنے نہیں دیتے تو اس صورت میں میت کے غسل کے لیے کیا کریں؟ کیا بغیر غسل دفن کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

میت پلاسٹک میں سل پیک ہے تو غسل کا پانی اس کے جسم کو نہیں لگے گا اور غسل درست نہ ہوگا، ان کو بتلایا جائے کہ شریعت اسلامی میں میت کو غسل دینا زندوں پر فرض ہے، اس لیے ہم اس کو غسل دیدیں، اس کے بعد آپ اس کو پیک کر دیں؛ تا کہ ہم اور آپ دونوں اپنی ذمہ داری پوری کر سکیں، ان کے پیک کرنے کے بعد کفن پہنا کر دفنایا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بعد وفات زوجین کا ایک کا دوسرے کو دیکھنا اور غسل دینا

سوال: (۱) کیا زوجہ اپنے مردہ خاوند کا منہ دیکھ سکتی ہے؟

(۲) کیا شوہر اپنی مردہ زوجہ کا منہ دیکھ سکتا ہے؟

(۳) کیا عورت اپنے مردہ خاوند کو غسل دے سکتی ہے؟

(۴) کیا مرد اپنی مردہ عورت کو غسل دے سکتا ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(۱ تا ۴) احسن الفتاویٰ میں سے ایک سوال وجواب نقل کیا جاتا ہے:

سوال: اگر شوہر یا بیوی میں سے کسی ایک فرد کا انتقال ہوجاوے تو دوسرا فرد اسے دیکھ سکتا ہے یا چھو سکتا ہے؟ یا اس کا جنازہ اٹھا سکتا ہے یا قبر میں اتار سکتا ہے؟

الجواب: بیوی سب کچھ کرسکتی ہے؛ مگر شوہر دیکھ سکتا ہے، نہلا نہیں سکتا اور بلا حائل چھو نہیں سکتا، جنازہ اٹھا سکتا ہے، اور قبر میں بھی اتار سکتا ہے۔

قال فی التنویر: ویمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر إلیها علی الأصح، وهی لا تمنع من ذلك. درمختار (منقول از احسن الفتاویٰ ۴/ ۲۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مرنے کے بعد بیوی کا چہرہ دیکھنا

سوال: شوہر اپنی بیوی کے مرجانے کے بعد اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے؟ اور اس کو قبر میں اتار سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عورت کے مرنے کے بعد شوہر اس کے حق میں اجنبی کے حکم میں ہے؛ لیکن منہ دیکھ سکتا ہے، اور محرم کے ساتھ اٹھا کر جنازہ میں لٹا سکتا ہے، قبر میں بھی اتار سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷ / شعبان ۱۴۱۶ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بہت چھوٹے بچے کو عورت غسل دے سکتی ہے

سوال : نابالغ لڑکے کا جنازہ (میت) کو عورت غسل دے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب : حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر وہ بہت چھوٹا ہے تو دے سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۲۸/ذوالحجۃ الحرام ۱۴۱۹ھ

بے نمازی کی نمازِ جنازہ نہ پڑھنے کی تجویز درست نہیں

سوال : گاؤں والے مل کر یہ طے کریں کہ اپنے گاؤں میں بے نمازی زیادہ ہیں، تو ایک ایسی بات طے ہو جائے کہ جس سے تمام کو نماز پڑھنی پڑے؛ لہٰذا یہ بات طے ہوئی کہ جو پنج وقتہ نماز نہ پڑھے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، اور کفن دفن میں شریک نہ ہونا چاہیے، اور اس بات پر تمام کا اتفاق ہے، اور اس گاؤں میں فتنہ برپا ہونے کا اندیشہ بھی نہیں ہے، امید ہے کہ سب مسجد میں آنے والے ہو جائیں گے تو کیا یہ جائز ہے اور اس میں کوئی حرج ہے؟

الجواب : حامداً و مصلیاً و مسلماً

ہر وہ آدمی جو مسلمان ہو کر مرا اس کی نمازِ جنازہ مسلمانوں پر فرض ہے؛ البتہ اس سے چار قسم کے آدمیوں کو فقہاء نے مستثنیٰ کیا ہے، ان چار میں بے نمازی نہیں ہے۔ (درمختار ۱/۶۴۲) اس لیے کوئی ایسی تجویز طے نہ کی جائے اور اگر طے کر لی ہے تو اس پر عمل نہ فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فاسق وگنہ گار مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: فاسق وگنہ گار مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مسلمان اگرچہ فاسق اور گنہگار ہو اس کی نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، اگر بعض لوگ اس کو ادا کرلیں تو باقی لوگ بری الذمہ ہو جائیں گے، اور اگر کسی نے نہ پڑھی تو سب گنہگار ہوں گے، فقہاء نے تصریح کی ہے کہ مرنے والا مسلمان فاسق وفاجر اور گنہگار ہو تب بھی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، البتہ باغیوں، لٹیروں کی نماز جنازہ اگر وہ اسی حالت میں مارے گئے ہوں تو نہ پڑھی جائے۔

بدائع الصنائع میں ہے: "وأمابیان من یصلی علیه فکل مسلم مات بعد الولادة یصلی علیه صغیرا کان اوکبیرا ذکرا کان او انثی حرا کان اوعبدا الا البغاة وقطاع الطریق ومن بمثل حالهم لقول النبی ﷺ صلو علی بروفاجر وقوله للمسلم علی المسلم ست حقوق وذکر من جمتلهاان یصلی علی جنازته من غیر فصل الا ماخص بدلیل والبغاة ومن بمثل حالهم مخصوصون بماذکرنا (بدائع الصنائع ۱/۳۱۱)

اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ ہر نیک وبد کی نماز جنازہ (بشرطیکہ ظاہری اعتبار سے اس کی موت ایمان پر واقع ہوئی ہو) پڑھی جائے۔ شرح عقائد کی شرح "النبراس" میں ہے:

ویصلی (بلفظ المجهول) ای صلاة الجنازة علی کل بر و فاجر اذا مات الفاجر علی الایمان بحسب الظاهر للاجماع فان السلف لم یزالوا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

يصلون على الفساق ولقوله عليه الصلوٰة والسلام لاتدعوا الصلوٰة اى لاتتركوا من الودع وهو الترک وزعم النحاة ان ماضى هذاالباب لايستعمله العرب على من مات من اهل القبلة لم يجد القارى الهروى هذا الحديث تخريجا من لفظه، وعن ابن عمر عن النبیﷺقال: صلوا على من قال لااله الاالله رواه الطبرانى بسند ضعيف جدا وقد تقدم حديث ابوهريرة يرفعه صلوا على كل بر وفاجر رواه البيهقى وانت تعرف ضعف الحديث فمدارا المسئلة على الاجماع (النبراس ۵۴۵)

اس لیے منسلکہ مضمون جو آپ نے ارسال فرمایا ہے اہل سنت والجماعت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف ہے، صاحب مضمون دینی مدرسہ کے فاضل ہونے کے باوجود ایک ایسے مسئلہ سے جو مدارس کے نصاب میں پڑھائی جانے والی کتاب ''شرح عقائد'' میں صراحۃً موجود ہے، بے خبر ہیں، فیا للعجب! اور بایں ہمہ دانی تمام علماء کو چیلنج فرما رہے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/ ۷/ ۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ

سوال: کیا خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟ اگر ہاں تو کیا اس کے لیے استغفار کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

خودکشی کرنے والے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اور اس کے لیے دعائے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

استغفار بھی کی جائے۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

قبر پر نماز جنازہ کب تک پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: یہاں (مورسی) پر ایک آدمی کا خون ہو گیا، اس کی شناخت بھی ہو گئی کہ وہ مسلمان ہے؛ لیکن حکومت نے کسی وجہ سے اس کی لاش مسلمانوں کو نہیں دی، اس کو قبرستان کے باہر دفنا دیا گیا، اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھائی گئی، نماز جنازہ کے متعلق بتائیں، کیا مسئلہ ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جب تک اس کی لاش کے پھولنے پھٹنے کا غالب گمان نہ ہو، وہاں تک اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے اور اگر اتنی مدت دفن کرنے پر بیت چکی ہے کہ اس کی لاش کے متعلق خیال ہو کہ وہ پھول پھٹ گئی ہوگی، تو اس کی نماز اب نہ پڑھی جائے۔ (درمختار مع الشامی ۱/ ۶۵۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ شوال المکرم ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

رضاخانی سے مقابلہ میں مر گیا وہ شہید ہے؟

سوال: اگر بدعتی (رضاخانی) ہماری مسجد پر زبردستی قبضہ کرنا چاہتے ہیں، لڑتے جھگڑتے ہیں، امام اور ٹرسٹیوں کو ہتھیار دکھاتے ہیں؛ حالاں کہ قلیل ہیں، کیا ان سے ہم مقابلہ کر سکتے ہیں؟ اگر اسی حالت میں کوئی مر گیا، کیا وہ شہید نہیں ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جو آدمی آپ پر حملہ آور ہو اور آپ اپنی جان کی حفاظت میں اس سے مقابلہ کرتے ہوئے ہلاک ہو جائیں، تو شہید ہیں۔ "من قتل دون نفسه فهو شهيد". فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸ / ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ

پیٹ کے کینسر سے مرنے والا شہید ہے

سوال: کینسر کے مرض میں انتقال ہونے والا شہید ہے یا نہیں؟ اگر شہید ہے تو کونسی شہادت ملے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر پیٹ کا کینسر ہے تب تو پیٹ کی بیماری کی بنیاد پر وہ شہید کہلائے گا، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو شہید کا اجر وثواب عطا فرمائیں گے، باقی فقہاء جس پر شہید کا حکم جاری کرتے ہیں وہ مراد نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶ رمضان ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

فسادات میں مقتول شہید ہے

سوال: کلمہ گو مسلمان جس کی ڈاڑھی نہ ہو اور نماز نہ پڑھتا ہو، ایسا مسلمان عام فسادات میں بے گناہ قتل کر دیا جائے، دوسری بات یہ کہ اس کا ایمان کمزور ہو، تو یہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مرنے والا مسلمان شریعت کی نظر میں شہید کہا جائے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

بدعملی اور گناہوں کی وجہ سے آدمی ایمان سے نہیں نکلتا۔ (البتہ کوئی شخص کسی کفریہ حرکت کا ارتکاب کرے تو یہ مسلمان نہ رہا) بہرحال فساد کے موقعہ پر جو شخص محض مسلمان ہونے کی وجہ سے بے گناہ قتل کردیا جاتا ہے وہ شہید ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

لاوارث میت کا حکم

سوال: ایک عورت ہے جس کی میت ہوگئی اس کا کوئی وارث نہیں، جس جگہ اور جس علاقہ میں یہ عورت مرگئی ہے وہاں کوئی علاقہ مسلمانوں کا نہیں ہے، اس عورت کی شناخت مشکل ہوگئی، مسلم برادران کہتے ہیں کہ یہ عورت مسلم ہے، اس کی تکفین وتدفین کریں گے، غیر مسلم حضرات کہتے ہیں کہ یہ عورت ہندو ہے اس کو ہم جلائیں گے، دونوں فریقوں میں فیصلہ کن بات کیا ہوسکتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر کوئی علامت کفر واسلام کی موجود نہیں ہے تو علاقہ کا اعتبار ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹/ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دفن کے بعد مستحب اعمال

سوال: ہمارے رشتے میں ایک نوجوان شادی شدہ مرد کا انتقال ہوا، اس کو دفن کیا گیا مگر اکثر لوگوں کو دفن کرنے کے بعد قبر پر دعا کرنے کا طریقہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے کچھ کر نہیں پاتے۔ آپ سے گذارش ہے کہ دفن کے بعد سے لے کر چالیس قدم آنے تک اور اس کے بعد میت کے گھر پر جا کر کیا کرنا چاہیے۔ اس کا شریعت میں کیا طریقہ ہے؟ قرآن اور سنت کی روشنی میں تفصیل سے لکھ دیں تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

دفن کے بعد قبر کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات یعنی آلم سے لے کر هم المفلحون تک، اور پائنتی کی طرف سورۂ بقرہ کی آخری آیات آمن الرسول سے ختم سورۃ تک پڑھنا مستحب ہے۔ (بیہقی شعب الایمان، معارف الحدیث ۳/ ۴۸۵)

دفن کے بعد تھوڑی دیر قبر پر ٹھہرنا، اور میت کیلیے دعائے مغفرت کرنا، یا قرآن شریف پڑھ کر ثواب پہنچانا مستحب ہے۔ (شامی و بہشتی گوہر)

دفن کے بعد یہ دعا بھی پڑھے تو بہتر ہے:

اللهم اغفرله وارحمه وعافه و اعف عنه واكرم نزله ووسع مدخلو اغسله بالماء و الثلج و البرد ونقه من الخطايا كما نقيت الثوب الأبيض الدنس، وأبدله داراً خيرا من داره و اهلا خيرا من اهله و زوجا خيرا من زوجه و أدخله الجنة و أعذه من عذاب القبر و عذاب النار اللهم انت ربها وانت خلقتها وانت هديتها للاسلام وانت قبضت روحها

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وانت اعلم بسرها وعلانیتها جئنا شفعاء فاغفر لها.

(معارف الحدیث) (ماخوذ از احکام میت ص ۸۸ تا ص ۹۰)

چالیس قدم آنے کے بعد کچھ پڑھنے کا حکم نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۲۳ / جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

بعد تدفین مستحب عمل

سوال: میت کو دفن کرنے کے بعد امام صاحب سب لوگوں کو جمع کر کے تین مرتبہ قل ہو اللہ احد اور ایک ایک مرتبہ قل اعوذ برب الفلق اور بالناس اور الحمد للہ اور سر پر سورۂ بقرہ کی شروع آیتیں اور پاؤں کی جانب آخری آیتیں اور پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

تدفین کے بعد میت کی قبر کے سرہانے سورۂ بقرہ کا شروع تا المفلحون اور اس کی پائینتی (پَر) سورۂ بقرہ کا آخر از آمن الرسول تا ختم پڑھنا مستحب ہے، قل ھو اللہ اور معوذتین پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے؛ البتہ دعا ثابت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۳ / شوال المکرم ۱۴۱۶ھ

جنازہ کے ساتھ میلاد پڑھنا، بعد دفن اذان دینا

سوال: ہمارے یہاں یہ طریقہ رائج ہو چکا ہے کہ جب جنازہ کو قبرستان لے جایا جاتا ہے، تو میلاد شریف باآواز بلند پڑھا جاتا ہے، اور لوگ اسے مستحب وسنت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وثواب کی نیت سے پڑھتے ہیں، کیا جنازہ کے ساتھ باآواز بلند میلاد شریف شرعاً جائز ودرست ہے؟ کیا یہ بدعت ہے؟ علاوہ ازیں قبرستان میں پہنچ کر مردہ کو دفنانے کے بعد مزار پر اذان دی جاتی ہے، اور لوگ اسے سنت ومستحب وثواب سمجھ کر عمل کرتے چلے آرہے ہیں، براہِ کرام ان دونوں مسئلوں کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں دے کر ہماری اصلاح فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کا بلند آواز سے میلاد پڑھنا بدعت ہے، اس موقعہ پر ذکر اللہ یا تلاوت بھی بلند آواز سے کرنا حضرات فقہاء نے ممنوع لکھا ہے، ان کو چاہیے کہ خاموش چلتے رہیں، اور ذکر اللہ کرنا چاہتے ہیں تو دل میں کریں۔

كره فيها رفع صوت بذكر أو قراء ة فتح (درمختار) قوله (كما كره فيها الخ) قيل: تحريماً وقيل: تنزيهاً، كما في البحر عن العناية، وفيه عنها وينبغي لمن تبع الجنازة أن يطيل الصمت، وفيه عن الظهيرية فإن أراد أن يذكر الله تعالىٰ يذكره في نفسه الخ (شامی۱/ ۶۵۸)

مردے کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دینا بدعت ہے، اس سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

شامی میں ہے: لايسن الأذان عند ادخال الميت في قبره، كما هو المعتاد الآن، وقد صرح ابن حجر في فتاويه بأنه بدعة الخ (شامی ۱/ ۶۶۰)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/ شوال المکرم ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قبر پر اذان دینا

سوال : ہمارے یہاں بریلوی علماء اپنے مسلک کی کتابوں اور رسائل کے حوالہ جات کے ساتھ زور شور سے اذان علی القبر کے جواز کو ثابت کرتے ہیں۔اس لیے آں حضرت سے گذارش ہے کہ معتبر کتابوں کے حوالہ جات کے ساتھ یہ بات ثابت فرماویں کہ اذان علی القبر دفن کے بعد کیسا ہے؟ نیز بریلوی حضرات کے دلائل کا جواب کیا ہے؟

نوٹ:۔کیا شیطان کا گذر قبر میں ہوتا ہے؟

الجواب : حامداً ومصلیاً ومسلماً

قبر پر اذان دینا بے اصل ہے۔آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور آپ کے جاں نشین خلفائے راشدین وصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمۂ مجتہدین (امام رحمۃ اللہ علیہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ) وغیرہم سے ثابت نہیں۔ بدعت مخترعہ اور واجب الترک ہے۔علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے اس کے بدعت ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔(شامی ۱/ ۸۳۷)

درر البحار میں ہے من البدع التی شاعت فی الھند الاذان علی القبر بعد الدفن (من جملہ بدعات میں سے ایک بدعت جو ہندوستان میں شائع ہے دفن کے بعد قبر پر اذان دینا ہے۔(بہ حوالہ المنہاج الواضح ص ۲۱۲)

حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اذان دادن بر قبر بعد دفن مکروہ است کہ معہود از سنت نیست (مأۃ مسائل ص ۵۵) قبر پر اذان دینا مکروہ ہے کہ یہ سنت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے ثابت نہیں۔(ماخوذ از فتاوی رحیمیہ ۶/ ۱۹۷، ۲۰۶)

نوٹ: اس سلسلہ میں ایک تفصیلی جواب فتاوی رحیمیہ اردو جلد ۶ صفحہ ۱۹۷ سے صفحہ ۲۳۵ تک موجود ہے۔ اس کو ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

زیارت قبور کا مسنون طریقہ

سوال: زیارت قبر کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ یہاں یہ طریقہ رائج ہے کہ لوگ قرآن شریف کی کچھ سورتیں پڑھتے ہیں، اس کے بعد درود تاج بھی پڑھتے ہیں، پھر دعا مانگتے ہیں، علاوہ ازیں وسیلہ بھی مانگتے ہیں، پھر سجدۂ تعظیمی بھی کرتے ہیں؟ کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ کیا سجدۂ تعظیمی کرنا جائز ہے؟ کیا وسیلہ مانگنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ہفتہ میں ایک روز قبرستان جانا چاہیے، جمعرات، جمعہ، ہفتہ اور پیر کا دن افضل ہے، قبرستان میں داخل ہوکر یوں سلام کرے: السلام علیکم دار قوم مؤمنین! وإنا إنشاء الله بکم لاحقون ونسئل الله لنا ولکم العافیة۔ پھر میت کے پاؤں کی طرف سے چہرے کے سامنے آکر کھڑا ہوکر دیر تک دعا کرے۔ (اگر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ہے تو منہ قبلہ کی طرف اور پشت قبر کی طرف کرے) اور بیٹھنا چاہے تو زندگی میں میت کے ساتھ تعلق کے مطابق قریب یا دور بیٹھے، جس قدر میسر ہو تلاوت کرے؛ بالخصوص سورۂ بقرہ کا اول مفلحون تک، آیۃ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الکرسی، آمن الرسول، سورۂ یٰس، سورۂ ملک، سورۂ تکاثر اور سورۂ اخلاص بارہ یا گیارہ یا سات یا تین بار پڑھ کر ایصالِ ثواب کرے۔ (شامی ۱/ ۶۶۵، ۶۶۶)

درود شریف کے جو صیغے احادیث میں آئے ہیں ان کا پڑھنا افضل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶/ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ

زیارت قبور اور میت کی روح کے متعلق

سوال: قبر پر سرہانے بیٹھیں یا پیر کی جانب؟ کیا مردے دیکھتے بھی ہیں؟ اگر سرہانے بیٹھا جائے تو مردے کو تکلیف ہوگی؟ کیا روح دفن ہونے کے بعد گھر پھر واپس آتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

زیارت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑے کھڑے زیارت کرے۔ اگرچہ بیٹھنا بھی جائز ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح لباب میں لکھا ہے کہ زیارت کرنے والے کو چاہیے کہ میت کے سرہانے سے نہیں؛ بلکہ پاؤں کی طرف سے زیارت کرے۔

قال فی الفتح والسنة زیارتها قائما والدعا عندها قائما کما کان یفعله ﷺ فی الخروج الی البقیع ویقول السلام علیکم الخ وفی شرح اللباب لملا علی القاری ثم من اٰداب الزیارة ماقالوامن انه یأتی الزائر من قبل رجلی المتوفی لامن قبل راسه لأنه اتعب لبصر المیت بخلاف الاول لانه یکون مقابل لبصره لکن هذا اذا امکنه. الخ

(شامی ۱/۶۶۵)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

روحوں کا گھر پر آنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵ رجب ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

انتقال کے بعد سونے کا دانت نکالنا

سوال: انتقال کے وقت کیا سونے کا دانت نکالنا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر بآسانی نکالا جاسکتا ہے تو نکال لیا جائے، اور اگر نکالنا مشکل ہو اور زیادہ محنت کرنے میں میت کی بے حرمتی ہوتی ہو تو اندر ہی چھوڑ دیا جائے۔ (درمختار شامی ۱/ ۶۶۳، احسن الفتاوی ۴/ ۲۴۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ایصالِ ثواب میں امام ومؤذن کی شرکت

سوال: دوکان یا مکان یا مسجد میں قرآن خوانی کی اطلاع بہ ذریعۂ اعلان اور بورڈ پر لکھ کر دی جاتی ہے، اور امام اور مؤذن کو بھی اس میں شرکت کے لیے مجبور کرتے ہیں، تو امام اور مؤذن کو اس مروجہ اور رسمی قرآن خوانی میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ایصال ثواب، نماز، قرآن شریف، تسبیح پڑھ کر، روزہ رکھ کر، حج کرکے، غریبوں کو کھانا، کپڑا وغیرہ ضرورت کی چیزیں دے کر، غرض ہر نیک کام کرکے جب بھی توفیق

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہو درست اور نفع بخش ہے، نہ اس میں تاریخ کی قید ہے، نہ دنوں کا حساب ہے، نہ اس میں کسی مخصوص چیز کی قید ہے، نہ ہیئات کی قید ہے، نہ سورتوں اور آیتوں کی قید ہے، نہ اور کسی قسم کی قید ہے، یہ تمام قیود شرعاً بے اصل ہیں، التزام کے بغیر اگر کچھ حضرات مل کر قرآن خوانی کرلیں تو اس کی اجازت ہے؛ لیکن اگر کوئی آدمی اس میں شریک نہ ہو اس پر طعن و تشنیع نہ کی جائے اور نہ ہی اس کو برا سمجھا جائے۔ امام صاحب اور مؤذن کو اس پر مجبور کرنا درست نہیں ہے، ان کو چاہیے کہ لوگوں کو صحیح مسئلہ بتلا کر شرکت سے معذوری ظاہر کردیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸/ شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

قومی ایکتا کے لیے کافر کی میت کا اعزاز و اکرام کرنا

سوال: کافر ہندو مسلمانوں کی ایکتا کے لیے کافر ہندو سنت سادھو گری راج بامن کی لاش پر مسلمان لیڈروں نے بچوں سے قرآن مجید کی تلاوت کرائی، وہ بھی کس طرح کہ لاش چارپائی پر اور قرآن مجید نیچے کی جانب، اور لیڈر مسلمانوں نے اس کی لاش پر جوش محبت کے ساتھ بہت سارے کثیر تعداد میں جمع ہو کر پھولوں کی چادر اور ہار وغیرہ ڈالے، اور اس کے مرگٹ یعنی سمادھی پر بھی پھول کے ہار ڈالے گئے اور کافروں کی رسم کے مطابق بارھواں کرتے ہیں۔ تو بارھواں کے لڈو وغیرہ وغیرہ جو پکا ہوا تھا اس میں شریک ہو کر کھایا پیا۔ تو کافر کی لاش کے پاس قرآن مجید پڑھنا اور پھول ہار کرنا اور مرگٹ پر چادر چڑھانا اور بارھواں وغیرہ میں شریک ہو کر لڈو وغیرہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کھانا یہ سب کفری کام ہیں یا نہیں؟ اور ایسے مسلمان کے لیے کیا حکم ہے؟ کیا ان کی مسلمانیت میں خرابی ہوگی یا نہیں؟ یا توبہ کرنا لازم ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

قرآن پاک میں باری تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ولا تصل علی أحد منهم مات أبدا ولا تقم علی قبره﴾ (التوبة:٨٤) (ترجمہ) اور ان میں سے کوئی مر جاوے تو اس کے (جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھیے اور نہ (دفن وغیرہ کے واسطے) اس کی قبر پر کھڑے ہوجیے۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ کسی کافر کے اعزاز و اکرام کے لیے اس کی قبر پر کھڑا ہونا یا اس کی زیارت کے لیے جانا حرام ہے۔ (معارف القرآن ۴/ ۴۳۷)

کافر کے لیے ایصال ثواب مفید اور جائز نہیں، یہ تمام امور جو ان مسلمانوں نے کئے حرام ہیں، اور ان پر توبہ لازم ہے، قومی یکجہتی (قومی ایکتا) کا مطلب یہ نہیں کہ مسلمان اپنے مذہبی احکام کی پابندی اور مذہبی شعائر کی عزت و حرمت کا خیال نہ کریں؛ بلکہ مذہبی احکام کی پابندی اور مذہبی شعائر کی عزت و حرمت کا خیال کرتے ہوئے سیاست، تجارت، صنعت، زراعت وغیرہ امور میں اشتراک عمل کا نام قومی یکجہتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

دیوانہ لڑکے کی نمازِ جنازہ وغیرہ

سوال: ایک دیوانہ لڑکا ہے وہ مذہب کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اور ہمیں بھی معلوم نہیں کہ اس کا مذہب کیا ہے؟ جب وہ قبروں پر جاتا ہے تو وہ ویسا ہی عمل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرنے لگتا ہے جیسا غیر مسلم کرتے ہیں؛ مگر اس لڑکے کی پرورش ایک مسلم گھر میں ہو رہی ہے، اگر اس کی موت واقع ہوجائے تو اس کے کفن، دفن، نماز جنازہ کے بارے میں کیا عمل ہو؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس کے ماں باپ میں سے کوئی مسلمان ہے تو اس کو بھی مسلمان قرار دے کر اس کی تجہیز و تکفین اور نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بیٹھ کر قبر میں مٹی رکھنا

سوال: میت کو مٹی جھک کر یا بیٹھ کر دے سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض لوگ سختی سے منع کرتے ہیں کہ مٹی بیٹھ کر قبر پر نہ رکھیں؛ بلکہ جھک کر میت کو مٹی دیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جس طرح سہولت ہو دے سکتے ہیں، بیٹھ کر بھی مٹی دینا درست ہے۔

كما يفهم من عبارة الدر والشامية: كما كره لمتبعها جلوس قبل وضعها، وقيام بعده قال العلامة الشامي ابن عابدين: (قوله وقيام بعده) أي يكره القيام بعد وضعها عن الأعناق كما في الخانية والعناية وفي المحيط خلافه حيث قال: والأفضل أن لا يجلسوا حتى يسووا عليه التراب قال في البحر: والأول أولىٰ لما في البدائع لا بأس بالجلوس بعد الوضع. (الدر مع الشامية ١/ ٦٥٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میت کا منہ دکھانے کی رسم

سوال: ہم عوام میں زیارتِ میت کی عمومیت بشمولیتِ مرد وزن ہے، اس میں محرم وغیر محرم کی کوئی تمیز نہیں کی جاتی، تو صورتِ مسئولہ کے متعلق مفتی بہ قول جواب ارشاد فرمائیں؛ نیز زیارتِ میت عندالشرع مشروع ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس حد تک؟ اور نیز مسلم میت کی زیارت غیر مسلم کے لیے؛ اس کا حکم ارشاد فرمائیں اور اس کے برعکس کا بھی حکم ارشاد فرمائیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

میت کا منہ دکھلانے کی جو رسم ہمارے یہاں مروج ہے وہ بے شمار مفاسد کی بناء پر واجب الترک ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/ ۲۱۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

جنازہ میں غیر مسلم کی شرکت

سوال: بعض جگہ دیکھا گیا ہے اور سننے میں آیا کہ قبرستان تک غیر مسلم افراد جنازہ کی معیت میں جاتے ہیں تو ان کا وہاں تک مسلم میت کے ساتھ جانا موجبِ عذاب ولعنت ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

کسی غیر مسلم کا مسلمان کے جنازہ میں قبرستان جانا جائز نہیں۔

(ایضاً ۴/ ۲۴۳، فتاویٰ محمودیہ ۱۵/ ۳۴۵)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اسی طرح مسلم کا غیر مسلم کے جنازے میں جانا درست و جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶/صفر ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

میت کے ساتھ کافر کا شریک ہونا

سوال: کافروں کا قبرستان جانا اور میت کے ساتھ آنا قبرستان میں کیسا ہے؟ اور میت کے ساتھ چلنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جائز نہیں۔ (احسن الفتاوی ۴/ ۲۳۳) روکنے میں اگر شر و فتنہ کا اندیشہ ہو تو خاموش رہنے کی گنجائش ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بعد دفن ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

سوال: بعدِ تدفینِ میت قبر کے پاس دعا کی جاتی ہے اور دونوں ہاتھوں کو دیگر بوقتِ ادعیہ کی طرح دراز کیا جاتا ہے تو عند الشرع یہ عمل درست ہے یا نہیں؟ بعدِ تدفینِ میت یہ عمل اگر درست ہے تو کس درجہ کا؟ واجب سنت یا مستحب؟ اور ترک عمل مذکورہ پر قابلِ ملامت ہوسکتا ہے یا نہیں؟ بہت سے لوگ ایسے لوگوں پر جو اس عمل میں شریک نہیں ہوتے لعن وطعن کرتے ہیں، اگر مذکورہ عمل مشروع ہوں، تو حضرتِ والا ذرا مہربانی فرما کر اس کی اصلیت کی طرف اس بندہ کی رہنمائی فرمائیں، آیا وہ عمل مذکور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

احادیث وآثارِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے یا کسی صاحبِ مذہب مجتہدِ مطلق کا قول ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد دعا کرنا کہ: ”اللہ پاک سوالِ قبر کے جواب میں اس کو ثابت قدم رکھے اور اس کی مغفرت فرمائے“۔ حدیث شریف سے ثابت ہے، مشکوۃ شریف میں یہ حدیث موجود ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۱۶/ ۴۷۸)

قبر پر دعا کے لیے ہاتھ نہ اٹھانا بہتر ہے اور جہاں کہیں کسی غلط فہمی کا اندیشہ نہ ہو ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے میں مضائقہ بھی نہیں؛ لیکن اس صورت میں رخ قبلہ کی طرف کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۴/ ۳۰۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶/ صفر ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

دفن کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا، اکابر دیوبند کا معمول

سوال: متبعین اہل سنت والجماعت بوقتِ دفن ویسے ہی دعا کیا کرتے تھے میت کے لیے یعنی بغیر ہاتھ اٹھا کر اور بہت عرصے سے یہی طریق ان کا رہا اور اسے علمائے دیوبند واکابر امت کا معمول یہ سمجھ کر کرتے تھے اور ویسے تو اکابر امت حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ، فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب کا عمل یہ دیکھا گیا کہ قبر کے پاس بغیر ہاتھ اٹھا کر میت کے لیے دعا فرماتے تھے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اب کچھ دنوں سے جنوبی افریقہ کے بعض علاقے میں علمائے دیوبند کی طرف منسوب بعض علماء وشیوخ قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے سلسلہ میں یہ عمل رائج کرنے لگے کہ سب حاضرین قبلہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ اٹھائے ہوئے دعا کریں، اور استدلال میں صحیح ابی عوانہ اور تخریج حافظ فی الفتح کی حدیث پیش کرنے لگے؛ یہاں تک کہ اس سلسلہ میں ان حضرات کی طرف سے ایک کتاب چھپ چکی ہے کہ جس میں اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ جو طریقہ انھوں نے اختیار کیا ہے سنت ہے اور حدیثِ پاک سے مؤید ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ بزرگان دین متین اور علمائے اکابر نے اس حدیث پر عمل کیوں نہیں کیا آیا وہ اس حدیث سے ناآشنا تھے (العیاذ باللہ) یا یہ کہ کوئی وجہ تھی جسکی بنا پر انھوں نے رفع یدین عند القبر اگر چہ استقبالاً للقبلہ ہو ترک فرما دیا ہے؟ کیا یہ نو پید علماء وشیوخ حدیث کا عمل ومستدل اصح اور قابل اتباع ہے یا ماضی کے علمائے اعیان ومشائخِ عظام کا تعامل وطریق زیادہ قابل اتباع اور لائق عمل ہے؟ افتونا ماجورین وادخلوا الجنة مسرورین.

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عام زیارت قبور کے موقعہ پر میں نے بھی اپنے اکابر کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے نہیں دیکھا، رہا دفن میت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا، اس سلسلہ میں احقر نے راندیر کے اکابر کا عمل ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا دیکھا ہے، آپ نے اپنے سوال میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ، فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جو عمل بغیر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کا لکھا ہے وہ اگر زیارت قبور کے موقعہ کا ہے تو تسلیم ہے، اور اگر دفن کے بعد کا ہے تو کیا یہ عمل آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا؟ یا کسی ثقہ راوی سے سنا؟ سوال میں اس کی کوئی تصریح نہیں، رہا نفس مسئلہ، تو جب ایک صحیح روایت سے اس کا ثبوت موجود ہے تو اب اس کا انکار سمجھ میں نہیں آتا۔

احسن الفتاوی (۴/ ۲۲۴) کا مضمون آپ کی نگاہوں سے ضرور گزرا ہوگا، جس میں انہوں نے صاف لکھا ہے کہ ''مگر اکابر کے تعامل عدم رفع کے پیش نظر رفع یدین کے قول و عمل کی ہمت نہ ہوتی تھی الخ'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی طرح اکابر کے عمل کی وجہ سے قائل نہیں تھے بلکہ زمانۂ سابق میں رفع یدین کے بدعت ہونے کا فتوی بھی دے چکے تھے؛ لیکن جب ان کے سامنے روایت پیش کی گئی، تو بایں ہمہ وجوہ اس کے قائل ہوکر اپنے سابقہ فتوی سے رجوع کرلیا، باقی آپ نے سوال کے آخر میں جو یہ جملہ لکھا ہے کہ ''بزرگان دین متین اور علمائے اکابر نے اس حدیث پر کیوں عمل نہیں کیا، آیا وہ اس حدیث سے نا آشنا تھے العیاذ باللہ الخ''

ہمارے ان اکابر کا اپنے وفور علم کے باوجود کسی حدیث سے نا آشنا ہونا ان کی شان کے خلاف نہیں، اور آپ کا محض اسی بنیاد پر حدیث کا ثبوت ہونے کے باوجود اس پر عمل کو قابل تعجب قرار دینا خود قابل تعجب ہے۔

بخاری شریف تو آپ نے پڑھی ہی ہوگی، جہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسی جلیل القدر شخصیت کا استیذان کے لیے تین مرتبہ سلام کرنے کے بعد اجازت نہ ملنے پر واپس جانے والی روایت سے ناواقف ہونا مستقل باب قائم کرکے یہ ثابت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرنے کے لیے پیش کیا ہے کہ کسی بڑے سے بڑی شخصیت کا بھی تمام احادیث اور نصوص سے واقف ہونا نہ تو ضروری ہے، نہ ہی ناواقفیت ان کی شان کے خلاف۔

اب اخیر میں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب کا ایک فتوی پڑھ لیجیے تحریر فرماتے ہیں: ''دفن کے بعد میت کے لیے دعائے مغفرت کرنی جائز ہے مگر ہاتھ اٹھا کر کرنی لازم نہیں، خواہ ہاتھ اٹھائے یا نہ اٹھائے، دونوں جائز ہیں۔ (کفایت المفتی ۴/ ۴۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۸/ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

دفن کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

سوال: ہمارے یہاں قبرستان میں بعد تدفین ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے دعا ہوتی ہے، بعض لوگ ہاتھ اٹھائے بغیر بلند آواز سے دعا کرتے ہیں، مجھے دو تین مرتبہ اتفاق ہوا، میں نے لوگوں سے کہہ دیا کہ: دل دل میں میت کے لیے ثابت قدمی ومغفرت کی دعا کیجیے اور پڑھ کر دل میں اس کا ثواب ایصال کر دیجیے، گجرات میں تو کسی چیز کا اہتمام دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس سلسلے میں حضرت والا مسنون طریقہ تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر کچھ دیر ٹھہرنا اور دعا کرنا ثابت ہے، اس دعا میں رفع یدین بھی ثابت ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح ابو عوانہ کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت فتح الباری میں نقل فرمائی ہے، جس میں حضرت عبد اللہ ذو البجادین رضی اللہ عنہ کی تدفین سے فارغ ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مذکور ہے، بہ وقتِ دعا چہرہ قبلہ کی طرف کرلیا جائے؛ البتہ حضرت مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو غلط فہمی کا اندیشہ نہ ہونے کی حالت سے مقید فرمایا ہے۔ گجرات میں رفع یدین کے ساتھ اجتماعی دعا کا طریقہ رائج ہے۔

احسن الفتاویٰ (۴/ ۲۲۴) اور فتاویٰ محمودیہ (۱۴/ ۳۰۹) اور فتاویٰ رحیمیہ (۵/ ۱۲۶ تا ۱۲۹) کا مطالعہ فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

میت کو خوشبو لگانے کا طریقہ

سوال : مردہ کے کفن میں ایک پاؤڈر بادامی رنگ کا ہوتا ہے اسے خوشبو کہتے ہیں، اور پورے کفن میں اسے بھر دیتے ہیں کہ کیڑے نہیں لگتے، تو کیا اسے لگانا درست ہے؟ اور اس کے ساتھ پانی کی بوتل ہوتی ہے، غالباً گلاب کا پانی ہوتا ہے، اس میں وہ خوشبو بھگو کر پیشانی پر، گھٹنے پر بھی لگاتے ہیں۔

الجواب : حامداً ومصلیاً ومسلماً

فتاوی رحیمیہ میں ہے: حنوط جو پاک چند خوشبودار عطر وغیرہ اشیاء کا مرکب ہوتا ہے وہ عورت کے سر کے بالوں میں اور مرد کے سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں لگایا جائے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور کافور اعضاء سجدہ پر یعنی پیشانی، ناک، ہتھیلیاں، گھٹنوں اور قدموں پر جو بوقت سجدہ زمین سے لگتے ہیں ملا جائے، یہ حکم مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے، مرد کے لیے حنوط میں زعفران وغیرہ رنگین خوشبو کو شامل نہ کیا جائے، عورت کے لیے اجازت ہے، بعض کتبِ فقہ میں پورے جسم پر خوشبو لگانے کی اجازت ہے؛ مگر ستر کو دیکھنے اور ہاتھ لگانے سے احتراز ضروری ہے، غالباً اسی لیے اپنے یہاں دستور ہے کہ کفن پھیلا کر اس پر حنوط (مرکب خوشبو) چھڑک دیا جاتا ہے، اور اس پر میت کو لٹا کر کفن لپیٹ دیا جاتا ہے؛ تاکہ سارا جسم معطر ہو جاوے، اس طرح ستر کو ہاتھ لگنے سے اور نظر پڑنے سے حفاظت رہتی ہے۔ (۶/۳۴۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۶/ ربیع الآخر ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ — الجواب صحیح: عبد القیوم راجکوٹی

میت کے سرہانے ٹہنی رکھنا

سوال: میت کو دفن کرنے کے بعد میت کے سرہانے ٹہنی رکھتے ہیں، یہ ٹہنی رکھنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فقہ کی کتاب میں اس کو نہیں دیکھا، اگر یہ چیز ثابت ہوتی تو فقہا ضرور لکھتے، فتاویٰ رشیدیہ میں اس کو روافض کا شعار لکھا ہے، لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔ (فتاوی محمودیہ ۲/۳۹۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تدفین سے پہلے ایصال ثواب کا حکم

سوال: زید کے انتقال کے موقع پر کچھ لوگ زید کے گھر تعزیت کی غرض سے جمع ہوئے تھے اور آپس میں دنیاوی باتوں میں مشغول تھے، کسی صاحب نے ان سے کہا کہ اس سے بہتر تو قرآن شریف پڑھ کر میت کو ایصال ثواب کیا جائے تو ان حضرات نے کہا کہ آج تو انتقال کا دن ہے اور انتقال کے دن قرآن نہیں پڑھا جاسکتا بلکہ آئندہ کل پڑھا جائے گا تو اصل پوچھنا یہ ہے کہ انتقال کے روز یا دفن سے پہلے قرآن پاک میت کے ایصال ثواب کی غرض سے پڑھا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز روزہ صدقہ قرآن پاک کی تلاوت وغیرہ نیکی کے کام کا ثواب میت کو یا زندہ آدمی کو بخشا جاسکتا ہے، اور یہ ثواب جس کو بخشا گیا اس کو پہنچ جاتا ہے، جس آدمی کو ثواب پہنچایا جارہا ہے اس کا میت ہونا بھی ضروری نہیں، بلکہ اگر وہ زندہ ہو تب بھی اس کو ثواب پہنچتا ہے اس لیے دفن سے پہلے یا بعد کی قید ضروری سمجھنا درست نہیں ہے۔

شامی میں بحر الرائق سے لکھا ہے:

وفی البحر من صام أو صلی أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم عند أهل سنة والجماعة كذا فی البدائع (شامی ۱/۶۶۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قبل از غسلِ میت قرآن پڑھ کر ایصال ثواب کرنا

سوال: کسی کے انتقال کے فوراً بعد غسل دیئے بغیر ایصال ثواب کے لیے قرآن پڑھوانا جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح اگر کسی دور جگہ سے انتقال کی خبر بذریعہ ٹیلیفون پہنچی اور یہ یقین ہو کہ اتنی دیر میں میت کو غسل نہیں دیا گیا ہوگا پھر بھی قرآن پڑھوانا کیسا ہے؟ سوال کا خلاصہ یہ کہ قرآن پڑھوانے کے لیے غسل کی شرط صرف اسی وقت ہے جب کہ جنازہ پڑھنے والوں کے سامنے ہو یا ہر وقت، چاہے جنازہ پاس ہو یا دور ہو غسل کے بغیر قرآن نہیں پڑھ سکتے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر میت قرآن پڑھنے والوں کے سامنے موجود نہیں ہے اس صورت میں تو بغیر غسل دیے بھی بلا کراہت درست ہے، اسی طرح اگر میت سامنے موجود ہے، لیکن اس پر اس طرح کپڑا ڈال دیا گیا کہ پوری میت مستور ہے، کوئی عضو کھلا ہوا نہیں ہے تو اس صورت میں بھی کراہت نہیں ہے اور اگر وہ پورے طور پر مستور نہیں ہے لیکن تلاوت سراً کی جا رہی ہے تب بھی کراہت نہیں ہے، البتہ اس آخری صورت میں جہراً تلاوت کرنا مکروہ ہے۔ (شامی ۱/۶۳۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

جنازے میں عدم شرکت کی وصیت معتبر نہیں

سوال: ایک شخص نے اپنے قریبی رشتے دار کو غصہ میں آ کر کہا کہ میرے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جنازے میں اس کو نہیں آنے دینا جس کو کہا گیا اس نے سنا نہیں ہے، اگر وہ آ جائے تو کیا جو حضرات ان کی گفتگو سنے ہیں وہ گنہگار ہوں گے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

مسلمان کے جنازہ میں شریک ہونے کی حدیث میں تاکید اور ترغیب آئی ہے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے جنازہ میں شرکت سے کسی کو منع کرے اگر کسی نے کسی کے متعلق یہ کہا کہ فلاں کو میرے جنازہ میں آنے نہ دیا جائے تو اس کی بات پر عمل نہیں کیا جائے گا لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق اس لیے صورت مسئولہ میں اس رشتے دار کو چاہیے کہ جنازہ میں شرکت کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ   اُملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

جنازے کی ایک رسم

سوال: ہمارے یہاں یہ رواج ہے کہ میت کے کفن کے کپڑوں کے علاوہ چارپائی پر ایک کپڑا ڈالا جاتا ہے جو میت کے رشتے داروں میں سے کوئی ڈالتا ہے، دفنانے کے بعد فقیر کو دے دیا جاتا ہے تو شرعاً اس کا ڈالنا کیسا ہے؟ اگر جائز ہے تو بعض لوگ مسجد کے کام میں اس کو استعمال کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

یہ بے اصل چیز ہے اس کی اجازت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اُملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قبر کے پاس تلاوت قرآن کا حکم

سوال: کسی قبر پر جا کر قرآن یا سورہ یسین وغیرہ پڑھنا کیسا ہے نیز اگر جانے کا اہتمام کریں اور قبر کے پاس بیٹھ کر پڑھیں تو اس میں کوئی قباحت ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

قبر پر جا کر قرآن شریف یا سورۂ یس شریف پڑھنا جائز اور مباح ہے، اس کا التزام منع ہے، زیارت قبر کو مستحب سمجھتے ہوئے جانے کا اہتمام کرنا درست ہے، التزام نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵ رجب ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

قبر پر قرآن شریف میں دیکھ کر تلاوت

سوال: اگر کوئی قبرستان میں قرآن شریف یا سورۂ یسین لے جا کر والدین کے سرہانے تلاوت کرتا ہے، تو کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

درست ہے، كذافي الدر المختار؛ مگر بہتر یہ ہے کہ قرآن پاک وہاں نہ لے جائے؛ بلکہ حفظ پڑھے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۴/ ۳۰۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۹/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میت کو قبر میں کس طرح اتارے؟

سوال: میت کو قبر میں کس طرح سے اتارے؟ سنا ہوں کہ قبلہ کی طرف سے، تو سوال یہ ہے کہ جنازہ کو مغرب کی جانب رکھے اور اس طرح سے اتارے یا اَور کوئی طریقہ سنت ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جنازہ کو قبر سے مغرب (یعنی قبلہ) کی طرف رکھے اور وہاں سے اتارے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ رجب ۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

میت کو قبر میں لٹانے کا طریقہ

سوال: دفن کے بعد میت کو قبلہ کی طرف کروٹ دینا سنت ہے یا چت لٹا کر منہ جانب قبلہ کر دے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

میت کو قبر میں رکھ کر دائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف لٹایا جائے، چت لٹا کر صرف منہ قبلہ کی طرف کرنا کافی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ رجب ۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قبر کتنی اونچی کر سکتے ہیں؟

سوال: قبر کو کتنی اونچی کر سکتے ہیں، بعض مرتبہ مٹی ڈالنے کے بعد دو یا ڈیڑھ ہاتھ اونچی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پرانی قبر تو منہدم ہو گئی اس پر مٹی ڈال کر نئی قبر کی طرح لوگ از سر نو بنا دیتے ہیں یہ کیسا ہے؟ حالاں کہ سنا ہوں کہ قبر جتنی جلد مٹ جائے یہ مغفرت ہونے کی نشانی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مستحب یہ ہے کہ قبر اونٹ کے کوہان کے مثل بنائی جائے، اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونی چاہیے۔ اگر قبر بیٹھ جائے تو اس پر دوبارہ مٹی ڈالنا جائز ہے، آپ نے مغفرت کی جو نشانی لکھی ہے وہ میرے علم میں نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/رجب ۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

جنازہ کے ساتھ بہ آواز بلند کلمہ پڑھنا

کیا میت لے جاتے وقت بآواز بلند لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے ہوئے لے جانا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جنازہ کے ساتھ بآواز بلند کلمہ پڑھنا بدعت ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

كره فيها رفع صوت بذكر او قراة فتح(در مختار) قيل تحريما وقيل تنزيها كما فى البحر عن الغاية وفيه عنها وينبغى لمن تبع الجنازة ان يطيل الصمت الخ (شامی ۶۵۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/رجب ۱۴۱۵ھ

شب برأت اور عیدین میں زیارت قبور کا حکم

سوال: زیارتِ قبور شعبان کی پندرہویں شب میں بعد نمازِ مغرب وعشاء قبلِ فجر وبعد نماز عیدین خصوصی طور سے احادیث سے ثابت ہے یا عام حالات میں حکم یکساں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

شب براءت میں بعد العشاء کسی بھی وقت مزار پر جانا کافی ہے۔

ومما ثبت من فعله ﷺ انه اتى المقبرة ليلة النصف من شعبان يستغفر للمومنين والمومنات والشهداء عن عائشة الخ. (فتاویٰ محمودیہ ۴۱۴/۱۳)

بعد نمازِ عیدین خصوصیت سے زیارت قبور ثابت نہیں؛ البتہ عید کا دن مسرت کا دن ہوتا ہے، بسا اوقات مسرت میں لگ کر آخرت سے غفلت ہو جاتی ہے اور زیارتِ قبور سے آخرت یاد آتی ہے؛ اس لیے اگر کوئی شخص عید کے دن زیارت قبور کرے تو مناسب ہے کچھ مضائقہ نہیں؛ لیکن اس کا التزام خواہ عملاً ہی سہی جس سے دوسروں کو یہ شبہ ہو کہ یہ چیز لازمی اور ضروری ہے، درست نہیں، نیز اگر کوئی شخص اس دن زیارت قبور نہ کرے، تو اس پر طعن کرنا یا اس کو حقیر سمجھنا درست نہیں، اس کی احتیاط لازم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے۔(فتاویٰ محمودیہ ۲/۲۷۶،۲۷۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/رجب ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

شوہر کے مرض الموت میں مہر معاف کروانا

سوال: خاوند کی جانکنی کے وقت بیوی کا مہر معاف کرنا کیسا ہے، اس طرح سے معافی ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: زوج کے مرض الموت میں عورت مہر معاف کر دیتی ہے، اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر خوشی سے معاف کر دے تو معاف ہو جاتا ہے، اور اگر عورتوں کے زبردستی گھیرا گھیری معاف کرے عند اللہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) معاف نہیں ہوتا، اوپر والوں کو ایسے موقع پر اس طرح مجبور نہ کرنا چاہیے۔(اصلاح انقلاب امت حصہ دوم ۷ ۱۳۸،۱۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/رجب ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

انتقال اور غسل کے وقت میت کو کس طرح سلائے؟

سوال: انتقال کے وقت میت کو کس طرح سے سلانا چاہیے؟ اسی طرح غسل کے وقت بھی؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

حالت زندگی میں سونے کا جو مسنون طریقہ ہے اس کے مطابق، صرف کروٹ نہ دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶؍ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ

غیر مسلم میت کو کندھا دینا اور اگنی سنسکار کرنا

سوال: یہاں پر ایک مسلم بھائی کے گھر میں کافر غیر مسلم عورت رہتی تھی، حال یہ ہوا کہ بروز اتوار اس کا انتقال ہو گیا، اور مسلم بھائی نے مل کر اس کو کندھا دیا، اور اگنی سنسکار کیا۔ تو ہمارے والد صاحب کے ماموجان قطب الدین بھائی یہ بات بالتفصیل جاننا چاہتے ہیں کہ: آیا کیا یہ صحیح ہے؟ اور ان حضرات کے ایمان کا کیا حال ہوگا؟ وہ وضاحت کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

کسی مسلمان کا غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت کرنا، اس کو کندھا دینا جائز نہیں ہے، گناہ ہے، توبہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶؍ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب المکروہات والمفسدات

کل صلاۃ أدیت إلخ کا محمل

(ہر وہ نماز جو مکروہ کے ارتکاب کے ساتھ پڑھی گئی اس کا لوٹانا مستحب ہے یا واجب؟)

سوال: فقہ کا اصول ”کل صلاۃ ادیت مع کراھیۃ وجبت اعادتھا“ کا محمل کیا وقت کے ساتھ خاص ہے، کہ وقت کے بعد بھی اعادہ ضروری ہے جب کہ فتاویٰ محمودیہ ۲/ ۱۴۳، تحفۃ الالمعی ۲/ ۶۰، ۱۰۱ پر لکھا ہوا ہے کہ وقت میں اعادہ واجب ہے اور وقت کے بعد مستحب ہے، برخلاف عمدۃ الفقہ ۲/ ۳۴۱، مسائل امامت مدلل ”مفتی حبیب الرحمن خیرآبادی کی“ ۲۸۳، شامی مکتبۂ دارالکتاب ۲/ ۴۵۵ سے ۲/ ۴۵۸ تک کے خلاصہ سے یہ بات راجح سمجھ میں آتی ہے کہ وقت اور بعد الوقت اعادہ کرنا واجب ہے؛ تو حضرت سے گزارش ہے کہ برائے کرم اس تعارض کو دور کر کے شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

احسن الفتاویٰ کی چوتھی جلد میں ایک مستقل رسالہ ”نیل السعادۃ بالاقتداء فی الصلاۃ المعادۃ“ نامی شامل ہے، اس کے اخیر میں صاحبِ فتاویٰ تحریر فرماتے ہیں: بارھویں صدی ہجری کے مشہور فقیہ النفس حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی ※ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ کے فتاویٰ اور تحقیقاتِ فقہیہ میں آپ کے تبحر وتعمق کے مشاہدہ کے بعد واضح ہوتا ہے کہ آپ کی تحقیقات کا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مطالعہ کئے بغیر آپ کا تعارف بہت ناقص بلکہ کالعدم ہے، مسئلہ زیرِ بحث سے متعلق آپ کے دو فتوے نقل کئے جاتے ہیں:

سوال: بعد از خروجِ وقت جبرِ نقصان مستحب است یا واجب؟

جواب: ہر دو روایت است، والاصح الوجوب كمافي مسائل شتیٰ من شرح المنية.

سوال: در جبرِ نقصانِ نمازِ مغرب و وتر اگر سہواً بر سہ رکعت نہ نشست، چہ کند؟ سہو دہد یا جبر باز گرداند۔ الجواب: باز گرداند۔ (بیاضِ ہاشمی قلمی جلد اول باب قضاء الفوائت ص ۱۳۰، احسن الفتاوی ۳/ ۳۵۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: احمد خانپوری، ۱۵/ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ — الجواب صحیح: عبد القیوم راجکوٹی

نماز میں فساد آئے تو اسی وقت ختم کردے

سوال: امام صاحب سے فرض چار رکعات کی دوسری رکعت میں قرأت میں فاحش غلطی ہوگئی جس کی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی تو کیا چار رکعات پوری کریں گے یا جس وقت غلطی ہوئی اسی وقت بیٹھ کر سلام پھیر کر نماز کا اعادہ کریں گے؟

الجواب: حامداً و مصلياً و مسلماً

نماز میں جب فساد آگیا تو اب اس کو پورا کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اسی وقت ختم کر کے اعادہ کر لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رکوع سجدے میں قراءت کرنا

سوال: تراویح میں حفاظ کرام تراویح کی فکر میں رکوع اور سجدہ میں بھی قرآن کریم پڑھتے ہیں، تو کیا یہ درست ہے؟ نماز کی صحت اور عدم صحت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرأۃ کی حدیث میں ممانعت آئی ہے، اس لیے اس حالت میں قرآن کریم پڑھنا درست نہیں ہے، نماز کراہت تنزیہی کے ساتھ ادا ہوگی۔ (مسائل تراویح: ۹۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۱ر شوال ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نماز قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھنا

سوال: نمازِ تراویح میں عملِ کثیر سے بچتے ہوئے مصحف سے دیکھ کر قرآن مجید پڑھنا کیسا ہے؟ بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا غلام ذکوان رضی اللہ عنہ ان کو نماز میں امامت کراتا تھا، اور وہ مصحف سے دیکھ کر قرآن مجید پڑھتا تھا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حالتِ نماز میں قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھنا مفسد نماز ہے۔

وقراء ته من مصحف أي ما فيه قرآن مطلقا؛ لأنه تعلم (درمختار)
فى الشامية: (قوله مطلقا) أي قليلا أو كثيرا، إماما أو منفردا، أميا لا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

يمكنه القراءة إلا منه أو لا (رد المحتار ۱/ ٤٦١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نماز میں دیکھ کر قرآن شریف پڑھنے والے کی اقتداء کرنا

سوال: ایک حنفی عالم نے بتلایا کہ شافعی مسلک میں قرآن مجید میں دیکھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں، اس لیے شافعی حضرات کی نماز ہو جاتی ہے، اور اگر حنفی مقتدی ہو تو ان کی نماز اس شافعی امام کے پیچھے ہو جائے گی؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

حنفی مقتدی کی نماز نہیں ہوگی۔

ويصح الاقتداء فيه، ففي غيره أولى إن لم يتحقق منه ما يفسدها في اعتقاده في الأصح (در مختار، والتفصيل في الشامية ۱/ ٤٩٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

عورت کے محاذات میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال: اگر کسی گھر میں کوئی عورت آگے نماز پڑھے اور مرد پیچھے تو مرد کی نماز ہوگی یا نہیں؟ چاہے نماز فرض ہو یا نفل ہو، اگر سب کا الگ الگ حکم ہو تو تمام کو بیان کریں، اگر نماز ہو جاتی ہو تو اس میں کراہت ہے یا نہیں؟ واضح کیجیے۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

اگر مرد اور عورت ایک جگہ نماز پڑھ رہے ہیں اور دونوں الگ الگ اپنی اپنی نماز ادا کر رہے ہیں اور وہ بھی اس طرح کہ عورت آگے ہے اور مرد بالکل اس کی سیدھ میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پیچھے ہے تو ایسا کرنا مکروہ ہے؛ لیکن نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہ کراہت بعد میں آنے والے پر ہے۔

فمحاذاة المصلية لمصل ليس في صلاتها مكروهة لا مفسد فتح (درالمختار) (قوله: ليس فى صلوتها) بأن صليا منفردين أو مقتديا أحدهما بإمام لم يقتد به الآخر شرح المنية (قوله: مكروهة) الظاهر أنها تحريمية؛ لأنها مظنة الشهوة والكراهة على الطارى، قلت: وفى معراج الدراية وذكر شيخ الاسلام مكان الكراهة الاساء ة، والكراهة افحش. (شامی ۱/ ۴۲۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/ شوال ۱۴۱۷ھ

امام کا محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانے کی وجہِ کراہت

سوال: جماعتِ اسلامی (اہلِ حدیث) میں سے ایک شخص کا سوال یہ ہے کہ امام کے لیے محراب میں کھڑا ہو کر نماز پڑھنا مکروہ کیوں ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب مطلوب ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

امام پاؤں محراب سے باہر رکھتا ہے تو کوئی کراہت نہیں ہے؛ البتہ بلا عذر محراب میں پاؤں رکھ کر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی (یعنی خلافِ اولیٰ) ہے، وجہِ کراہت میں دو قول ہیں: پہلا: محراب میں کھڑے ہونے سے دونوں طرف کے مقتدیوں پر امام کی حالت مشتبہ رہتی ہے، اس بناء پر اشتباہ نہ ہونے کی صورت میں کوئی کراہت نہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وهو مختار ابن الهمام وصاحب الحلية.

دوسرا: اہلِ کتاب سے تشبہ، اس بناء پر جانبین میں مقتدیوں کے لیے کوئی اشتباہ نہ ہونے کے باوجود امام کا محراب میں قیام مکروہ تنزیہی ہے، وهو قول الأكثر۔ البتہ جگہ کی تنگی وغیرہ کسی عذر کی وجہ سے ہو تو بالاتفاق کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں ہے۔

وقيام الإمام في المحراب لا سجوده فيه، وقدماه خارجه؛ لأن العبرة للقدم مطلقاً وإن لم يشتبه حال الإمام إن علل بالتشبه، وإن بالاشتباه ولا اشتباه فلا اشتباه فى نفى الكراهة (درمختار) قال الشامى: صرح محمد فى الجامع الصغير بالكراهة ولم يفصل فاختلف المشائخ فى سببها الخ (درمختار مع الشامی ۱/ ٤٧٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

محراب کے مقابل قرآن رکھنا

سوال: امام جہاں کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے اس کے سامنے محراب میں بالکل سینے کے مقابل قرآن رکھا رہتا ہے تو کیا اس میں اللہ کے غیر کے ساتھ مشابہت تو نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

اس میں کوئی کراہت نہیں۔

ولا يكره صلوة الى ظهر قاعد او قائم ولو يتحدث الااذا خيف الغلط بحديثه ولا الى مصحف او سيف مطلقا (در مختار)

وفى شرح المنية وجه عدم الكراهة ان كراهة استقبال بعض الاشياء باعتبار التشبه بعبادها والمصحف والسيف لم يعبدهما احد (در مختار

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مع الشامی ۱/ ۴۸۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۹/ رجب المرجب ۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

لنگی یا پائجامہ ٹخنوں سے نیچے ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی

(سوال): ٹخنے سے نیچے لنگی یا پائجامہ لٹک رہا ہے اور اس حالت میں نماز ادا کی گئی، امام نے پڑھائی ہو یا مقتدی نے پڑھی ہو تو نماز پر کیا اثر انداز ہوگا؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

''ابوداؤد شریف'' میں روایت ہے کہ ایک شخص لنگی ٹخنے سے نیچے کئے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ جاؤ وضو کرو، وہ گیا، اور وضو کر کے آیا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ وضو کرو، وہ گیا اور وضو کر کے آیا، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جاؤ وضو کرو، وہ گیا اور وضو کر کے آیا، تو ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کو وضو کرنے کا حکم کیوں دیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ٹخنوں سے نیچے لنگی کئے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا، اور اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے آدمی کی نماز قبول نہیں فرماتے جو ٹخنے سے نیچے لنگی (یا پائجامہ) باندھے ہوئے ہو۔ (ابوداؤد ۱/ ۹۳)

حدیث پاک میں بحالت نماز سدل کی ممانعت آئی ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

سدل کا اطلاق اسبالِ ازار پر بھی ہوتا ہے، اور سدل کے متعلق فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ مکروہِ تحریمی ہے۔

وکرہ (سدل) تحریماً للنھی (ثوبہ) (در مختار علی ھامش الشامی ۱/ ۴۷۲)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وقد يطلق السدل على اسبال الازار ايضاً وهو ظاهر عبارات الفقهاء رحمهم الله ولهذا لم يذكر اسبال الازار مستقلاً فى المكروهات.

(معارف السنن٣ / ٣٦١)

اس لیے اگر کسی نے ایسی حالت میں نماز پڑھی یا پڑھائی کہ لنگی یا پائجامہ ٹخنے سے نیچے لٹک رہا ہے تو وہ نماز مکروہِ تحریمی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

جیب میں تصویر رکھ کر نماز پڑھنا

سوال: تصویر ذی روح کو موڑ کر جیب میں رکھنے سے نماز میں خرابی آئے گی؟ اور کیا وہ حدیث میں مذکورہ وعید میں داخل ہوگا کہ فرشتے ایسی جگہ داخل نہیں ہوتے؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

نماز میں کراہت نہیں آئے گی۔ لا المستتر بكيس أو ثوب الخ (درمختار) اگر بطور تعظیم رکھی ہے، تو وعید میں شامل ہوگی۔ کما يستفاد من الشامي (١/ ٤٧٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تصویر والی گھڑی پہن کر کیا نماز ہوگی؟

سوال: اکثر ہاتھ کی گھڑیوں میں کسی پرند کی شکل بنی رہتی ہے، ایسی گھڑی ہاتھ میں ہو تو نماز ہوگی یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز بہر حال صحیح ہو جائے گی، اب اگر تصویر اتنی چھوٹی ہے کہ زمین پر رکھ دو تو کھڑے ہو کر نہ دکھائی دے تو مکروہ بھی نہیں ہے۔ (عموماً گھڑیوں میں ایسی ہی چھوٹی ہوتی ہے) ورنہ مکروہ ہے۔ (درمختار مع الشامی ۱/۶۴۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا

سوال: چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ چین والی گھڑی پہن کر نماز مکروہ ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر چین (پٹہ) سونے یا چاندی کا نہیں ہے، تو نماز مکروہ نہ ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ کراچی ۱۹/ ۳۶۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نماز میں گھڑی دیکھنا

سوال: حالت نماز میں گھڑی دیکھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر حالت نماز میں گھڑی دیکھنے سے فعلِ کثیر کا مرتکب نہیں ہوا ہے، تو نماز فاسد نہیں ہوئی؛ البتہ مکروہ ہے۔ (کمایفهم من شرح المهذب للنووی ٤/ ٩٤،٩٣)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ولونظر إلىٰ مكتوب وفهمه فالصحيح أنه لاتفسد صلاته بالإجماع. (هدايه اولين ١٣٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نماز میں ستر کا حصہ کھلنے پر ناظر ومنظور کی نماز کا حکم

سوال: زید ایک نمازی آدمی ہے، اس سے اگلی صف میں عمر نماز پڑھ رہا ہے، عمر کا حالتِ صلوٰۃ میں ستر کا حصہ کھل جاتا ہے، تو زید کی نگاہ حالت صلاۃ میں عمر کے ستر کے اس مخصوص جگہ پر اچانک پڑگئی، یا وہ خود عمداً اپنی نگاہ ڈالتا ہے، تو صورت مذکورہ میں زید کی نماز ہوئی یا نہیں ہوئی؟ اور عمر کی نماز کا کیا حکم رہے گا؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

حالتِ نماز میں دوسرے نمازی یا غیر نمازی کے ستر پر نگاہ پڑ جانے سے، یا ڈالنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی؛ اگر چہ قصداً نگاہ ڈالنا گناہ ہے، رہا عمر جس کا ستر نماز میں کھل گیا تھا، اگر وہ کھلنا غیر اختیاری تھا اور تین تسبیحات پڑھ سکیں اس سے کم وقت کے لیے کھلا رہا، تو اس کی نماز بھی فاسد نہیں ہوئی، ورنہ فاسد ہوگئی۔ (شامی ۱/ ۳۰۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ شوال المکرم ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ایک رکن میں بار بار کھجلانا

سوال: ایک ہی رکن میں تین سے زائد مرتبہ ہاتھ چھوڑ کر کھجلانا یا کپڑے کو کھینچنا، کیا ان چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

تین دفعہ کھجلانے سے مطلقاً نماز فاسد نہیں ہوتی؛ بلکہ یہ اس وقت مفسد ہے کہ ہر دفعہ ہاتھ اٹھائے، اگر ہر دفعہ علیحدہ ہاتھ نہ اٹھائے؛ بلکہ ایک ہی دفعہ ہاتھ اٹھا کر تین دفعہ کھجلایا تو نماز فاسد نہ ہوگی؛ نیز اگر ایک بار کھجلانے کے بعد بقدرِ رکن، یعنی: تین بار ''سبحان ربي الأعلى'' کی مقدار تک توقف کے بعد کھجلایا، تو اس طرح تین بار کھجلانا بھی مفسد نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۳/ ۴۱۷)

بلاضرورت ایک بار بھی کھجلانا مکروہ تحریمی ہے اور نماز واجب الاعادہ ہے، اگر کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے کہ بدونِ کھجلائے نماز میں یکسوئی نہ ہو، تو ایک یا دو بار کھجلانا بلاکراہت جائز ہے اور تین بار اس طرح کھجلانا کہ درمیان میں بقدرِ رکن توقف نہ ہو؛ بہر حال مفسد نماز ہے، اگرچہ ضرورت ہی سے ہو۔ (ایضاً ۳/ ۴۱۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نماز میں بوقت ختمِ قرآن دعائے ماثورہ پڑھنے کا حکم

سوال: اگر امام نے تراویح میں ختم قرآن کے وقت اخیری رکعت میں سورۃ الناس پڑھنے کے بعد متصلاً دعائے ماثورہ جو سورۃ الناس کے بعد لکھی ہوئی ہوتی ہے، یعنی اللھم آنس وحشتي في قبري الخ کو پڑھا پھر اس کے بعد متصلاً ﴿الم ذلك الكتاب﴾ سے دوسری مرتبہ قرآن شروع کرکے پہلا رکوع پورا کرکے رکوع میں گیا تو کیا اس طرح پڑھنے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں ہوگی؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ختمِ قرآن کی جو صورت دریافت فرمائی ہے اس میں نماز فاسد نہیں ہوگی، اس لیے اللهم اٰنس وحشتي الخ والی دعا ماثور ہے؛ البتہ نماز میں حالت قیام میں اس کو نہ پڑھنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

خانۂ کعبہ وغیرہ کی تصویر والے مصلیٰ پر نماز پڑھنا

سوال: ایسے جائے نماز جس میں کعبۃ اللہ یا مدینۃ المنورہ یا بیت المقدس یا بزرگانِ دین کے مزارات کی تصویر، یا عکس بنی ہوئی ہو، اس پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جواز کا عدم جواز کا؟ زید کہتا ہے جواز وعدمِ جواز کا مسئلہ معلوم نہیں؛ البتہ بے ادبی اور بے حرمتی ہوتی ہے؛ کیوں کہ پاؤں کے نیچے ہوتی ہے، یہ تصویر یا عکس جو جائے نماز میں بنایا گیا ہے یہ یہود ونصاریٰ کی سازش ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس پر نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور بے ادبی اور بے حرمتی ہوتی ہے یا نہیں؟ جوابِ شافی سے مدلل سمجھائیں، اگر بے حرمتی ہوتی ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس قسم کی جائے نماز پر نماز پڑھنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔

في غنية المستملي: وأما صورة غير ذي روح، فلا خلاف في عدم كراهة الصلوٰة عليها، أو إليها (۳۱٤)

اور اس تصویر سے خانۂ کعبہ کی تعظیم میں کوئی فرق نہیں آتا؛ کیوں کہ تصویر کا حکم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عین شئ کا نہیں ہوتا، دوسرے خود خانۂ کعبہ میں جب نماز پڑھی جاتی ہے، تو وہاں بھی زمین پیروں کے نیچے ہوتی ہے، جب وہ تعظیم کے منافی نہیں تو تصویر کا پیروں کے نیچے ہونا بطریقِ اولیٰ تعظیم کے منافی نہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۷/۱۱۱ بحذف یسیر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

گرم ٹوپی میں پیشانی چھپا کر نماز پڑھنا

سوال: عام طور پر سردی کی موسم میں لوگ سر پر گرم ٹوپی پہنتے ہیں، جس سے پیشانی بھی چھپ جاتی ہے تو کیا نماز کے لیے پیشانی کو کھولنا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر بغیر پیشانی کھولے نماز پڑھ لی تو نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس طرح نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے؛ البتہ اگر سخت سردی کی وجہ سے ایسا کیا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

ویکره السجود علی کور عمامته من غیر ضرورة حر أو برد الخ (مراقي الفلاح) الظاهر أن الکراهة تنزیهیة الخ (طحطاوی علی مراقي الفلاح ١٩٥)

کما یکره تنزیها بکور عمامته إلا بعذر (در مختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸/ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

کسی آنے والے کی خاطر رکوع یا سجدہ کو طویل کرنا

سوال: امام صاحب نماز کے دوران کسی آنے والے کی آہٹ سن کر یا کسی کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جماعت خانہ کا دروازہ کھولنے کی آواز سن کر قرأت، رکوع یا قعدۂ اخیرہ کو لمبا کرے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ یہاں ایک امام صاحب نے بتایا کہ اس طرح کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

کسی آنے والے کی خاطر رکوع یا قرأت یا قعدۂ اخیرہ کو طویل کرنا اس صورت میں مکروہ تحریمی ہے جب کہ امام اس کو پہچان کر تعلق کے لحاظ سے ایسا کرے، نماز پھر بھی فاسد نہ ہوگی؛ لیکن اگر امام نے اس کو پہچانا نہیں ہے؛ بلکہ محض اس لیے ایسا کیا کہ آنے والے نمازی کو رکعت یا نماز ملنے میں اعانت ہو تو کوئی حرج نہیں بلکہ باعثِ اجر ہے۔

درمختار میں ہے: وکرہ تحریما إطالۃ رکوع أو قراءۃ لادراک الجائی الخ (شامی ۱ / ۳٦٦،۳٦٥) البتہ اس بات کا خیال رہے کہ یہ طویل کرنا ایک دو تسبیح کی مقدار سے زیادہ نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

دوسرے سلام کے بغیر نماز ختم کرنا

سوال: نماز پوری کرتے وقت دونوں سلام کہنے کی جگہ ایک سلام کر کے نماز پوری کرے تو نماز میں کوئی خرابی ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

دوسرا سلام بھی واجب ہے، اس لیے صورتِ مسئولہ میں نماز لوٹانا واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قطرہ روکنے کی غرض سے عضوِ مخصوص کو باندھ کر نماز پڑھنا

سوال: بیوی سے بوس وکنار کی وجہ سے (شہوت رفع ہوجانے کے بعد بھی اور پیشاب کرنے کے بعد بھی) مذی کا قطرہ نکل جانے کا خوف ہونے کی وجہ سے عضو کو کپڑے وغیرہ سے باندھ دیا؛ تاکہ قطرہ نہ نکلے، تو اس صورت میں نماز باجماعت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ یہی صورت اگر امام کو پیش آئے، تو وہ یہ تدبیر کر کے نماز پڑھا سکتا ہے نہیں؟ سلسل البول والا اس تدبیر کو اختیار کرنے کے بعد بے عذروں کو نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر ایسا کرنے سے قطرہ باہر نہیں نکلتا، تو نماز درست ہوجاوے گی اور اندیشہ ہونے کی صورت میں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، ایسا آدمی نماز پڑھا سکتا ہے؛ البتہ عمومی حالت اس قسم کی ہوگئی ہے، تو امامت کی ذمہ داری دوسرے کے حوالہ کردے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/شوال المکرم ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

مذی کو روک کر نماز پڑھنا

سوال: زید نے اپنی بیوی سے بوس وکنار کی، جس کے نتیجہ میں مذی کا اخراج شروع ہوا، اتنے میں ظہر کی اذان ہوگئی، زید جماعت کی نماز کے لیے جانا چاہتا ہے؛ لیکن اسے یقین ہے کہ مذی کا اخراج نماز میں بھی جاری رہے گا (باوجودیکہ استنجاء بھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرلے) اگر زید نے کپڑے وغیرہ سے عضو کو باندھ کر مذی کا اخراج روک دیا، تو اب وہ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر نماز قضاء ہونے کا یقین ہو تو اس ترکیب سے مذی کو روک کر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر زید نے کسی تدبیر سے مذی کا نکلنا روک دیا ہے، تو اس کی نماز درست ہوجائے گی۔ وإن خرج البول إلى قصبة الذكر لا ينتقض (السعاية ١/٢٠٣)

اگر نماز قضاء ہوجانے کا یقین ہے تو اس تدبیر کو اختیار کرنے میں حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۰۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

امام نے صرف ایک سجدہ کیا تو نماز کا اعادہ ہے

سوال: گجرات کے ایک امام ہیں اور انہوں نے جمعہ کی دو رکعت نماز میں پہلی رکعت میں ایک سجدہ کیا، اور بعد میں ہم نے ان کو لقمہ دیا؛ مگر انہوں نے دوسرا سجدہ نہیں کیا، اب وہ بول رہے ہیں کہ نماز صحیح ہوئی اور ہم لوگ کہہ رہے ہیں کہ نماز کو دہرانا پڑے گا، تو اب ان دونوں صورتوں میں کونسی صورت صحیح ہے اور کونسی غلط؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر امام کو اس بات کا یقین ہے کہ اس نے دونوں سجدے کئے ہیں تو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے، اور اگر ایسا نہیں ہے تو نماز لوٹائی جائے، چوں کہ نماز جمعہ تھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جس کا وقت اب نہیں رہا، اس لیے اگر لوٹانا پڑے تو ظہر پڑھی جائے گی۔

واختلف الإمام والقوم فلو الإمام على يقين لم يعد وإلا أعاد بقولهم. (درمختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/شوال ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

حالت سجدہ میں بوجہ عذر انگلیوں کا بطن زمین پر نہ رکھنا

سوال: زید ایک معمر شخص ہے، برسوں پہلے ٹرک حادثہ میں دونوں پاؤں میں سخت ایذاء ہوئی تھی، ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں، اس حادثہ سے شفایاب ہوا؛ لیکن حادثہ کے بعد نماز پڑھنے کی حالت بدل گئی، کبھی تراویح میں دراز نمازیں بیٹھ کر پڑھتا ہے، حالت مرض کی ایک عادت یہ بھی رہ گئی ہے کہ ہر رکعت میں پہلے سجدہ میں دونوں پاؤں کی انگلیاں زمین سے مس ہوتی ہیں اور کبھی ایک پاؤں کی انگلیوں کا بطن زمین سے لگتا ہے اور دوسرے پاؤں کی انگلیوں کی پشت زمین سے لگتی ہے، اگر وہ چاہے تو دونوں پاؤں کی انگلیوں میں سے ہوسکے اتنی انگلیوں کا بطن زمین سے لگا سکتا ہے، اور دوسرے سجدہ میں دونوں پاؤں کی انگلیوں کی پشت زمین پر ہوتی ہے ہر حالت میں چاہے زمین پر باطن انگشتان لگے یا پشت انگشتان لگے دونوں پیروں میں سے ایک بھی زمین سے مرتفع نہیں ہوتا، یعنی زمین سے اونچا نہیں ہوتا، اب جو انگلیاں برابر رکھنے کی کوشش کرتا ہے تو تعداد رکعت فراموش ہو جاتی ہے، مسئلہ کی لاعلمی کی وجہ سے اٹھائیس سال سے اسی طرح نماز پڑھتا ہے، المختصر یہ کہ: حالت سجدہ میں دونوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پیروں یا ایک پیر کی انگلیوں کا بطن گاہے زمین پر ہوتا ہے گاہے نہیں ہوتا؛ بلکہ انگلیوں کی پشت زمین پر ہوتی ہے، تو اس صورت میں قیام ترک ہوتا ہے یا نہیں؟ اب زید کی نمازیں صحیح ہوئیں یا نہیں؟ اگر خدا نہ کرے صحیح نہیں ہوئیں تو کیا قضا کرنا پڑے گی؟ جواب تشفی بخش تحریر فرمایئے جس سے دل کو تسلی ہو اور امید نہ ٹوٹے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حالت سجود میں پاؤں کی انگلیوں کا بطن زمین پر رکھتے ہوئے ان کے سروں کو قبلہ کی طرف کرنا سنت ہے، اور بلا عذر پشتِ قدم کو رکھنا مکروہ ہے؛ لیکن اگر عذر کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے (جیسا کہ سوال میں مذکور ہے) تو کراہت بھی نہیں ہے۔

ویستقبل باطراف أصابع رجلیه القبلة، و یکره إن لم یفعل ذلك کما یکره لو وضع قدماً و رفع اخری بلا عذر(درمختار)(قوله ویکره إن لم یفعل ذلك) کذا فی التجنیس لصاحب الهدایة، وقال الرملی فی حاشیة البحر: ظاهره أنه سنة وبه صرح فی زاد الفقیر اھ قلت: ونقل الشیخ اسماعیل التصریح بأنه سنة عن البرجندی والحاوی ومثله فی الضیاء المعنوی والقهستانی عن الجلابی، وقال فی الحلیة: ومن سنن السجود أن یوجه أصابعه نحو القبلة الخ (شامی ۱/ ۳۷۲)فهذا صریح فی اعتبار وضع ظاهر القدم، وانما الکلام فی الکراهةبغیر عذر الخ (شامی۱/ ۳۶۹)

لہٰذا زید کی تمام نمازیں درست ہوگئیں اور کراہت بھی نہیں آئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ رجب ۱۴۱۱ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بعد نماز منی کا دھبہ دیکھنا

سوال : ایک صاحب نے نماز فجر پڑھ لی بعدہ پیشاب کے لیے گیا اس وقت کپڑے پر منی کا دھبہ دیکھا لیکن احتلام کا ہونا یاد نہیں تو نماز کا اعادہ کرنا چاہیے یا نہیں؟

الجواب : حامداً و مصلیاً و مسلماً

غسل کر کے نماز کا اعادہ کرے کپڑے بھی پاک کر لے۔ (درمختار شامی ۱/۱۲۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ جمادی الاول ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

باب الوتر

ائمۂ حرم کی اقتدا میں وتر پڑھنا

سوال : ائمۂ حرم کے پیچھے وتر کی جماعت میں شریک ہونا کیسا ہے؟ اکثر اکابر کے متعلق تحقیق سے پتہ چلا کہ وہ حضرات شرکت نہیں فرماتے تھے، فقہائے احناف کی چند عبارات سے شبہ ہوا کہ جب خود احناف کے بڑے حضرات اس کی اجازت دیتے ہیں تو حرم کی جماعت سے محروم کیوں رہا جائے! وہ عبارات درجِ ذیل ہیں:

قال الامام ابوبکر الجصاص الرازی: یجوز اقتداء الحنفی بمن یسلم علی الرکعتین فی الوتر و یصلی معه بقیة الوتر؛ لان امامه لایخرج بسلامه عنده؛ لانه مجتهد فیه (البنایة شرح الهدایة ۳ /۴۱، باب صلوة الوتر)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قال العلامة محمد أنور شاه الكشميری: نعم لو اقتدی خلف الشافعی علی الرکعة الثانیة کما هو مذهبهم ثم أتم الوتر الحنفی عند أبی بکر الرازی وابن وهبان الخ(عرف الشذی،باب ماجاء فی فصل الوتر ۱/ ۱۰۴)

قال الشیخ محمد یوسف بنوری: نعم لو اقتدی حنفی بشافعی فی الوتر و سلم ذلك الشافعی الامام علی الشفع الاول علی وفق مذهبه ثم اتم الوتر صح وتر الحنفی عند ابی بکر الرازی و ابن وهبان.

(معارف السنن ٤/ ١٧،باب ماجاء فی الوتر)

فتاوی حقانیہ میں ہے: ”اسی طرح اگر وتر بالتسلیمتین یعنی دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر وتر پورا کرے، تو امام ابو بکر الجصاص اور متأخرین فقہاء کے ہاں اقتداء درست ہے اور یہی ترجیح حالات کی مقتضی ہے۔ (فتاوی حقانیہ ۳/ ۲۴۲)

حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب بلندشہری رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی ان کے صاحبزادے مولانا عبد الرحمن کوثر صاحب مدظلہ نے نقل فرمایا ہے کہ والد صاحب سے جب کوئی استفتاء کرتا تھا کہ حرمین شریفین میں تراویح کے بعد جو وتر کی نماز پڑھائی جاتی ہے وہ دو سلام کے ساتھ ہوتی ہے، کیا ان کے ساتھ پڑھ لی جائے یا اپنی الگ اکیلے پڑھ لیں؟ تو فرماتے تھے: ”پڑھ لی جائے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح پڑھتے تھے۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس معاملہ میں اعتدال کے قائل تھے، فرمایا کرتے تھے: وتر کی نماز کا طریقہ احادیث میں کئی طریقہ سے وارد ہوا ہے۔

(ماہنامہ ”البلاغ“ خصوصی اشاعت بیاد حضرت رحمۃ اللہ علیہ، ص ۳۵)

اس سلسلہ میں تفصیلی بحث فرما کر مسئلہ کی وضاحت فرمائیے کہ اب یہ مسئلہ لاکھوں حنفیوں کی ضرورت بن گئی ہے، اگر آپ کا فتوی جواز کا ہے تو مزید چند امور کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وضاحت ضروری ہے:

(الف) کیا حنفی مقتدی دو رکعت پر سلام پھیر دے یا بغیر سلام کے تین رکعت پوری کرے؟

(ب) دعائے قنوت میں ہاتھ اٹھا کر آمین کہے یا بغیر ہاتھ اٹھائے؟

اگر آپ کا فتوی عدمِ جواز کا ہو تو کیا دو رکعت کی نفل نیت سے امامِ وتر کی اقتداء صحیح ہے؟ بعض حضرات دو رکعت نفل کی نیت سے پڑھ کر سلام پھیر دیتے ہیں، پھر بیٹھے رہتے ہیں اور دعا میں شامل ہو جاتے ہیں؛ مگر بعض حضرات کی رائے ہے کہ دو رکعت کی نفل نیت سے اقتداء صحیح نہیں ہونی چاہیے؛ کیوں کہ امام تین رکعت کی نیت کرتا ہے اور نفل کی تین رکعتیں نہیں، اسی لیے مغرب کی نماز میں امام کے پیچھے وہ مقتدی جو فرض سے فارغ ہو نفل کی نیت سے اقتداء نہیں کر سکتا، کونسی رائے صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

فتاویٰ رحیمیہ میں ہے: ”صحیح قول یہ ہے کہ اگر شافعی امام وتر دو سلام سے ادا کرے تو حنفی مقتدی اس کی اقتداء نہ کرے، اسی میں احتیاط ہے۔ وان لا يقطع وتره بسلام على الصحيح (طحطاوی باب الوتر ص۱۲۰) (فتاوی رحیمیہ قدیم ۶/ ۴۱۵)

خیر الفتاوی میں ہے: جو ائمہ دو رکعت پر سلام پھیر کر ایک رکعت الگ پڑھتے ہوں ان کی اقتدا میں وتر نہ پڑھا کریں، ایسی صورت میں اگر اپنے ساتھی موجود ہوں اور کسی طرح نامناسب نہ ہو تو الگ جماعت کر لیا کریں؛ ورنہ اکیلے اکیلے حسبِ معمول وتر پڑھ لیا کریں۔ (خیر الفتاوی ۲/ ۵۱۷، ۵۱۸)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عمدۃ الفقہ ۲/ ۲۹۵ میں یہی لکھا ہے جو اوپر گذرا۔

آپ نے سوال میں جو عبارتیں بنایہ، عرف الشذی اور معارف السنن کے حوالے سے نقل فرمائی ہیں، ان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ اور ابنِ وہبان رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اقتداء درست ہے؛ مگر احناف کے بڑوں نے سوائے ''صاحبِ رسائل الارکان'' اس قول کو اصح قرار دے کر اس پر فتویٰ نہیں دیا؛ بلکہ اس کے خلاف قول یعنی ایسے امام کی اقتداء درست نہ ہونے کی تصحیح کی ہے، کتبِ فقہ سے چند عبارتیں نقل کی جاتی ہیں:

ودلت المسئلة على جواز اقتداء بالشافعية اذا كان يحتاط فى موضع الخلاف بان كان (الى قوله)لا يقطع وتره بالسلام هو الصحيح.
(البحر الرائق ۱/ ۱۷۱)

فتح القدیر میں ہے: و ما ذكرفى الارشاد لا يجوز الاقتداء فى الوتر باجماع اصحابنا؛ لانه اقتداء المفترض بالمتنفل يخالفه ماتقدم من اشتراط المشايخ فى الاقتداء بشافعى فى الوتر ان لا يفصله بانه يقتضى صحة الاقتداء عند عدم فصله(فتح القدير۱/ ۴۳۷)

تنویر الابصار کی عبارت'' و صح الاقتداء فيه بشافعى لم يفصله بسلام على الاصح'' کے ذیل میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: خلافاً لما قاله الرازى من أنه يصح و أن فصله ويصلى معه بقية الوتر(شامی۲/ ۴۴۴)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ''خلافاً'' کہہ کر امام ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل فرمایا، تصحیح نہیں فرمائی۔

''طحطاوی علی الدر المختار'' میں ''تنویر الابصار'' کی مذکورہ عبارت کے ذیل میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لکھا ہے:

وقد اشار الشارح الی رد قول الرازی بقوله سابقاًفی اعتقاده فی الاصح فان کلام الرازی مبنی علی ان المعتبررأی الامام وهو ضعیف.

(طحطاوی علی الدر المختار۱/ ٤٤٤)

مذکورہ عبارتوں میں حضراتِ فقہاء کا امام ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تصحیح نہ کرنا اوراس کے خلاف قول کی تصحیح کو برقرار رکھنے کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ اقتداء نہ کی جائے۔ کسی مسئلہ میں فقہاء کے دوقول ہوں ایک کی تصحیح کی گئی ہو، دوسرے کے بارے میں فقہاء ساکت ہوں تو تصحیح شدہ قول کو ترجیح ہوا کرتی ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وحیث ماوجدت قولین وقد صحح واحد فذاك المعتمد(شرح عقود رسم المفتی ص:۱۵۸)

متی اختلف فی المسئلة فالعبرة بما قاله الاکثر"بیری"من قاعدة الاصل الحقیقة (العقود الدریة ۱/ ٤)

رہا ابن وہبان کا حوالہ! واضح ہو کہ "منظومہ ابن وہبان" کے شارح خود اس مسئلہ میں ماتن کے خلاف ہیں جیسا کہ علامہ طرسوسی رحمۃ اللہ علیہ کے نقد کرنے سے معلوم ہوتا ہے، منظومہ ابن وہبان میں ہے:

ولو حنفی قام خلف مسلم		بشفع ولم یتبع وثم فموتر

ابن الشحنا نے اس شعر کی شرح بایں الفاظ کی ہے:

الاولیٰ لو اقتدی حنفی فی الوتر بشافعی او بغیر ممن یسلم علی رأس الرکعتین صح اقتدائه؛ و لکن اذا سلم امامه علی رأس الرکعتین لایسلم الحنفی معه ویصلی معه بقیة الوتر؛ لان امامه لم یخرج بالسلام

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عن صلاته عنده لانه مجتهد فيه كما لو اقتدى بامام قد رعف و يرى الامام انه لاينتقض وضوئه صح اقتدائه به؛ لانه مجتهد فيه، فطهارته صحيحة، ذكر ذالك الرازى فى شرحه.

اس کے بعد علامہ طرسوسی رحمۃ اللہ علیہ کا نقد بیان کیا ہے، ملاحظہ ہو:

وقال الطرسوسى فيه نظر، فان القاطع للتحريمة وجد وهو السلام بين الركعتين والثالثة وصلاة المأموم مبنية على صلاة الامام فكيف يحسن ان يقال انها تامة وقال انقطعت بالسلام وا يضاً فالوتر عند الشافعى بالثالثة وعندنا بالثلاث، وقال:انه لم ير من الاصحاب من اشفى الصدر بالكلام على هذاالموضع، وقال غيره:لايصح الاقتداء فى فصل الرعاف قيل وبه قال الاكثر(شرح منظومة ابن وهبا ن ص/٦٣)

آپ نے سوال میں علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریرِ ترمذی "العرف الشذی" اور حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی شرح ترمذی "معارف السنن" کا حوالہ تحریر فرمایا ہے، ان دونوں حضرات نے بھی اس مسئلہ میں منظومہ ابن وہبان کے مذکورہ شعر کو استدلال میں پیش فرمایا ہے، ملاحظہ کیجیے: جامع الترمذی مع العرف الشذی ص/ ۱۰۴، معارف السنن شرح سنن الترمذی ۴ / ۱۷۰۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ اپنی کتاب میں اقتداء کا جواز بحوالۂ امام ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ وابن وہبان تحریر فرمایا ہے؛ مگر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا عمل اس پر نہیں، یعنی حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ ائمۂ حرم کی اقتداء میں وتر پڑھنے پر اصرار نہیں کرتے تھے جیسا کہ حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مفتیٔ اعظم ہند کے ایک ملفوظ سے معلوم ہوتا ہے، ملفوظِ گرامی من وعن نقل کر رہا ہوں؛ تا کہ دیگر اکابر کا عمل (در بابِ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وتر ائمۂ حرم کی اقتداء میں) معلوم ہو، ارشاد فرمایا:

ایک سال حضرت شیخ الحدیث (مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ) کی معیت میں رمضان شریف مکہ مکرمہ میں گذارا، وہاں ہم لوگ تراویح تو حرم شریف میں امام کے پیچھے جماعت سے پڑھ لیتے کہ تراویح تمام ائمہ کے نزدیک ایک ہی طرح پڑھی جاتی ہے؛ مگر وتر کی جماعت اپنی حرم شریف ہی میں الگ کرتے تھے؛ اس لیے کہ اہلِ حرم وتر دو سلام سے پڑھتے تھے اور ہم ایک سلام سے۔ کچھ دن بعد ہم لوگوں کو حرم شریف میں وتر کی جماعت الگ کرنے سے منع کر دیا گیا، اب حضرت شیخ تو تراویح پڑھ کر حرم سے باہر تشریف لے جاتے اور قیام گاہ پر وتر جماعت سے ادا فرماتے اور میں حرم شریف ہی میں تنہا وتر بغیر جماعت کے پڑھ لیتا، ایک روز میری موجودگی میں حضرت شیخ نے مولانا یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مولانا آپ کا کیا ذوق ہے؟ وتر کی نماز تنہا حرم شریف میں پڑھنا پسندیدہ ہے یا حرم سے باہر جماعت سے پڑھنا پسندیدہ ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جماعت سے پڑھنا پسندیدہ ہے گو حرم سے باہر ہی ہو، اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو حرم شریف میں تنہا وتر پڑھنا پسند کرتے ہیں، اس کے بعد حضرت دام مجدہ نے فرمایا کہ میں پھر بھی تنہا حرم شریف ہی میں وتر پڑھتا رہا، اس لیے کہ حرم شریف کی فضیلت بہت بڑی ہے؛ مگر حضرت مولانا یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ وتر کی جماعت صرف رمضان میں ہوتی ہے، غیرِ رمضان میں وتر جماعت سے نہیں پڑھی جاتی، اس لیے جماعت سے پڑھنا افضل ہے گو حرم سے باہر ہی ہو۔ (ملفوظاتِ فقیہ الامت، قسط ۱/ ۱۳۸)

حرم کی جماعتِ تراویح کے بعد وتر پڑھنے کے لیے باہر جانے میں بھیڑ بھاڑ کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وجہ سے دقت یا تہمت کا اندیشہ ہے یا صفوف کی ترتیب میں خلل ہوتا ہے اور حرم شریف کی جماعت میں شرکت کا شوق ہی ہے جیسا کہ آپ کے الفاظ ''حرم کی جماعت سے محروم کیوں رہا جائے'' سے ظاہر ہوتا ہے، تو حضرت اقدس مفتی نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی پر عمل کر لیجیے، فرماتے ہیں: ''اگر ان کے ساتھ وتر میں (دو رکعت پر سلام پھیرنے والے حضرات کی) جماعت میں شریک ہونا ہی پڑے تو دو رکعت نفل کی نیت کر کے شریک ہوں اور دوسری رکعت کے سلام پر اپنی یہ نماز ختم کر دیں اور پھر مستقل دو رکعت نفل کی نیت کر کے شریکِ جماعت ہو جائیں اور جب امام سلام پھیرے تو اپنی ایک رکعت مثلِ مسبوق کے پوری کر لیں''۔ (نظام الفتاوی، جدید ترتیب، جلد ۵، جزء ۱/ ۲۱۷) یہ چار رکعت نفل شمار ہوگی، وتر بعد میں پڑھنی ہوگی۔

الحاصل مسئلۂ وتر عبادات سے متعلق ہے، عبادات میں احتیاط کا پہلو ملحوظ رکھا جاتا ہے؛ اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ وتر میں دو رکعت پر سلام پھیرنے والے امام کی اقتداء نہ کی جائے جیسا کہ فتاوی رحیمیہ کے حوالہ میں گذرا؛ لیکن اگر کوئی ایسے امام کی اقتداء کرے تو اس کے ساتھ تشدد نہ برتے؛ اس لیے کہ بعض علماء نے وتر میں اقتداء کے جواز کا بھی فتوی دیا ہے جیسا کہ آپ نے سوال میں تحریر فرمایا ہے؛ نیز صاحب رسائل الارکان مولانا عبدالعلی محمد بحر العلوم نے امام ابوبکر رازی کے قول کو ''وھو المختار'' تحریر فرمایا ہے۔ دیکھئے: رسائل الارکان ص/ ۱۰۸، مطبوعہ مطبع یوسفی، لکھنو۔

حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ مفتیٔ اعظم برما نے بھی جواز کا فتوی دیا ہے۔ ملاحظہ کیجیے: مرغوب الفتاوی ۲/ ۴۶۷، رسالہ ''حرمین میں وترِ حنفی''۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(ج) دو رکعت نفل کی نیت سے شرکت کی تفصیل اوپر نظام الفتاوی کے حوالہ سے گذر چکی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: عبدالقیوم راجکوٹی
الجواب صحیح: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ائمۂ حرم کی اقتدا میں وتر پڑھنا

سوال: رمضان شریف میں بہت سے حنفی حضرات حرمین شریفین عمرہ وزیارت کے لیے تشریف لے جاتے ہیں، حرمین شریفین میں ائمۂ کرام جو وتر پڑھاتے ہیں تو دو رکعت پر سلام پھیر کر الگ سے ایک رکعت اَور پڑھتے ہیں، کیا حنفی حضرات وتر میں ان کی اقتدا کرے؟ اگر جواب اثبات میں ہو تو کیا طریقہ ہوگا مقتدی کے لیے اقتدا کا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر امام وتر کی نماز فصل بالسلام سے ادا کرتا ہے تو حنفی حضرات کو چاہیے کہ ان کی اقتدا نہ کریں۔

(وصح الاقتداء فيه)(أي الوتر)ففي غيره أولىٰ إن لم يتحقق منه ما يفسدها في اعتقاده في الأصح، كما بسطه في البحر بشافعي، مثلا لم يفصله بسلام، لا إن فصله على الأصح فيهما. (درمختار)(قوله على الأصح فيهما) أي في جواز أصل الاقتداء فيه بشافعي، وفي اشتراط عدم فصله. (شامي ١/٤٩٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ٦/ جمادی الاخریٰ ١٤٢٠ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اول شب میں قبل الوتر تہجد

سوال: اگر کوئی بیدار نہ ہو سکنے کی مجبوری سے تہجد اول شب میں پڑھنا چاہے تو بعد الوتر پڑھے یا قبل الوتر؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

قبل الوتر پڑھے۔

وتاخير الوتر إلى آخر الليل لواثق بالانتباه وإلا فقبل النوم (در مختار)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

دیر سے رمضان کا ثبوت ہوا تو وتر کا اعادہ نہیں

سوال: عشاء کی نماز و وتر پڑھ لینے کے بعد دیر سے رمضان کے چاند ہونے کی خبر پہونچی، تو کیا تراویح پڑھنے کے بعد وتر کو دوبارہ جماعت سے پڑھا جائے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس صورت میں وتر کا اعادہ نہیں ہے۔

قال في التنوير: ووقتها بعد صلوٰة العشاء قبل الوتر وبعده (رد المحتار) (بحوالۂ احسن الفتاوی ۳/۴۹۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حنفی کا وتر کی نماز میں شافعی امام کی اقتداء کرنا

سوال: کوئی حنفی المسلک وتر کی نماز میں شافعی کی اقتداء کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کرسکتا ہے تو قنوت وغیرہ تمام میں امام کی اتباع کرے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر شافعی امام وتر کی تینوں رکعات ایک ہی سلام سے پڑھاتا ہے، درمیان میں بذریعۂ سلام فصل نہیں کرتا، تب تو حنفی کے لیے وتر میں شافعی کی اقتداء درست ہے، ورنہ نہیں۔ (درمختار والشامی: ۱/ ۴۹۵) اگر امام وتر میں بعد رکوع قنوت پڑھتا ہے تو اس میں امام کا اتباع کرے۔ (حوالۂ بالا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد خانپوری عفی عنہ، ۲۸/ ذوالحجۃ ۱۴۱۴ھ

دعائے قنوت پڑھے بغیر رکوع کرنا اور لقمہ دینے پر کھڑا ہونا

سوال: رمضان میں امام وتر کی نماز پڑھاتا ہوا اور اس نے بھول کر دعاء قنوت نہیں پڑھی اور رکوع میں چلا گیا، پھر لقمہ دینے کی وجہ سے کھڑا ہو گیا پھر واجب پورا کر کے رکوع کر کے نماز سجدۂ سہو کے ساتھ پوری کی تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز درست ہوگئی۔ لوسها عن القنوت فركع فانه لو عاد وقنت لا تفسد على الاصح. (شامی ۱/ ۵۵۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب صلاۃ المعذور

صاحبِ عذر کی تعریف اور اس کا حکم

سوال: اگر کسی کو بار بار ہوا خارج ہونے کا مرض ہو یا پیشاب کے قطرے ٹپکنے کا مرض ہو تو وہ شخص نماز اور قرآن کی تلاوت کس طرح کرے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر نماز کا پورا وقت اس طرح گذرتا ہے کہ اس میں ریح (ہوا) خارج ہوتے رہنے اور پیشاب کے قطرے ٹپکتے رہنے کی وجہ سے اس کو اتنا وقت نہیں ملتا جس میں وضو کرکے طہارت کے ساتھ نماز ادا کر سکے تو ایسا شخص شرعاً معذور کہلاتا ہے، ایک مرتبہ شرعاً معذور بن جانے کے بعد آئندہ پورے وقت میں ایک دفعہ عذر پایا جانا کافی ہے، زوالِ عذر کے لیے ضروری ہے کہ پورا وقت عذر سے کلیۃً خالی نکل جائے، ایسے صاحبِ عذر کے لیے ہر وقت فرض کے لیے وضوء کرنا ضروری ہے، اور اسی وضوء سے فرض، واجب، نفل جو چاہے وقت کے اندر پڑھ سکتا ہے۔ (شامی ۱/ ۲۲۳) (احسن الفتاویٰ ۲/ ۷۴۔۷۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سلس البول یا خروج ریح والے مریض کی نماز

سوال: بار بار پیشاب کے قطرے گرنا یا منی کا نکلنا یا ہوا کا نکلنا، اس مرض کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لیے نماز کے کیا مسائل ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر پوری ایک نماز کا وقت اس طرح گزر جائے کہ اس دوران پیشاب کے قطرے نکلنے یا ریح خارج ہونے کا سلسلہ اس طرح جاری رہے کہ درمیان میں اتنا وقت نہیں ملا کہ اس میں وہ اس نماز کے فرض پڑھ سکے، تو وہ شخص معذور ہے، ایسا آدمی ہر نماز کے وقت کے داخل ہونے پر ایک مرتبہ وضو کرلے اور نماز ادا کرے، چاہے اس کی بیماری کا یہ سلسلہ جاری ہو؛ البتہ اگر کوئی نیا ناقض وضو پیش آئے گا تو وضو ٹوٹ جائے گا، یہ مسئلہ مقامی عالم سے سمجھ لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

قیام، رکوع سے عاجز کس طرح نماز پڑھے؟

سوال: دینی کتاب ''رکنِ دین'' کے باب ۲۱ صفحہ ۱۸۵ میں بیمار کی نماز کے تعلق سے ایک سوال ہے: ''اگر ایک شخص نہ قیام پر قادر ہے نہ رکوع، سجود پر؛ مگر صرف بیٹھنے پر قادر ہے، یہ شخص کس طرح نماز ادا کرے؟

اس کا جواب کتاب میں اس طرح دیا ہے:

جواب: کہ یہ شخص بیٹھ کر سر کے اشارے سے نماز ادا کرے؛ مگر سجدہ کے لیے زیادہ جھکے، اگر رکوع وسجدہ کے جھکنے میں فرق نہ کرے گا تو نماز نہ ہوگی۔

برائے مہربانی ''بیٹھ کر'' لفظ کی تشریح کریں کہ آیا وہ شخص جو نہ مانڈی ڈال کر بیٹھ سکتا ہے، نہ پیر جوڑ کر قاعدہ میں بیٹھ سکتا ہے پیروں کے سوجن کی وجہ سے تو کیا وہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اسٹول، کرسی وغیرہ پر بیٹھ کر نماز ادا کر سکتا ہے؟ اور کیا اس کے لیے تکبیرِ تحریمہ کھڑے ہو کر ادا کرنا بالکل ضروری ہے یا بیٹھ کر ادا کر سکتا ہے؟ اس کے علاوہ اگر اور کوئی پابندی ہو تو ضرور تحریر فرما دیں، برائے مہربانی جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

عمدۃ الفقہ میں ہے: اگر قیام و رکوع و سجود سے عاجز ہے اور بیٹھنے پر قادر ہے تو بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے، اور اشارہ کی حقیقت سر کا جھکا دینا ہے، اور سجدہ کا اشارہ رکوع سے لازمی طور پر زیادہ نیچے کرے؛ مگر یہ ضروری نہیں، امکانی حد تک سر کو بالکل زمین سے قریب کر دے، مطلب یہ ہے کہ رکوع کے لیے تھوڑا جھکے اور سجدہ میں اس سے زیادہ جھکے؛ تاکہ سجدہ رکوع سے ممتاز ہو جائے، پس اگر رکوع و سجود برابر کرے گا تو نماز صحیح نہ ہوگی، اگر رکوع و سجود سے عاجز ہے یا صرف سجدہ نہیں کر سکتا اور قیام پر قادر ہے تو مستحب اور افضل یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے؛ کیوں کہ قربِ زمین کی وجہ سے اس میں سجدہ کے ساتھ زیادہ مشابہت ہے، اور اگر کھڑے ہو کر اشارے سے نماز پڑھے تب بھی جائز ہے۔ (عمدۃ الفقہ ۲/ ۴۰۳-۴۰۴)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی پیروں کے سوجن کی وجہ سے زمین پر نہیں بیٹھ سکتا تو اسٹول یا کرسی وغیرہ پر بیٹھ کر نماز ادا کر سکتا ہے، اور چوں کہ وہ سجدہ کرنے پر قادر نہیں ہے، اس لیے اس کے لیے تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر ادا کرنا ضروری نہیں؛ بلکہ بیٹھ کر بھی ادا کر سکتا ہے، اور یہی افضل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ رجب المرجب ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرسی پر نماز پڑھنے کا حکم
مساجد میں کرسیوں کے رواج کی قباحتیں

سوال: ایک آدمی کے گھٹنوں میں درد ہے اور وہ درد اس طرح ہے کہ وہ چل پھر سکتے ہیں، اور تکلیف اس طرح ہے کہ جب سجدہ میں جاتے ہیں تو گھٹنوں پر وزن آنے کی وجہ سے گھٹنوں میں درد ہوتا ہے؛ نیز اس درد کے بڑھ جانے کا بھی اندیشہ ہے، تو بندہ نے ان کو اس طرح جواب دیا کہ چوں کہ آپ چل پھر سکتے ہیں؛ نیز قیام اور رکوع دونوں فرض بھی ہیں، لہٰذا قیام و رکوع کر لیا جاوے اور جب سجدہ کا موقع آوے تو کرسی پر بیٹھ کر اشارہ سے سجدہ کر لیا جاوے۔

یہ جواب تو بندہ نے دیا، بعد میں ایک عالم صاحب کے سامنے یہ مسئلہ بندہ نے پیش کیا، تو انہوں نے بتایا کہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ لی جاوے؛ تو مجھے تنبہ ہوا، تو پوچھنا یہ ہے کہ ایسا آدمی کس طرح نماز ادا کر سکتا ہے؟ نیز میرے بتائے ہوئے جواب کے متعلق ان کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو ان نمازوں کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کا جدید مفصل فتوی کرسی پر نماز پڑھنے سے متعلق ''ماہنامہ البلاغ'' میں شائع ہوا ہے، اس میں ہے: ''جو شخص کھڑے ہونے پر قادر ہو اور سجدہ نہ کر سکتا ہو، اسے قراءت کھڑے ہو کر ہی کرنی چاہیے اور اگر رکوع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پر بھی قادر ہے تو رکوع بھی باقاعدہ کرنا چاہیے، البتہ سجدے کے وقت زمین پر بیٹھ جائے، اور اشارے سے سجدہ کرے۔ اس کے بعد اگر دوسری رکعت کے لیے اٹھنے پر قادر ہو تو دوسری رکعت کے لیے بھی اٹھ جائے، اور اگر اس میں سخت مشقت ہو تو باقی نماز بیٹھ کر اشارے سے ادا کرے۔ یہ صورت اس لیے راجح ہے کہ اس صورت میں تمام ائمہ اور فقہاء کے نزدیک اس کی نماز باتفاق ہو جائے گی۔

آگے فرماتے ہیں: اشارہ سے نماز پڑھنے کے لیے کرسی پر بیٹھنا اگر چہ بعض حالات میں جائز ہے، لیکن افضل نہیں ہے، اس لیے بلاضرورت اور بلا عذرِ معتبر کرسی استعمال نہیں کرنی چاہیے، بلکہ آج کل کھڑے ہو کر یا زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے پر قدرت ہونے کے باوجود کرسیوں پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے کا جو رواج چل پڑا ہے اس میں درجِ ذیل وجوہات کی بنا پر قباحت ہے۔

(۱) معذور افراد کے لیے زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنا افضل اور مسنون طریقہ ہے۔ اسی پر حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد کے لوگوں کا عمل چلا آرہا ہے، کرسی پر نماز ادا کرنے کا رواج ہمارے زمانے میں ہی شروع ہوا ہے، خیر القرون میں اس کی نظیر نہیں ملتی، حالاں کہ اس زمانے میں معذور افراد بھی ہوتے تھے، اور کرسیاں بھی ہوتی تھیں۔

(۲) جو لوگ شرعی لحاظ سے معذور نہیں ہیں، یعنی قیام، رکوع اور سجدہ پر قادر ہیں، ان کے لیے زمین پر یا کرسی پر بیٹھ کر فرض و واجب نماز ادا کرنا جائز ہی نہیں، جب کہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض اوقات ایسے غیر معذور افراد بھی کرسیاں دیکھ کر ان پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

(۳) کرسیوں کے بلا عذر استعمال سے صفوں کو درست اور سیدھا رکھنے میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بہت خلل واقع ہوتا ہے، حالاں کہ صفوں کو ملانے اور سیدھا کرنے کی بہت تاکید آئی ہے، ایک حدیث شریف میں ہے: راصوا صفوفکم و قاربوا بینها وحاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیده انی لاری الشیطان یدخل من خلل الصف كانها الخذف. (سنن النسائی ۳ /۳۱۱، ح:۸۰۶) (ترجمہ) اپنی صفیں ملی ہوئی رکھو اور ان کو آپس میں قریب رکھو اور اپنی گردنیں برابر رکھو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں شیطان کو بکری کے کالے بچے کی طرح صفوں کی کشادگی میں گھستے دیکھتا ہوں۔ (از: مظاہر حق ۱/ ۷۲۳)

④ مساجد میں بلا ضرورت کرسیوں کی کثرت سے عیسائیوں کے گرجا اور یہودیوں کی عبادت گاہ سے مشابہت معلوم ہوتی ہے، جہاں کرسیوں اور بنچوں پر بیٹھ کر عیسائی لوگ عبادت کرتے ہیں اور دینی امور میں یہود ونصاریٰ وغیرہ کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

⑤ نماز تواضع اور انکساری کی عبادت ہے اور کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے کے مقابلے میں زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے میں یہ انکساری بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔

⑥ بعض جوان اور تندرست نمازی حضرات نماز کے بعد ان کرسیوں پر آرام کرتے ہیں اور بعض مرتبہ ایسے نمازی کرسیوں کو ایک دائرے کی شکل دے کر اس پر بیٹھ کر باتوں میں مشغول رہتے ہیں، جو مسجد کے تقدس اور اس کی شان اور ادب کے خلاف ہے۔

⑦ مساجد میں بلا عذر کرسیوں کا استعمال بعض صورتوں میں قرآنِ کریم اور بزرگ نمازیوں کے ادب واحترام کے خلاف ہوجاتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس لیے اشارہ سے نماز پڑھنے کے لیے بھی حتی الامکان کرسیوں کے استعمال سے بچنا چاہیے اور ان کے استعمال کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے اور ان کا استعمال صرف ان حضرات کی حد تک محدود کرنا چاہیے جو زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے پر قادر نہ ہوں؛ البتہ رکوع، سجدے سے معذور افراد کے لیے کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنا اس لیے جائز ہے کہ جب کوئی شخص رکوع، سجدے پر قادر نہ ہو تو اس کے لیے اگر چہ افضل یہی ہے کہ وہ زمین پر بیٹھ کر اشارے سے نماز دا کرے جیسا کہ حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے، لیکن فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ ایسا شخص اگر کھڑے کھڑے رکوع اور سجدے کا اشارہ کرلے تو جائز ہوگا۔ چناں چہ فتح القدیر میں ہے کہ:" و لو أومأ قائما جاز إلا أن الایماء قاعدا أفضل؛ لانه أقرب الی السجود". (فتح القدیر ۱/ ٤٦٠)

لہذا جب اشارے سے نماز پڑھنے والے کے لیے زمین ہی پر بیٹھ کر پڑھنا متعین اور ضروری نہ ہوا، بلکہ کھڑے ہو کر اشارے سے بھی پڑھنا جائز ہے، تو کرسی پر بیٹھ کر بھی اشارے سے پڑھنا جائز ہے، البتہ کرسی کے مقابلہ میں زمین پر بیٹھنا افضل ہے کیوں کہ زمین پر بیٹھنے والا اقرب الی الارض یعنی زمین کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (ماہنامہ البلاغ، کراچی، جمادی الاولی ۱۴۳۴ھ/ اپریل ۲۰۱۳ء، ص/ ۴۶ تا ۴۸)

صورتِ مسؤلہ میں آپ نے اس معذور آدمی کو جو مسئلہ بتایا وہ صحیح ہے۔ اس کی نماز درست ہوگئی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (ایضا)

اگر وہ شخص زمین پر بیٹھ کر سجدہ کا اشارہ کرسکتا ہے تو اس کے لیے یہی افضل ہے کہ زمین پر بیٹھ کر اشارہ کرے۔ (ایضا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

معذور شخص کے لیے ٹیبل وغیرہ پر سجدہ کرنے کا حکم

سوال: اگر زمین پر سجدہ کی قدرت نہ ہو تو تکیہ، ٹیبل وغیرہ کسی بلند چیز پر کیا سجدہ کرنا فرض ہے؟

ایک مدرسہ کے ماہنامہ گجراتی رسالہ میں شائع شدہ فتاویٰ -جس کی عکسی تحریر بھی ساتھ ہے- جس کی خط کشیدہ عبارت میں دو جگہ زمین پر سجدہ سے معذور کے لیے کسی بلند چیز جس کی بلندی ۹ / انچ سے زیادہ نہ ہو پر سجدہ کرنا فرض لکھا ہے۔ جس کی وجہ سے بعض جگہوں پر شدید اضطراب و ہنگامہ ہے۔

نیز یہ اظہار بھی ضروری ہے کہ، صاحب فتویٰ کی تنقیص یا تعریض یا تعاقب قطعاً مقصود نہیں، صرف رفع انتشار بین العلماء والعوام اور تسہیل فی العمل کا قصد ہے، غالباً کسی وجہ سے مرجوح روایت نقل ہوگئی ہو؛ کیوں کہ دلائل اور راجح قول اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ واللّٰہ أعلم وعلمه أتم

بہشتی زیور اختری: فی صلاۃ المریض:

مسئلہ (۳): سجدہ کرنے کے لیے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا بہتر نہیں، جب سجدہ کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کرلیا کرے، تکیہ کے اوپر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

وعلیٰ حاشتیه نقلا عن شرح البداية وعن شرح التنوير:

فإن لم يستطع الركوع والسجود أومیٰ إيماء، وجعل سجوده أخفض من ركوعه، ولا يرفع إلیٰ وجهه شيئا يسجد عليه (اختری ۲/ ۴۵)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نصب الراية (الطبع بدابهيل):عن جابر أن النبيﷺعاد مريضا، فرآه يصلي علىٰ وسادة فأخذها، فرمىٰ بها، فأخذ عودا ليصلي عليه، فأخذه فرمىٰ به، وقال: صل على الأرض إن استطعت؛ وإلافاومي إيماء، واجعل سجودك أخفض من ركوعك (٢ /١٧٥)

وفيه عن ابن عمر قال: قال رسول اللهﷺ: من استطاع منكم أن يسجد فليسجد، ومن لم يستطع فلا يرفع إلىٰ جبهته شيئا يسجد عليه، وليكن ركوعه وسجوده يومي برأسه (٢/ ١٧٦)

هداية في صلاة المريض:

ولا يرفع إلىٰ وجهه شيء يسجد عليه، لقولهں:إن قدرت أن تسجد على الأرض فاسجد؛ وإلا فاوم برأسك (١ /١٦١)

بدائع الصنائع، دارالكتاب ديوبند:

عن علي أن النبي ﷺ قال في صلاة المريض: إن لم يستطع أن يسجد أومأ، وجعل سجوده أخفض من ركوعه (١/ ٢٨٤)

وروي عن النبيﷺ أنه قال: من لم يقدر على السجود فليجعل سجوده ركوعا، وركوعه إيماء، والركوع أخفض من الإيماء (١/ ٢٨٤)

وعلىٰ هامشه: من حديث ابن مسعود موقوفا: إن استطعت أن تسجد على الأرض فاسجد؛ وإلا فاومئ إيماء، واجعل السجود أخفض من الركوع (١/ ٢٨٥)

وفيه: لورفع إلىٰ وجه المريض وسادة أو شيئا فسجدعليه من غير أن يؤمي لم يجز؛ لأن الفرض في حقه الإيماء ولم يوجد، ويكره أن يفعل هذا؛ لما روي عن النبيﷺ: دخل علىٰ مريض يعوده، فوجده

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

يصلي كذلك، فقال: إن قدرت أن تسجد على الأرض فاسجد؛ وإلا فأوم رأسك (١/ ٢٨٩)

وفيه: روي عن عبدالله بن مسعود: دخل علىٰ أخيه يعوده، فوجده يصلي ويرفع إليه عود فيسجد عليه، فنزع ذلك من يد من كان في يده، وقال: هذا شيء عرض لكم الشيطان، أوم لسجودك.(١/ ٢٨٩)

(العود: لکڑی کٹی ہوئی ٹہنی [مصباح:٥٨٣])

وفيه: روي ان ابن عمر رأى ذلك من مريض فقال: أتتخذون مع الله اٰلهة أخرىٰ؟ فإن فعل ذلك ينظر، إن كان يخفض رأسه للركوع شيئا ثم للسجود ثم يلزق بجبينه يجوز (أي الصلاة)؛ لوجود الإيماء، لا للسجود علىٰ ذلك الشيء، فإن كانت الوسادة موضوعة على الأرض وكان يسجد عليها جازت صلاته؛ لما روي أن أم سلمة كانت تسجد علىٰ مرفقة موضوعة بين يديها لرمد بها، ولم يمنعها رسول الله ﷺ (١/ ٢٨٩)

(المرفقة: چھوٹا تکیہ جس پر سوتے ہوئے رخسارہ رکھتے ہیں۔[مصباح:٣٠٦])

ان اقوال واحادیث سے یہ امور ظاہر ہوتے ہیں:

① **بوقت قدرت زمین پر سجدہ۔** كما في البدائع (١/ ١٠٥) مكن جبهتك وأنفك من الأرض.

② **بوقت عدم قدرت فقط اشارہ۔** (إيماء لا علىٰ شيء) كما ورد عليه عامة النصوص وعليه أصحاب المتون.

③ **زمین پر تکیہ وغیرہ رکھ کر سجدہ کرنا اباحت مرجوحہ،** كما اختاره بهشتي زيور، ولأن حديث أم سلمة فعلي وما سواه قولي، وفيهم صيغ الأمر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وحديث أم سلمة ليس كذلك.

④ کوئی چیز اونچی اٹھا کر سجدہ کرنا یہ منع ہے۔ كما منع ابن مسعود وابن عمر، واختاره الهداية كما مر.

اب سوال یہ ہے کہ:

① ٹیبل وغیرہ پر سجدہ کی فرضیت کی ترجیح کس دلیل سے؟

② یہ کہ ۹/انچ یا اس سے کم بلندی پر سجدہ کی فرضیت کس وجہ سے؟

③ نیز یہ ۹/انچ (نصف ذراع) سجدہ میں کہاں سے اخذ کیا ہے؟

السائل: فضل الرحمن ابن مولانا آدم صاحب طالع پوری

(الجواب): حامداً ومصلياً ومسلماً

آپ نے جس فتویٰ پر اشکالات کیے ہیں اُس کے مجیب باحیات اور سلامت موجود ہیں، چاہیے تو یہ تھا کہ آپ اپنا یہ سوال ان ہی کی خدمت میں بھیجتے، اب جب کہ آپ نے ہم سے ہی جواب کا مطالبہ فرمایا ہے تو اصل جواب سے پہلے بطورِ تمہید چند باتیں پیش کی جاتی ہیں؛ تا کہ اصل جواب پر کوئی اشکال باقی نہ رہے۔

① اولاً تو آپ کے سوال کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے: آپ نے فتویٰ کے دو مقامات پر اشکال کیا ہے، اُن میں سے ایک مقام ''زمین پر بیٹھ کر اشارہ سے سجدہ کرنا'' کے عنوان کے ماتحت ہے، جس میں سوال کیا گیا ہے کہ زمین پر بیٹھ کر فرض، واجب یا نفل نماز پڑھنے والا زمین پر پیشانی رکھے بغیر صرف سر کو جھکا کر اشارہ سے سجدہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اِس کے جواب میں مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ: ''نماز کے ارکان: قیام،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رکوع، سجدہ، قعدہ؛ وغیرہ میں سجدہ کو خصوصی امتیازی حیثیت حاصل ہے، اور سجدہ یہ نماز کی روح ہے؛ اس لیے زمین پر بیٹھ کر کسی بھی قسم کی نماز پڑھنے والا نمازی اگر زمین پر پیشانی رکھ کر سجدہ کرسکتا ہے، یا زمین پر ٹپائی وغیرہ سخت چیز جو زمین سے نو انچ یا اس سے کم اونچی ہو اس پر پیشانی رکھ کر سجدہ کرسکتا ہے، تو اِن دونوں صورتوں میں زمین پر یا سجدہ کے لائق سخت چیز سجدہ کی جگہ پر رکھ کر اس پر سجدہ کرنا ضروری اور فرض ہے، اِن دونوں صورتوں میں صرف سر جھکا کر سر کے اشارہ سے سجدہ کرنا کافی نہیں، اور ان دونوں صورتوں میں اس طرح صرف سر کے اشارہ سے سجدہ کرنے سے نماز صحیح نہیں ہوگی، اور اس کے لیے ضروری ہے کہ سجدہ کے ساتھ دوبارہ نماز کا اعادہ کرے‘‘۔

② جو بیمار حقیقی سجود پر قدرت رکھتا ہو اس کے لیے ایماء یعنی صرف سر کے اشارہ سے سجدہ کرنا درست نہیں۔

کنز میں ہے: تعذر عليه القيام أو خاف زيادة المرض صلیٰ قاعدا يركع ويسجد، ومومئا إن تعذر، وجعل سجوده أخفض.

بحر الرائق میں ہے: قوله: ومومئا إن تعذر، أي: يصلي مومئا وهو قاعد إن تعذر الركوع والسجود لما قدمناه، ولأن الطاعة بحسب الطاقة (۲/۱۲۲)

درمختار میں ہے: وإن تعذرا ليس تعذرهماشرطا بل تعذر السجود كاف لا القيام أومأ قاعدا، وهو أفضل من الإيماء قائما لقربه من الأرض (درمختار علیٰ هامش الشامی۱/۵٦۰)

وإن عجز عن القيام والركوع والسجود وقدر على القعود يصلي قاعدا بإيماء، ويجعل السجود أخفض من الركوع، كذا في فتاویٰ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قاضي خان حتیٰ لو سوی لم یصح، كذا في البحر الرائق وكذا لو عجز عن الركوع والسجود وقدر على القيام فالمستحب أن يصلي قاعدا بإيماء، وإن صلیٰ قائما بإيماء جاز عندنا، هكذا في فتاویٰ قاضي خان. (ھندیہ۱/ ۱۳۶)

بدائع میں ہے: فإذا عجز عن القيام يصلي قاعدا بركوع وسجود، فإن عجز عن الركوع والسجود يصلي قاعدا بالإيماء، ويجعل السجود أخفض من الركوع (بدائع ۱/ ۱۰۶،۱۰۵)

③ یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ، حقیقی سجود پر قدرت رکھنے والا کس کو کہا جائے؟ تو ظاہر ہے کہ شرعاً جس سجدہ کو معتبر اور صحیح قرار دیا گیا ہے جو بیمار اُس طرح کا سجدہ کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اُسی کو اِیماء یعنی سر کے اشارہ سے سجدہ کرنے کی اجازت ہوگی۔ فقہاء نے جہاں سجدہ کی کیفیت سے بحث کی ہے وہاں لکھا ہے کہ: زمین پر پیشانی رکھنے کو سجدہ کہتے ہیں، کسی نرم چیز پر جس میں سرناک دھنس جائے اور ناک اور پیشانی قرار نہ پکڑے، مثلاً: گھاس یا روئی وغیرہ پر سجدہ کیا تو سجدہ جائز نہیں، اور اگر اُس کی پیشانی اور ناک قرار پکڑے اور اس جگہ کی سختی معلوم ہو، یعنی اب اگر مبالغہ کیا جائے تو نہ دبے اور سر نیچے نہ جائے تو سجدہ جائز اور درست ہے۔

نیز سجدہ کی جگہ پاؤں کی جگہ سے آدھ گز شرعی (ایک بالشت) یعنی نو انچ تک اونچی ہو تو سجدہ جائز ہے، اور اگر اس سے زیادہ اونچی ہو تو جائز نہیں۔

چناں چہ نور الایضاح میں "باب شروط الصلاة وأركانها" کے عنوان کے ماتحت تحریر فرماتے ہیں: لا بد لصحة الصلاة من سبعة وعشرين شيئا.

آگے نمبر ۱۷/ پر لکھا ہے: والسجود علیٰ مایجد حجمه وتستقر عليه

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جبهته. إلخ

اس کے بعد نمبر ۱۸/ پر لکھا ہے: وعدم ارتفاع محل السجود عن موضع القدمين بأكثر من نصف ذراع، وإن زاد علىٰ نصف ذراع لم يجز السجود إلا لزحمة سجد علىٰ ظهر مصل صلاته.

(نور الایضاح الطبعة الجديدة ص:۱۹۹)

مراقی الفلاح میں ہے:ومن شروط صحة السجود: عدم ارتفاع محل السجود عن موضع القدمين بأكثر من نصف ذراع ليتحقق صفة الساجد، والارتفاع القليل لايضر، وإن زاد علىٰ نصف ذراع لم يجز السجود، أي: لم يقع معتدا به، فإن فعل غيره معتبرا صح، وإن انصرف من صلاته ولم يعده بطل. (مراقي الفلاح علىٰ هامش الطحطاوي)

طحطاوی میں ہے: والارتفاع القليل وهو ما كان من نصف ذراع فأقل. (ص:۱۲٦)

طحطاوی علی الدر میں ہے:إذا سجد المريض علىٰ شيء موضوع على الأرض صح علىٰ أنها سجود إن وجد قوة الأرض وكان ارتفاعه أقل من نصف ذراع؛ وإلا فهو إيماء قال الحلبي: وقوله: فكان ارتفاعه أقل من نصف ذراع، ظاهره أن الارتفاع نصف ذراع مضر في السجود وليس كذلك؛ بل المضر ماكان أكثر عند عدم الضرورة قال أبو السعود: ولو سجد علىٰ ما يجد حجمه من وسادة لم يكن ارتفاعها القدر المانع بأن كان قدر لبنة أو لبنتين جاز علىٰ أنها بركوع وسجود، انتهىٰ وقال في شرح الملتقىٰ: إلا أن يجد قوة الأرض فتكون صلاته بالركوع والسجود، كما أفاده المصنف واستفيد من هذين النصين أن الركوع في هذه المسئلة

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حقيقي كالسجود (طحطاوي على الدر ١/٥٠٥)

منقولہ بالا عبارات سے یہ بات صاف ہوگئی کہ، جو آدمی سپاٹ زمین پر سجدہ کرنے پر کسی وجہ سے قادر نہ ہو اور وہ کوئی اونچی سخت اور ٹھوس چیز رکھ کر سجدہ کرے بہ شرطے کہ اُس کی اونچائی ایک بالشت سے زیادہ نہ ہو تو اس کو حقیقتاً سجدہ کرنے والا سمجھا جائے گا، اور اس کے متعلق یہ کہنا درست نہیں کہ: وہ سجدہ کرنے سے معذور ہے، لہٰذا بہ ذریعۂ ایماء یعنی سر کے اشارہ سے اس کا سجدہ کرنا معتبر نہ ہوگا، اور اس کی وہ نماز درست قرار نہ دی جائے گی۔

صاحب درمختار بہ ذریعۂ ایماء یعنی سر کے اشارہ سے کیے جانے والے رکوع اور سجدہ کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ويجعل سجوده أخفض من ركوعه لزوما، ولا يرفع إلىٰ وجهه شيئا يسجد عليه فإنه يكره تحريما، فإن فعل للبناء على المجهول -ذكره العيني- وهو يخفض برأسه لسجوده أكثر من ركوعه صح علىٰ أنها إيماء لا سجود؛ إلا أن يجد قوة الأرض، وإلا يخفض لا يصح لعدم الإيماء. (در علىٰ هامش الشامي ١/٥٦١)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: (قوله إلا أن يجد قوة الأرض) هذا الاستثناء مبني علىٰ أن قوله: ولا يرفع إلخ شامل لما إذا كان موضوعا على الأرض، وهو خلاف المتبادر؛ بل المتبادر كون المرفوع محمولا بيده أو يد غيره وعليه، فالاستثناء منقطع لاختصاص ذلك بالموضوع على الأرض؛ ولذا قال الزيلعي: كان ينبغي أن يقال: إن كان ذلك الموضوع يصح السجود عليه كان سجودا؛ وإلا فإيماء اهـ وجزم به في شرح المنية،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

واعترضه في النهر بقوله: وعندي فيه نظر؛ لأن خفض الرأس بالركوع ليس إلا إيماء، ومعلوم أنه لايصح السجود بدون الركوع ولو كان الموضوع مما يصح السجود عليه اهـ أقول: الحق التفصيل، وهو: أنه إن كان ركوعه بمجرد إيماء الراس من غير إنحناء وميل الظهر فهذا إيماء لاركوع، فلايعتبر السجود بعد الإيماء مطلقا، وإن كان مع الانحناء كان ركوعا معتبرا حتىٰ أنه يصح من المتطوع القادر على القيام، فحينئذ ينظر إن كان الموضوع مما يصح السجود عليه كحجر مثلا ولم يزد ارتفاعه علىٰ قدر لبنة أو لبنتين فهو سجود حقيقي، فيكون راكعا ساجدا لا مومئا، حتىٰ أنه يصح اقتداء القائم به، وإذا قدر في صلاته على القيام يتمها قائما، وإن لم يكن الموضوع كذلك يكون مومئا فلايصح اقتداء القائم به، وإذا قدر فيها على القيام استأنفها؛ بل يظهر لي: أنه لو كان قادرا علىٰ وضع شيء على الأرض مما يصح السجود عليه أنه يلزمه ذلك؛ لأنه قادر على الركوع والسجود حقيقة، ولايصح الإيماء بهما مع القدرة عليهما؛ بل شرطه تعذرهما، كما هو موضوع المسئلة (۱/ ۵٦۱)

اِس میں خط کشیدہ عبارت کو بغور پڑھیں۔

④ جو آدمی حقیقۃً سجود پر قادر نہ ہو وہ بذریعۂ ایماء یعنی سر کے اشارہ سے سجدہ کرے گا، اِس صورت میں کوئی چیز اٹھا کر اس کی پیشانی اور ناک کے ساتھ لگانے کی ضرورت نہیں؛ بلکہ ایسا کرنا مکروہ ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ جب اس کا سجدہ سر کے اشارہ سے ہو رہا ہے تو پیشانی اور ناک کے زمین پر یا زمین پر رکھی ہوئی ایک بالشت یا اس سے کم اونچی کسی سخت چیز پر رکھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، گویا اس کا سجدہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پیشانی اور ناک سے نہیں؛ بلکہ سر کے اشارہ سے ادا ہو رہا ہے، جب یہ صورت حال ہے تو کوئی چیز اٹھا کر اس کی پیشانی اور ناک سے لگانا فضول ہے، جس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اوپر جو عبارات پیش کی گئیں اُن میں اِس کی بھی صراحت موجود ہے۔

اب آپ کے پہلے اشکال کا جواب صاف ہو گیا کہ، زمین پر ٹپائی وغیرہ سخت چیز جو زمین سے نو اِنچ یا اس سے کم اونچی ہو اس پر پیشانی رکھ کر جو نمازی سجدہ کر سکتا ہے، وہ چوں کہ حقیقتاً سجدہ پر قادر ہے؛ اِس لیے مفتی صاحب نے اُس کے لیے ضروری قرار دیا کہ وہ اس صورت میں اِسی طرح یعنی ٹپائی وغیرہ سخت چیز رکھ کر اس پر سجدہ کرے، اِس صورت میں صرف سر جھکا کر سر کے اشارہ سے سجدہ کرنا کافی نہیں۔ نیز چوں کہ یہ سجدہ حقیقی سجدہ ہے، بہ ذریعۂ ایماء یعنی سر کے اشارہ سے نہیں ہے؛ اس لیے یہ ٹپائی جو رکھی گئی ہے اُس کو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کوئی چیز اُس کے سر کی طرف اٹھائی گئی ہے، یہ ممانعت تو اُس وقت ہے جب کہ سجدہ بہ ذریعۂ ایماء یعنی سر کے اشارہ سے ہو؛ اِس لیے آپ نے چہرہ کی طرف کسی چیز کے اُٹھائے جانے کی ممانعت کے سلسلہ میں جو روایات اپنے سوال میں بہ طورِ اشکال درج کی ہیں وہ یہاں پیش نہیں کی جا سکتیں۔

حضرت مفتی صاحب زید مجدہم کے جواب کی تائید ''احسن الفتاویٰ'' کے جواب سے بھی ہوتی ہے، ملاحظہ ہو:

''اگر سر اتنا جھکایا جا سکتا ہو کہ زمین تک ایک بالشت یا اِس سے کم فاصلہ رہ جائے تو کسی اینٹ یا ٹپائی وغیرہ پر سجدہ کرنا لازم ہے، اشارہ سے نماز نہ ہوگی''۔ الخ (احسن الفتاویٰ ۴/۵۵)

مولانا مفتی سلمان صاحب منصور پوری زید مجدہم تحریر فرماتے ہیں:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جو شخص سپاٹ زمین پر سجدہ کرنے پر کسی وجہ سے قادر نہ ہو اور کوئی اونچی چیز رکھ کر اس پر سجدہ کرے، تو اگر وہ چیز سخت اور ٹھوس ہے اور اس کی اونچائی دو اینٹ سے زیادہ نہیں ہے تو اُس کو حقیقتاً سجدہ کرنے والا سمجھا جائے گا، اور اسے سجدہ کرنے سے معذور قرار نہیں دیں گے، اور اسی طرح سجدہ کرنا اس پر لازم ہوگا۔ (کتاب المسائل ۱/ ۵۴۳)

آپ کا دوسرا اشکال ''کرسی پر بیٹھ کر اشارہ سے سجدہ کرنا'' کے عنوان کے ماتحت دیے گئے جواب پر ہے، پہلے مفتی صاحب کے جواب کی عبارت پیش کرتا ہوں، وہو ہذا:

''جو نمازی کھڑے رہ کر نماز نہ پڑھ سکنے اور زمین پر بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکنے کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھے، تو اگر وہ نمازی اپنے سامنے سجدہ کی جگہ پر کوئی ٹیبل وغیرہ رکھ کر اس پر پیشانی رکھ کر سجدہ کر سکتا ہو اور وہ ٹیبل اونچائی میں کرسی کے برابر یا نو اِنچ اونچا ہو، اِس سے زیادہ اونچا نہ ہو تو اُس کے لیے اپنے سامنے اس طرح کا ٹیبل رکھ کر اُس پر سجدہ کرنا فرض ہے، کرسی پر بیٹھ کر اس طرح سجدہ کر سکنے کی صورت میں صرف سر کے اشارہ سے یا تھوڑا جھک کر سجدہ کرنا درست نہیں، اور اس صورت میں صرف سر کے اشارہ سے یا تھوڑا جھک کر سجدہ کرنے سے نماز صحیح نہ ہوگی''۔

آپ کے اِس اشکال کا جواب دینے سے پہلے یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ، سجدہ کی حالت میں گھٹنوں کا زمین پر رکھنا کیا حکم رکھتا ہے؟ اِس سلسلہ میں تین قول ہیں: چناں چہ صاحب درمختار نے باب صفة الصلاة میں سجدہ میں جانے کی جو کیفیت بیان کی ہے، وہاں فرماتے ہیں: ویسجد واضعا رکبتیه أولاً لقربهما من الأرض ثم یدیه۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (قوله واضعا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رکبتیه ثم یدیه) قدمنا الخلاف في أنه سنة أو فرض أو واجب؟(درمختار مع الشامي۱/ ۳۶۸) یعنی گھٹنوں کو زمین پر رکھنے کے سلسلہ میں اختلاف ہے، کہ وہ سنت ہے یا فرض ہے یا واجب ہے؟ چناں چہ فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اِس کے فرض ہونے کے قائل ہیں، علامہ شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ نے ''نور الایضاح'' میں اِسی کو اختیار فرمایا ہے، چناں چہ ''باب شروط الصلاة وأركانها'' کے ماتحت فرماتے ہیں: لا بد لصحة الصلاة من سبعة وعشرين شيئا. آگے اِس کی تفصیل کرتے ہوئے انیسویں نمبر پر سجدہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ووضع اليدين والركبتين في الصحيح (نور الایضاح ص:۲۰۰الطبعة الجدیدة)

لیکن فتویٰ اِس کی عدم فرضیت پر ہے، چناں چہ صاحب درمختار نے جہاں نماز کی سنتوں کو بیان کیا ہے وہاں پر تحریر فرماتے ہیں: ووضع يديه وركبتيه في السجود (درمختار مع الشامي۱/ ۳۵۲) جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ، صاحب درمختار کے نزدیک یہ سنت ہے۔

اِسی کی تشریح کرتے ہوئے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (قوله ووضع يديه وركبتيه) هو ما صرح به كثير من المشائخ، واختار الفقيه أبو الليث الافتراض، ومشىٰ عليه الشرنبلالي، والفتوىٰ علىٰ عدمه كما في التجنيس والخلاصة، واختار في الفتح الوجوب؛ لأنه مقتضى الحديث مع المواظبة قال في البحر: وهو إن شاء الله أعدل الأقاويل لموافقة الأصول اهـ وقال في الحلية: وهو حسن ماش على القواعد المذهبية، ثم ذكره أن يؤيده (شامي۱ /۳۵۲)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اِس سے یہ معلوم ہوا کہ، اکثر مشائخ بوقت سجدہ گھٹنوں کو زمین پر رکھنے کی سنیت کے قائل ہیں، اگر چہ بقول علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ راجح اور معتدل قول وجوب کا ہے۔

وہ شخص جو زمین پر بیٹھ کر سجدہ کرنے سے معذور ہے اور بیماری کی وجہ سے گھٹنوں کو زمین پر رکھ کر سجدہ نہ کر سکنے کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کر رہا ہے، اور اپنے سامنے ٹیبل وغیرہ ایسی چیز جس کی سطح اس کی کرسی کی سطح سے نو اِنچ سے زیادہ اونچی نہ ہو رکھ کر اُس پر پیشانی رکھ کر سجدہ کر سکتا ہے، تو کیا اُس کے لیے ایسا کرنا ضروری ہے؟ جن حضرات کے نزدیک سجدہ میں گھٹنوں کو زمین پر رکھنا فرض ہے جیسے کہ صاحب نور الایضاح علامہ شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ، اُن کے مسلک کے اعتبار سے تو جب یہ آدمی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور زمین پر گھٹنے ٹیک کر سجدہ کرنے سے معذور ہے تو اس کے حق میں حقیقی سجود کا تحقق نہ ہونے کی وجہ سے بہ ذریعۂ ایماء یعنی سر کے اشارہ سے سجدہ کرنے کا حکم جاری ہوتا ہے؛ اِس لیے سامنے ٹیبل رکھ کر اس پر پیشانی رکھنے کی طاقت ہونے کے باوجود ایسا کرنا اس کے لیے ضروری نہیں؛ کیوں کہ اس کا سجدہ بذریعۂ ایماء ہو رہا ہے، اور وہ ٹیبل پر پیشانی رکھنے پر موقوف نہیں؛ بلکہ اس کے بغیر بھی بذریعۂ ایماء یعنی سر کے اشارہ سے سجدہ کا تحقق ہو رہا ہے۔ البتہ جن حضرات کے نزدیک سجدۂ حقیقی میں گھٹنوں کو زمین پر رکھنا فرض نہیں؛ بلکہ واجب ہے، ان کے نزدیک جب یہ شخص اس پر قادر نہیں تو یہ وجوب اس سے ساقط ہو کر اس کے بغیر بھی اس کے حق میں سجدۂ حقیقی کا تحقق ہو سکے گا، اور جن حضرات کے نزدیک یہ سنت ہے اُن کے نزدیک تو بصورت عذر بطریق اولیٰ سجدۂ حقیقی کا تحقق ہوگا؛ اِس لیے ان دونوں فریق کے بقول کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے والا معذور شخص سامنے ٹیبل رکھ کر جس کی اونچائی اُس کی کرسی کی سطح سے نو اِنچ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے زیادہ نہ ہو پیشانی رکھ کر سجدہ کرنے پر قادر ہے تو اُس کے حق میں سجود حقیقی کا تحقق ہونے کی وجہ سے اُس کے لیے ایسا کرنا ضروری قرار دیا جائے، اِسی میں احتیاط ہے؛ اِس لیے حضرت مفتی صاحب نے اپنے جواب میں جو لکھا ہے وہ بالکل درست ہے۔

''احسن الفتاویٰ'' میں ریل گاڑی اور بس میں نماز کا جو طریقہ بتلایا ہے وہ نقل کیا جاتا ہے:

''ریل گاڑی اور بس میں کھڑے ہو کر قبلہ رخ نماز پڑھیں، گرنے کا خطرہ ہو تو کسی چیز سے ٹیک لگا کر یا ہاتھ سے کوئی چیز پکڑ کر کھڑے ہوں، حالتِ قیام میں ہاتھ باندھنا سنت ہے، فرض نہیں، اور قیام فرض ہے؛ اِس لیے بوقت ضرورت ہاتھ چھوڑ کر کسی چیز کو پکڑ کر کھڑا ہو۔ اگر قبلہ رخ ہونے کی گنجائش نہ ہو تو دو نشستوں کے درمیان قبلہ رخ کھڑا ہو کر قیام و رکوع کا فرض ادا کرے، اور سجدہ کے لیے پچھلی نشست پر کرسی کی طرح بیٹھ جائے یعنی پاؤں نیچے ہی رہیں، اور سامنے کی نشست پر سجدہ کرے، اِس صورت میں بحالتِ سجدہ گھٹنے کسی چیز پر نہیں ٹکیں گے؛ مگر سجدہ میں گھٹنے رکھنا فرض نہیں؛ بلکہ واجب یا سنت ہے، بوقت عذر اُس کے ترک سے نماز ہو جائے گی''۔

(احسن الفتاویٰ ۴/۸۸)

نوٹ: اُس کو قیام کے بجائے بیٹھنے اور رکوع کے بجائے ایماء یعنی سر کے اشارہ سے رکوع کی اجازت اس لیے تھی کہ، اس کے حق میں یہ سمجھا گیا تھا کہ اس کا سجود حقیقی نہیں ہے؛ بلکہ بذریعۂ ایماء یعنی سر کے اشارہ سے ہے، اور ایسا آدمی جو سجودِ حقیقی پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے سجدہ بذریعۂ ایماء کر رہا ہو اُس کے لیے قیام و رکوع پر حقیقتاً قدرت ہوتے ہوئے بیٹھ کر سجدہ کی طرح رکوع بھی بذریعۂ ایماء ادا کرنا افضل ہے؛

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لیکن اب جب کہ یہ محقق ہو گیا کہ، کرسی پر بیٹھ کر بھی سجدۂ حقیقی ہوتا ہے، تو کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے والا جو شخص قیام اور رکوع کرنے پر قادر ہے وہ بحالت قیام کرسی پر نہ بیٹھے؛ بلکہ کھڑا رہے، پھر بوقت رکوع حقیقتاً رکوع کرے، اور بوقت سجدہ کرسی پر بیٹھ کر کرسی کے سامنے رکھے ہوئے ٹیبل پر جس کی اونچائی کرسی کی سطح سے نو اِنچ سے زیادہ نہ ہو، سجدہ کرے؛ ورنہ اُس کی نماز نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، مؤرخہ: ۲۷/ شوال ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ　　　الجواب صحیح: عبد القیوم راجکوٹی

قوت حافظہ میں بوجہِ مرض نماز و روزہ یاد نہ آنا عذر ہے

سوال: ① ایک صاحب کو دماغ میں قوت حافظہ کے مقام پر خون رکنے کی وجہ سے قوت حافظہ میں کمی آ گئی ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ خون رکنے کی وجہ سے کئی ماہ تک نماز یاد نہیں آئی، ان دنوں میں نماز یاد آنے کے لیے سامنے نماز پڑھتے تھے اور نماز پڑھنے کے لیے بارہا کہتے تھے اس کے باوجود بھی نماز یاد نہیں آتی، کیا مریض پر جتنے دن کی نماز یاد نہیں آئی تھی کیا ان تمام دنوں کی چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اسی طرح وضو کا اب تک یاد نہیں۔

② فی الحال مریض کو کبھی کبھی نماز کی یاد آتی ہے تو پڑھتے ہیں، یعنی ایک دن کو ایک وقت کی نماز کی یاد آتی ہے تو پھر چار یا پانچ دن کے بعد نماز یاد آتی ہے، اذان کی آواز جب سنتے ہیں تو نماز کی یاد آتی ہے وہ بھی ہمیشہ نہیں کبھی کبھی یاد آتی ہے، فی الحال نماز کی یاد دلانے سے نماز کی یاد آتی ہے، کیا مریض پر ایسی حالت میں ان تمام دنوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اب تک وضو بھی یاد نہیں آئی۔

③ کیا مریض ایسی حالت میں رمضان کا روزہ رکھے تو ادا ہوگا یا نہیں؟ اگر روزہ نہ رکھے تو کیا ان روزوں کی قضا کرنا واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① صورت مسئولہ میں اس مریض پر قضا نہیں ہے۔

② صورت مسئولہ میں بھی قضاء نہیں ہے؛ البتہ اگر یہ کیفیت ایک دن رات یا کم رہے تو قضا ہوگی۔

ولو اشتبه على مريض أعداد الركعات والسجدات لنعاس يلحقه لا يلزمه الأداء (درمختار) (قوله ولو اشتبه على مريض الخ) أي بأن وصل إلى حال لا يمكنه ضبط ذلك، وليس المراد مجرد الشك والاشتباه؛ لأن ذلك يحصل للصحيح (شامی ١/ ٥٦٢) وفی مسئلتنا حال المريض فوقه.

③ روزہ کے لیے نیت شرط ہے، جب اس کا حافظہ غائب ہے تو نیت کیسے کرے گا؛ البتہ اگر یاد آ گیا اور نیت کر لی تو اس دن کا ادا ہوگا، اگر اس بیماری سے اتنا افاقہ ملا کہ تمام روزوں کی قضا کر سکتا ہے تو تمام کی قضا واجب ہے، اور کچھ کا وقت ملا تو کچھ کی قضا کرے، اور اگر اس بیماری سے افاقہ ملا ہی نہیں؛ یہاں تک کہ اسی حالت میں موت آ گئی تو قضا واجب نہیں ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب صلاۃ النساء

مرد وعورت کی نماز میں فرق

سوال: مرد وعورت کی نماز میں کوئی امتیاز ہے یا نہیں؟ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مرد وعورت کی نماز میں یہ فرق ہے کہ عورت قیام کی حالت میں ہاتھ سینہ پر باندھے اور مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھے اور غیر مقلدین کہتے ہیں کہ: نہیں، مرد اور عورت دونوں ہی ہاتھ سینہ پر باندھیں گے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ عورت مرد کی طرح رکوع نہیں کرے گی یعنی سر اور سرین دونوں برابر نہیں کرے گی؛ بلکہ رکوع میں عورت بہ نسبت مرد کے کم جھکے گی اور سجدہ میں عورت بالکل زمین سے چپک کر اور سمٹ کر سجدہ کرے گی اور قاعدہ میں عورت دونوں پیر داہنی طرف نکال دے گی اور سرین زمین پر رکھ کر قاعدہ کرے گی، اس میں غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ نہیں، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ازواجِ مطہّرات سے مرد وعورت دونوں کا حکم برابر ثابت ہے، دونوں کے حکم میں کوئی امتیاز اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور چیلنج کرتے ہیں کہ اگر ثابت ہے تو مستند کتابوں سے مثلاً بخاری ومسلم ومشکوٰۃ وابوداؤد وابن ماجہ وغیرہ سے حوالہ پیش کرو اور صفحہ نمبر بھی بتلاؤ؟ تو ایسی صورت میں ہم ان کو کیا جواب دیں؟ ہم ان سے کہتے ہیں کہ: تم علمائے کرام یا مفتیانِ عظام سے یہ سوال کرو تو وہ کہتے ہیں کہ: ہم نے تمہارے سبھی مفتیوں سے عالموں سے معلوم کرلیا ہے، ان کے پاس کوئی جواب نہیں، لہٰذا یہ مولوی لوگ تمہیں گمراہ کر رہے ہیں، ایسی صورت میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرتِ والا سے درخواست ہے کہ آپ ہماری مدد فرمائیں اور بہ حوالۂ کتبِ حدیث صحیح ہدایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اسلامی نظامِ حیات میں عورتوں اور مردوں کی صنفی خصوصیات اوران کے تقاضوں کے لحاظ سے دونوں کے حقوق وفرائض اور مسائل واحکام میں نمایاں طور پر فرق وامتیاز کی رعایت کی گئی۔ یہ فرق صرف طرزِ معاشرت اور خانہ داری، تربیتِ اولاد اور گھریلو ذمہ داریوں تک ہی محدود نہیں ہے؛ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں اس کی بھرپور رعایت کی گئی ہے؛ حتی کہ اسلامی نظامِ حیات میں بالخصوص دو اہم فرائض حج اور نماز میں یہ امتیاز نمایاں اور ہر قدم پر محسوس ہونے والا ہے، یہ ایک ایسی مسلّم حقیقت ہے جس سے کوئی باشعور مسلمان انکار نہیں کرسکتا، چناں چہ عورتوں اور مردوں کے طریقۂ نماز میں بھی جو امتیاز ہے وہ عین تقاضۂ شریعت کے مطابق ہے اور یہ امتیاز صرف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین احناف کے یہاں ہی نہیں؛ بلکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین کے یہاں بھی؛ بلکہ سر برآوردہ علمائے اہلِ حدیث بھی اس مسئلہ میں سوادِ اعظم کے ساتھ ہیں، اس کی تفصیل کے لیے مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب زید مجدہم کے رسالہ ''عورتوں کا طریقۂ نماز'' کا مطالعہ کیجیے، یہ رسالہ دفترِ جمعیۃ علمائے ہند دہلی کی طرف سے شائع کیا جاچکا ہے۔

حضرت مفتی صاحب رسالۂ مذکورہ میں تحریر فرماتے ہیں: اب تک کے حوالوں سے روزِ روشن کی طرح یہ بات واضح ہوگئی کہ قرنِ اول سے چودھویں صدی کے اوائل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تک عالمِ اسلام میں رائج تمام فقہی مکاتبِ فکر کے متبعین اور ابتدائی دور کے علمائے اہلِ حدیث بھی اس مسئلہ میں متفق تھے کہ عورتوں اور مردوں کے طریقۂ نماز میں فرق ہے، بالخصوص طریقۂ سجود اور طریقۂ قعود میں (ص:۱۵) مولانا موصوف نے اپنے اسی رسالہ میں اس موضوع پر فقہ وحدیث کے اعتبار سے تفصیلی کلام کیا ہے، اس کا مطالعہ فرمائیں، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد خانپوری، ٦/محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

عورتوں کا نماز باجماعت پڑھنا

سوال: تنہا عورتوں کی جماعت (یعنی ایک عورت دوسری عورتوں کو نماز پڑھائے) کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس طرح عورتوں کا باجماعت نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

عورتوں کا نماز کی جماعت میں حاضر ہونا کیسا ہے؟

سوال: عورتوں کا مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لیے جانا کیا حکم رکھتا ہے؟ غیر ممالک مثلاً سعودی عرب وغیرہ میں عورتیں مسجدوں میں نماز پڑھتی ہیں۔ بہر حال اجازت اور عدم اجازت کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس سلسلہ میں جواب دیتے ہوئے مفتیٔ اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں: عورتوں کو فقہائے حنفیہ نے نماز کی جماعتوں اور مجالسِ وعظ میں جانے سے منع کیا ہے اور کتبِ فقہ میں اس کی تصریح ہے کہ عورتوں کے لیے مجالسِ وعظ اور جماعتِ نماز اور عیدین میں جانا مکروہِ تحریمی ہے جو حرام کے قریب ہے اور اس حکمِ فقہی کی دلیل یہ حدیث ہے جو امام بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے:

عن عائشة رضي الله عنها قالت: لو أدرك رسول الله ﷺ ما أحدث النساء لمنعهنَّ المسجد كما منعت نساء بني اسرائيل، فقلت لعمرة: أو منعن؟ قالت: نعم!. (رواه البخاري) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ: اگر عورتوں کی یہ حرکات جو انہوں نے اب اختیار کی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرماتے تو انہیں مسجدوں میں آنے سے روک دیتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔ راوی کہتا ہے کہ: میں نے عمرہ سے پوچھا کہ کیا بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! انتہیٰ

اس حدیث سے صاف طور یہ بات معلوم ہوگئی کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ہی عورتوں کی حالت ایسی ہوگئی تھیں کہ ان کا گھروں سے نکلنا اور جماعتوں میں جانا سببِ فتنہ تھا، اور اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ودیگر اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین عورتوں کو جماعت میں آنے سے منع کرتے تھے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ الباری شرح بخاری میں اس حدیث کے تحت میں جس میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عورتوں کا زمانۂ رسالت ہی میں عیدین میں جانا مذکور ہے تحریر فرماتے ہیں:

وقال العلماء: كان هذا في زمنه ﷺ، وأما اليوم فلاتخرج الشابة ذات الهيئة، ولهذا قالت عائشة لو رأى رسول الله ﷺ ما أحدث النساء بعده لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني اسرائيل. قلت: هذا الكلام من عائشة بعد زمن يسير جدا بعد النبي ﷺ، وأما اليوم فنعوذ بالله من ذلك فلايرخص في خروجهن مطلقاً للعيد وغيره. (عینی شرح بخاری ۳/ ۲۷۲)

علما نے فرمایا کہ: عورتوں کا عیدین میں جانا رسولِ خدا ﷺ کے زمانہ میں اس لیے تھا کہ وہ زمانہ خیر و برکت کا تھا اور فتنہ کا خوف نہ تھا اور آج کل جوان عورتیں خوبصورت خوش وضع ہرگز نہ جائیں اور اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کی یہ حرکات ملاحظہ فرماتے تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ زمانہ رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک کے بہت تھوڑے دنوں بعد کا ہے اور آج کل تو خدا کی پناہ! پس مطلقاً عورتوں کو عید اور غیرِ عید میں جانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ انتہیٰ

جب کہ علامہ عینی اپنے زمانہ میں یہ فرماتے ہیں کہ: آج کل کی عورتوں کے حالات خدا کی پناہ! تو پھر ہمارے اس زمانہ چودھویں صدی کی عورتوں کا تو ذکر ہی کیا ہے؟

اور علامہ عینی عمدۃ القاری میں دوسری جگہ فرماتے ہیں:

ومذهب أصحابنا في هذا الباب ما ذكره صاحب البدائع: أجمعوا على أنه لايرخص للشابة الخروج في العيدين والجمعة وشيء من

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الصلوات لقوله تعالیٰ: ﴿وقرن في بيوتكن﴾، ولأن خروجهن سبب للفتنة، وأما العجائز فيرخص لهن الخروج في العيدين، ولا خلاف أن الأفضل أن لايخرجن في صلوٰة ما. (عینی شرح بخاری ۳/ ۲۷۲، وبدائع ۱/ ۲۷۵)

ہمارے اصحاب یعنی علمائے حنفیہ کا مذہب وہ ہے جو صاحبِ بدائع نے ذکر کیا ہے کہ: علما کا اس پر اتفاق ہے کہ جوان عورت کو عیدین اور جمعہ بلکہ کسی نماز میں جانے کی اجازت نہیں، بوجہِ ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿وقرن في بيوتكن﴾ کے۔ اور اس لیے کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنہ کا سبب ہے، ہاں بوڑھیاں عیدین کے لیے جاسکتی ہیں اور اس میں خلاف نہیں ہے کہ افضل بوڑھیوں کے لیے بھی یہی ہے کہ کسی نماز کے لیے نہ نکلیں۔ انتہیٰ

اور بدائع میں ہے: ولايباح للشواب منعهن الخروج إلى الجماعات بدليل ما روي عن عمر أنه نهى الشواب عن الخروج ولأن خروجهن إلى الجماعة سبب للفتنة، والفتنة حرام، وما أدّى إلى الحرام فهو حرام.
(بدائع ۱/ ۱۵۷)

یعنی جوان عورتوں کا جماعتوں میں جانا مباح نہیں اُس روایت کی دلیل سے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے جوان عورتوں کو نکلنے سے منع فرما دیا تھا اور اس لیے کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنہ کا سبب ہے، اور فتنہ حرام ہے، اور جو چیز فتنہ کی طرف پہنچائے وہ بھی حرام ہوتی ہے، انتہیٰ

اور فتاویٰ ہندیہ معروف بہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: والفتوى اليوم على الكراهة في كل الصلوات لظهور الفساد، كذا في الكافي. (فتاویٰ عالمگیری ۱/ ۹۲)

یعنی اس زمانہ میں فتاویٰ اس پر ہے کہ عورتوں کا تمام نمازوں میں جانا مکروہ ہے؛

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کیوں کہ ظہورِ فساد کا زمانہ ہے۔

اور بدائع میں ہے: وأما المرأة فلأنها مشغولة بخدمة الزوج ممنوعة عن الخروج إلى محافل الرجال لكون الخروج سببا للفتنة، ولهذا لاجماعة عليهن ولا جمعة عليهن أيضا. (بدائع ۱/ ۲۵۸) یعنی عورتوں کا حکم یہ ہے کہ وہ خاوند کی خدمت میں (شرعاً) لگائی گئی ہے اور مردوں کی مجلسوں میں جانے سے (شرعاً) روکی گئی ہے؛ کیوں کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنہ کا سبب ہے اور اسی لیے عورتوں پر جماعت اور جمعہ نہیں۔

ان تمام عبارتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورتوں کو نمازِ پنجگانہ، عیدین اور جمعہ کی جماعتوں میں جانا مکروہِ تحریمی ہے، اور گھروں سے نکلنے میں ہی فتنہ ہے، اور یہ ممانعت حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ حضرت یحییٰ بن سعید انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم سے منقول ہے، اور ائمۂ حنفیہ کا بالاتفاق یہی مذہب ہے جیسا کہ عینی اور بدائع کی عبارتوں سے واضح ہے۔ (کفایت المفتی ۵/ ۳۹۱-۳۹۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۰۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

حرمین شریفین میں عورتوں کا جماعت کی نماز میں شریک ہونا

سوال: حرمین شریفین میں خواتین کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فقہ حنفی کی رو سے کیسا ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فقہاء احناف نے جہاں عورتوں کے لیے مسجد میں جماعت کی شرکت کو مکروہِ تحریمی لکھا ہے، وہاں مسجد حرام کا استثناء نہیں کیا ہے، اس لیے یہ حکم حرمین شریفین میں بھی جاری ہوگا۔

ویکرہ حضورهن الجماعة؛ ولو لجمعة، وعيد، ووعظ مطلقاً؛ ولو عجوزا ليلاً على المذهب المفتىٰ به، لفساد الزمان.

(درمختار علی هامش الشامی ۱/۴۱۹،۴۱۸)

معلم الحجاج میں ہے: ''مسئلہ: مسجدِ حرام تمام مسجدوں سے افضل ہے، اس میں نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے، ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہوتا ہے، لیکن یہ ثواب کی زیادتی صرف فرض نماز کے ساتھ مخصوص ہے، نوافل کا ثواب اتنا نہیں، نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے، اسی طرح یہ ثواب صرف مردوں کو ہوتا ہے، عورتوں کو نہیں ہوتا، ان کو اپنے گھر میں نماز پڑھنی افضل ہے۔ (معلم الحجاج ۱۲۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ ذوقعدہ ۱۴۱۰ھ

عورت کے لیے عقص (انبوڑے) کے ساتھ نماز پڑھنا

سوال: عورت کے سر کے بال کے بارے میں پوچھنا ہے کہ ہمیشہ عورت کس طرح اپنے سر کے بال رکھے انبوڑا اواڑدے یا چوٹی رکھے؟ اگر انبوڑا اواڑدے تو کوئی حرج ہے؟ کونسا طریقہ بہتر اور اچھا ہے؟ دوسری بات یہ کہ نماز کی حالت میں عورت کے بال کس طرح ہونے چاہیے؟ انبوڑا ہو تو کوئی حرج ہے؟ اور عورت کے بال اور کپڑے کے بارے میں شریعت میں کیا حکم ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

بال یا لباس میں کوئی ایسی ہیئت اختیار کرنا جو کفار وفساق کی مخصوص ہیئت سمجھی جاتی ہو، یہ ناجائز ہے، عورتوں کے لیے سر کے بالوں کا عقص (انبوڑا) ہمارے علاقہ میں غیر مسلم عورتوں کی ہیئت سمجھی جاتی ہے، اس لیے درست نہیں ہے؛ لیکن اس کے باوجود اگر اس طرح کے بالوں کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ درست اور صحیح ہے، اس نماز کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بجنے والے زیور اور چمک دار کپڑے پہن کر نماز پڑھنا

سوال: چمک دار کپڑا پہن کر عورت کے لیے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح پازیب اور دوسرے آواز پیدا کرنے والے زیورات پہن کر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

باجہ دار زیور پہننا عورت کے لیے منع ہے؛ البتہ جس میں خود باجہ نہ ہو اگرچہ لگ کر بجتا ہو، اس کا پہننا جائز ہے؛ مگر اس طرح چلنا کہ اجنبی اس کی آواز سنے ممنوع ہے۔ (امداد الفتاوی ۴/ ۱۹۷، ۱۹۸) غیر مشروع لباس میں نماز مکروہ ہوتی ہے۔ (كما صرح به الفقهاء، إمداد الأحكام ١/٤٧٤) اس لیے پہلی قسم کا زیور پہن کر نماز مکروہ ہوگی۔

چمک دار کپڑے کے متعلق کوئی صراحت کتب فقہ میں میری نظر سے نہیں گذری؛

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

البتہ اصول سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اگر ایسا لباس پہن کر وہ غیر محارم کے سامنے نہیں آتی ہے تو جائز ہوگا اور اس صورت میں نماز میں بھی کراہت نہیں آوے گی، اور اگر غیر محارم کے سامنے آتی ہے تو پھر اس کا پہننا منع ہے۔

قال أبوبكر: قد عقل من معنى اللفظ النهى عن ابداء الزينة واظهارها لورود النص فى النهى عن اسماع صوتها، إذ كان اظهار الزينة أولى بالنهى مما يعلم به الزينة، فإذا لم يجز بأخفى الوجهين لم يجز باظهرهما (احكام القرآن للجصاص ۳/۳۱۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶/ رجب المرجب ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

مرد اور عورت کا ساتھ میں نماز پڑھنا

سوال: عورت اور مرد کا ساتھ میں نماز یعنی پاس میں کھڑے ہوکر نماز الگ الگ پڑھنا کیسا ہے؟ چاہے محرم ہو، اور جماعت کر سکتا ہے مرد اپنی عورت یا ماں بہن کی نفل نماز کی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

الگ الگ نماز دونوں پڑھ رہے ہیں تو درست ہے؛ بشرطیکہ وہ عورت اجنبیہ نہ ہو، محرم عورت کے ساتھ جماعت نفل نماز میں کر سکتا ہے اگر تداعی نہ ہو، اور محاذاۃ بھی نہ ہو، اگر تداعی ہے تو مکروہ ہوگی، اور اگر محاذاۃ ہے تو فاسد ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مزدور عورتوں کا مسجد میں نماز پڑھنا

سوال: ہمارے یہاں ایک ایسی جگہ ہے جہاں کافی ساری مسلم عورتیں کام کرتی ہیں اور وہ عورتیں کافی دور سے آتی ہیں نیز اس جگہ پر ایک مسجد بھی ہے جس کے دو حصے ہیں ایک اوپر کا اور ایک نیچے کا اور دو ہی دروازے ہیں ایک اوپر جانے کے لیے اور ایک نیچے جانے کے لیے اور مرد لوگ نیچے کے حصے میں نماز ادا کرتے ہیں اور نماز کے بعد ۲۰-۲۵ منٹ رکتے ہیں پھر مسجد خالی ہو جاتی ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ عورتیں صبح سے کام کے لیے آتی ہیں اور شام ہونے پر اپنے گھروں کو روانہ ہوتی ہیں ان پر تین نمازوں کا وقت گزرتا ہے لہٰذا یہ عورتیں مسجد کے اس حصے میں جس میں مرد نماز نہیں پڑھتے کیا بغیر جماعت کے اپنے اپنے طور پر نماز پڑھ سکتی ہیں یا نہیں جب کہ دروازہ بھی الگ ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

قطع نظر اس سے کہ ان عورتوں کا دور دور سے ملازمت کے لیے اس طرح آنا شرعاً مفاسد و مضرات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ممنوع و حرام ہے، ان کو مسجد میں بلا جماعت تنہا اپنی نماز پڑھنے کی اجازت دینا آئندہ بہت سارے مفاسد و فتن (جو اہل افتاء پر مخفی نہیں) کا دروازہ کھولنا ہے، اس لیے جہاں پر وہ کام کرتی ہیں وہیں کوئی کمرہ ان کی نماز کے لیے مخصوص کر دیا جائے کہ اس میں وہ اپنی نماز ادا کرتی رہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴؍ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عورتوں کا مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنا

سوال : کیا مسجد کے اندر مردوں کے پیچھے عورتوں کا بلاحجاب جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب : حامداً ومصلیاً ومسلماً

کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے کہ عورتوں کے لیے جماعت اور عیدین میں جانا مکروہ تحریمی ہے، جو حرام کے قریب ہے۔ (کفایت المفتی: ۳۹۱/۵)

اس موضوع پر حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مفتئ اعظم ہند) کا ایک تفصیلی فتوی بصورت رسالہ کفایت المفتی کی پانچویں جلد میں (از ۳۹۱ تا ۴۳۱) موجود ہے، اس کا مطالعہ انشاء اللہ تعالی مفید ثابت ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷ شوال المکرم ۱۴۱۳ھ

باب الدعاء

فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت

سوال : ایک امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں اور بعد از سلام من الصلوۃ عموماً دعا مانگتے ہیں مگر گاہ بہ گاہ بدون دعا مصلے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور سنت وغیرہ میں مشغول ہوجاتے ہیں، اب کوئی مقتدی اس حرکت پر نکیر کرے اور امام صاحب سے کہے کہ دعا کیوں نہیں مانگتے ہیں؟ کیا اس طرح اس عمل پر شریعت مطہرہ نکتہ چینی کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اجازت دیتی ہے، جب کہ امام صاحب نے شرعاً بظاہر کوئی برا نہیں کیا۔ کیوں کی فقہ کی کتب درسیات میں سے کسی کتاب میں بھی یہ بات نہیں ملتی کہ امام نماز سے فراغت کے بعد دعا مانگے۔ جب کہ باب صفۃ الصلوۃ کے عنوان کے تحت اختتام صلوۃ کے حق میں اتنی سی بات ملتی ہے کہ سلام پھیر دے اور اس سلام کے وقت فلاں فلاں کی نیت کرے، نیز مشکوۃ شریف کے حاشیہ میں مندرجہ ذیل عبارت موجود ہے۔

"فالمختار أنه يقوم من غير لبث إن كان فى صلوة بعد تطوع و كذلك الامام و قال علماؤنا إذا سلم الامام من الظهر والمغرب والعشاء كره له المكث قاعدا فان شاء ان يصلى تطوعا لم يصل فى مكانه بل يتأخر و يصلى خلف القوم أو حيث أحب من الصلوة خلا مكان إمامته أو ينصرف يمنة أو يسرة و إن شاء رجع فى بيته بتطوع"

عبارت بالا سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ امام صاحب بعد التسليم من الصلوة تبدیل مکان کر لے اور نفل میں مشغول ہو جائے نیز اختیار شرح المختار میں نیچے کی عبارت موجود ہے: كل صلوة بعده سنة يكره التعوذ بعدها و الدعاء بل يشتغل بالسنة عبارت مذکورہ بالا سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعد از تسلیم فی الفور سنت میں مشغول ہو ہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں مختصر سی دعا آئی ہے أللهم انت السلام الحديث اس حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ فرض اور نفل کے درمیان فصل ہونی چاہیے۔ تو فصل کی دو صورت ہو سکتی ہیں: ایک زمانی ایک مکانی، زمانی فصل بذریعہ دعا ہو جاتی ہے۔ اور مکانی فصل تبدیل المکان ہو جائے، بہر حال امام صاحب کوئی برا تو نہیں کرتے یا شرع کے خلاف نہیں کرتے کہ مقتدی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

انگشت نمائی کرنے لگیں۔اور یہ عمل اگر مدرسہ میں ہوتو یہاں کوئی سوال ہی نہیں کہ بچے تعلیم ہی کے لیے آتے ہیں اور تعلیم کی یہ عملی صورت ہے اور عدم تنبہ کی صورت میں سوال کے بعد بتادیا جائے گا نہ کہ عملی تعلیم پر نکیر کی جائے گی۔رہا اسلاف کا عمل تو ہمارے سامنے کتب درسیات موجود ہیں، نیز ہمارے اسلاف تو کوسوں دور رہتے تو دعا کی بات ان کی طرف سے کہاں سے آئے گی۔ہاں دعائیں حدیث میں وارد ہیں وہ دعا پر ابھارنا ہے نہ کہ امام صاحب کو دعا مانگنے کے لیے کہا گیا ہے۔نیز اسلاف کا عمل کیا حجت بن سکتا ہے؟ بہر حال ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ امام صاحب کا عمل شرع متین کے خلاف نہیں کہ مقتدی کو اس پر نکیر کی گنجائش ہو۔بینوا بالدلائل القویة و توجرو االآجار الجزیلة.

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مستقل رسالہ ”النفائس المرغوبة فی حکم الدعاء بعد المکتوبة“ نامی موجود ہے اس میں حضرت مفتی اعظم صاحب نے تین امور پر تفصیلی کلام کیا ہے۔① سنتوں، نفلوں کے بعد لوگوں کا اجتماعی طور پر دعا کرنا ثابت ہے یا نہیں؟ ② فرضوں کے بعد دعا کس قدر جائز اور ثابت ہے؟ ③ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنے کا احادیث وفقہ سے ثبوت ہے یا نہیں؟ حضرت مفتی صاحب کے مجموعہ فتاوی ”کفایت المفتی“ کی جلد سوم از ص ۳۰۸ تا ص ۳۴۸ میں اس کا بقدر ضرورت حصہ موجود ہے۔

دوسرے نمبر پر بحث شروع فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: اس بارے میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

احادیث وفقہ سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ فرائض کے بعد دعا مانگنے کا طریقہ نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔ (ص ۳۱۴)

اس کے بعد حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث پیش فرما کر ان احادیث سے ثابت شدہ امور نمبروار ذکر کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے ”الحاصل ان تمام روایات سے یہ بات نہایت صراحت کے ساتھ ثابت ہوگئی کہ فرائض کے بعد دعا مانگنا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور اس کی مقبولیت کی امید بھی زیادہ ہے۔ اور یہ کہ أللھم انت السلام الخ سے کسی قدر زیادہ مقدار کی دعا مانگنا بھی جائز ہے۔ اور خود سرور کونین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے“۔ (ص ۳۱۷)

اس کے اس سلسلہ کی فقہی روایات پیش فرما کر تحریر فرماتے ہیں، ”الحاصل یہ روایات فقہیہ ہیں جن سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز کے بعد امام اور مقتدی سب مل کر دعا مانگیں اور دعا سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیریں“۔ (ص ۳۱۹)

آپ نے حاشیہ مشکوۃ سے جو عبارت نقل فرمائی ہے اس سے دعا بعد الصلوۃ کی ممانعت مقصود نہیں ہے، بلکہ یہ امام کے لیے تبدیل ہیئت کا مسئلہ ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اپنی ہیئت تبدیل کر لے تا کہ نو وارد کو بقاءِ جماعت کا اشتباہ نہ ہو۔ چناں چہ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے بدائع الصنائع (۱/۱۶۰) میں اس پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے اور اس میں تمام روایات حدیث پر بھی بحث موجود ہے۔

جن فرض نمازوں کے بعد سنن رواتب مشروع ہیں ان میں فرائض کے بعد طویل ذکر و دعا مانگنے کے لیے بیٹھنا بلا کراہت درست ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں فقہ حنفی کی بعض کتابوں سے جواز بلا کراہت معلوم ہوتا ہے اگر وہ ماثور ہوں، بعض سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کراہت معلوم ہوتی ہے۔آپ نے اختیار شرح مختار کی جو عبارت نقل فرمائی ہے اس کا تعلق اسی مسئلہ سے ہے چناں چہ مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس بحث کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا۔ص ۳۲۴ تا ص ۳۲۸ اس پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے۔آخر میں فرماتے ہیں:

’’یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ یہ کلام انہیں فرائض کے بعد دعا مانگنے کے متعلق ہے جن کے بعد سنتیں ہیں اور جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد دعا اور ذکر طویل اتفاقاً جائز ہے۔نیز یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ فقہاء نے ادعیۂ طویلہ کو جو مکروہ کہا ہے اس کراہت سے مراد بھی کراہت تنزیہی ہے جس کا مرجع خلاف اولیٰ ہے‘‘۔

آخر میں خلاصۂ بحث لکھا ہے،’’الحاصل احادیث صحیحہ اور روایاتِ فقہیہ سے نہایت واضح طور پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ فرائض کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنا اور ادعیۂ ماثورہ کی مقدار تک دعائیں پڑھنا اور ذکر کرنا بلا کراہت جائز ہے۔بلکہ اس وقت دعا مانگنا افضل ہے اور اس دعا میں مقبولیت کی زیادہ امید ہے۔(ص ۳۲۹)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/رجب المرجب ۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

فرض نماز کے بعد دعا کرنا

سوال: باعث تحریر ایں کہ چند دنوں قبل ایک استفتاء روانہ کیا تھا شکریہ بصد شکریہ کہ جواب بھی مل گیا اور گستاخی معاف فرمائیں کہ اصل سوال کا جواب نہیں مرقوم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے۔ دعا کے فضائل اور بعد از مکتوبہ قبولیت دعا پر کوئی کلام نہیں ہے۔ بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ امام صاحب لوگوں کو نماز پڑھا کر کبھی کبھی بلا دعا مانگے مصلی سے ہٹ کر سنت میں مشغول ہو جاتے ہیں یا اپنے حجرہ میں جا کر سنت میں مشغول ہو جاتے ہیں تو کیا اس عمل پر کسی مصلی کو شریعت مطہرہ نکیر کی گنجائش دیتی ہے کہ وہ امام سے کہے کہ آپ دعا کیوں نہیں مانگتے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

چوں کہ آپ نے اپنے سابق استفتاء میں حاشیۂ مشکوۃ شریف اور الاختیار شرح المختار کے حوالہ سے دو عبارتیں بھی نقل فرمائی تھیں جن سے مترشح ہوتا تھا کہ ان عبارتوں کے مصداق کے تعیین میں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ساتھ ہی آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ فقہ کی کتب درسیات میں سے کسی میں بھی یہ بات نہیں ملتی کہ امام نماز سے فراغت کے بعد دعا مانگے۔ اس سے بھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ کتب فقہ میں فقہاء کے یہاں ایسی کوئی تصریح موجود نہیں ہے۔ اسی لیے آپ کو مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ کا حوالہ اور ساتھ ہی کفایت المفتی سے چند اقتباسات نقل کر کے بھیجے تھے۔ اس لیے آپ کو اس بات کا ثبوت فراہم کرنا مقصود تھا۔ یہ یاد رہے کہ ان روایات حدیث وفقہ سے صرف فضائل بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ ثبوت بھی مقصود ہے۔ اب جب کہ ایک عمل کا افضل ومستحب ہونا ثابت ہوا ہے تو امام کو چاہیے کہ بوقت امامت نماز کے تمام آداب ومستحبات کی بھی رعایت کرے۔ ظاہر ہے کہ ایک شخص کسی دینی مدرسہ میں بوقت امامت ان کی رعایت نہیں کرے گا تو طلبہ کو اس کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تعلیم وتربیت کیسے حاصل ہوگی؟ اس لیے اگر ذمہ دار نے بغرض تعلیم ایسا کیا ہے تو اس کی اجازت ہے فقہاء نے ترکِ مستحب کے خلاف اولیٰ ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔

(شامی ۱/ ۴۸۳)

اس لیے آپ بھی اس مسئلہ کو موضوع نزاع نہ بنائیں۔ اور تنبیہ کی گئی ہے تو اس سے برا نہ مانئے اور اگر انہوں نے اس سلسلہ میں حدود سے تجاوز کیا ہے تو ان کو یہ جواب بتلا کر نزاع ختم کیجیے۔ ایسے امور کو موضوع نزاع بنانا علماء کی شان نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵/ رجب المرجب ۱۴۱۴ھ

پنج وقتہ نماز کے بعد دعا کا ثبوت

سوال: کیا پانچوں نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کسی حدیث سے ثابت ہے؟ ہماری مسجد کے چند ائمہ تو بالکل دعا کرتے نہیں اور ہمیں بدعتی قرار دیتے ہیں، یہ لوگ محض احادیث کو بطور جواب قبول کریں گے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ نے اپنے جن چند ائمہ کا عمل ذکر کیا ہے وہ حضرات ابن قیم کی اس عبارت اور کلام سے جو انہوں نے "زاد المعاد" میں کیا ہے استدلال کرتے ہیں، جس میں انہوں نے نماز کے بعد مطلقاً دعا سے انکار کیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباری شرح بخاری" میں اس پر تفصیلی کلام کرتے ہوئے پنج وقتہ نماز کے بعد دعا کے ثبوت میں احادیث ذکر فرمائی ہیں، "کتاب الدعوات، باب الدعاء بعد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الصلوۃ" میں ملاحظہ فرمالیں۔ اس موضوع پر شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جو تین رسائل کا مجموعہ ہے: "ثلاث رسائل فی استحباب الدعاء و رفع الیدین فیہ بعد الصلوۃ المکتوبۃ" اس کا مطالعہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ مفید ثابت ہوگا۔

دراصل یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ اس مختصر جواب میں اس پر تفصیلی کلام کیا جائے، مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ اردو میں بنام "النفائس المرغوبۃ" بھی ہے اس میں بھی چند احدیث درج فرمائی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

فجر و عصر کے بعد دعا کا ثبوت

سوال: عصر اور فجر کے بعد امام اور مقتدی بیٹھتے اور دعا کرتے ہیں، تو کیا اس کا ثبوت ہے؟ اگر ثبوت ہے تو اس میں کونسی دعائیں پڑھنی چاہیے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

نماز کے بعد تسبیح، تحمید اور تکبیر کے بعد دعا کرنا مستحب ہے۔

ویسبحون اللہ تعالیٰ ثلاثا وثلاثین، ویحمدونہ کذلك، ویکبرونہ کذلك، إلی قولہ: ثم یدعون لأنفسھم وللمسلمین بالأدعیۃ الماثورۃ الجامعۃ رافعی أیدیھم الخ (فتاویٰ محمودیہ ۷/۱۳۵)

عبارتِ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث میں وارد جامع دعائیں مانگی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

چاہیے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:العبد احمد عفی عنہ خانپوری،۱۶/شوال ۱۴۱۷ھ

مغرب کی نماز سے پہلے دعا کا ثبوت

سوال: ہم لوگ حضرت نظام الدین بنگلہ والی مسجد میں بیٹھے تھے، ایک مولوی صاحب نے دوسرے مولوی صاحب سے کہا کہ بھائی مغرب کا وقت ہے دعا کرو، تو وہ مولوی صاحب کہنے لگے مغرب کے وقت دعا کرنا درست نہیں، اور یہ مسئلہ مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا ہے، تو مغرب کے وقت دعا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

شریعتِ مطہرہ نے دعا کے لیے کسی بھی وقت میں پابندی عائد نہیں فرمائی، اس لیے یہ کہنا کہ مغرب کے وقت دعا کرنا درست نہیں، صحیح نہیں ہے، مشکوۃ شریف میں سنن ابوداؤد کے حوالے سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت نقل کی گئی ہے، فرماتی ہیں کہ مجھے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلایا کہ مغرب کی اذان کے وقت یہ کلمات کہو: "اللّٰهم هذا اقبال ليلك وادبار نهارك واصوات دعاتك فاغفرلى

(مشكوة: ٦٦،٦٥)

حاشیہ ۲/ میں مرقات کے حوالہ سے لکھا ہے: فاغفرلى اى بحق هذا الوقت الشريف والصوت المنيف اس سے تو دعا کا ثبوت ملتا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فجر اور عصر کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے دعا کرنا

سوال: امام فجر اور عصر کی نماز کے بعد کبھی تو فوراً مقتدیوں کی طرف منہ کر کے تسبیحات اور دعا کرتا ہے، اور کبھی تسبیحات کو قبلہ رو ہو کر پڑھتا ہے، اور دعا مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر کرتا ہے، تو یہ دوسری صورت مکروہ تو نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سلام کے بعد فوراً دائیں بائیں یا مقتدیوں کی طرف رخ پھیر لینا چاہیے؛ البتہ جن کلمات کے متعلق حدیث میں یہ تصریح ہے کہ قعدہ کی ہیئت پر بیٹھ کر پڑھے اس میں اسی طرح پڑھے مثلاً مغرب اور فجر میں چہارم کلمہ۔ (کفایت المفتی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

فرض نماز کے بعد اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

سوال: بعد نماز فرض کے جو امام اجتماعی دعا کراتا ہے کیا یہ مسنون نہیں ہے؟ غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ فرض نماز کے بعد امام صرف سلام پھیر کر اپنی جگہ سے اٹھ جائے، بقیہ لوگ اپنی اپنی دعا کر لیں اور یہ لوگ دلیل اس کی یہ پیش کرتے ہیں کہ اگر یہ فعل صحیح وسنت ہوتا تو حرمین شریفین میں اور دیگر مساجدِ عرب میں بھی امام خود ہی کراتا؛ لہٰذا یہ فعل خود ہمارے یہاں ہندوستان میں رائج ہے، یعنی امام کا بعد فرض نماز کے اجتماعی دعا کرانا یہ غلط ہی نہیں؛ بلکہ بدعت ہے۔ لہٰذا خدمتِ عالی میں گزارش ہے کہ صحیح، اطمینان بخش جواب مرحمت فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فرض نمازوں کے بعد اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی مشروعیت پر عربی واردو میں کئی رسالے لکھے گئے ہیں، ابھی ابھی ایک رسالہ مولانا مفتی شمس الدین نور کا بنام "التحفة المطلوبة في استحباب رفع اليدين في الدعا بعد المكتوبة" نامی طبع ہوا ہے جس میں سابقہ تمام رسائل اور اس موضوع سے متعلق دیگر تحریرات کا خلاصہ بہت عمدہ طریقہ سے ایک خاص ترتیب سے پیش کیا گیا ہے، اس کا مطالعہ فرمائیں، ان شاء اللہ کافی وشافی ہوگا۔ رسالۂ مذکورہ کے ص: ۱۳۷ پر ہے کہ: غیر مقلدین کے پیشوا علامہ مبارک پوری فرماتے ہیں: ہمارے زمانہ کے علمائے اہلِ حدیث (غیر مقلدین) نے فرائض کے بعد متصلاً ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے جواز وعدمِ جواز میں اختلاف کیا ہے، بعض نے جواز کا قول اختیار کیا ہے اور بعض نے اس طرح کی اجتماعی دعا برفعِ الیدین کو بدعت کہا ہے؛ لیکن (بقول علامہ مبارکپوری) حق قائلینِ جواز کے ساتھ ہے، جس کا استدلال تین طرح ہے:

اول استدلال: پانچ احادیث سے ہے:

① حدیث ابی ہریرۃ: أن رسول اللهﷺ رفع يديه بعد ما سلم وهو مستقبل القبلة. الحديث ② حضرت عبداللہ بن زبیر کی روایت: قال: أن رسول اللهﷺ لم يكن يرفع يديه حتى يفرغ من صلوٰته. الحديث ③ حضرت انس بن مالک کی حدیث: قال النبيﷺ: ما من عبد يبسط كفيه دبر كل صلوٰة يقول. الحديث ④ حضرت یزید بن الاسود العامری کی حدیث: صليت مع رسول اللهﷺ الفجر فلما سلم انحرف ورفع يديه ودعا. الحديث

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑤ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث: ثم تقنع يديك أي ترفعهما إلىٰ ربك مستقبلا ببطونهما وجهك وتقول: يارب يارب. الحديث۔

یہ تمام احادیث تخریجات اور فوائدِ حدیث کے ساتھ پیچھے گذر چکی ہیں، یہاں صرف اشارہ کردیا گیا ہے۔

استدلالِ دوم: نیز قائلینِ جواز رفعِ یدین فی الدعا کی عمومی احادیث سے بھی استدلال کرتے ہیں: ① چناں چہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ فرائض کے بعد دعا مانگنا مستحب ہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرائض کے بعد دعائیں مانگنا ثابت ہے، کما مرّ ② یہ بھی مسلّم حقیقت ہے کہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا آدابِ دعا میں سے ہے؛ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے شمار قولی و فعلی احادیث سے عمومی دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔ ③ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ فرائض کے بعد دعاؤں میں ہاتھ اٹھانے پر کسی حدیث یا اثرِ صحابی میں ممانعت ثابت نہیں ہے، پس ان تمام مذکورہ بالا امور کے ثبوت اور دلیلِ ممانعت کے عدمِ ثبوت پر نتیجہ یہی نکلا کہ فرائض کے بعد دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے اور بہترین آدابِ دعا میں سے ہے، اس کو بدعت یا مکروہ کہنا صحیح نہیں؛ کیوں کہ ممانعت کی کوئی دلیل موجود نہیں۔

استدلالِ سوم: نیز قائلینِ جواز نے صحیح بخاری کی ذیل کی حدیثِ انس رضی اللہ عنہ سے بھی استدلال کیا ہے:

وعن أنس بن مالك قال: أتىٰ رجل أعرابي من أهل البدو إلىٰ رسول الله ﷺ يوم الجمعة، فقال: يا رسول الله! هلكت الماشية، هلك العيال، هلك الناس فرفع رسول الله ﷺ يديه يدعوه ورفع الناس أيديهم مع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رسول الله ﷺ، قال: فما خرجنا من المسجد حتى مطرنا، فما زلنا نمطر حتى كانت الجمعة الأخرىٰ، فأتى الرجل إلىٰ رسول الله ﷺ فقال: يارسول الله! بشق المسافر ومنع الطريق. (صحیح بخاری ۱/ ۱۴۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیہاتی لوگوں میں سے ایک جوان بدوی جمعہ کے روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، پس کہنے لگا: یارسول اللہ! جانور ہلاک ہونے لگے، خاندان اجڑ گئے، لوگ ہلاک ہو رہے ہیں: (اللہ تعالیٰ سے بارانِ رحمت کے لیے دعا کیجیے؛ تاکہ یہ قحط سالی دور ہو جائے) چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرما رہے ہیں اور تمام لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ ہاتھ اٹھائے (دعا مانگنے میں شریک ہوئے) راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: ہم مسجد سے نکلنے نہ پائے تھے کہ موسلا دھار بارش برس رہی تھی، بارش کا یہ سلسلہ آئندہ دوسرے جمعہ تک برابر جاری رہا، دوسرے جمعہ کو وہی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پھر آیا، کہنے لگا: یارسول اللہ! مسافر پھنس گئے اور راستے (بارش کا پانی جمع ہونے کی وجہ سے) مسدود ہو گئے۔

علامہ مبارکپوری فرماتے ہیں کہ: یہاں اس واقعہ میں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر طلبِ باراں کے لیے دعا مانگی دیگر مواقع پر بھی (اجتماعی یا انفرادی) دعاؤں میں اسی طرح ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا درست ہے؛ کیوں کہ اس حدیثِ بخاری میں ایسا کوئی اشارہ موجود نہیں ہے کہ جس سے معلوم ہو کہ اس طرح اجتماعاً ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا صرف اسی واقعۂ استسقاء (طلبِ بارانِ رحمت) کے ساتھ خاص ہے، چناں چہ اسی لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری "کتاب الدعوات" کے "باب رفع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الأيدي في الدعاء" کے تحت ہر قسم کی دعاؤں میں رفعِ یدین کے استحباب پر اس حدیثِ انس سے استدلال کیا ہے۔ نیز علامہ مبارکپوری آخر میں اپنا رجحان بتلاتے ہیں جس کو مسلکِ اہلِ حدیث کی ترجمانی سمجھنی چاہیے۔

قلت: القول الراجح عندي أن رفع اليدين في الدعاء بعد الصلوٰة جائز، لو فعله أحد لابأس عليه إن شاء الله تعالىٰ. (تحفة الاحوذی ۱/ ۱۷۳) (التحفة المطلوبة: -۱۳۷ ۱۴۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد احمد خانپوری، ۶/ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

نماز کے بعد امام کا رخ کس طرف ہو؟

سوال: جب مسجد میں سب لوگ فرض نماز ادا کر کے دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں، اور مولوی صاحب اس وقت اپنا منہ لوگوں یا جماعت کی طرف کرتے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

وہ فرض نماز جس میں فرائض کے بعد سنن نہیں ہیں، (یعنی فجر وعصر) ان میں امام کے لیے افضل یہ ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد اپنی ہیئت تبدیل کر کے دائیں یا بائیں یا لوگوں کی طرف منہ کر لے، یہ اس لیے کہ مسجد میں آنے والے نئے مصلی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ امام نماز میں ہے۔ (شامی ۱/ ۳۹۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶/ ذو القعدہ ۱۴۱۴ھ

نماز کے بعد دعا سراً یا جہراً؟

سوال: زید ایک مسجد میں امامت کرتا ہے اور روزانہ ہر فرض نماز کے بعد زور سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دعا مانگتا ہے، اور مقتدی آمین کہتے ہیں، بکر کا کہنا ہے کہ دعا مانگی جائے؛ مگر چپکے چپکے اور آہستہ آہستہ مانگی جائے تو سنت کے مطابق ہے، زید کا عمل صحیح ہے یا بکر کی بات صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

دعا آہستہ مانگنا افضل ہے، اگر دعا کی تعلیم مقصود ہو تو بلند آواز سے بھی مضائقہ نہیں؛ مگر اس بلند آواز سے دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل نہ ہو۔ (فتاوی محمودیہ ۲/ ۷۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/ رجب المرجب ۱۴۱۱ھ

فرض نماز کے بعد دعا کی مقدار

سوال: فرض نمازوں کے بعد سنتیں کتنی دیر کے بعد پڑھ سکتے ہیں؟ جب کہ کتب فقہ میں لکھا گیا ہے کہ "اللهم أنت السلام الخ" تک تاخیر کی جاسکتی ہے، اس سے زیادہ تاخیر کرنا خلاف سنت اور مکروہ تنزیہی ہے؛ مگر ہم نے سنا ہے کہ فرض نماز کے بعد "اللهم أنت السلام الخ" کے بقدر کم سے کم وقفہ کر سکتے ہیں، اور زیادہ سے زیادہ دو خفیف رکعتوں کے بقدر تاخیر کر سکتے ہیں، اس سے زیادہ خلاف سنت ہے۔ کیا خط کشیدہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو حوالہ کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں؛ نیز مدرسہ میں طلباء سے تسبیح فاطمہ کا اہتمام بعد نماز فرض قبل السنت کراتے ہیں پھر سنتیں ادا کرواتے ہیں، یہ کہاں تک صحیح ہے؟ یہ عمل خلاف سنت تو نہیں ہے؟ حالاں کہ اس میں اتنی تاخیر نہیں لگتی کہ اتنی دیر میں دو خفیف رکعتیں پڑھ لے، طلباء سے یہ اہتمام عادت ڈلوانے کے لیے ہے اور آزاد چھوڑنے پر پھر اہتمام

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہیں کرتے؛ لہذا اب اس بارے میں مفصل جواب معہ حوالہ عنایت فرمائیں؛ نیز اس بات کا بھی جواب دیں کہ حدیث میں آتا ہے کہ گھر پر سنتیں ادا کرنا افضل ہے؛ حالاں کہ اس فضیلت کو حاصل کرنے میں سنتیں وفرائض کے درمیان خوب تاخیر ہوسکتی ہے: مثلاً کسی کا مکان مسجد سے دور ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

روایاتِ صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے کہ فرائض کے بعد "اللهم أنت السلام الخ" سے زائد مقدار کی دعائیں آں حضرت ﷺ نے پڑھی ہیں۔ (کفایت المفتی ۳/۲۸۷)

احادیثِ صحیحہ اور روایاتِ فقہیہ سے نہایت واضح طور پر یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ فرائض کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنا اور ادعیۂ ماثورہ کی مقدار تک دعائیں پڑھنا اور ذکر کرنا بلا کراہت جائز ہے؛ بلکہ اس وقت دعا مانگنا افضل ہے، اور اس دعا میں مقبولیت کی زیادہ امید ہے۔ (کفایت المفتی ۳/۳۲۹)

نوٹ: اس موضوع پر حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مفتی اعظم ہند) کا مستقل ایک رسالہ "النفائس المرغوبة في حكم الدعاء بعد المكتوبة" کے نام سے موجود ہے اس کا ضرور مطالعہ فرمالیں، اس مسئلہ کو مع مالہ وما علیہ اس میں تفصیل سے تحریر فرمادیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/۸ ذو القعدۃ ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آلۂ مکبر الصوت کے مسائل

بلاضرورت نماز میں مائک کا استعمال

سوال: (الف) اگر امام کی قراءت اور تکبیر انتقال کی آواز پہلی صف سے آخری صف تک بہ خوبی سنائی دے اور مقتدی حضرات کو ایک رکن سے دوسرے رکن میں جاتے ہوئے کسی قسم کی پریشانی نہ ہو تو ایسی حالت میں مائک (لاؤڈ اسپیکر یعنی مکبر الصوت) سے امام کا نماز پڑھانا کیسا ہے؟ نماز فاسد ہوگی یا نہ ہوگی؟ واضح رہے کہ صورتِ مذکورہ میں بلا وجہ نماز میں مائک کا استعمال ہو رہا ہے، بسا اوقات مائک سے نماز پڑھانے میں مائک کی خرابی کی وجہ سے گھوں گھوں اور ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دیتی ہے، جس سے نماز میں خلل ہو کر نماز کا خشوع وخضوع جاتا رہتا ہے۔

(ب) نیز امام صاحب چھوٹا مائک اپنے کرتے میں یا قمیص میں لگاتے ہیں اور اس کا تار سینہ سے زمین تک لٹکتا رہتا ہے، جس سے تبدیلیٔ رکن میں انتشارِ ذہنی ہوتا ہے اور سدل کے مشابہ بھی ہے، ان حالتوں میں مائک کا استعمال کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(الف) بغیر مائک کے امام جب نماز پڑھا رہا ہو اس وقت اس کو قراءت وغیرہ میں جماعت کی ضرورت وحاجت کے مطابق جہر کرنا چاہیے، اس سے زیادہ جہر پسندیدہ نہیں ہے۔

درمختار میں ہے: ويجهر الإمام وجوبا بحسب الجماعة فإن زاد عليه

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

أساء (الدر علی هامش الشامية١/ ٣٩٣)

تو پھر بلا ضرورت مائک کا استعمال خصوصا جب کہ اس کی وجہ سے شور وشغب ہو کر نماز میں خلل واقع ہوتا ہے درست نہیں ہے، ان کا یہ فعل مکروہ ہے؛ البتہ اس کے باوجود فسادِ نماز کا حکم نہیں لگے گا۔

(ب) سدل کا تعلق لباس سے ہے اور تار کے لٹکنے سے انتشارِ ذہنی کا ہونا عادت وطبیعت پر ہے، اگر کسی امام کے لیے یہ انتشار کا باعث ہو تو اس کے لیے یہ لگانا درست نہیں ہے۔ بہر حال بلا ضرورتِ شرعی مائک کا استعمال درست نہیں ہے اور بوقتِ ضرورت حدود وقیود وشروط کی رعایت کے ساتھ گنجائش ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بلا ضرورت مائک کا استعمال

سوال: اگر کسی مسجد میں مائک استعمال ہوتا ہو اور اس مسجد میں بغیر مائک کے بھی مقتدیوں کو امام کی آواز آرام سے سنائی دیتی ہو، پھر بھی مائک کا استعمال ہوتا ہو تو شرعی کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں جب کہ امام کی آواز بغیر مائک کے بھی مقتدیوں تک پہنچ جاتی ہے نماز میں مائک کا استعمال کرنا شرعاً درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ١٦/ شوال

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نماز میں آلۂ مکبر الصوت کا استعمال اور اس کی حفاظت کرنا

سوال: آلۂ مکبر الصوت کہ اس کے ذریعہ تراویح وفرائض، واجبات نمازیں پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ اور آج کل آلۂ مکبر الصوت کی ایک جدید شکل ہے، وہ یہ ہے کہ آلۂ مکبر الصوت بالکل چھوٹا سا بنایا ہوا جس کو لے کر امام اپنے گریبان یعنی بٹن کی جگہ آویزاں کرتا ہے اور اس کی وائر مکمل اس کی مرکز مشین سے لے کر امام کے گلے تک لٹکی ہوئی رہتی ہے اور وہ وائر اور آلۂ مکبر الصوت دونوں امام کی ہر حالت میں سجدہ، قومہ، رکوع، قیام، قعدہ ہر حال میں امام کے ساتھ چسپاں رہتا ہے، مستقل اس کی حفاظت کرنا پڑتی ہے، اس طرح کے آلۂ مکبر الصوت کو نمازِ فرض وسنت، واجب کے لیے استعمال جائز ہے یا ناجائز ہے؟

ایک تو قدیمی شکل وہ ہے کہ آلۂ مکبر الصوت کو اسٹیل لوہے کی سٹیج پر باندھ کر امام یا مقرر کے سامنے تقریباً دو ڈھائی فٹ رکھا جاتا ہے، جس کے جز سے امام کا کوئی تعلق نہیں ہوتا، یہ پرانا آلۂ مکبر الصوت ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

اور آج کل جو جدید آلۂ مکبر الصوت ہے جو ہر حال میں اپنی ۲۰-۲۵ فٹ وائر کے ساتھ، یا کم از کم دس بارہ فٹ وائر کے ساتھ امام کے بغل وگریبان سے چسپاں رہتا ہے، اس کا استعمال کیسا ہے؟ کیا اس طرح ادا کردہ نماز واجب الاعادہ ہے یا نہیں ہے؟ مع دلائل وحوالہ کے واضح فرمائیں، یہ مسئلہ بہت ہی اُلجھا ہوا ہے، عام طور پر مساجد میں اس کا استعمال کیا جارہا ہے؛ جب کہ امام کو اس وقت اس آلۂ مکبر الصوت کی طرف اپنی گردن جھکاتے ہوئے متوجہ رہنا پڑتا ہے، اور اس کی وجہ سے بسا اوقات بھول

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بھی ہونے کا خدشہ رہتا ہے، یہاں پر اکثر علماء کی رائے اس کے ذریعہ نماز حرام ہونے کی ہے، بعض نا اہل حضرات کہتے ہیں اس کا ہونا ضروری ہے، تفصیل مطلوب ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

تکبیرات انتقال کی آواز تمام مقتدیوں تک برابر پہنچ جاتی ہے، تو اس آلہ کو ہرگز استعمال نہ کیا جائے اور اگر نہیں پہنچ پاتی ہے تو اس صورت میں معقول طریقہ سے مکبرین کا نظم ہوجاتا ہے، تو اس صورت میں بھی اس آلہ کو نماز میں استعمال نہ کریں اور اگر مکبرین کا معقول نظم نہیں ہو پاتا اور تکبیرات انتقال کی آواز تمام مقتدیوں تک برابر نہ پہنچ پانے کی وجہ سے نماز میں گڑبڑ ہوجاتی ہے، تو اس کے استعمال کی اجازت ہے اور نماز میں اس کے استعمال کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی، چاہے جدید صورت ہو یا قدیم۔ جدید صورت میں اس کا مائیکروفون بذریعۂ کلیپ امام کے گریبان سے لگا دیا جاتا ہے، خود امام کو سنبھالنا نہیں پڑتا، اس میں امام کو اتنی توجہ بھی نہیں کرنی پڑتی، جتنی موسم سرما میں چادر اوڑھ کر نماز پڑھنے والوں کو چادر سنبھالنے میں کرنا پڑتی ہے، اس موضوع پر مستقل رسائل بھی لکھے گئے ہیں، ان کا مطالعہ کرلیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۳/ شوال ۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

آلۂ مکبر الصوت کا بقدر ضرورت استعمال

سوال: مختلف مقامات پر جمعہ اور عیدین وغیرہ کی نماز میں مائک لگاتے ہیں، جب کہ مائک سے مقتدیوں کو آسانی ہوتی ہے، اور مائک نہ رہنے سے اور مکبرین

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے رہنے کے باوجود مقتدی امام سے پیچھے رہ جاتے ہیں رکوع وغیرہ میں، دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اسی آسانئ مقتدی کو پیش نظر رکھتے ہوئے مائک یا اس قسم کے بلند ہونے والے صوتیہ آلات کا استعمال کرنا از روئے شرع درست ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر امام کی تکبیرات انتقال کی آواز تمام مقتدیوں تک نہیں پہنچ پاتی، تو اس صورت میں اولی اور اسلم طریق یہ ہے کہ ایک یا متعدد ایسے اشخاص کا انتخاب کیا جائے جو تکبیرات انتقال لوگوں تک پہنچائیں؛ لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تو بوقت ضرورت بقدر ضرورت آلۂ مکبر الصوت یعنی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال درست ہے؛ لیکن بلا ضرورت یا زائد از ضرورت استعمال مکروہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ ذو القعدۃ الحرام ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

متفرقات صلاۃ

بے نمازی کے متعلق شیخ العثیمین کا فتویٰ شریعت کی نظر میں

سوال: شیخ محمد بن صالح العثیمین کا ایک فتویٰ ہے اِس کے متعلق ہمارے علما کی کیا رائے ہے؟

بے نمازی کے لیے شرعی حکم:

سوال: ایک آدمی اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیتا ہے؛ لیکن وہ نہیں مانتے، آیا وہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ان کے ساتھ رہے یا گھر چھوڑ کر چلا جائے؟

جواب: اگر اس کے گھر والے بالکل نماز نہیں پڑھتے تو وہ کافر ہیں، مرتد اور اسلام سے خارج ہیں، ان کے ساتھ رہائش رکھنا جائز نہیں؛ البتہ اس پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ان کو دعوت دیتا رہے، بار بار اور اصرار سے کہتا رہے، کچھ بعید نہیں کہ اللہ انھیں ہدایت عطا فرمادے۔ حقیقت یہ ہے کہ نماز کا تارک کافر ہے، قرآن کریم، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فتویٰ اس کی دلیل ہے، علاوہ ازیں عقل سلیم کا بھی یہی تقاضا ہے۔

قرآن کریم نے مشرکوں کے بارے میں فرمایا: ﴿فإن تابوا وأقاموا الصلوة وآتوا الزكوة فإخوانكم في الدين ونفصل الايات لقوم يعلمون﴾ (البقرة:۱۱) پس اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں تو تمھارے دینی بھائی ہیں۔ آیت کے مفہوم میں یہ بات ازخود شامل ہے کہ اگر وہ ایسا نہ کریں تو تمھارے دینی بھائی نہیں۔ واضح رہے کہ گناہ چاہے کتنا ہی بڑا ہو اس کی وجہ سے دینی بھائی چارے کی نفی نہیں کی جاسکتی؛ البتہ اسلام سے خارج ہونے کی صورت میں ہی دینی بھائی چارہ ختم ہوتا ہے۔

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: بين الرجل وبين الكفر والشرك ترك الصلاة (صحيح مسلم) کفر وشرک اور بندے کے درمیان نماز کا معاملہ حائل ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: العهد الذي بيننا وبينهم الصلاة، فمن تركها فقد كفر (سنن الترمذي وسنن النسائي) ہمارے اور کافروں کے درمیان اصل فرق نماز کا ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے: لاحظ في الإسلام لمن ترك الصلاة (موطاامام مالك) جس نے نماز چھوڑ دی اس کا اسلام میں ذرا بھی حصہ نہیں۔

حضرت عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: نماز کے علاوہ کسی کام کے چھوڑنے کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کفر شمار نہیں کرتے تھے۔ (سنن الترمذی)

عقل سلیم سے پوچھیے! کہ اگر ایک آدمی کے دل میں رائی کے دانے جتنا ایمان ہو، اسے نماز کی اہمیت کا بھی علم ہو، یہ بھی خبر ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سخت تاکید کی ہے، پھر کیا عقل سلیم یہ بات تسلیم کرتی ہے کہ وہ آدمی مسلسل نماز کا تارک ہوسکتا ہے! سیدھی سی بات ہے کہ ایسا ناممکن ہے۔

جو لوگ تارک نماز کو کافر قرار دینے سے انکار کرتے ہیں ان کے دلائل پر میں نے غور کیا ہے، ان کے تمام دلائل چار شکلوں میں منحصر ہیں:

① ان کی بات میں دلیل والی کوئی وجہ ہی نہیں۔

② ان کی دلیل کسی ایسی صفت کے ساتھ مقید ہے کہ اس کے ساتھ ترک نماز ممکن ہی نہیں۔

③ ایسی صورتِ حال درپیش ہے کہ نماز چھوڑنے والا معذور قرار پاتا ہے۔

④ ان کی دلیل عمومی ہے، تارک نماز کو کافر قرار دینے والی احادیث سے اس کی تخصیص ہوجاتی ہے۔

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ نماز کا تارک کافر ہے، تو اس پر مرتد والے احکام

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نافذ ہوں گے، کسی نص (قرآن پاک کی آیت یا صحیح حدیث) میں یہ نہیں آیا ہے کہ نماز کا تارک مسلمان شمار ہوسکتا ہے، یا وہ جنت میں جائے گا، یا جہنم کی آگ سے بچ سکے گا، یا اس طرح کی کوئی اور دلیل موجود ہو جس کی وجہ سے تارک نماز پر لاگو حقیقی کفر کو کفرِ نعمت (ناشکری) یا کفرٌ دون کفرٍ (بڑے کفر کے بہ جائے چھوٹا کفر) والی تاویل وتوجیہ کی ہمیں ضرورت ہو۔

واضح رہے کہ مرتد پر مندرجۂ ذیل احکام لاگو ہوتے ہیں:

① کسی مسلمان لڑکی کا نکاح اس سے نہ کروایا جائے، اور اگر نکاح پہلے سے موجود ہے اور اب نماز نہیں پڑھتا تو ان کا نکاح باطل قرار پائے گا، کوئی مسلمان خاتون اس کے لیے حلال نہیں۔ مہاجر خواتین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان اس کی دلیل ہے: ﴿فإن علمتموهن مؤمنت فلا ترجعوهن إلى الكفار لا هن حل لهم ولا هم يحلون لهن﴾ (الممتحنة: ۲) پھر جب تمھیں معلوم ہوجائے کہ وہ مومن ہیں تو انھیں کفار کی طرف واپس نہ کرو، نہ وہ کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ کفار اُن کے لیے حلال۔

② اگر نکاح کے بعد مرد نے نماز چھوڑ دی تو اس کا نکاح فسخ ہوجائے گا، مسلمان بیوی اس کے لیے حلال نہیں۔ اس کی دلیل مذکورہ بالا آیت ہے۔ اس مسئلے کی باقی تفصیلات اہل علم کے یہاں معروف ہیں، کہ آیا ترکِ نماز ازدواجی ملاقات سے پہلے تھی یا بعد میں شروع ہوئی؟

③ اگر بے نمازی ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ نہ کھایا جائے؛ اس لیے کہ وہ حرام ہے، یہودی یا عیسائی کا ذبیحہ تو ہمارے لیے جائز ہے؛ مگر بے نمازی کا نہیں؛ اس لیے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کہ بے نمازی کا ذبیحہ یہودی اور عیسائی کے ذبیحہ سے زیادہ شریعت میں ناپسندیدہ ہے۔والعیاذ باللہ۔

④ بے نمازی مکہ شہر تو کیا، اس کی حدود میں بھی داخل نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿یأیھا الذین اٰمنوا إنما المشرکون نجس فلایقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا﴾ (التوبۃ:۲۸) اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مشرکین ناپاک ہیں؛ لہٰذا اس سال کے بعد یہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ پھٹکنے پائیں۔

⑤ اگر بے نمازی کے قرابت داروں میں سے کوئی فوت ہوجائے تو وراثت میں اس کا کوئی حق نہیں، مثلاً ایک نمازی مسلمان مرجاتا ہے اس کے ورثاء میں اس کا ایک حقیقی بے نماز بیٹا اور چچازاد بھائی ہے، بھلا کون وارث بنے گا! اس کے حقیقی بیٹے کے بہ جائے اس کے چچازاد بھائی کو وراثت ملے گی۔ اس کی دلیل حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لایرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم (صحیح بخاری وصحیح مسلم) مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوسکتا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔ ایک دوسرے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الحقوا الفرائض بأھلھا، فما بقي فھو لأولیٰ رجل ذکر (صحیح بخاری وصحیح مسلم) تمام حق داروں کو وراثت میں سے ان کا حصہ دے دو، اور جو بچ رہے تو وہ مرد کے مذکر رشتے داروں یعنی عصبہ کا حق ہے۔ اس ایک مثال کے ذریعے باقی تمام ورثا کا حکم معلوم ہوجاتا ہے۔

⑥ بے نمازی جب مرجائے تو اسے غسل دیا جائے اور نہ کفن، نہ تو اس کا جنازہ پڑھا جائے اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ تب اس کے ساتھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کیا کیا جائے؟ اسے صحرا میں لے جائیں اور گڑھا کھود کر کپڑوں سمیت دفن کر دیں؛ اس لیے کہ شرعاً اس کا کوئی احترام نہیں۔ اس سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ، اگر کسی کو معلوم ہو کہ اس کا کوئی عزیز یا تعلق دار نماز نہیں پڑھتا، اور اب وہ مر گیا ہے تو اس شخص کے لیے جائز نہیں کہ اس کے میت کو عام مسلمانوں کے سامنے نماز جنازہ کے لیے لائے۔

⑦ قیامت کے روز فرعون، ہامان، قارون اور ابی بن خلف جیسے کافر ولیڈروں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا والعیاذ باللہ، بے نمازی کبھی جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا، اور کسی عزیز یا تعلق دار کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ اس کے حق میں رحمت ومغفرت کی دعا کرے؛ اس لیے کہ وہ کافر ہے؛ لہٰذا دعا کا مستحق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ما كان للنبي والذين اٰمنوا أن يستغفروا للمشركين ولو كانوا أولي قربىٰ من بعد ماتبين لهم أنهم أصحاب الجحيم﴾ (التوبة: ١١٣) نبی اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں، زیبا نہیں ہے کہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں، چاہے وہ ان کے رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں، جب کہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں۔

میرے بھائیو! معاملہ بہت خطرناک ہے، اور افسوس کی بات یہ ہے کہ بہت سارے لوگ اس مسئلے میں سستی کا شکار ہیں، اور گھر میں ان لوگوں کے ساتھ رہائش پذیر ہیں جو نماز نہیں پڑھتے اور یہ قطعاً جائز نہیں ہے۔ واللہ أعلم وصلى الله علىٰ نبينا محمد وعلىٰ اٰله وصحبه أجمعين.

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

نماز فرض عین ہے، ہر مکلف کو اس کا ادا کرنا ضروری ہے، جو شخص اس کی فرضیت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کا اعتقاد رکھتا ہے؛ مگر بلا عذرِ شرعی سستی وغیرہ کی وجہ سے اس کو ترک کرتا ہے ساتھ ہی اس کو عقاب کا خوف بھی ہے، وہ شخص شرعاً فاسق ہے، کافر نہیں ہے۔ اول اس کو سمجھایا جائے اور نماز کی اس کو تاکید کی جائے، اگر مان جائے تو بہتر؛ ورنہ اس سے تعلقات ترک کردیے جائیں، حتیٰ کہ تنگ آکر ترکِ نماز سے توبہ کرلے اور آئندہ مداومت کے ساتھ نماز پڑھے۔ اگر وہ نماز کو فرض نہیں سمجھتا؛ بلکہ وہ فرضیت کا منکر ہے اور استخفافاً اس کو ترک کرتا ہے، اور آئندہ قضا کی نیت نہیں رکھتا، نہ اس کو خوفِ عقاب ہے تو ایسا شخص شرعاً کافر ہے، ایسے شخص کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے، زوجہ کو اس سے علاحدہ رہنا ضروری ہے، جب تک تجدیدِ نکاح وتجدید ایمان نہ کرے صحبت حرام ہوگی، اور اس کے جنازہ کی نماز ناجائز ہے۔ ویکفر بترك الصلاة متعمدا غیرناو للقضاء وغیر خائف من العقاب. (بحر ۵/۱۲۲)

اور نماز کو فرض سمجھتے ہوئے نہ پڑھنے والے شخص کے جنازے پر صلاۃ جنازہ پڑھی جائے گی، اگر کوئی بڑا شخص دوسروں کی تنبیہ اور زجر وعبرت کے لیے اس پر نماز نہ پڑھے تو مضایقہ نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/۱۱۵،۲۱۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۱۰؍رجب ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

نماز پڑھ لینے کے بعد دوسری جگہ اسی وقت کو پایا تو کیا دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہے؟

سوال: ایک شخص نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر ہوائی جہاز پر سوار ہوکر ایسی جگہ پہنچا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جہاں ابھی ظہر کا وقت داخل نہیں ہوا تھا، پھر اس جگہ آدھے گھنٹہ کے بعد ظہر کا وقت شروع ہوا، تو اب اس شخص کو دو مرتبہ ظہر کی نماز پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ بینوا بالدلائل الواضحه توجروا یوم القیامة۔

از: احقر محمد کلیم لوہاروی

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اصل جواب سے پہلے اس سے متعلق عبارتیں اور ان عبارتوں سے مستفاد امور پیش کرتا ہوں:

(۱) قال المحقق ابن الهمام: تواطأت اخبار الاسراء من فرض الله تعالیٰ الصلوة خمسا بعد ما امروا اولا بخمسين ثم استقر الأمر على الخمس شرعا عاما لأهل الآفاق، لاتفصيل فيه بين اهل قطر و قطر (الى ان قال) فاستفدنا أن الواجب فى نفس الأمر خمس على العموم غير ان توزيعها على تلك الأوقات عند وجودها و لا يسقط بعدمها الوجوب وكذا قال ﷺ خمس صلوات كتبهن الله على العباد (فتح القدير ۱/ ۲۲٤)

قال الشيخ عبد الرحمٰن الجزيرى فى كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: أما السنة الصحيحة الدالة على أن عدد الصلوات خمس فهى كثيرة بلغت مبلغ التواتر (إلى أن قال) ولهذا فقد أجمع أئمة المسلمين على أن الصلوات المفروضة خمس صلوات وهى الظهر و العصر الخ (۱/ ۱۸۰،۱۷۹)

عبارت بالا سے مستفاد ہوا کہ رات دن میں صرف پانچ ہی نمازیں فرض ہیں، اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو متواتر و متوارث ہونے کے ساتھ مجمع علیہ بھی ہے۔

(۲) قال النبی ﷺ: لا تصلیٰ صلوة مكتوبة فى يوم مرتين (سنن دار

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قطنی، باب لا یصلی المکتوبة فی یوم مرتین)

و أیضاً قال: لاتصلوا صلوة فی یوم مرتین (ابوداؤدشریف ص۹۳ باب اذا صلی فی جماعة ثم ادرك جماعة أیعید. نسائی شریف ص۱۳۸ باب سقوط الصلوة عمن صلی مع الامام فی المسجد جماعة انظر لتخریجه "نصب الرایة" للزیلعی ۲/ ۱۳۹،۱۳۸، مع الهامش)

اس سے معلوم ہوا کہ ایک فرض نماز جب ایک مرتبہ تمام شرائط و ارکان وو اجبات وغیرہ کی رعایت کے ساتھ ادا کر لی گئی، تو پھر دوبارہ بحیثیت فرض اس کا اعادہ درست نہیں ہے۔

(۳) وهل تثبت صفة الجواز للمأمور به اذا اتی به قال بعض المتكلمين لا والصحيح عند الفقهاء انه تثبت به صفة الجواز للمأمور به و انتفاء الكراهة (منار الانوار للعلامة النسفی) ای المذهب الصحیح عندنا انه تثبت بمجرد ایجاد الفعل صفة الجواز للمامور به وهوحصول الامتثال علی ما كلف به والا یلزم تكلیف مالایطاق ثم اذا ظهر الفساد بدلیل مستقل بعده یعیده (نور الانوار ص ۵۱)

لو قال كغیره و هل الاتیان بالمامور به یوجب الاجزاء لكان اولیٰ و فی العضد اعلم ان الاجزاء یفسر بتفسیرین احدهما حصول الامتثال به و الآخر سقوط القضاء فان فسرّ بالأول فلا شك ان الاتیان بالمأمور به یحققه و ذلك متفق علیه و ان فسّر سقوط القضاء فقد اختلف فیه و المختار ان یستلزمه (نسمات الاسحار للعلامة الشامی)

عبارت بالا سے مستفاد ہوا کہ جب مامور بہ کو اس کے جملہ شرائط و ارکان و واجبات وغیرہ کی مکمل رعایت کے ساتھ ادا کر دیا گیا تو بندہ کا ذمہ بری ہو گیا، اور اب دوبارہ اس پر اسی مامور بہ کی ادائیگی لازم نہ ہوگی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

④اعلم ان سبب وجوب الصلوة بايجاب الله تعالىٰ فى حقنا الوقت ولهذا تضاف الصلوة اليه فيقال صلوة العصر وكذلك سبب وجوب الصوم الوقت وهو شهر رمضان (الى ان قال) وهذه طريقة المتأخرين فمرادهم من الاسباب، الاسباب الظاهرة واما المشايخ المتقدمون فيقولون سبب وجوب العبادة نعم الله علينا شكرا لها للايمان وجب شكرا لنعمة الوجود فى النطق وكمال العقل، والصلوة وجبت شكرا لنعمة الاعضاء السليمة والصوم وجب شكرا لنعمة اقتضاء الشهوات و الزكوة وجبت شكرا لنعمة المال والحج وجب شكر ا لنعمة البيت فمرادهم بالاسباب الحقيقة (تسهيل الوصول الى علم الاصول ص٢٥٦)

اعلم أن أصول الدين وفروعه مشروعة بأسبابٍ جعلها الشرع أسبابا لها كالحج بالبيت و الصوم بالشهر و الصلوة باوقاتها(حسامى ص٥٤)

وحاصله ان لاحكام الشرع اسبابا تضاف اليها والموجب والشارع لها فى الحقيقة هو الله تعالىٰ دون السبب لان الموجب للاحكام هو الله تعالىٰ وحده (نامى شرح حسامى ١١٦)

ثم ههنا شيئان نفس الوجوب و وجوب الاداء، فنفس الوجوب سببه الحقيقى هو الايجاب القديم وسببه الظاهرى وهو الوقت (نور الانوار ص٥٣)

عبارات بالا سے معلوم ہوا کہ وجوب کی نسبت اسباب کی طرف ظاہری ہے، ورنہ درحقیقت موجب تو اللہ کی ذات ہے، اور باری تعالیٰ نے (جیسا کہ حدیث معراج میں ہے) فرمادیا ہے: هى خمس و هى خمسون لايبدل القول لدى......

نیز آں حضرت ﷺ نے خبر دے دی کہ خمس صلوات فى اليوم والليلة

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور سبب ظاہری کے وجود میں آجانے پر جب بندہ نے امتثال امرِ الٰہی کر دیا تو براءۃِ ذمہ ہوگئی، اب اس پر اسی دن وجوب مکرر نہ ہوگا۔

⑤ والاصل فی هذا النوع انه لما جعل الوقت ظرفاً للمؤدى و سبباً للوجوب لم يستقم ان يكون كل الوقت سبباً لان ذٰلك يوجب تاخير الاداء عن وقته او تقديمه على سببه فوجب ان يجعل بعضه سبباً وهو الجزء الذى يتصل به الأداء فمااتصل الاداء بالجزء الأول كان هو السبب والاتنتقل السببية الى الجزء الذى يليه لأنه لما وجب الخ (حسامی ص۳۳)

وهو اما ان يضاف الى الجزء الأول او الى مايلى ابتداء الشروع او الى الجزء الناقص عند ضيق الوقت او الى جملة الوقت يعنى ان الأصل كل مسبب متصل بسببه فان ادّيت الصلوة فى اول الوقت يكون الجزء السابق على التحريمة وهو الجزء الذى لايتجزأ سبباًلوجوب الصلوة فان لم يؤدّ فى اول الوقت تنتقل السببية الى الاجزاء التى بعده الخ.

(نور الانوار ص۵۳)

والحاصل ان كل جزء سبب على طريق الترتيب والانتقال لكن تقرر السببية موقوف على اتصال الاداء.

(ص٦٣ افاضة الانوار على متن المنار للعلامة الحصكفى على هامش نسمات الأسحار)

عبارات بالا سے معلوم ہوا کہ وقتِ نماز کا جزءِ اول سبب ہے، لیکن اگر اس میں اداءِ صلوۃ نہیں پائی گئی تو صفتِ سببیت بعد والے اجزاء کی طرف منتقل (یعنی ثابت) ہوتی جائے گی، اور جب اداء پائی جاوے گی اس کے متصل جزء کو سبب قرار دیا جاوے گا، اب اگر اداء جزء اول کے متصل وجود میں آئی تو وقت نماز کا وہی جزء (یعنی جزء اول)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سببیت کے لیے متعین ہو گیا، اور بعد والے اجزاء میں صفتِ سببیت کی صلاحیت کے باوجود اب اس کے حق میں سبب نہیں قرار دیئے جائیں گے، حالاں کہ دیگر جن حضرات نے ابھی تک نماز ادا نہیں کی ہے ان کے حق میں وہی اجزاء سبب بن گئے ہیں۔

اس تمہید کے بعد آپ کے سوال کا جواب پیشِ خدمت ہے، کہ صورت مسئولہ میں اس آدمی نے ہوائی جہاز پر سوار ہونے سے پہلے جو نماز ظہر پڑھی تھی وہ اگر زوالِ شمس (یعنی دخولِ وقتِ ظہر) سے پہلے پڑھی ہے، تب تو اس کی وہ نماز وقت سے پہلے ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہوئی اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ دوبارہ پڑھے، اور اگر وہ نماز زوالِ شمس (یعنی دخول وقتِ ظہر) کے بعد پڑھی تھی تو اس کو اب دوبارہ نماز ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے کہ اس کا ذمہ فرضِ ظہر سے بری ہو چکا ہے؛ البتہ اگر وہ بہ نیت نفل وہاں والوں کے ساتھ جماعت میں شرکت کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔ هذا ما سنح لی واللہ اعلم بحقیقة الحال.

تنبیہ: درمختار میں ایک جزئیہ موجود ہے: فلوغربت ثم عادت هل يعود الوقت الظاهر نعم الخ اور اس پر درمختار کی شرح میں علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے (۱/۱۷۴) اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے رد المحتار (۱/۲۶۵) میں بحث فرمائی ہے، علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس بحث کے آخر میں فرماتے ہیں: قلت: و يلزم على الأول بطلان صوم من أفطر قبل ردها و بطلان صلوته المغرب لو سلّمنا عود الوقت بعودها للكل والله تعالى أعلم.

لیکن علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے انداز سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ وہ بطور لزوم اس کو ذکر فرما رہے ہیں مگر خود اس پر مطمئن نہیں، نیز اس جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ردِ شمس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے جس واقعہ کو دلیل میں پیش کیا گیا ہے، اس میں بھی کسی جگہ کسی روایت میں یہ وارد نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز عصر کا اعادہ فرمایا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: احمد عفی عنہ خانپوری ۲۴ / جمادی الاخری ۱۴۱۰ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

حرام لقمہ کھانے سے چالیس روز کی نماز نہیں ہوتی کا مطلب

سوال: حرام کا ایک لقمہ اگر پیٹ میں چلا جائے تو چالیس روز کی نماز نہیں ہوتی تو اس کی اصلاح کی صورت کیا ہے؟ کیا حرام لقمہ کھائے تو کیا نماز نہ پڑھے جب کہ چالیس روز تک نماز نہ ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز قبول نہیں ہوتی۔ دو باتیں الگ الگ ہیں نماز نہ ہونا اور نماز قبول نہ ہونا۔ اس صورت میں قبول نہیں ہوگی، یعنی اس پر اجر وثواب اور خوشنودیٔ باری تعالیٰ مرتب نہ ہوگی، لیکن آپ کا فریضہ ادا ہوجائے گا، اور آپ اپنے فریضہ سے سبکدوش ہوجائیں گے، لیکن اگر آپ نے نماز ہی نہ پڑھی تو آپ کا ذمہ بری نہ ہوگا۔

رہی اصلاح کی صورت تو وہ یہ ہے کہ جس کا حق دبایا ہے اس کا حق ادا کریں، اور اس سے معاف کرا کر آئندہ کے لیے سچی توبہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کیا گنہگار کی نماز مقبول ہے؟

سوال: زنا، شراب، جوا، اس کے علاوہ جتنے بھی کبیرہ گناہ میں مبتلا ہو، پھر پنج گانہ نماز کا پابند ہو، کیا ایسے شخص کی نماز قبول ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس کا فریضہ تو ادا ہو جائے گا، رہی قبولیت تو وہ اللہ تعالیٰ کے اختیار کی چیز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

قومہ اور سجدہ کے اذکارِ مسنونہ

سوال: نفل یا سنت یا فرض نماز میں قومہ کے وقت ربنا لك الحمد کے بعد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلی کے بعد سبوح قدوس رب الملائکة والروح پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور دونوں سجدوں کے درمیان اللهم اغفرلی وارحمنی وعافنی واهدنی وارزقنی واجبرنی وارفعنی پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہو یا منفرداً نماز پڑھتا ہو۔

نوٹ: یہ کچھ ارشادات حصن حصین کتاب سے نقل کر رہا ہوں چوں کہ مسئلہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے اس لیے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ فتویٰ میں ان مسائل کا کیا حل ہے اور کس پر فتویٰ ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مسنون یہ ہے کہ قومہ میں اللهم ربنا ولك الحمد یا اللهم ربنا لك الحمد یا ربنا لك الحمد پڑھے اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے اس کے علاوہ دیگر دعائیں جو وارد ہوئی ہیں ان کو نوافل میں پڑھے، فرائض میں ان کا پڑھنا مسنون نہیں ہے۔

(ويجلس بين السجدتين مطمئنا) لما مر (وليس بينهما ذكر مسنون وكذا) يسن (بعد رفعه من الركوع) دعاء وكذا لا يأتي فى ركوعه وسجوده بغير التسبيح (على المذهب) وما ورد محمول على النفل (درمختار)

فرائض میں تنہا پڑھنے کی صورت میں جائز ہے۔

على أنه إن ثبت فى المكتوبة فليكن فى حالة الانفراد، أو الجماعة والماموون محصورون لا يتثقلون بذلك الخ كما فصله العلامة بن عابدين الشامى (ردالمحتار ۱/ ۳۴۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲/ ذوالحجہ الحرام ۱۴۰۶ھ

پلنگ پر بیٹھے ہوئے کے سامنے نماز پڑھنا

سوال: اگر کوئی پلنگ (bed) پر بیٹھا ہے یا سویا ہے اور اس کے سامنے نیچے کوئی نماز پڑھ رہا ہے تو کیا نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس میں کوئی حرج نہیں، نماز درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سلام پھیرنے کا مسنون طریقہ

سوال: ① بعض امام صاحبان ونمازی صاحبان سلام پھیرتے وقت پہلے چہرہ دائیں جانب یا بائیں جانب پھیر دیتے ہیں، پھر "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہتے ہیں۔

② اور بعض پہلے "السلام علیکم" کہتے ہیں، پھر چہرہ دائیں جانب یا بائیں جانب پھیرتے ہیں، پھر "ورحمۃ اللہ" کہتے ہیں۔

③ اور بعض لوگ پہلے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" پورا کہہ دیتے ہیں، پھر دائیں یا بائیں جانب سلام پھیرتے ہیں، ان تینوں طریقوں میں سے کونسا طریقہ صحیح ہے؟ اگر ائمہ کا اختلاف ہو تو اسے بھی واضح فرمائیں، اور احناف کا مسلک بھی وضاحت سے فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سلام کے الفاظ کی ابتداء تو جانبِ قبلہ سے کردے، اس کے بعد دائیں یا بائیں جانب چہرہ پھیرتے ہوئے اس کو مکمل کرے۔ "ترمذی شریف" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت قالت: كان رسول الله ﷺ يسلم في الصلوٰة تسليمة واحدة تلقاء وجهه، ثم يميل إلى الشق الأيمن شيئا" کی تشریح فرماتے ہوئے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أي يأخذ فيها من تلقاء وجهه، ويختمها إذا مال وجهه إلى اليمين، وكذا الحكم في تسليم اليسار؛ لكنها اكتفت بذكر تسليمة لما أن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مقصودها بالذكر انما هو بيان التسليمة من أين تبتدأ وبيان كيفيتها كيف هي (الكوكب الدري ١/١٤٠)

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

ولعله يريد أن المقصود بيان كيفية السلام هكذا، لا بيان العدد، والكيفية هذه من إبتداءه تلقاء الوجه، وانتهائه في جانب اليمين، ذكره في المجموع والمغني وهو المعمول به عندنا (معارف السنن ٣/١١١)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "شرح سفر السعادة ۹۲" میں اس کو بیان فرمایا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نماز کی نیت میں "آج" کی قید

سوال: فرض نماز میں نیت کرتے وقت آج کی قید نہ بڑھائے، مثلاً صرف یہ کہے کہ عصر کی نماز پڑھتا ہوں، تو کیا اس سے نماز ہوجائے گی؟ بندہ نے آج تک "آج کی" قید نہیں بڑھائی، تو کیا اب تک کی نمازوں کو دہرالیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

نیت صرف ارادہ سے ادا ہوجاتی ہے، زبان سے الفاظ کہنے کی ضرورت نہیں؛ بلکہ زبان سے قلبی نیت کے خلاف بھی ہوجائے تو بھی نماز ہوجائے گی، نیت قلب کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کسی کے سوال کرنے پر فوراً بتا سکے کہ کیا پڑھنا چاہتا ہے؟ آپ کی نمازیں درست ہیں۔

والمعتبر فيها عمل القلب اللازم للإرادة، فلا عبرة للذكر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باللسان إن خالف القلب........ وهو أن يعلم عند الإرادة بداهة بلا تأمل، أي صلوة يصلي الخ (درمختار) (قوله أن يعلم عند الإرادة الخ) قال الزيلعي: أدناها أن يصير بحيث لو سئل عنها أمكنه أن يجيب من غير فكر اه (شامی ۱/ ۳۰۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ رجب ۱۴۱۱ھ

کپڑے کا پردہ سُترہ ہے

سوال: اگر کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہو، اور اس کے سامنے کپڑے کا پردہ لٹکا ہوا ہو تو وہ سترہ کے قائم مقام ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ہوسکتا ہے۔

ولو ستارة ترتفع إذا سجد وتعود إذا قام (درمختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

فجر کے علاوہ دیگر نمازوں میں قنوت نازلہ

''فتاوی رحیمیہ'' سے ایک عالم کی غلط رَوِش کی اصلاح

سوال: کچھ ماہ قبل ہمارے ملک میں جو ناسازگار حالات پیدا ہوئے تھے، اس وقت اکثر مساجد میں دعاء قنوت نازلہ کا اہتمام کیا گیا تھا، اس دعا کو جمعہ، مغرب وعشا کی نمازوں میں بھی پڑھا گیا تھا، فتاویٰ رحیمیہ کی روشنی میں ایک اہلِ علم نے اپنے بیان میں یوں کہا کہ فجر کی نماز کے علاوہ دوسری نمازوں میں دعاء قنوت نازلہ جو پڑھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

گئی وہ طریقہ صحیح نہیں تھا، آگے انہوں نے کہا کہ وہ تمام نمازیں بھی نہیں ہوئیں، ایک ذمہ دار اہل علم کا اس طرح کہنا کیا درست ہے؟ ایسے اہلِ علم کو کیا کہیں گے؟ جواب وضاحت کے ساتھ دیا جائے؛ تاکہ اس میں پھر کوئی اشکال نہ ہو۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حضرت مفتیٔ اعظم مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک تفصیلی فتویٰ کفایت المفتی جلد سوم از ۴۲۴ تا ۴۲۹ پر موجود ہے، جس پر اکابر علماء دیوبند: حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کے تصدیقی دستخط موجود ہیں، اس کا ایک اقتباس نقل کرتا ہوں، جو انشاء اللہ باعث تشفی ہوگا، حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''رہی یہ بات کہ حنفیہ کے نزدیک صرف فجر کی نماز میں ہے یا تین جہری نمازوں میں یا پانچوں نمازوں میں؟ تو اس کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں صرف فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے کا ذکر ہے، اور اسی کو صاحبِ شامی نے ترجیح دی ہے؛ لیکن علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ہدایہ میں ''صلوٰۃ الجھر'' لکھا ہے، اور اسی طرح بحر الرائق و مراقی الفلاح میں شرح نقایہ سے ''صلوٰۃ الجھر'' نقل کیا ہے، اور درمختار میں ''وقیل في الصلوات کلھا'' بھی لکھا ہے، یعنی کہا گیا ہے کہ تمام نمازوں میں پڑھنی جائز ہے، اور احادیث میں بھی قنوت کا ذکر مختلف طریقوں سے آیا ہے: کسی حدیث میں صرف نمازِ فجر کا ذکر ہے، اور کسی میں نماز عشاء کا، اور کسی میں دو تین

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نمازوں کا، اور کسی میں پانچوں نمازوں کا، پس صرف نمازِ فجر میں پڑھنے کی روایت اور جہری نمازوں میں پڑھنے کی روایت تو فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں بھی موجود ہے، ان دونوں صورتوں میں تو فقہ حنفی کی رو سے بھی تأمل کی گنجائش نہیں، رہا پانچوں نمازوں میں پڑھنا تو دیگر ائمہ بموجب حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ پانچوں نمازوں میں قنوت نازلہ کے جواز کے قائل ہیں، اور یہی مطلب ہے درمختار کے اس قول کا "وقیل: فی الصلوات کلھا" مگر ائمہ حنفیہ سے پانچوں نمازوں میں پڑھنے کی کوئی فقہی روایت نہیں ہے، جہری نمازوں میں پڑھنے کی فقہی روایتیں یہ ہیں:

"إن نزل بالمسلمين نازلة، قنت الإمام في صلوة الجهر، وبه قال الأكثرون وأحمد الخ (عینی شرح ھدایہ) ترجمہ: اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت آجائے تو جہری نمازوں میں امام قنوت پڑھے، اسی کے اکثر علماء اور امام احمد قائل ہیں۔

وفي الغاية: إن نزل بالمسلمين نازلة، قنت الإمام في صلوة الجهر، وهو قول الثوري وأحمد الخ (مراقي الفلاح) ترجمہ: غایہ میں ہے کہ: اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت آجائے تو امام جہری نمازوں میں قنوت پڑھے، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔ اسی طرح بحر الرائق وشامی میں بھی منقول ہے"۔ (کفایت المفتی ۳/۴۲۶)

جن صاحب علم نے وہ بات کہی جو آپ نے سوال میں تحریر فرمائی ہے، ان کی بات درست نہیں ہے، اگر ان صاحب کا رجحان علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی ترجیح کی طرف ہے، تو وہ اس پر شوق سے عمل کریں یا دوسروں کو بتلائیں؛ لیکن دوسرے قول کی تغلیط کا انہیں حق نہیں پہنچتا، اور یہ فرما کر کہ "وہ تمام نمازیں بھی نہیں ہوئیں" انہوں نے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بڑی غلط روش اختیار فرمائی، یہ روش اہلِ علم کی شان کے خلاف ہے، انہیں چاہیے کہ بیان ہی میں اپنی اس غلطی کی اصلاح فرمائیں؛ تاکہ ان کا بیان سن کر جو لوگ غلطی میں مبتلا ہوئے ہیں، اس کے وبال سے وہ بری ہوں، ورنہ عند اللہ ماخوذ ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/شوال المکرم ۱۴۱۱ھ

کویت پر حملہ میں قنوت نازلہ پڑھنا

(سوال): یوم عاشورہ کو عراق نے کویت پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا، جس سے وہاں کی معیشت پر بڑا نقصان پہنچا اور نتیجہ یہاں تک پہنچ چکا کہ امریکہ وغیرہ عراق کے خلاف جنگ کی تیاری میں ہیں، عراق نے بھی اعلان کر دیا ہے، مزید تفصیل آپ کو معلوم ہوگی؛ بہر حال کیا ان حالات میں ابھی سے قنوتِ نازلہ کی اجازت ہوگی یا نہیں؟ جواب مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں قنوت نازلہ نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ کراچی ۱۷۳/۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸/صفر المظفر ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

قنوت نازلہ میں ممالک کا نام لینا

(سوال): امسال جو رمضان گزرا اس میں ہمارے پورے ضلع میں ۱۵ر کے بعد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے ۳۰؍تک دعائے قنوت نازلہ فجر کی نماز میں پڑھی گئی تھی، اور مذکورہ دعا کے پڑھنے کا مشورہ بلکہ پمفلٹ کی شکل میں پوری دعا قنوت نازلہ مع اضافہ شدہ شائع کرایا گیا تھا حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب زید مجدہ کی طرف سے، اس دعا میں چند مسلم مما لک کے حق میں دعائیں تھیں اور چند غیر مسلم مما لک کے حق میں بددعائیں تھیں، مثلاً عراق، چیچینیا وغیرہ اور غیر مسلم مما لک میں امریکہ، یورپین وغیرہ کا نام قنوت نازلہ کے درمیان میں ملا کر ائمۂ مساجد پڑھا کرتے تھے، کیا اس طرح عین نماز میں اسلامی مما لک یا غیر اسلامی مما لک کے نام دعا یا بددعا میں لینا شرعاً درست ہے؟ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی بعض قبائل اور بعض کفار کے نام بددعائیں فرمائی ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

قنوت نازلہ میں کسی کا نام لے کر اس کے حق میں دعا یا اس پر بددعا حدیث پاک میں وارد ہوئی ہے؛ لیکن فقہ حنفی کی کتابوں میں یہ تصریح میری نظر سے نہیں گزری، دوسرے اہل علم سے تحقیق فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

قنوت نازلہ کے آخر میں درود شریف

سوال: دعائے قنوت کے بعد جو درود شریف مشہور ہے وہ درود تحریر فرمائیں، اور اس کے پڑھنے کا حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

دعائے قنوت کے آخر میں وصلی اللہ علی النبي وآله وسلم کا اضافہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فرمادیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸/شعبان ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

دورانِ نماز زلزلہ آجائے تو کیا کرے؟

(سوال): درمیان نماز اگر زلزلہ آجائے یا کوئی دوسری قدرتی مصیبت آئے تو کیا نماز توڑ کر مسجد سے باہر نکل سکتے ہیں یا نہیں؟ یا اسی طرح اپنے مکان کی عمارت سے باہر نکل سکتے ہیں؟ (اس صورت میں عورت کی بے پردگی کا بھی اندیشہ ہے) جب کہ عمارت کے منہدم ہونے کا اندیشہ دونوں صورتوں میں موجود ہے۔اسی طرح زلزلہ میں مرنے والے مسلمانوں کو کیا شہادت کا درجہ ملتا ہے؟ اور اگر شہادت کا درجہ ملتا ہے تو حکمی یا اخروی؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

زلزلہ یا کسی اور وجہ سے کسی عمارت کے منہدم ہوجانے کا اندیشہ ہو تو بہ طورِ تحفظ اس میں سے نکل کر کھلی فضا میں آجانا درست ہے، شرعاً ممنوع نہیں۔

منہدم ہونے والی عمارت کے ملبہ میں دب کر مرنے والا اخروی اعتبار سے شہید ہے۔درمختار میں ہے: والمهدوم عليه (درعلی هامش الرد ٦٧٢/١) یعنی اس کو شہید کا ثواب ملے گا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/ذوالقعدہ ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مکبر کا درمیانِ نماز میں "تسمیع" کہنا

(سوال): مکبر آدمی امام کے پیچھے "ربنا لك الحمد" کے بجائے "سمع الله لمن حمده" کہے تو کیا حرج ہے؟ اور بعض مرتبہ مکبر بھول جاتا ہے زور سے کہنا، اور بعض مرتبہ آدھی نماز کے بعد زور سے کہنا شروع کرتا ہے تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟

(الجواب): حامداً و مصلیاً و مسلماً

مکبر جو امام کی تکبیرات انتقال لوگوں تک پہنچاتا ہے وہ چوں کہ مقتدی ہوتا ہے، اور مقتدی پر تسمیع نہیں ہے، اس لیے وہ "ربنا لك الحمد" کہے "سمع الله لمن حمده" نہ کہے؛ لیکن اگر بھول سے کہہ دیا تو نماز ہو جائے گی، زور سے کہنا بھول جانے سے بھی نماز پر کوئی اثر نہیں آوے گا، اگر درمیان نماز اس کی ضرورت پیش آ گئی تو درمیان نماز سے کہنا شروع کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مغرب سے پہلے اور قبرستان میں دعا

(سوال): قبل المغرب دعا مانگنا کیسا ہے؟ قبر پر کھڑے کھڑے دعا مانگنا کیا حکم رکھتا ہے؟ قبرستان میں اجتماعی دعا مانگنا شرعاً کیسا ہے؟

(الجواب): حامداً و مصلیاً و مسلماً

دعا ہر وقت قبول ہو سکتی ہے اور ہر وقت مقبولیت کی توقع ہے۔ (جواہر الفقہ ۱/ ۳۷۴)

اس لیے قبل المغرب بھی دعا مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

احادیثِ صحیحہ میں ہے کہ جمعہ کے روز ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ اس میں جو دعا کی جاوے قبول ہوتی ہے؛ مگر اس گھڑی کے تعین میں روایات اور اقوال علماء مختلف ہیں اور محققین کے نزدیک فیصلہ یہ ہے کہ یہ گھڑی جمعہ کے دن دائر سائر رہتی ہے کبھی کسی وقت میں آتی ہے؛ مگر تمام اوقات میں سے زیادہ روایات اور اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین وتابعین وغیرہم سے دو وقتوں کو ترجیح ثابت ہوتی: ان میں سے دوسرا وقت عصر کے وقت غروبِ آفتاب تک ہے۔ (جواہر الفقہ ۱/ ۳۷۵)

زیارت قبور کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ کھڑے رہ کر دعا مانگے۔

قال فی الفتح والسنة زيارتها قائما والدعاء عندها قائما كما كان يفعله ﷺ فی الخروج الی البقيع (شامی ١/٦٦٥)

دفنِ میت کے بعد اجتماعی دعا مستحب ہے۔

وجلوس ساعة بعد دفنه لدعاء الخ (درمختار) (قوله وجلوس الخ) لمافی سنن ابی داؤد کان النبی ﷺ اذا فرغ من دفن الميت وقف على قبره وقال: استغفروا لاخيكم واسألوا الله له التثبيت فانه الآن يسئل الخ (شامی ١/ ٦٦١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نمازی کے نیچے سے چندہ کا ڈبہ گزارنا

سوال: نمازی جب قیام میں ہو تو دائیں بائیں والے پیر اور سجدہ کے درمیان سے چندہ کا چھوٹا ڈبہ گزار سکتے ہیں؟ دوسرے لفظوں میں آگے بڑھا سکتے ہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ چیز نمازی کی توجہ کو نماز سے ہٹانے والی چیز ہے جو جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

فجر کے بعد سونا

سوال: فجر کے بعد سونا کیسا ہے؟ حرام یا مکروہ۔ اور مکروہ ہے تو اشراق تک یا اس کے بعد بھی مکروہ ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مکروہ ہے، طلوع آفتاب تک یہ حکم ہے۔ (درمختار علی هامش الشامی ١/ ٢٨١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ٢٩/ صفر ١٤١٧ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

التحیات الخ کا شانِ نزول

سوال: "التحيات لله والصلوات والطيبات" کب اور کہاں یہ دعا نازل ہوئی؟ کیا اس دعا کو نماز میں نہ پڑھنے سے نماز ضائع ہو جاتی ہے؟ معراج میں پانچ نمازیں فرض ہونے سے پہلے جو دو نمازیں فرض تھیں کیا ان نمازوں میں یہ دعا پڑھی جاتی تھی؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

"کبیری شرح منیة المصلی" میں شیخ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفصیل تحریر فرمائی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعۂ معراج میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ابتدائی کلمات بطور تحیہ بارگاہ الٰہی میں عرض کئے، اس کے جواب میں باری تعالیٰ کی طرف سے "السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته" فرمایا گیا الخ۔ (کبیری ۳۲۹)

اس کا قعدہ میں پڑھنا واجب ہے، اور اگر بھول سے چھوٹ گئی ہو تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، اور سجدۂ سہو نہ کرنے کی صورت میں نماز کا اعادہ واجب ہوگا۔ (كما هو مصرح فی كتب الفقه)

ابتدائے اسلام میں پڑھی جانے والی نماز میں اس کے ہونے نہ ہونے کی تصریح کسی کتاب میں نہیں دیکھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/صفر ۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نماز و روزہ کے فدیہ کا حیلہ

سوال: میرے والد بزرگوار خدا کی آغوش رحمت میں روپوش ہو چکے ہیں، خدا ان کو غریق رحمت فرمائے، ان کی زندگی میں زیادہ تر احکام خداوندی میں سے نماز، روزہ سے غفلت ہوئی ہے، اب یہ ہے کہ اس سلسلہ میں کچھ فدیہ کے متعلق وصیت تو کی نہیں ہے، جو ایک تہائی مال میں سے ادائیگی ہو سکے، دیگر یہ کہ جو ترکہ ہے اور اس کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وارثین ہیں، ان میں دونا بالغ ہیں، اب اگر بالغ ورثاء اپنے اپنے حصص میں ادا کرنا چاہیں تو صلوۃ وصوم کا کتنا ادا کرے؟ کیا اس میں کسی قسم کا حیلہ کتب فقہ وفتاوی میں مرقوم ہے یا نہیں؟ اگر زیادہ فدیہ ہے جس کی ادائیگی ورثاء کے لیے مشکل ہے، تو اب کیا کیا جاوے؟ اور دوسری بات یہ کہ ورثاء کو تمنا بھی ہے کہ ہمارے والد کو کسی طرح فرائض خداوندی سے رہائی حاصل ہوجائے، امید ہے حضرت والا اس سلسلہ میں رہبری فرمائیں گے، عمدۃ الفقہ میں حسبِ ذیل طریقہ مذکور ہے، جو قلم کے حوالہ کیا جارہا ہے:

''اگر کسی متوفی نے کچھ ترکہ نہیں چھوڑا یا جو چھوڑا ہے اس کی تہائی اس کی قضاء نمازوں، روزوں وغیرہ کے کفارہ کے لیے کافی نہیں ہے، یا اسی نے کچھ وصیت نہ کی ہو، تو اس کے وارث پر کوئی چیز واجب نہیں ہے؛ لیکن اگر اس کا وارث اپنی طرف سے احسان کے طور پر ادا کرنا چاہے تو جائز ہے، پس اگر وہ ترکہ میں سے بغیر وصیت کے احساناً فدیہ ادا کرے تو یہ اس وقت جائز ہے کہ ترکہ تقسیم ہوجائے، اور پھر وہ وارث اپنے حصہ میں سے دے یا سب وارث مل کر رضامندی سے دیں، اور ان میں کوئی نابالغ نہ ہو یا نابالغ کا حصہ نکال کر بالغ اپنے حصہ میں سے دے، اور ترکہ نہ ہونے کی صورت میں وارث یہ حیلہ کرے تو جائز ہے کہ نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا اس کی قیمت اپنے پاس سے یا قرضہ لے کر کسی مسکین کو فدیہ میں دیدیں، اور اس کا قبضہ کرادیں، اور پھر وہ مسکین اپنی طرف سے اس کے کسی وارث کو ہبہ یا صدقہ کردے، اور وہ بھی اس پر قبضہ کرے، پھر یہ مسکین کو دیدے، اسی طرح لوٹ پھیر کرتے رہیں؛ یہاں تک کہ سب کفارہ پورا ہوجائے، اور جب بہت زیادہ نمازیں، روزے وغیرہ ہوں تو پھر لوٹ پھیر کے اور کم کرنے کی سہولت کے لیے، مثلاً ایک سال یا دوسال کا فدیہ حساب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرکے اپنے پاس سے یا قرضہ سے لے کر لوٹ پھیر کریں، اور ایک ایک یا دو دو سال کا حساب کر کے پورا فدیہ ادا کردیں، اور اگر وصیت کی ہے؛ مگر ترکہ اتنا کافی نہیں کہ سب کا فدیہ ادا ہو سکے تو جس قدر ادا ہو سکتا ہے اس قدر اس تہائی ترکہ میں سے دیا جائے، اور باقی رہی ہوئی نمازوں، روزوں وغیرہ کے لیے وہی حیلہ کریں جو بیان ہوا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ایک روزہ کا فدیہ نئے وزن کے حساب سے ایک کلو چھ سو باسٹھ (۱۶۶۲) گرام گیہوں یا اس کی قیمت ہے، ہر نماز کا فدیہ بھی اسی مقدار ہے، وتر چوں کہ واجب ہے، اس لیے اس کا بھی فدیہ مستقلاً دیا جائے، مورث نے جب وصیت نہیں فرمائی ہے، تو ورثاء پر ترکہ میں سے فدیہ دینا ضروری نہیں ہے؛ لیکن اس کے باوجود وہ دیں گے تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ قبول کرے گا، اگر ورثاء فدیہ دینے پر قادر نہیں ہیں، یا فوت شدہ نمازوں اور روزوں کی زیادتی کی وجہ سے اس کی مقدار فدیہ پر قادر نہیں ہیں، تو وہ مرنے والے کے لیے دعاءِ مغفرت کا اہتمام کریں۔

عمدۃ الفقہ کے حوالہ سے آپ نے جو طریقہ نقل فرمایا وہ حیلۂ اسقاط کہلاتا ہے، بعض فقہاء نے اس کی صورتیں بتلائی ہیں، جو طریقہ فقہاء نے بتایا ہے وہ اگر پوری طرح ادا کیا جائے تو مباح ہے؛ لیکن لوگ اس کو ضروری اور لازم سمجھ لیتے ہیں، اور پھر وہ ایک رسم بن جاتی ہے اور تارک کو لعن طعن کرنے لگتے ہیں، اس لیے اس کو رواج دینا نہیں چاہیے۔ (از کفایت المفتی ۴/ ۱۶۷، ۱۶۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تشہد میں انگلی اشارہ کے بعد کس طرح رکھیں؟

سوال: نماز میں تشہد پڑھتے وقت "لا" پر انگلی اٹھاتے ہیں اور "إلاَّ" پر انگلی نیچے رکھ دینی چاہیے یا قبلہ کی طرف اشارہ کرنا چاہیے، سنت کیا ہے؟

یہاں پر بعض علماء کا فعل یہ ہے کہ "إلا" پر انگلی جھکا دیتے ہیں یعنی انگشت وسطیٰ اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر انگشتِ سبابہ نیچے رکھ دیتے ہیں، اور بعض علماء کا فعل یہ ہے کہ "إلا" پر انگشتِ سبابہ سے قبلہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں، اور پھر آخر تک یہی صورت رہتی ہے انگشتِ سبابہ کو نیچے نہیں رکھتے، صحیح کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

"إلاَّ الله" پر انگلی کے اشارہ کو ختم کر کے کچھ نیچے کو رخ کر دیا جائے اور یہ ہیئت اخیر تک باقی رہے۔ (فتاوی محمودیہ ۱۳/ ۶۸)

يرفع السبابة عند النفي ويضعها عند الإثبات(شامی۱/ ۳۷۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نماز میں دھیان کا طریقہ

سوال: بندہ کو نماز وغیرہ میں اللہ کا دھیان رکھنا ہے، ظاہر ہے کہ تصور پر یہ چیز ہوگی تو اللہ تعالیٰ شکل وصورت سے منزہ ہے؛ مگر دھیان بغیر صورت کے کیسے ہوگا؟ ہمارے سامنے بڑی چیز انسانی صورت ہے، لامحالہ یہی ذہن میں آئے گی تو دھیان

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جمانے میں کیا کیا جاوے؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

دھیان کا طریقہ حدیث میں بتلا دیا ہے، جس کا انسانی صورت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ "أن تعبد الله كأنك تراه، فإن لم تكن تراه فإنه يراك" (مشکوۃ ۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵/محرم الحرام ۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نماز میں وساوس کا علاج

(سوال): جب میں نماز کے لیے مسجد میں جاتا ہوں تو آپ ﷺ کی حدیث ہے کہ جو شخص رکوع یا سجدے میں (یاد نہیں کہ رکوع کا لفظ ہے یا سجدے کا) امام سے پہلے چلا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو گدھے کا سا کر دیں گے اور میں امام کے رکوع یا سجدے میں جانے کے بعد رکوع یا سجدہ کرتا ہوں تب بھی مسخیت کے خیالات آتے ہیں کہ تجھے (یعنی مجھے) آزمانا ہو تو آزمالے کہ اللہ تعالیٰ مسخیت کے اوپر قادر ہے کہ نہیں تو میں دل ہی دل میں کہتا ہوں مجھے نہیں آزمانا اور یہ کہتا ہوں إن الله علىٰ كل شيء قدير تو پوچھنا یہ ہے کہ ان خیالات کو دور کرنے کے لیے مجھے کیا کرنا چاہیے؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

ان خیالات کو دور کرنے کے لیے ان کی طرف کوئی توجہ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ آپ نماز میں جو تلاوت وتسبیحات وغیرہ ادا کرتے ہیں ان کی طرف اپنی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

توجہ مرکوز رکھیں تو خود بہ خود دیگر خیالات سے حفاظت ہوجائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۴ رشعبان المعظم ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

تکبیر اولیٰ کا وقت کب تک رہتا ہے؟

سوال: ایک مقتدی آدمی امام کی نماز شروع ہوجانے کے بعد شامل ہوا، اب کہاں تک شامل ہونے سے کہا جائے گا کہ اس نے تکبیر اولیٰ پالی؟ مختصراً یہ کہ تکبیر اولیٰ کا وقت کب تک رہتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جو آدمی پہلی رکعت کے رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہوجائے اس کو یہ فضیلت حاصل ہوجاتی ہے، اس مسئلہ میں قول صحیح یہی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/۲۵۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷رشعبان ۱۴۱۶ھ

دو وقتوں کی نماز ساتھ پڑھنا

سوال: یہاں معمولی سی بارش کی وجہ سے ایک ساتھ دو وقتوں کی نماز ایک ساتھ پڑھی جاتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سنت ہے تو کیا یہ کسی امام کے نزدیک جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

حنفیہ کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔ ہر ایک نماز اپنے اپنے وقت میں پڑھنا ضروری ہے۔ البتہ یوم عرفہ کو حاجی کے لیے عرفات میں ظہر و عصر کو جمع کرنے کا حکم چند

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شرائط کے ساتھ ہے۔اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو،اس کے علاوہ میں جائز نہیں ہے۔امام شافعی وامام مالک وغیرہ کے نزدیک بعض صورتوں میں (چند شرائط کے ساتھ)اس کی اجازت ہے۔(اوجز المسالک ۳/ ۸۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

نسبندی کرانے والے کی نماز وروزہ کا حکم

سوال: آدمی ہو یا عورت نسبندی کرنے سے اولاد کا ہونا بند ہو جاتا ہے، کیا ایسے آدمی کی نماز اور روزہ اللہ کے یہاں قبول ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نسبندی کرانا گناہ ہے، رہا نماز وروزہ کا قبول ہونا، یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار کی چیز ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

كتاب الزكاة

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب وجوب الزکوۃ

زکوۃ کے چند مسائل: حوائجِ اصلیہ کی تحدید نہیں

سوال: ① حوائجِ اصلیہ (زکوٰۃ کے باب میں) کیا ہیں؟ فی زمانہ کونسی چیزیں حوائجِ اصلیہ میں داخل ہوں گی؟ عام فہم زبان میں سمجھائیں۔

② ایک آدمی نوکری کرتا ہے، اس کو مثلاً ۵/ ہزار روپیہ وظیفہ (Salary) ملتا ہے، اس میں سے تقریباً ۴/ ہزار روپئے خرچ ہوجاتے ہیں، ایک ہزار یا کبھی اس سے کم روپئے بچتے ہیں، پورا سال اسی طرح ہوتا ہے، اس شخص کے پاس ایک تولہ سونا بھی ہے، تو کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

③ ایک شخص کے پاس صرف پانچ سو (۵۰۰) روپئے ہیں اور دو تولہ سونا ہے، تو کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

④ ایک شخص کی دوکان ہے، تو مالِ تجارت پر وہ زکوٰۃ کس حساب سے دے گا، خرید کی قیمت پر یا فروخت کی قیمت پر؟ اگر فروخت کی قیمت ہو تو اگر یہ شخص ایک ہی چیز تیس روپئے میں بیچتا ہے، بعینہ وہی کبھی ۷۰/ روپئے میں بیچتا ہے، مطلب کوئی قیمت فکس نہیں ہے، تو زکوٰۃ کیسے دے گا؟

⑤ تاجر کے پاس جو نقد روپئے ہوتے ہیں اس میں روزانہ کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، کبھی لاکھ، کبھی دس ہزار، کبھی ہزار، کبھی سو؛ تو وہ زکوٰۃ کے لیے حساب کیسے لگائے گا؟

⑥ چاندی ۲۹/ ہزار روپئے کلو ہو تو کتنے روپئے پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑦ ایک شخص ظاہراً تندرست جوان ہے، ایسے شخص کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

⑧ بہت سے بھیک مانگنے والے صاحبِ نصاب ہوتے ہیں یا غیر مسلم ہوتے ہیں، بظاہر ان کی یہ حالت زکوٰۃ دینے والے کو پتہ نہیں ہوتی تو، کیا ان کو زکوٰۃ دے دی تو ادا ہو گی یا نہیں؟

⑨ ایک شخص ہے (مرد ہو یا عورت) اس کے پاس بڑا گھر ہے، سامان راحت ہے، اس کے بچّے کماتے ہیں اور اس کو پالتے ہیں، بظاہر خود یہ شخص کچھ نہیں کر رہا ہے، تو اس کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

⑩ ایک آدمی نے ۱۰۰/ روپئے کے حساب سے ۵۰۰/ شیئرز (حصص) لیے تھے، ایک سال کے بعد اس کی قیمت ۳۰/ روپئے ہوگئی، تو اس پر زکوٰۃ کس حساب سے واجب ہو گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

① حوائجِ اصلیہ میں وہ اشیاء داخل ہوتی ہیں جن کے بغیر انسان کو ہلاکت کا خطرہ ہو، مثلاً: ضروری نفقہ، رہائشی مکانات، اخراجات، آلاتِ جنگ اور سردی، گرمی کے وہ کپڑے جن کی اپنے موسم کے اعتبار سے ہر وقت ضرورت ہوتی ہے؛ نیز وہ اشیاء جن کے بارے میں انسان ہر وقت صحیح معنی میں متفکر رہتا ہے، مثلاً: واجب الادا قرضہ، پیشہ اور کاریگری کے اوزار و آلات اور گھر کے ضروری اثاث و سامان اور سواری کے جانور اور علماء کے لیے دینی کتابیں یہ سب حوائجِ اصلیہ میں شامل ہیں؛ لہذا اگر کسی کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پاس نقد رقم موجود ہے؛ لیکن اس پر قرض بھی ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

حضرات فقہاءِ کرام کی بیان کردہ جزئیات سے اتنی بات تو ظاہر ہے کہ حاجتِ اصلیہ کی کوئی ایسی تحدید نہیں جس میں کمی زیادتی کی گنجائش نہ ہو؛ بلکہ وسعت ہے، البتہ لفظ ''حاجت'' اور ''اصلی'' کے مفہوم کو باقی رکھتے ہوئے اس کے دائرہ میں جائز حد تک نمائش سے بچتے ہوئے توسع کی گنجائش ہے، مثلاً: کچے مکان کی جگہ پختہ مکان، نل کی جگہ پر ٹنکی، سواری کے جانور کی جگہ پر موٹر سائیکل، جیپ کار، تیر کمان کی جگہ رائفل، بندوق وغیرہ، آلات صنعت وحرفت میں دست کاری کی جگہ مشینیں، اسی طرح ضروریات زندگی میں بڑے مکانات میں لفٹ، ٹیلیفون، فریج، کولر، موسم کے اعتبار سے ہیٹر، اے سی، پنکھا، اسی طرح نوکر چاکر یا لونڈی، ڈرائیور وغیرہ جو موٹر چلا سکے اگر گھرانہ خوش حال ہو، اسی طرح بچوں کی پڑھائی یا تربیت کا سامان؛ الغرض اس طرح کی جدید چیزیں جو روز مرہ کی ضروریات زندگی میں داخل ہیں اور جن کی اصل تصریحات فقہ میں بنیادی حیثیت سے موجود ہیں، وہ سب حاجتِ اصلیہ میں داخل ہیں؛ البتہ ٹی وی، وی سی آر جیسی فحش اور ناجائز چیزیں حاجتِ اصلیہ میں داخل نہیں۔

(ملخص از جدید فقہی مباحث ۶/ ۲۹۲، ۲۹۶ ادارۃ القرآن، وایضاح النوادر حصہ دوم ۳۳، ۳۴ وامداد الفتاوی ۲/ ۴۲)

اولاد کا نکاح حوائجِ اصلیہ میں داخل نہیں ہے؛ کیوں کہ اگر وہ بالغ ہیں تو نکاح کی ذمہ داری اولاد پر ہے، اور نابالغ ہیں تو نکاح ضروری نہیں، باپ پر صرف نابالغ اولاد کا نفقہ واجب ہوتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ مبوب ومرتب ۹/ ۳۴۳)

نیز ذاتی مکان کا ہونا بھی حاجتِ اصلیہ میں داخل نہیں ہے، زندگی بسر کرنے کے لیے کرایہ کا مکان بھی کافی ہے، اور مکان کے لیے جمع کردہ رقم پر سال گزر جائے تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

زکوۃ واجب ہوگی۔ (فتاوی دار العلوم زکریا ۳/ ۱۱۵، ۱۱۶ سے ماخوذ)

② اس کے پاس نقد روپیہ جو بھی موجود ہو، اور ایک تولہ سونے کی بازار میں جو قیمت ہے وہ دونوں ملاکر ۶۱۲۔۳۵ گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہوجاتا ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔

③ اگر پانچ سو روپئے اور ساتھ میں دو تولہ سونے کی قیمت ملاکر ۶۱۲۔۳۵ گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہوجاتی ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔

④ زکوۃ کی ادائیگی میں قیمت فروخت کا اعتبار ہوگا، زکوۃ دیتے وقت بازار میں اس مال کی جو قیمت ہوگی وہ معتبر ہے۔

⑤ جس تاریخ کو زکوۃ کا سال پورا ہو رہا ہے اس روز جو نقد اس کے پاس موجود ہے اس کو حساب میں جوڑ لے۔

⑥ چاندی کا نصاب ۶۱۲۔۳۵ گرام ہے، ایک گرام چاندی کی جو قیمت ہو اس کو اس میں ضرب دے دیا جائے، صورتِ مسئولہ میں 15.17758 روپئے ہوتے ہیں۔

⑦ اگر اس کے پاس چاندی کے نصاب کی قیمت کے بقدر حوائجِ اصلیہ سے زائد مال موجود نہ ہو، تو اس کو زکوۃ دینے سے ادا ہوجائے گی۔

⑧ زکوۃ دینے والے کے لیے ضروری ہے کہ تحقیق کرلے، ظاہری قرائن سے مستحق سمجھ کر زکوۃ دے دی، بعد میں اس کا صاحبِ نصاب ہونا معلوم ہوا تب بھی زکوۃ ادا ہوجائے گی، اور اگر بعد میں اس کا غیر مسلم ہونا معلوم ہوا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، دوبارہ زکوۃ ادا کرے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑨ اگر اس کی ملکیت میں حوائجِ اصلیہ کے علاوہ اتنا مال موجود ہو جس کی قیمت ۶۱۲-۳۵ گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہے اگر چہ وہ مال تجارت کا نہ ہو، تو ایسے آدمی کو زکوٰۃ دینا درست نہیں۔

⑩ زکوٰۃ کا سال جس روز ختم ہو رہا ہے اس روز شیئرز کی جو قیمت ہوگی اس کے مطابق حساب لگائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، یکم شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ — الجواب صحیح: عبد القیوم راجکوٹی

کتنی رقم پر زکوۃ واجب ہے؟

(سوال): سات تولہ سونا یا باون تولہ چاندی پر زکوۃ واجب ہوتی ہے، رقم کتنی ہو جس پر زکوۃ واجب ہوگی؟ واضح فرمائیں۔

(الجواب): حامداً و مصلیاً و مسلماً

ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر رقم ہوگی، تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

زکوٰۃ میں حوائجِ اصلیہ کی تشریح

(سوال): ① ایک مولوی صاحب جو شرعاً غریب ہیں، اُن کے پاس مکان بنانے کے لیے کہیں سے زکوٰۃ کی رقم آئی، تو اِس زکوٰۃ کی رقم پر بعد حولانِ حول زکوٰۃ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

واجب ہے یا نہیں؟

۲ حاجتِ اصلیہ میں کون کون سی اشیاء داخل ہیں؟

۳ حاجتِ اصلیہ کی حد کتنے زمانہ تک کی ہے؟

۴ اگر زکوٰۃ کی رقم پر زکوٰۃ واجب ہو تو پھر اب وہ شرعاً مالدار ہے؛ لہٰذا اب اُس کے لیے مکان وغیرہ حاجتِ اصلیہ کے لیے اخذِ زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

۵ اگر کسی (اہلیہ وغیرہ) کو مالک بنا کر اخذِ زکوٰۃ کرے تو شرعاً کیا حکم ہے؟

۶ مکان کے لیے جمع کی گئی رقم کا شمار حاجتِ اصلیہ میں ہے یا نہیں؟ جب کہ حاجتِ اصلیہ میں سے اُن کا مکان مستقل نہیں ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

۱ واجب ہے۔

إن الزكاة تجب في النقد كيف ما أمسكه للنماء أوللنفقة (شامي ۲/ ٦)

۲ حاجتِ اصلیہ سے مراد وہ اشیاء ہیں جن کے ذریعہ آدمی اپنی ذات سے ہلاکت دور کرتا ہو۔

وفسره ابن ملك بما يدفع عنه الهلاك، تحقيقاً كثيابه، أو تقديراً كدَينه (در مختار على هامش الشامي ۲/ ٦)

اِس میں رَہائشی مکان، استعمالی کپڑے اور گھریلو ضروری سامان، سورای کا جانور، خدمت کے غلام اور ضروری ہتھیار داخل ہیں۔

كلام الهداية مشعر بأن المراد نفس الحوائج، فإنه قال: وليس في دور السكنىٰ وثياب البدن وأثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وسلاح الاستعمال زكاة، لأنها مشغولة بحاجته الأصلية، وليست بنامية أيضا،اھ (شامي ۲/۶)

③ جب تک آدمی زندہ ہے اِس کی حاجت باقی ہے۔ كما هو ظاهر

④ اُس کے پاس آنے کے بعد اب وہ اُس کی مِلک ہوگئی، زکوٰۃ کی رقم نہیں رہی، اور اِس کا حکم عبارتِ منقولہ نمبر (۱) کے مطابق ہوگیا؛ اِس لیے اب وہ صاحبِ نصاب ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

⑤ اُس رقم کو اپنی ملکیت سے نکال دینے کے بعد وہ صاحبِ نصاب نہیں رہا تو اپنی ضرورت کے لیے (کوئی دے تو) زکوٰۃ لے سکتا ہے، سوال پھر بھی نہ کرے۔

⑥ خود مکان حاجتِ اصلیہ میں داخل ہے۔ نقد رقم اِس مقصد کے لیے جمع کر رکھی ہے تو اُس پر زکوٰۃ واجب ہوگی بشرطیکہ بقدرِ نصاب ہو۔ كما تدل عليه عبارة الهداية المنقولة عن الشامي.

آپ ایسا کیجیے کہ جوں جوں رقم آتی رہے اُس کو جمع کرنے کے بجائے مکان کا سامان (لکڑی، اینٹ وغیرہ) خریدنے میں صَرف کرتے رہیے تو کوئی اشکال نہیں رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کیا ٹی وی اور کمپیوٹر کا شمار حوائجِ اصلیہ میں ہے؟

سوال: صدقۂ فطر کن لوگوں پر واجب ہے؟ گھر میں رکھے ہوئے ٹی وی، ریڈیو، کمپیوٹر کی مالیت کو بھی نصاب میں شمار کریں گے یا نہیں؟ یعنی ضرورتِ اصلیہ کی اشیاء کے علاوہ میں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جو لوگ حوائجِ اصلیہ کے علاوہ مقدارِ نصاب کے مالک ہوں، چاہے اُس نصاب پر سال نہ گزرا ہو، اور چاہے وہ نامی یعنی بڑھنے والا نہ ہو، تب بھی اُس پر صدقۂ فطر واجب ہے، ٹی وی حوائجِ اصلیہ میں داخل نہیں، اور کمپیوٹر اگر اُس کے ذریعۂ معاش کا حصہ ہے تو وہ حوائجِ اصلیہ میں داخل شمار ہوگا؛ ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ضرورت کے لیے جو رقم ہے کیا اُس پر زکوٰۃ ہوگی؟

سوال: ایک شخص کے پاس کئی ہزار روپیے جمع ہیں، اُس پر سال بھی گذر چکا ہے؛ مگر اُس کے پاس نہ مکان ہے اور نہ ہی گھریلو سامان، ابھی شادی بھی نہیں کی، اِن ہی ضروریات کے لیے روپیہ جمع کر رکھا ہے، اِس پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اِس پر زکوٰۃ فرض ہے، البتہ اگر سال پورا ہونے سے قبل تعمیرِ مکان کا سامان یا گھریلو استعمال کی اشیاء وغیرہ خرید لے، تو زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔ (احسن الفتاوی ۴/۲۹۱ بحوالۂ شامی ۲/۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

حج کے لیے جمع کرائی ہوئی رقم پر زکوٰۃ کا حکم

سوال: ایک شخص رمضان میں زکوٰۃ نکالتا ہے، اِس سال حج میں جانے کا ارادہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے؛لہذا حج کو جانے کے لیے پیشگی رقم جمع کرائی ہے، اب اِس کی روانگی شعبان میں متوقع ہے؛لہذا جو رقم جمع کی گئی ہے اُس کی زکوٰۃ نکالنی ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

آمد ورفت کا کرایہ اور معلم وغیرہ کی فیس کے لیے جو رقم دی گئی ہے اُس پر زکوٰۃ نہیں ہے، اِس سے زائد رقم جو کرنسی کی صورت میں اُس کو واپس ملے گی اُس میں سے یکم رمضان المبارک تک جتنی رقم بچے گی اُس پر زکوٰۃ فرض ہے، جو خرچ ہوگئی اُس پر نہیں۔ (احسن الفتاوی ۴/ ۲۶۴ بحوالہ شامی ۱/ ۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

گھر کے لیے جمع شدہ رقم پر زکوۃ اور حج کا حکم

سوال: ایک شخص برطانیہ میں رہتا ہے جہاں پر گھر بہت گراں بکتے ہیں، معمولی مکان خریدنے کے لیے ۳۰، ۳۵ ہزار پاؤنڈ ہوتے ہیں، اور عام معمولی شخص کی تنخواہ ۱۲۵ پونڈ ہفتہ کے ہوتی ہیں برطانیہ میں عام طور پر لوگ گھر خریدنے کے لیے بنک کی لون لیتے ہیں، جس پر سود لگتا ہے، اور آدمی کی اکثر زندگی اسی میں چلی جاتی ہے، اب ایسی حالت میں جب کہ تنخواہ کم، اور گھر کی قیمت زیادہ، اور سودی معاملہ سے پرہیز کرنے کے لیے ایک شخص کرایہ پر رہتا ہے، اور پیسہ جمع کرتا ہے؛ تا کہ گھر خرید لے، تو اس رقم پر جو گھر خریدنے کے لیے ہے، کیا اس پر زکوۃ ادا کرنی پڑے گی؟ امداد الفتاوی میں احتیاطاً ادا کرنے کو لکھا ہے، مگر اوپر کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے، نیز اقتصادی حالت پر غور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرتے ہوئے، زکوۃ نہ ادا کرنے کی صورت ہو سکتی ہے؟ اسی طریقہ سے کیا ایسے شخص پر حج فرض ہوگا کہ نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر جو بحث فرمائی ہے اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس رقم پر زکوۃ فرض ہے۔

فالاولى التوفيق بحمل مافى البدائع وغيرها على مازاد امسكه ينفق منه كلما يحتاجه فحال الحول وقد بقى معه منه نصاب أنه يزكى ذلك الباقى وإن كان قصده الانفاق منه أيضا فى المستقبل لعدم استحقاق صرفه إلى حوائجه الأصلية وقت حولان الحول بخلاف ما إذا حال الحول وهو مستحق الصرف إليها (شامی ۷۲)

جس زمانہ میں لوگ حج کو جارہے ہیں اور اس آدمی کے پاس یہ رقم موجود ہے تو اس پر حج بھی فرض ہوگا۔

وان لم يكن له مسكن ولا شى من ذلك وعنده دراهيم تبلغ به الحج وتبلغ ثمن مسكن وخادم وطعام وقوت وجب عليه الحج وإن جعلها فى غيره أثم لكن هذا إذا كان وقت خروج أهل بلده كما صرح به فى اللباب أما قبله فيشترى به ماشاء لأنه قبل الوجوب الخ (شامی ۲/۱۵۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، جمادی الاخری ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ٹریکٹر، سلائی مشین اور حج کے لیے جمع رقم پر زکوۃ کا وجوب

سوال: کسی کے پاس ٹریکٹر ہے جس سے گھر پر کھیتی کا کام بھی کرتا ہے اور باہر بھی جاتا ہے اور کماتا ہے سرکاری کام بھی کرتا ہے، جس سے آمدنی بھی آتی ہے، تو کیا ٹریکٹر میں زکوۃ ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کی آمدنی میں زکوۃ ہے کہ نہیں؟ اور ایک آدمی سلائی کا یا بھرت کا کام کرتا ہے اور پانچ ہزار کی مشین ہے تو اس میں زکوۃ ہے یا نہیں؟ ایک آدمی مال جمع کرتا ہے اور قیمت زیادہ ہونے پر بیچتا ہے تو اس مال پر کبھی کبھی سال بھی گذر جاتا ہے تو اس پر زکوۃ ہے؟ اور حاجی نے حج کے لیے پیسے جمع کئے پچاس ہزار پڑے ہیں سال پورا گذر گیا؛ لیکن نیت حج کی ہے تو ان پیسوں میں زکوۃ ہے یا نہیں؟ یا پیسے تو تھے مگر سال پورا نہ ہوا تھا، دس مہینے ہوئے تھے کہ حج کے ٹکٹ اور خرچہ کے لیے بھر دئے پھر سال پورا ہوا تو اب زکوۃ ہے یا نہیں؟ اگر زکوۃ ہے تو جو پیسے واپس مکہ میں ملنے والے ہیں ان کی ہے یا پورے پیسوں کی زکوۃ ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ٹریکٹر مال نامی نہیں ہے اس لیے اس میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔ اس کی آمدنی اگر بقدر نصاب ہے اور حاجت اصلیہ سے زائد ہونے کے ساتھ اس پر سال گذر گیا تو زکوۃ واجب ہوگی۔ بھرت کا کام کرنے والے کی مشین میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔ جس مال کو وہ جمع کر رہا ہے وہ اگر خریدتا ہے اور اسی لیے کہ قیمت زیادہ ہونے پر بیچنا مقصود ہے تو اس مال پر سال گذرنے سے زکوۃ واجب ہوگی۔ حج کے لیے جو رقم جمع کی گئی ہے اس پر سال گذرنے پر زکوۃ واجب ہوگی۔ اور سال ختم ہونے سے پہلے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس رقم سے ٹکٹ وغیرہ خرید لیا تو اب اس رقم پر زکوۃ نہیں ہے البتہ جو رقم واپس مکہ مکرمہ میں ملے گی اس میں سال ختم ہو چکا ہے تو زکوۃ واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/محرم الحرام ۱۴۱۴ھ

شادی پر دینے کے لیے رکھے ہوئے زیورات پر زکوۃ

سوال: کسی صاحب نصاب نے اپنی بیٹی کے لیے زیور کا ایک سیٹ ۵/تولہ کا خرید کر رکھا ہے اس کی شادی پر اس کو دیں گے، تو اس ۵/تولہ پر زکوۃ ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جی ہاں! اس آدمی پر اس کی زکوۃ واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/رمضان ۱۴۱۷ھ

روزانہ پس انداز رقم کی زکوۃ کب ادا کرے؟

سوال: بکر روزانہ پچاس روپیہ جمع کرتا ہے، ایک برس بعد اٹھارہ ہزار جمع ہوں گے، اس کی زکوۃ کس طرح دی جائے؟ کیوں کہ اٹھارہ ہزار کو ایک سال کامل نہیں گذرا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر پہلے سے اس کے پاس سونا، چاندی یا دوسری نقد رقم کی شکل میں مقدارِ نصاب موجود ہے، تو اس اصل نصاب پر سال گذرنے سے اس زائد جمع شدہ کی زکوۃ بھی واجب ہو جائے گی، اس کے ساتھ اس کی زکوۃ بھی ادا کرے، اور اگر اس کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پاس پہلے سے کوئی نصاب سونا، چاندی یا نقد کی صورت میں موجود نہیں ہے، تو روزانہ پس انداز ہونے والے یہ پچاس روپئے کی مجموعی تعداد چاندی کے نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی) کی قیمت کے بقدر ہو جائے، اس دن سے سال کی ابتداء ہوگی، وہ جب مکمل ہو جائے تو مکمل ہونے کے دن جتنی بھی رقم ہوگی (یعنی بعد میں اس میں جو اضافہ ہوا اس کو بھی داخل کرلیا جائے) سب کی زکوۃ ادا کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴/ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

حکومت کی طرف سے بچوں کو دی جانے والی امداد پر زکوۃ

سوال: اِس ملک میں حکومت کی طرف سے قانون ہے کہ: ہر بچہ کی پیدائش سے لے کر اٹھارہ سال تک حکومت کی طرف سے سالانہ ۴۰۰/ چار سو ڈالر کے حساب سے امداد کی جاتی ہے، اور یہ ساری رقم اٹھارہ سال پورے ہونے کے بعد اِس بچہ ہی کو دی جاتی ہے نہ کہ اُس کے والدین کو، اور بالفرض والتقدیر اگر یہ بچہ اٹھارہ سال پورے ہونے سے پہلے ہی وفات پا جائے، تو یہ ساری رقم اُس کے والدین کو نہیں دی جاتی؛ بلکہ حکومت غرباء، مساکین کے درمیان تقسیم کر دیتی ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ: اِس رقم کا مالک بچہ ہوگا یا نہیں؟ نیز اٹھارہ سال پورے ہونے کے بعد یہ رقم بچہ کو دے دی گئی تو اِس رقم میں زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو والدین پر ہوگی یا بچہ پر؟ اگر بچہ پر ہوگی تو مکمل اٹھارہ سال کی واجب ہوگی یا پھر بعد البلوغ والے سالوں کی؟

اِس آخری مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ: حکومت کا ایک پلان ہے کہ بچے کے نام

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے ہر ماہ ۵۰ / ڈالر جمع کروائیں، (پیدائش سے لے کر ۱۸ / سال کی عمر ہونے تک) اب اٹھارہ سال ہونے پر بچے کو مثلاً ستر ہزار ڈالر ملے گا، جو خاصۃً بچوں کی کالج یا یونیورسٹی کی پڑھائی کے خرچ میں کام آئیں گے، اُن ڈالر پے زکوۃ کا کیا مسئلہ رہے گا؟ زکوۃ کیسے ادا کریں گے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حکومت کی طرف سے سالانہ چار سو ڈالر کے حساب سے جو امداد بچہ کو اٹھارہ سال پورے ہونے کے بعد دی جاتی ہے، تو چوں کہ یہ رقم حکومت کی طرف سے ایک قسم کی امداد ہے؛ اِس لیے جب تک بچہ کے ہاتھ میں وہ نہیں آئے گی وہاں تک وہ اُس کا مالک نہیں کہلائے گا، اور چوں کہ اٹھارہ سال پورے ہونے پر یہ رقم اُس کو دی جاتی ہے؛ اِس لیے جس وقت یہ رقم اُس کو دی جائے گی، اُس وقت وہ اُس کا مالک ہوکر صاحب نصاب بھی کہلائے گا، اب رقم ملنے پر ایک سال پورا ہونے پر اُس رقم پر زکوۃ کی ادائیگی واجب ہوگی؛ البتہ اگر اُس کی ملک میں پہلے سے بقدرِ نصاب مال موجود ہے تو اِس صورت میں اُس نصاب پر جب سال پورا ہوگا، اِس رقم کی زکوۃ بھی اُسی کے ساتھ لازم ہوگی۔

نوٹ: اِس سوال کے آخری پیراگراف میں مسئلہ کی جو صورت آپ نے تحریر فرمائی ہے، وہ سمجھ میں نہیں آئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۹ / صفر المظفر ۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بچوں کے نام بینک میں جمع رقم کی زکوۃ کس پر ہے؟

سوال: بچوں کے نام بینک میں کھاتے کھولے ہیں، ہر ماہ اس میں کچھ رقم پابندی سے جمع ہوتی ہے، اس پر مجھے زکوۃ دینی ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر وہ رقم بچوں کی ہے، اور ان کی نیت سے ہی جمع کراتے ہیں تو اس رقم کی زکوۃ آپ پر واجب نہیں، اس لیے کہ وہ آپ کی ملک نہیں رہی؛ بلکہ بچوں کی ملک ہوگئی، اور اگر آپ کی نیت بچوں کو دینے کی نہیں؛ بلکہ صرف قانونی بچاؤ کی غرض سے ان کے نام پر جمع کرائی ہے، تو وہ رقم آپ کی ہی ہے، اگر آپ صاحب نصاب ہیں تو اس کی زکوۃ بھی آپ پر واجب ہوگی، پہلی صورت میں بچے خود چوں کہ نابالغ ہیں اس لیے ان پر زکوۃ واجب نہیں، ہاں بالغ ہوجانے کی صورت میں اگر ان کی ملک میں بقدر نصاب مال ہے تو زکوۃ واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ

سوال: سرکاری ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ میں لاکھوں روپے جمع رہتے ہیں، یہ ایسی رقم ہوتی ہے جسے ملازمین اپنی ضرورت کے وقت نکال سکتے ہیں، کیا اِس رقم پر زکوۃ واجب ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

تنخواہ سے جو رقم پراویڈنٹ فنڈ میں کاٹی جاتی ہے اور اُس پر ماہ بہ ماہ جو اضافہ محکمہ اپنی طرف سے جمع کرتا ہے، پھر مجموعہ پر جو رقم سالانہ (بنام سود یا انٹرسٹ) ملازم کے حساب میں جمع کرتا ہے، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر اِن میں سے کسی رقم پر سالہائے گذشتہ کی زکوۃ واجب نہیں، ہاں! وُصول ہونے کے بعد سے ضابطہ کے مطابق اُس پر زکوۃ واجب ہوگی، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے؛ مگر صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک یہ رقم وصول ہونے کے بعد سالہائے گذشتہ کی زکوۃ بھی واجب ہوگی؛ لہٰذا اگر کوئی شخص تقویٰ اور احتیاط پر عمل کرتے ہوئے سالہائے گذشتہ کی زکوۃ بھی دے دے تو افضل اور بہتر ہے، نہ دے تو کوئی گناہ نہیں؛ کیوں کہ فتویٰ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے، فنڈ خواہ جبری ہو یا اختیاری، زکوۃ کے مسائل میں دونوں کے احکام یکساں ہیں۔

مذکورہ بالا حکم اُس وقت ہے جب کہ ملازم نے اپنے فنڈ کی رقم اپنی ذمہ داری پر کسی دوسرے شخص یا کمیٹی وغیرہ کی تحویل میں منتقل نہ کروادی ہو، اگر ایسا کیا یعنی اپنے فنڈ کی رقم اپنی طرف سے اپنی ذمہ داری پر کسی شخص یا بینک، بیمہ کمپنی، کسی اَور مستقل تجارتی کمپنی یا ملازمین کے نمائندوں پر مشتمل بورڈ وغیرہ کی تحویل میں دِلوادی، تو یہ ایسا ہے جیسے خود اپنے قبضہ میں لے لی ہو؛ کیوں کہ اِس طرح جس کمپنی وغیرہ کو یہ رقم منتقل ہوئی وہ اُس ملازم کی وکیل ہوگئی، اور وکیل کا قبضہ شرعاً مؤکل کے قبضہ کے حکم میں ہے؛ لہٰذا جب یہ رقم اُس کمپنی وغیرہ کی طرف منتقل ہوگی اُس وقت اُس پر زکوۃ کے احکام جاری ہوجائیں گے، اور ہر سال کی زکوۃ ضابطہ کے مطابق واجب ہوتی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رہے گی۔ (پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ اور سود کا مسئلہ ۲۶، ۲۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ کے مختلف مسائل

سوال: ① سرکاری ملازم کے پراویڈنٹ فنڈ کے نام سے جو پیسے سرکاری تجوری میں جمع ہوتے ہیں، اس پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟ (پراویڈنٹ فنڈ کی رقم ملازم اپنے اختیار سے جب چاہے نکال نہیں سکتا)۔

② پراویڈنٹ فنڈ دو قسم کا ہوتا ہے: ایک فرضیات، دوسرا مرضیات، فرضیات فنڈ تنخواہ پر ۸ر سے ۱۰ر فی صد تک ہوتا ہے، وہ جمع کرنا ہر ملازم پر ضروری ہوتا ہے۔ دوسرا مرضیات فنڈ، یعنی اپنی مرضی سے ہر ماہ جتنی چاہے رقم اس فنڈ میں جمع کروائے، تو وہ رقم بھی اسی پراویڈنٹ میں جمع ہوجاتی ہے، اور اس کو بھی ملازم اپنی مرضی سے جب چاہے نکال نہیں سکتا، تو اسی فرضیات فنڈ کے علاوہ مزید جمع کی گئی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

③ پراویڈنٹ فنڈ کی جمع کی ہوئی رقم پر دو قسم سے سود ملتا ہے: (۱) ملازم اگر سرکاری ہے تو اس کو ہر سال کی جمع رقم ۱۰ر پر سے ۱۲ر فی صد سود جمع کیا جاتا ہے۔ (۲) اور اگر ملازم غیر سرکاری یعنی کسی فیکٹری یا پرائیویٹ کمپنی کا ہے، تو جتنی رقم فنڈ میں ملازم کی ہے، اتنی ہی رقم کمپنی اپنی طرف سے ملازم کے فنڈ میں جمع کرائے گی، اور دونوں رقمیں مل کر جمع ہوئی رقم پر سرکار سے چھ فی صد سود جمع کرے گی، ان دونوں صورتوں میں سود کی جمع رقم ملازمت ختم ہونے سے ملازم کے قبضے میں آتی ہے، ایسی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سود کی رقم حرام یا حلال؟

④ پراویڈنٹ فنڈ کی جمع رقم جو سرکاری ملازم کو ملازمت کے ۱۵-۲۰ سال پورے ہونے پر اور ملازمت کے ختم ہونے پر نقد ملتی ہے، تو تب یہ نقدی رقم ملنے پر رقم کی زکوۃ ادا کرنی ضروری ہے یا نہیں؟

⑤ بہت سے ملازمین انکم ٹیکس معاف ہوجانے یا گھٹانے کی غرض سے مجبوراً پراویڈنٹ فنڈ میں زیادہ رقم جمع کرادیتے ہیں، اور اس زیادہ رقم پر بھی سود ملتا ہے اور رقم بھی اچھی خاصی جمع ہوجاتی ہے، تو ایسی مجبوری سے جمع کی گئی رقم جو انکم ٹیکس کو بچانے کے لیے جمع کرائی ہے، اس پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

⑥ انکم ٹیکس سے بچنے کے لیے پراویڈنٹ فنڈ میں زیادہ رقم جمع کرنے کے بعد بھی اگر انکم ٹیکس سے راحت نہیں ہوتی، تو بیمہ پالیسی خریدنی پڑتی ہے، اور بیمہ (انشورنس) میں رقمیں بھرنی ہوتی ہے، ایسی مجبوری میں انکم ٹیکس سے بچنے کے لیے بیموں میں ڈالی گئی رقم پر بھی سود اور دیگر منافع حاصل ہوتے ہیں، ایسی حالت میں سودی کاروبار کی لعنت کا مصداق ہوگا یا نہیں؟

⑦ کوئی سرکاری ملازم جس کے پاس اپنے خود کا مکان نہیں ہے وہ اپنے پراویڈنٹ فنڈ یا بیمہ پالیسی سے لون لے کر مکان بنانا یا خریدنا چاہتا ہے، ایسی لون کی ادائیگی کے ہفتے کی رقم ہر مہینہ متعین ہوتی ہے جو ۱۵-۲۰ سال تک ادا کرتا رہتا ہے، اور ایسے مہینوں کی رقم پر بھی انکم ٹیکس میں راحت ملتی ہے، تو کیا ایسے ملازم کو جس کا اپنا مکان نہیں لون لے کر اپنا مکان بنانا یا خریدنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

①،② تنخواہ سے جو رقم پراویڈنٹ فنڈ میں کاٹی جاتی ہے اور اس پر ماہ بہ ماہ جو اضافہ محکمہ اپنی طرف سے کرتا ہے، پھر مجموعہ پر جو رقم سالانہ (بہ نام سود یا انٹرسٹ) ملازم کے حساب میں جمع کرتا ہے، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر ان میں سے کسی رقم پر سالہائے گذشتہ کی زکوۃ واجب نہیں ہے۔ ہاں! وصول ہونے کے بعد سے ضابطے کے مطابق اس پر زکوۃ واجب ہوگی؛ مگر صاحبین کے نزدیک یہ رقم وصول ہونے کے بعد سالہائے گذشتہ کی زکوۃ بھی واجب ہوگی؛ لہٰذا اگر کوئی شخص تقویٰ اور احتیاط پر عمل کرتے ہوئے سالہائے گذشتہ کی زکوۃ بھی دے دے، تو افضل اور بہتر ہے، نہ دے تو گناہ نہیں؛ کیوں کہ فتویٰ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے۔ فنڈ خواہ جبری ہو یا اختیاری، زکوۃ کے مسائل میں دونوں کے احکام یکساں ہیں۔

یہ حکم اس وقت ہے جب کہ ملازم نے اپنے فنڈ کی رقم اپنی ذمہ داری پر کسی دوسرے شخص یا کمپنی وغیرہ کی تحویل میں منتقل نہ کروادی ہو، اگر ایسا کیا یعنی اپنے فنڈ کی رقم اپنی طرف سے اپنی ذمہ داری پر کسی شخص یا بینک بیمہ کمپنی یا کسی اَور مستقل تجارتی کمپنی یا ملازمین کے نمائندوں پر مشتمل بورڈ وغیرہ کی تحویل میں دلوادی، تو یہ ایسا ہے جیسے خود اپنے قبضے میں لے لی ہو؛ کیوں کہ اس طرح جس کمپنی وغیرہ کو یہ رقم منتقل ہوئی وہ اس ملازم کی وکیل ہوگئی، اور وکیل کا قبضہ شرعاً مؤکل کے قبضہ کے حکم میں ہے؛ لہٰذا جب سے یہ رقم اس کمپنی وغیرہ کی طرف منتقل ہوگئی اس وقت سے اس پر زکوۃ کے احکام جاری ہوجائیں گے، اور ہر سال کی زکوۃ ضابطے کے مطابق واجب ہوتی رہے گی۔

(ضمیمہ پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ اور سود کا مسئلہ ص: ۲۶، ۲۷)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

③ جبری پروویڈنٹ فنڈ میں ملازم کی تنخواہ سے جو رقم ماہ بہ ماہ کاٹی جاتی ہے، اور اس پر ہر ماہ جو اضافہ محکمہ اپنی طرف سے کرتا ہے، پھر مجموعہ پر جو رقم سالانہ بہ نام سود جمع کرتا ہے، شرعاً ان تینوں رقموں کا حکم ایک ہے، اور وہ یہ کہ: یہ سب رقمیں در حقیقت تنخواہ ہی کا حصہ ہے، اگر چہ سود یا کسی اور نام سے دی جائے؛ لہٰذا ملازم کو ان کا لینا اور اپنے استعمال میں لانا جائز ہے، ان میں سے کوئی رقم بھی شرعاً سود نہیں؛ البتہ پراویڈنٹ فنڈ میں رقم اگر اپنے اختیار سے کٹوائی جائے تو اس پر جو رقم محکمہ بہ نام سود دے گا، اس سے اجتناب کیا جاوے؛ کیوں کہ اس میں تشبہ بالربا بھی ہے، اور سود خوری کا ذریعہ بنا لینے کا خطرہ بھی ہے؛ اس لیے خواہ وصول ہی نہ کرے، یا وصول کر کے صدقہ کر دے۔

یہ حکم اس وقت ہے جب کہ پراویڈنٹ فنڈ کی رقم ملازم نے اپنی طرف سے کسی شخص یا کمپنی وغیرہ کی تحویل میں نہ دلوائی ہو؛ بلکہ محکمہ نے اپنے تصرف میں رکھی ہو، یا کسی شخص یا کمپنی وغیرہ کو دی ہو تو اپنے طور سے اپنی ذمہ داری پر دی ہو، اور اگر ملازم نے اپنی ذمہ داری پر یہ رقم کسی شخص یا بینک یا بیمہ کمپنی یا کسی اور مستقل کمیٹی مثلاً ملازمین کے نمائندوں پر مشتمل بورڈ وغیرہ کی تحویل میں دلوادی، تو یہ ایسا ہے جیسے خود وصول کر کے اس کی تحویل میں دی ہو، اب اگر بینک یا کمپنی وغیرہ اس رقم پر کچھ سود دیں تو یہ شرعاً بھی سود ہی ہوگا، جس کا لینا ملازم کے لیے قطعاً حرام ہے، فنڈ خواہ جبری ہو یا اختیاری۔ (ایضاً ص: ۲۵، ۲۶)

④ جواب نمبر ۱، ۲ دیکھ لیں۔

⑤ جواب نمبر ۱، ۲ دیکھ لیں۔

⑥ اس نے انکم ٹیکس سے بچنے کے لیے جو بیمہ پالیسی خریدی اپنے اختیار سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

خریدی ہے؛ اس لیے سودی معاملے کی وعیدیں اس پر لاگو ہوں گی۔

⑦ پروویڈنٹ فنڈ کی رقم اس کا حق ہے، اس کو مکان بنانے کے لیے بہ طور قرض لے سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷ رجمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

کیا دَلالی سے جمع کی ہوئی رقم پر زکوۃ ہے؟

سوال : زید دلالی کرتا ہے، اور خریدار سے کہتا ہے کہ: فلاں شخص اِتنے روپے دیتا تھا؛ مگر مَیں نے اُس کو نہیں دیا، گاہک اِس ترغیب سے خرید لیتا ہے، اور زید کو اجرت دلالی کی دیتا ہے، زید کے پاس ایسی اجرت سے بقدرِ نصاب روپیہ جمع ہو گیا ہے، تو زید پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب : حامداً و مصلیاً و مسلماً

اِس صورت میں زید جھوٹ بولنے کی وجہ سے گنہ گار رہوا، اور حدیث شریف میں ہے کہ: ایسی بیع میں برکت نہیں ہوتی؛ لیکن زید اُس رقم کا مالک ہو جاتا ہے، اور زکوۃ لازم ہوگی۔ (فتاویٰ دار العلوم بحوالۂ ہدایہ ۶ / ۹۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

امانت کی رقم پر زکوۃ کا حکم

سوال : میرے پاس کسی کی امانت ہے تو اُس پر زکوۃ دینا میرا فرض ہے یا جس کی رقم ہے وہ زکوۃ دے گا؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جس شخص کی امانت آپ کے پاس ہے، آپ کے ذمہ اُس کی زکوۃ نہیں؛ بلکہ اُس کی زکوۃ امانت رکھوانے والے کے ذمہ ہے، اگر اُس نے آپ کو اختیار دے دیا ہے تو آپ بھی اُس رقم سے ادا کر سکتے ہیں۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۳/ ۳۵۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

فکس ڈپوزٹ والی رقم پر زکوۃ

سوال: فکس ڈپوزٹ پر زکوۃ ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جو رقم بینک میں فیکس ڈپوزٹ کے طور پر رکھی ہوتی ہے اس کی زکوۃ واجب ہے؛ لیکن بینک میں اس طرح رقم رکھنے کا مقصد چوں کہ سود حاصل کرنا ہی ہوتا ہے؛ اس لیے یہ رکھنا حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

جمع رقم پر زکوۃ

سوال: ایک شخص نے مکان خریدنے کے لیے روپئے جمع کئے اور ایک لاکھ ہو گئے اور ایک سال بھی گزرا، تو کیا اس پر بھی زکوۃ واجب ہوئی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جی! اس رقم پر زکوۃ واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

موتی، لال برتن، ہیرہ اور تانبے پر زکوۃ

سوال: ① موتی پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

② لال برتن پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟ (یہ برتن بے حد قیمتی ہوتا ہے)

③ ہیرا پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

④ شیر کی خرید قیمت دس روپیہ ہے، پھر وہ بیس روپے کا ہو گیا تو زکوۃ کس پر ہوگی: دس روپیہ والے پر یا بیس روپیہ والے پر؟ وضاحت فرمائیں، اور اگر وہ دو روپیہ کا ہو گیا تو کیا کریں؟

⑤ تانبے پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

① تا ③ موتی، لال برتن اور ہیرا اگر تجارت کے لیے نہیں ہیں تو ان میں زکوۃ واجب نہیں۔

④ سال ختم ہونے پر اس کی جو قیمت ہے اس پر زکوۃ واجب ہوگی، چاہے وہ دس ہوں یا بیس ہو یا کم و بیش۔ یہ یاد رہے کہ ختم سال والے دن بازار میں جو قیمت ہوگی اس کا اعتبار کیا جائے گا۔

⑤ تانبا اگر تجارت کے لیے نہیں ہے تو اس میں زکوۃ واجب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰ رمضان ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سونے کے دانت پر زکوۃ

سوال :اگر سونے کا دانت لگایا ہے تو کیا زکوۃ اس پر واجب ہے؟ اگر واجب ہے تو نصاب کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر اس آدمی کے پاس اس کے علاوہ دوسرا سونا اتنا ہے کہ دونوں ملا کر سونے کے نصاب کی مقدار (ساڑھے سات تولے یعنی ۸۷/۴۷۹ گرام) پوری ہو جاتی ہے، یا اس کے پاس دوسری چاندی یا نقد رقم ہے اور وہ چاندی یا رقم ملا کر چاندی کا نصاب پورا ہو جاتا ہے، تو اس پر اس کی زکوۃ واجب ہے؛ ورنہ نہیں، چاندی اور سونا آدمی کے پاس جس صورت و شکل میں ہو، اس کی زکوۃ (مقدار نصاب ہونے کی صورت میں) واجب ہوتی ہے۔ (بدائع الصنائع ۲/۱۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ثمنین کو نقد رقم کے ساتھ ملا کر نصاب مکمل کیا جائے گا

سوال :ایک شخص کے پاس پونے سات تولہ سونا اور تیس ہزار روپے نقد ہیں، صرف پانچ تولہ سونے پر سال مکمل ہوا ہے، جو بھی رقم موجود ہے اُس میں سے گھر کی ضروریات میں استعمال کیا جاتا ہے، جس کا سالانہ اندازہ آٹھ دس ہزار روپیے ہیں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ: کیا سونے کے اندر زیورات کو نقد رقم میں ملا کر نصاب مکمل کیا جائے گا یا نہیں؟ جب کہ وہ نقدی گھر کی ضروریات میں استعمال ہوتی رہتی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے؛ البتہ سال ختم ہونے پر اِتنی رقم باقی رہ جاتی ہے کہ ساڑھے سات تولہ سونے کی قیمت بن سکتی ہے، درمیانی سال میں اِس رقم میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

پونے سات تولہ سونے کے ساتھ نقد رقم ملا کر نصاب مکمل کرلیا جائے گا، اور سال کے ختم پر سونے کے ساتھ جتنی رقم باقی ہوگی دونوں پر زکوۃ واجب ہوگی، درمیانی سال ہونے والے اضافہ یا کمی سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کیا ہر رقم پر سال گزرنا ضروری ہے؟

سوال: بھینسوں کے کاروبار میں سال بھر کا کل منافع ایک لاکھ ہوا ہے؛ مگر بعض رقم پر سال گزرا ہے اور بعض پر نہیں گزرا؛ کیوں کہ منافع ہر ماہ تھوڑا تھوڑا ہوتا ہے تو زکوۃ کی ادائیگی کس طرح ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

منافع کی مقدار نصاب تک پہنچنے سے سال کی ابتداء شمار ہوگی، اِس کے بعد اُس کی جنس کا جتنا اضافہ ہوا ہے اُس کو بھی اصل نصاب کے ساتھ ملا لیا جاوے گا، اور سال پورا ہونے پر سب مال (اصل نصاب اور بعد کا اضافہ) پر زکوۃ واجب ہوگی۔

والمستفاد ولو بهبة أو إرث وسط الحول يضم إلى نصاب من جنسه، فيزكيه بحول الأصل (درمختار)

(قوله: إلى نصاب) قيد به؛ لأنه لوكان النصاب ناقصا وكمل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بالمستفاد فإن الحول ينعقد عليه عند الكمال (شامي ۲/ ۲۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بیس ہزار روپئے اور ڈھائی تولہ سونے میں زکوۃ

سوال: اگر کسی کے پاس ڈھائی تولہ سونا ہو اور بیس ہزار روپیہ ہو؛ لیکن اس بیس ہزار روپیہ میں سے پندرہ ہزار روپیہ تجارت کے واسطے کسی کو دیا ہو، اور وہ تاجر ہر مہینہ پانچ سو روپیہ دیتا ہو اور وہ پانچ سو روپیہ میں سے چار سو روپیہ سے ہر مہینہ قرض چکاتے ہو، (قرض چھتیس سو روپیہ ہے) جس میں سے ایک سو روپیہ باقی رہتے ہیں، ایسے مرد پر زکوۃ دینا فرض ہے؟ اور وہ بیس ہزار روپیہ بھی ایک آدمی نے محض تجارت کے واسطے ہی دیا ہے، قرض کے طور پر نہیں ہے، اس نے ہمیں ہی وہ پیسے دے دیے (فی سبیل اللہ) تو آپ جواب ارسال فرمایئے کہ ایسے مرد پر زکوۃ دینا فرض ہے یا زکوۃ کا مستحق ہے؟ اب تک جو گھر چل رہا تھا وہ لوگوں کے پاس پیسہ باقی تھے اس سے گھر چلتا تھا، مستقبل کے لیے کچھ نہیں ہے، گھر میں کوئی کمانے والا نہیں ہے، ڈھائی تولہ سونا جو ہے اس میں ڈیڑھ تولہ سونا والدہ کے مہر کا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

بیس ہزار روپیہ چوں کہ اس کی ملک ہیں اور ساتھ میں ڈھائی تولہ سونا بھی اس کی ملک ہے، اس لیے اس پر صاحب نصاب ہونے کی وجہ سے زکوۃ واجب ہوگی؛ البتہ چوں کہ اس پر چھتیس سو روپیہ قرض ہے، اس لیے قرض کی رقم کو اس بیس ہزار اور سونے کی قیمت میں سے وضع کر کے باقی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی، یہ یاد رہے کہ ڈھائی تولہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سونا اگراس آدمی کی ملک میں ہے تب ہی اس کا شمار ہوگا، اور اگر پورے ڈھائی تولے اس کی ملک نہیں ہے؛ بلکہ اس میں سے ڈیڑھ تولہ سونا والدہ کی ملک ہے، تو اس ڈیڑھ تولہ کی زکوۃ اس آدمی پر واجب نہیں ہوگی؛ بلکہ اس ڈیڑھ تولہ کے سلسلہ میں اس کی والدہ کو دیکھا جائے گا، اگران کے پاس اس سونے کے علاوہ دوسری چاندی یا نقد رقم ملا کر نصاب پورا ہوتا ہے، تو ان پر اس کی زکوۃ واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶/شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

سونے، کپڑے اور نقد روپیوں میں زکوۃ

سوال: میرا عنقریب نکاح ہونے والا ہے جس میں میرے والد صاحب نے مجھے سات تولہ سونا اور بیس جوڑے کپڑے دیئے ہیں، اور میرے پاس میری ملکیت کے نقد تین ہزار روپئے ہیں، تو ان چیزوں پر سال گزرنے سے مجھ پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

نوٹ: میرے والد صاحب نے مجھے سونے اور کپڑوں کا مالک بنادیا ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

بیس جوڑا کپڑے پہننے کے لیے ہیں اس لیے ان پر زکوۃ واجب نہیں؛ البتہ سات تولہ سونا اور نقد تین ہزار روپیوں پر جب سال پورا ہوگا زکوۃ واجب ہوگی، مطلب یہ ہے کہ اب سونے کے مالک آپ بن چکے ہیں اس لیے اس کی زکوۃ بھی آپ ہی پر واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹/ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۶ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نقد رقم اور زیورات پر زکوۃ

سوال : ایک لڑکی ہے جس کے والدین حیات نہیں ہے اور ذریعۂ معاش کچھ نہیں ہے؛ مگر اس کے پاس خود کئی سالوں سے اب تک جمع شدہ نقد ۴۰/ ہزار روپے اور ۶۰۰۔۲۸/ گرام سونے کے زیور اور کچھ چاندی، مراد دو تین تولہ کے قریب چاندی ہے، زیور اسے ہدیہ میں ہی ملے ہیں اور وہ سورت میں بہنوں کے پاس رہتی ہے اور بمبئی میں بھی بہن کے پاس رہتی ہے؛ مگر بمبئی میں نفقہ اُسی جمع شدہ رقم سے استعمال کرتی ہے، اب اس پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟ اور واجب ہے تو کتنی رقم زکوۃ میں دینی ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس پر زکوۃ واجب ہے، نقد چالیس ہزار میں سے ایک ہزار زکوۃ کے طور پر نکالے، اور سونے چاندی کے زیورات کی جو قیمت اِس وقت ہے اس قیمت کا چالیسواں حصہ زکوۃ میں نکالے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کچھ سونا اور کچھ نقد و چاندی ہو تو زکوۃ واجب ہے؟

سوال : (۱) ایک شخص کے پاس پانچ تولہ سونا اور ساتھ ساتھ میں ایک ہزار نقدی بھی ہے، اور سال بھی اس کے اوپر پورا ہو چکا ہے تو کیا ایسے شخص پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

② میری امی کے پاس ڈھائی تولہ سونا ہے؛ لیکن ساتھ ساتھ ان کے ناک کی نتھ میں باریک سی کڑی چاندی کی نہ ہونے کے برابر ہے اور ان کے پاس ہمیشہ نقدی بھی سو، دو سو روپیہ رہتی ہے، تو کیا وہ نہ ہونے کے برابر والی چاندی کے ساتھ سونے کو ملا کر زکوۃ ادا کرنی پڑے گی یا اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① اگر پانچ تولہ سونے کی قیمت اور نقد ایک ہزار روپیہ ملا کر چھ سو بارہ گرام پینتیس ملی گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہو جاتا ہے تو زکوۃ فرض ہوگی۔

② وہ چاندی اور نقدی دونوں کے ساتھ ڈھائی تولہ سونے کی قیمت ملا کر چاندی کا نصاب مکمل ہو جاتا ہے تو زکوۃ فرض ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵/ شوال ۱۴۱۷ھ

سونے کے ساتھ روپیہ بھی ہو تو؟

سوال: کچھ سونا ہے مثلاً دو تولہ، چاندی نہیں ہے، اور روپیہ دو سو ہے، تو اس پر زکوۃ ہے؟ مطلب کہ کچھ سونا ہے کچھ روپیہ ہے تو دونوں نصاب کے لیے ملائے، اگر ساڑھے باون تولہ کے برابر ہو جائے تو صاحبِ نصاب ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جی ہاں! اگر سونے کے ساتھ روپیہ بھی موجود ہو تو دونوں کو ملا کر نصاب مکمل کیا جاوے گا، اور زکوۃ واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ شعبان ۱۴۱۶ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رانگ ملے ہوئے سونے کی زکوۃ کا حکم

سوال: زیور بنتا ہے تو اس میں رانگا ملاتے ہیں، ۱۰/تولہ کے زیور میں ایک تولہ رانگا ملایا ہو، تو زکوۃ ۹/تولہ کی دینی پڑے گی یا دس تولہ کی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس صورت میں زکوۃ دس تولہ کی واجب ہوگی، وہ ملاوٹ بھی سونے کے حکم میں ہے۔
وغالب الفضة والذهب فضة وذهب (درمختار ۲/ ۳٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی خانپوری، ۱۵/ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

زیورات میں کس قیمت کا اعتبار ہوگا؟

سوال: ہمارے گھروں میں عورتوں کے پاس جو زیورات ہیں اس میں زیور بناتے وقت تھوڑا بہت پیتل جوہری ضرور ملاتا ہے، اس زیور کو اگر ہم فروخت کریں تو خالص سونے کی جو قیمت ہے وہ نہیں ملتی اس سے کم ملتی ہے، اس زیورات کی زکوۃ ادا کرتے وقت انفع للفقراء کو مدنظر رکھتے ہوئے خالص سونے کی قیمت کا اعتبار ہوگا یا ملاوٹ والے سونے کا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

بازار میں خالص سونے کا دام الگ ہے اور زیورات والے سونے کا دام الگ ہے، زیورات کی زکوۃ بصورت قیمت ادا کی جارہی ہو تو اس کا جو دام ہوگا وہ شمار ہوگا؛

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

البتہ اگر زیورات کی زکوٰۃ سونے کی صورت میں ادا کی جارہی ہو تو وزن کا اعتبار ہوگا چاہے وہ خالص سونا ہو یا ملاوٹ والا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

صرف روپیوں پر زکوۃ

سوال: کسی کے پاس سونا چاندی نصاب میں نہیں ہے، (یعنی ساڑھے سات تولہ یا ساڑھے باون تولہ چاندی) دیگر پیسے ایک ہزار یا اس سے زیادہ ہیں، اس پر سال گذر گیا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ یعنی اسے زکوٰۃ دینا چاہیے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر صرف روپئے موجود ہیں اور ان پر سال گذر چکا ہے، تو اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہیں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مالِ مستفاد پر زکوۃ کا ایک مسئلہ

سوال: (۱) میں نے اپنی ایک دکان فروخت کی کیوں کہ اس رقم سے مجھے دوسری دکان خریدنی ہے، جو دکان فروخت کی اس کی رقم مجھے رمضان مہینہ کے پہلے (پندرہ دن پہلے) ملی، ابھی دوسری دکان کا سودا طے نہیں ہوا، اس لیے رقم میرے پاس ہے، اب مجھے یہ جاننا ہے کہ اس رقم پر مجھے زکوۃ ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟

(۲) دوسرا یہ کہ اگر زکوۃ ادا کرنا واجب ہے تو اس زکوۃ کی رقم سے میں ہمارے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک رشتہ دار جو غریب ہے ان کے رہنے کا گھر چھپر اور مٹی کا ہے انہیں گھر کی تکلیف ہے، تو کیا اس زکوۃ کی رقم سے میں ان کو گھر بنا کر دے سکتی ہوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① اگر آپ کے پاس موجود نصاب کا سال ماہ رمضان المبارک کے شروع میں پورا ہو رہا ہے تو اس کے ساتھ اس پر بھی زکوۃ فرض ہو جائے گی۔

② آپ زکوۃ کی رقم انہیں دے دیں وہ از خود اپنا مکان بنالیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴/ شوال المکرم ۱۴۱۶ھ

یکے بعد دیگرے فیکٹری خریدی تو زکوۃ کا کیا حکم ہے؟

سوال: ایک آدمی ایک فیکٹری لگاتا ہے، اس سے جو آمدنی ہوئی، ابھی سال نہیں گذرنے پائے کہ اس سے دوسری پھر سال نہ گذرے کہ تیسری بنالی، اب زکوۃ کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہوگا؟ نیز فیکٹری پر زکوۃ آئے گی کہ نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جب وہ رقم اس نے فیکٹری میں لگادی تو اب اس پر زکوۃ نہیں ہے، اور فیکٹری لگانے سے مقصود خود فیکٹری کی تجارت ہے تب تو اس فیکٹری پر واجب ہے، اور اگر مقصود فیکٹری کی تجارت نہیں؛ بلکہ پیداوار ہے تو فیکٹری پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فیکٹری کی جگہ اور مشینری پر زکوۃ واجب نہیں

سوال: ہمارے پاس الیکٹرک وائرنگ کی پٹیاں اور پائپ اور لائٹ باکس بنانے کی مشین ہے، اب ہمیں زکوۃ اُس مشین پر نکالنی ہے یا اُس سے حاصل ہونے والی آمدنی پر؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

فیکٹری کی جگہ اور مکان اور مشینری پر زکوۃ واجب نہیں ہے، آپ کے پاس جو کچا مال اور تیار شدہ مال اور اُس کی قیمت سے حاصل شدہ رقم جمع ہو، اُس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، جس دن سال پورا ہو اُس دن کچے اور تیار شدہ مال کی جو قیمت بازار میں ہو وہ لگا کر اُس میں نقد رقم ملا کر جو مجموعی مالیت ہوتی ہو، اُس کا چالیسواں حصہ بطورِ زکوٰۃ ادا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

جس زمین کی مٹی سے اینٹیں بنائی جائیں اس میں زکوۃ نہیں

سوال: ایک آدمی کی ملکیت میں زمین ہے، اور وہ تجارت کے لیے نہیں ہے، اور وہ مالک اسی زمین کے اوپر اسی زمین کی مٹی سے اینٹیں بنواتا ہے، تو زمین کے اندر زکوۃ ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جب وہ زمین تجارت کے لیے نہیں ہے، تو اس میں زکوۃ واجب نہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نصاب کے برابر مقروض پر زکوۃ واجب نہیں

سوال: صاحبِ نصاب پر مالِ نصاب کے بقدر قرضہ ہو تو وہ کیا کرے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس صورت میں اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سونے چاندی کے ناقص نصاب میں وجوبِ زکوۃ

سوال: (۱) ایک شخص کے پاس نہ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ پورا ہے، نہ چاندی کا نصاب پورا ہے، وہ زکوۃ کس طرح ادا کرے؟

(۲) اگر چاندی اور سونے دونوں کو ملا کر کسی ایک کے بقدر نصاب ہو جاتا ہے تو صرف نصاب کے ڈھائی فیصد ادا کرنے ہیں یا نصاب سے زائد جو روپئے ہوں ان تمام کے ڈھائی فیصد ادا کرنے ہیں؟

(۳) ایک شخص کے پاس جتنی قیمت کا زیور ہے اتنی ہی مقدار یا اس سے زیادہ اس پر قرض ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(۱) کسی کے پاس نہ تو پوری مقدار سونے کی ہے، نہ پوری مقدار چاندی کی؛

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بلکہ تھوڑا سونا اور تھوڑی چاندی، تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولہ (یعنی ۶۱۲/گرام اور ۳۵/ملی گرام) چاندی کے برابر ہوجائے تو زکوۃ واجب ہے، اور اگر دونوں چیزیں اتنی تھوڑی تھوڑی ہیں کہ دونوں کی قیمت اتنی چاندی کے برابر نہیں ہوتی تو زکوۃ واجب نہیں۔ (بہشتی زیور ۳/۲۴۰)

② دونوں کو ملا کر جو رقم بنتی ہے اس کا چالیسواں حصہ ادا کرے۔

③ اگر قرض ادا کرنے کی بقدر روپئے بھی نہیں ہیں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بینک میں جمع رقم سے زکوۃ کیسے ادا کرے؟

سوال: عبداللہ نامی ایک شخص کا بینک (BANK) کھاتا (Account) ہے، ہر سال اس میں سے استعمال کے لیے پیسے لیے جاتے ہیں اور جمع بھی کئے جاتے ہیں یعنی کمی زیادتی ہوتی رہتی ہے؛ البتہ ایک رقم تو ہمیشہ بینک میں موجود رہتی ہے تو اس پر زکوۃ کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہوگا؟ اور حساب کیسے ہوگا؟ یہ مسئلہ تین سال کی زکوۃ کا ہے، بینک میں جس طرح ان سالوں میں حساب رہا ہے وہ میں آپ پر بھیج رہا ہوں:

سود کی جو رقم ہے وہ ایک طرف لکھ دی ہے؛ مگر اس بات کا دھیان رہے کہ سود کی رقم آتے ہی فوراً اس کو یہ شخص نکال لیتا ہے یعنی کہ فی الحال بینک میں سود کی کوئی رقم نہیں ہے۔

سال اول کی مجموعی رقم: 1,44,000 ہوئی، جس میں سود کی رقم: 5381 ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سال دوم کی مجموعی رقم: 1,55,500 ہوئی، جس میں سود کی رقم: 13791 ہوئی۔

سال سوم کی مجموعی رقم: 1,80,500 ہوئی، جس میں سود کی رقم: 20741 ہوئی۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورتِ مسئولہ میں عبد اللہ نے اگر اب تک کی زکوۃ ادا نہیں کی ہے تو اس پر

پہلے سال کی زکوۃ: 3465.48

دوسرے سال کی زکوۃ : 3406.09

تیسرے سال کی زکوۃ: 3822.19

تین سال کی مجموعی زکوۃ: 10693.76 واجب الاداء ہے۔

سود کی رقم کے سلسلہ میں ایک وضاحت حضرت مولانا محمد برہان الدین صاحب سنبھلی مدظلہم کی کتاب ''موجودہ زمانہ کے مسائل کا شرعی حل'' کے حوالہ سے پیش خدمت ہے۔

''یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہو رہا ہے کہ بینک سے ملنے والی رقم کے سود ہونے کا قطعی فیصلہ اور حکم اس وقت ہوگا جب کھاتے دار اپنی کل جمع شدہ رقم بینک سے نکال لے اور اس پر اضافہ ملے، یہ ''اضافہ'' ہی درحقیقت سود ہوگا، اور اسی کا صدقہ کرنا ضروری ہوگا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ کھاتے دار نے اگر جمع شدہ اپنی اصلی رقم سے زیادہ کچھ وصول نہیں کیا ہے تو بینک سے نکالے جانے والی رقم سود نہیں ہوگی؛ بلکہ اصل جمع شدہ رقم کا جزء ہوگی خواہ بینک میں اس کے کھاتے کے اندر سود کے نام سے کچھ رقم جمع کردی گئی ہو؛ اس لیے اس کا صدقہ کرنا ضروری نہ ہوگا''۔ (۱۷۲/طبع ثانی جمادی الاولیٰ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۴۱۷ھ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

زکوۃ کا وجوب اصلی رقم پر ہے نہ کہ سود پر

سوال: زید نے پندرہ ہزار روپیہ فکس میں رکھے ہیں، جو چھ سال رکھنے کے بعد دو چند، یعنی تیس ہزار ہو جائیں گے، تو فکس رکھنے کے بعد پندرہ ہزار کی زکوۃ دے یا تیس ہزار کی؟ یا چھ برس گزرنے پر تیس ہزار کی زکوٰۃ دے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فکس میں اس لیے رقم رکھنا کہ کچھ مدت کے بعد دو چند ہو جائے گی، ناجائز اور حرام ہے، جو زیادتی اس پر ملی ہے وہ سود ہے، اس کو چاہیے کہ اپنی اس حرکت سے تائب ہو کر وہ زائد رقم فقراء ومساکین کو دیدے، اور نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس وبال سے نجات عطا فرمائے، ثواب کی نیت نہ ہو، پندرہ ہزار چوں کہ اس کی اپنی ملک تھی اور ہے، اس لیے ان پر گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: احمد عفی عنہ خانپوری

زیور کی زکوۃ کون اور کس طرح نکالے؟

سوال: (الف): عورت کے زیور کا مالک شوہر ہے؟ ساس سسر یا خود عورت؟
(ب) عورت کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا ہے؛ مگر اس کے پاس رقم نہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے جو بطور زکوۃ نکال سکے، اگر اس کے زیور کا مالک شوہر ہے اور اس کے پاس بھی کھا پی کر کچھ نہیں بچتا ہے، ایسی صورت میں زیور بیچ کر زکوۃ دے یا پھر کیا کرے؟ زیور کا کچھ حصہ بیچ کر زکوۃ ادا کرنے کے لیے عورت تیار نہیں ہے یا پھر قرض لے؟

(ج) عورت کے پاس ساڑھے پانچ تولہ صرف چاندی ہے، گھر میں کھا پی کر کچھ بچتا نہیں ہے، شوہر کے پاس ۵، ٦ ہزار روپئے بینک بیلنس ہے، گھر میں ہر وقت کوئی نہ کوئی بیمار رہتا ہے، کب کیا ضرورت پڑ جائے اس کے حساب سے ۵، ٦ ہزار ہمیشہ یہ شوہر رکھتا ہے، اور موجودہ زمانہ میں ۵، ٦ ہزار روپئے اس مہنگائی کے زمانہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتے جب کہ چاندی کے حساب سے ۵ / ہزار کا مالک صاحب نصاب ہو جاتا ہے، سونے اور چاندی کے نصاب میں بڑی ناانصافی معلوم ہوتی ہے؟ ایسی صورت میں کس طرح زکوۃ ادا کرے؟

(د) خالد کے دو لڑکے زید اور سعید دونوں کی بیویاں ہیں، دونوں ایک ساتھ رہتے ہیں، زکوۃ کے لیے دونوں بیویوں کے زیورات اکٹھا کر کے نصاب مانا جائے گا یا نصاب کے لیے دونوں کا زیور الگ الگ حکم رکھتا ہے؟ بہت سے لوگ جن کی دو تین بہو ہیں، ہر ایک ایک کو الگ الگ زیور کا مالک بناتے ہیں، اس صورت میں کسی تنہا بیوی کا زیور نصاب کو نہیں پہنچتا، شرعاً کیسا ہے؟

(ھ) جنید اور خالد دو بھائی ہیں، خالد کے تین لڑکے ہیں اور یہ تینوں نوکری کرتے ہیں، خالد اپنے تینوں لڑکوں کی عورتوں کا اور اپنی بیوی کا ملا کر نصاب لگاتے ہیں اور پھر زکوۃ ادا کرتے ہیں، جنید اپنی عورت کا زیور خالد اور ان کی اولاد کے ساتھ نہیں ملاتے، وہ کہتے ہیں کہ ہماری بیوی کے زیور نصاب تک نہیں پہنچتے، اس لیے نہ میں زکوۃ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نکالوں گا اور نہ ہی آپ کے ساتھ مل کر نصاب میں شامل ہوں گا، شرعاً کیسا ہے؟ جب کہ خالد اور جنید ایک ساتھ رہتے ہیں، کھانا پینا رہنا سہنا سب ایک ساتھ ہے۔

(و) جنید اور خالد دونوں بھائی ہیں، خالد کے تین لڑکے ہیں، تینوں شادی شدہ ہیں، کوئی عورت صاحب نصاب ہے اور کوئی نہیں، تو زکوۃ خالد پر واجب ہوگی جو گھر کے مالک ہیں یا جس عورت کا زیور نصاب کو پہنچ رہا ہے اس کے نام ہوگی؟ اور اگر تینوں لڑکے اور تینوں عورتیں صاحب نصاب ہیں اور جنید بھی صاحب نصاب تو سب پر قربانی لازم ہوگی یا گھر کے مالک ہونے کی صورت میں صرف خالد پر یا خالد، جنید لڑکوں کے باپ اور چچا دونوں پر واجب ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

(الف) عورت کے زیور کی مالکہ عورت ہی ہے؛ البتہ اگر وہ زیور اس کو چڑھاوے میں دیا گیا ہے تو اس میں عرف کا اعتبار ہوگا۔

(ب) زیور جس کی بھی ملکیت میں ہو اس پر اس کی زکوۃ واجب ہے، اگر اس کے پاس زکوۃ کی ادائیگی کے لیے نقد رقم موجود نہیں تو خود زیور کا چالیسواں حصہ زکوۃ میں نکالے؛ بلکہ اصل حکم تو یہی ہے کہ جس مال میں زکوۃ واجب ہو اسی مال کا چالیسواں حصہ زکوۃ کے طور پر دیا جائے لیکن اگر کوئی آدمی اس مال کے چالیسویں حصہ کے بجائے اتنی قیمت زکوۃ کے طور پر دیدے تو بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی، زکوۃ ایک فریضہ ہے، اس کا ادا نہ کرنے والا فاسق ہے اور مستحق عذاب و عقاب، اگر قرض لے کر زکوۃ ادا کرے تب بھی ادا ہو جاتی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(ج) عورت کے پاس چاندی کا نصاب ہے، اس کی زکوۃ اس پر واجب ہے، مرد کے پاس نصاب کے بقدر روپئے ہیں ان کی زکوۃ اس پر واجب ہے، شریعت مطہرہ کی مقرر فرمودہ مقدار ونصاب پر ناانصافی کا اطلاق ایک مومن کی شان نہیں، اس سے توبہ ضروری ہے، اللہ تعالیٰ ایمان کی حفاظت فرمائے۔

(د) زیور اگر بہوؤں کی ملک ہے، اور ہر ایک بہو کا زیور الگ سے مقدار نصاب نہیں ہے تو کسی پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اور اگر وہ خسر کی ملکیت ہے اور دونوں ملا کر بقدرِ نصاب ہیں تو خسر پر زکوۃ واجب ہے۔

(ہ) کھانا پینا ایک ساتھ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمام اشیاء کی ملکیت میں شرکت ہے، اس کے باوجود بہت سی اشیاء میں ہر ایک کی مستقل ملکیت ہوتی ہے، زکوۃ میں ملکیت کا اعتبار ہوتا ہے جیسا کہ اوپر (د) میں بتلادیا گیا ہے۔

(و): زکوۃ کی تفصیل اوپر آچکی ہے، جن جن حضرات کے پاس نصاب کے بقدر مال موجود ہے اور وہ ضروریات وحوائج اصلیہ سے زائد ہے تو چاہے وہ سونا چاندی نہ ہو اور اس پر سال بھی نہ گزرا ہو ان سب پر قربانی واجب ہے، صرف گھر کے ذمہ دار پر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

لڑکی کے لیے زیور بنوا کر رکھا تو اُس کی زکوۃ کس پر ہے؟

(سوال): جو زیور لڑکیوں کی شادی کے لیے بنوا کر رکھا جاتا ہے تو لڑکی کے لیے ایسے زیور پر زکوۃ اُس کے والدین پر ہے یا لڑکی پر؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر وہ زیور لڑکی کی مِلک کر دیا ہے تو اُس پر زکوۃ بلوغ سے پہلے فرض نہیں ہے، نہ لڑکی پر، نہ والدین پر؛ بالغ ہونے کے بعد خود لڑکی پر فرض ہوگی، اگر لڑکی کی ملک نہیں کیا تو جس کی ملک ہے اُس پر زکوۃ فرض ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۱/۱۲۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بیوی کی زکوٰۃ بیوی ہی ادا کرے

سوال: ایک آدمی کی آمدنی ماہانہ پچیس سو روپیہ ہے اور اس کا خرچ مہنگائی کے لحاظ سے آمدنی کے برابر ہو جاتا ہے اور کچھ بچت ہو ہی جاتی ہے اور اس کے پاس تقریباً بارہ تولہ سونا ہے، جو کہ اس کی بیوی کے میکے سے آیا ہے اور بیوی کہتی ہے کہ آپ زکوٰۃ اپنی آمدنی سے ادا کریں، میں آپ کو سونا بیچنے نہیں دوں گی، وہ آدمی زکوٰۃ کس طرح ادا کرے؟ اور زکوٰۃ جو کہ عموماً ساڑھے سات تولہ پر واجب ہے، تو زکوٰۃ ساڑھے بارہ تولے کی ادا ہوگی، یا پورے ۲۰/ تولے کی ادا کرنی ہوگی؟ اس آدمی پر تقریباً ۱۷/ ہزار روپئے کا قرض ہے، اور اس شخص کا پراویڈنٹ فنڈ تقریباً ۳۰۰۰۰ (تیس ہزار) روپئے ہے، تو کیا فنڈ پر بھی زکوٰۃ واجب ہے، اور ہے تو اس شخص کو کل کتنی زکوٰۃ اور کس طرح ادا کرے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ سونا بیوی کی ملکیت ہے، اس لیے اس کی زکوٰۃ بیوی پر واجب ہے، جتنا سونا ہے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا ضروری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے، اگر بارہ تولہ ہے تو اس کا چالیسواں حصہ، اور اگر بیس تولہ ہے تو اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں نکالا جائے، اگر وہ چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں واجب ہوا، اس کی جگہ پر اس کی قیمت کے روپئے زکوٰۃ کی نیت سے فقراء کو دے گی، تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، سونا جب بیوی کی ملکیت ہے تو اس کی زکوٰۃ بھی اسی پر واجب ہے۔

پراویڈنٹ فنڈ میں جو رقم جمع ہے، اس کی تفصیل کیجیے، کیا یہ ساری رقم وہ ہے جو اس کی تنخواہ سے جبری طور پر کاٹی گئی تھی، یا اس میں کچھ ایسی بھی ہے جو اس نے اختیاری طور پر کٹوائی تھی؟ نیز اس میں اس کی تنخواہ میں سے کاٹی ہوئی رقم کتنی ہے اور اضافہ کتنا ہے؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

عورت کے پاس نقد موجود نہ ہو تو زکوۃ کیسے نکالے؟

سوال: ایک شوہر نے اپنی شادی کے وقت اپنی بیوی کو سونے کے زیورات ہدیہ میں دیے، وہ آدمی مالدار ہے یا اس کی آمدنی کم ہے، اب زکوۃ نکالنے کے وقت شوہر اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ: میں نے تجھے ہدیہ دیا، تو جانے تیرا کام جانے، اور اس عورت کے پاس پیسہ نہیں ہے اور نہ وہ کام کرتی ہے، کیا اس کو کام کرنا پڑے گا؛ تاکہ وہ اپنی زکوۃ دے سکے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جو زیورات عورت کو دیے گئے ہیں اگر وہ مقدار نصاب ہیں یا ان کے ساتھ نقد ملا کر نصاب پورا ہو جاتا ہے تو ان کی زکوۃ عورت پر واجب ہے۔ عورت کے پاس نقد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

موجود نہ ہو تو خود ان زیورات میں سے چالیسواں حصہ زکوۃ کے طور پر نکالے، اس کے لیے کام کرنے کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸ر شوال ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

شوہر مقروض ہو تو بھی بیوی کے مملوک زیور پر زکوۃ آئے گی

سوال: سید بشیر کے اوپر تقریباً دولاکھ روپیہ کا قرض ہے، جب کہ اُس کی بیوی کے پاس ساڑھے آٹھ تولہ سونے کے زیورات ہیں، زیورات کی مالک بیوی ہی ہے، تو کیا شوہر کے مقروض ہونے کی وجہ سے اِن زیورات پر زکوۃ آئے گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

چوں کہ ساڑھے آٹھ تولہ سونے کے زیورات کی مالک بیوی ہے، اور اُس پر کوئی قرضہ بھی نہیں ہے؛ اِس لیے اُس پر اِن زیورات کی زکوۃ فرض ہے، اگر اُس کے پاس زکوۃ کی ادائیگی کے لیے کوئی رقم موجود نہ ہو تو اِس زیور کا چالیسواں حصہ نکال کر بطورِ زکوۃ غرباء میں تقسیم کردے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

شوہر مقروض اور بیوی صاحبِ نصاب ہو تو؟

سوال: شوہر اور بیوی دونوں کام کرتے ہیں، اور دونوں کی تنخواہ اتنی ہے کہ گھر کے سامان وغیرہ کے لیے کافی ہو، اور شوہر کا قرضہ ہے، اور اس کی بیوی کے پاس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

زیورات ہیں، کیا اس کی بیوی کو زکوۃ دینا پڑے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

بیوی پر اپنے زیورات کی زکوۃ واجب ہے، خود ان زیورات میں سے چالیسواں حصہ زکوۃ کے طور پر نکالنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸ر شوال ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

سونا چاندی کے نصاب میں فرق کی وجہ

سوال: نصابِ زکوۃ کے لیے سونا ساڑھے سات تولہ (۸۵ گرام) جس کی قیمت ۳۵/ ہزار تک آتی ہے، اور چاندی: ساڑھے باون تولہ (۵۹۵ گرام) جس کی قیمت تقریباً ۵/ ہزار تک آتی ہے، دونوں کے نصاب میں سات گنا فرق ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

یہ دونوں نصاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح ثابت ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سونے چاندی کا نصاب جدید حساب سے

سوال: موجودہ دور میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کتنا گرام ہوتا ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ساڑھے سات تولہ سونا ۸۷ء۴۷ ۹ گرام اور ساڑھے باون تولہ چاندی ۶۱۲ء۳۵ گرام۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵ رشوال المکرم ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

آرڈر پر کام لینے والا زکوٰۃ کیسے ادا کرے؟

سوال: ایک آدمی جس کا کاروبار یہ ہے کہ وہ آدمی ایک آدمی سے آرڈر لیتا ہے اور دوسرے کاریگر کو وہ کام دیتا ہے اور کاریگر کو اس کا معاوضہ دیتا ہے؛ مگر بعض اوقات ایسا ہوتا ہے، جس آدمی سے وہ آرڈر لیتا ہے، وہ آتا ہی نہیں ہے، یا پھر اسے وہ کام پسند نہیں آتا ہے، کاریگر کو اس کی مزدوری تو دینی ہی پڑتی ہے، جس سے کبھی بہت نقصان بھی ہوتا ہے، یہ آدمی زکوٰۃ کس طرح ادا کرے، یعنی کہ سالانہ آمدنی میں سے وہ تمام نقصانات کو نفی کر کے زکوٰۃ ادا کرے، یا پھر پوری آمدنی پر ادا کرے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر کاروبار تجارت کا ہے، تو ختم سال پر اس کے پاس جتنی رقم اور مال موجود ہے، اس کی زکوٰۃ ادا کرے، اور اگر تجارت نہیں ہے تو پھر اس کی نوعیت واضح فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بھینسوں پر زکوٰۃ کا حکم

سوال: زید صاحب نصاب ہے اور اس کا بمبئی میں ایک بھینسوں کا اصطبل ہے، جس میں ۱۰۰ بھینسیں ہیں جن کا دودھ بیچتا ہے، اور بھینسوں کو تجارت کی نیت سے نہیں خریدا اور وہ بھینسیں سائمہ بھی نہیں ہیں؛ بلکہ انہیں گھاس دانہ خرید کر کھلایا جاتا ہے؛ تو کیا حولان حول پر ان بھینسوں پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا اس کے منافع پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سائمہ نہ ہونے کی وجہ سے بھینسوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

وشرطه أي شرط افتراض أدائها حولان حول وهو فى ملكه، وثمنية المال كالدراهم والدنانير لتعينهما للتجارة بأصل الخلقة فتلزم الزكوٰة كيفما أمسكهما ولو للنفقة أو (السوم) لقيدها الآتى.

(درمختار علی هامش الشامی ۲/۱۱)

ان بھینسوں سے حاصل شدہ منافع، رقم کی صورت میں موجود ہے، اور اس پر سال گزر جائے تو دیگر شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے زکوٰۃ واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

سوال: بھینسوں پر زکوٰۃ واجب ہونے کی صورت میں جب کہ بعض بھینسوں پر حولان حول ہوا ہے، اور بعض بھینسوں پر نہیں ہوا ہے، تو زکوٰۃ کی ادائیگی کی کیا شکل ہوگی؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سوال میں دریافت کردہ صورت پر بھینسوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نصاب صدقۃ الفطر میں زمین کا شمار ہوگا؟

سوال: صدقۃ الفطر کے نصاب کو پورا کرنے کے لیے زمین کی مالیت داخل ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر زمین قدر کفایت سے زائد ہے، تو زائد مقدار شمار ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵ رشوال المکرم ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بیوی کا صدقۃ الفطر کس کے ذمہ ہے؟

سوال: عقیلہ کی شادی اور رخصتی دونوں ہو چکی ہے، اور آٹھ روز ٹھہر کر اپنے سسرال سے عقیلہ اپنے والدین کے یہاں جا چکی ہے، اور پورا رمضان عقیلہ نے اپنے والدین ہی کے گھر گذارا، تو صدقۃ الفطر عقیلہ کی جانب سے کون ادا کرے گا؟ جب کہ عقیلہ کے پاس صدقۃ الفطر کا نصاب بھی موجود نہیں ہے؛ البتہ اس کے شوہر اور اس کے والدین کے پاس نصاب موجود ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عقیلہ کے پاس اگر نصابِ صدقۃ الفطر ہے، تو خود اپنا صدقۃ الفطر ادا کرے گی، ورنہ والدین یا شوہر میں سے کسی پر عقیلہ کی طرف سے صدقۃ الفطر کی ادائیگی نہیں ہے، چاہے وہ حضرات صاحبِ نصاب ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵ رشوال المکرم ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

تعمیر مکان کے لیے خریدی گئی اشیاء پر صدقۃ الفطر

سوال: عقیل نامی شخص کا مکان ٹٹی سیٹ کا خستہ مکان ہے، اس نے از سرِ نو مکان بنانے کے لیے چودہ ہزار روپئے کی اینٹ خریدی ہے، اور اس کے پاس کل زمین دو کٹھہ ہے، جس کی مالیت صرف سولہ ہزار روپئے ہے، اور گھر میں سونا چاندی بھی موجود ہے، البتہ نقد کی شکل میں پندرہ سو روپئے اس کے پاس موجود ہیں، اور کسی کا قرض بھی نہیں ہے، تو کیا اس پر صدقۃ الفطر واجب ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

گھر میں موجود سونا چاندی اور نقد پندرہ سو روپیہ ملا کر ساڑے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہوجاتا ہے تو عقیل پر صدقۃ الفطر اور زکوۃ دونوں واجب ہے اور اگر یہ سب ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر نہیں ہوتا، تو زکوۃ واجب نہیں؛ البتہ چوں کہ چودہ ہزار روپئے کی اینٹ ابھی غیر مستعمل پڑی ہے، اس لیے صدقۃ الفطر نیز قربانی واجب ہے۔

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵ رشوال المکرم ۱۴۱۳ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قرض اور زکوۃ کے مسائل

مانعِ زکوۃ قرض

سوال: کتنا قرضہ ہو کہ جس کی بنا پر آدمی پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی ہر آدمی پر کچھ تو کچھ قرضہ ہوتا ہی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آدمی کے پاس زکوۃ واجب ہونے والا جو مال ہے اس کی مجموعی مقدار میں سے اس کا جتنا بھی قرضہ ہے وضع (کم) کیا جائے اس کے بعد جو مال بچ گیا وہ مقدارِ نصاب یا زیادہ ہے تو اس کی زکوۃ ادا کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد خانپوری، ۹ر رجب المرجب ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

فیکٹری مالکان تجار کا دینِ محیط اور وجوبِ زکوۃ

سوال: (۱) ایک آدمی (زید) نے ایک کروڑ روپے کی پراپرٹی کرایہ پر دینے کی نیت سے خریدی اور کرایہ پر دے دی، قیمت کے بیس لاکھ روپے ادا کر دیے، جب کہ سابقہ اسی (۸۰) لاکھ روپے کئی سالوں میں قسط وار ادا کرنے ہیں، واضح ہو کہ اِس پراپرٹی کا کرایہ سالانہ دس لاکھ روپیہ آتا ہے جس میں سے دو لاکھ روپے نقد ادا کردہ بیس لاکھ کے مقابلہ میں بیٹھتا ہے، جب کہ آٹھ لاکھ روپے واجب الادا قرض

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اَسی ۸۰ / لاکھ کے مقابلہ میں پڑتا ہے، اِس پراپرٹی پر حاصل شدہ کرایہ کی زکوٰۃ کی ادائیگی کے سلسلہ میں مقامی علمائے کرام سے مسئلہ دریافت کرنے پر اُنھوں نے بتلایا کہ: ''کرایہ میں سے اوّلاً ایک سال کی واجب الاداء قسطیں وضع کرلی جائیں، بعدہٗ اگر بقدرِ نصاب مال بچ جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی؛ ورنہ نہیں''؛ مگر اِس پر اشکال یہ ہے کہ اِس صورت میں پورا کرایہ سالانہ قسطوں کی ادائیگی میں خرچ ہوجاتا ہے، اور اُس شخص پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، اور ہمارے یہاں اربابِ اموال قسط وار ادائیگی کی شرط پر قرض لیتے چلے جاتے ہیں، اور کرایہ پر دینے کی نیت سے پراپرٹیاں خرید کر کرایہ پر دیتے چلے جاتے ہیں، اور حاصل شدہ کرایہ سے صرف قسطیں ہی ادا ہوپاتی ہیں؛ بلکہ بعض اوقات تو قسطوں کی ادائیگی میں کرایہ ناکافی ہونے پر جیب سے بھی پیسے نکالنے پڑتے ہیں، یوں اِن حضرات کی اَملاک بڑھتی جاتی ہیں اور زکوٰۃ اُن پر واجب نہیں ہوتی، یہ میری سمجھ سے باہر ہے، میرے خیال میں نقد ادا کردہ قیمت کے مقابلہ میں آنے والے کرایہ میں سے ٹیکس کی رقم وضع کرنے کے بعد بقیہ پیسوں پر زکوٰۃ واجب ہونی چاہیے، مثلاً: سوال میں ذکر کردہ صورت کے مطابق نقد ادا کردہ قیمت بیس لاکھ کے مقابلہ میں آنے والے دولاکھ روپیوں پر ٹیکس وضع کرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہونی چاہیے، امید ہے کہ اِس کا معقول حل پیش فرمائیں گے۔

(۲) دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی مالدار مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو ایک بڑی (معتدبہ) رقم بطورِ قرض دیتا ہے، اور قرض دار اُس رقم سے پراپرٹی (اَملاک) بہ نیتِ تجارت خریدے، اور قرض کی رقم اُسے قسط وار کئی سالوں میں ادا کرنی ہے، تو ایسی صورت میں مسئلہ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ قرض دار کو ایک سال کی قسطیں وضع کرنے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے بعد اُس پراپرٹی کی قیمت پر زکوٰۃ ادا کرنی ہے، اور قرض خواہ کو بھی قرض دی ہوئی رقم کی زکوٰۃ وصولی کے بعد گذشتہ سالوں کی بھی ادا کرنی ہے، اِس صورت میں ایک ہی پیسے پر دوہری زکوٰۃ لازم آتی ہے؛ کیوں کہ قرض دار کے پاس جو پراپرٹی ہے وہ اِسی رقم کا عوض ہے؛ لہٰذا گزارش ہے کہ اِس کا تشفی بخش جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

③ ایک شخص نے ایک کروڑ روپئے کا مالِ تجارت خریدا، جس میں سے ۵۰/ لاکھ نقد ادا کر دیے اور ۵۰/ لاکھ قسط وار ادا کرنے ہیں، تو ایسی صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہونا چاہیے؟ آیا اِس طرح ادا کرے کہ جو قیمت نقد ادا کر دی ہے اُس کے مقابلہ میں آنے والے مالِ تجارت پر زکوٰۃ ادا کر دی جائے، اور جو قسط وار ادا کرنی باقی ہے اُس کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، یا پھر کوئی اَور صورتِ حال ہے؟ برائے مہربانی واضح اور تشفی بخش رہنمائی فرما کر ممنون فرمائیں۔

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ کے سوال کا جواب دینے سے پہلے بطورِ تمہید چند امور ذکر کیے جاتے ہیں:

شریعتِ مُطہَّرہ میں زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لیے چند شرائط کا ہونا ضروری ہے، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ: وہ مال بقدرِ نصاب ہو۔ چناں چہ "فتاویٰ عالمگیری" میں شرائطِ وجوب کو جہاں شمار کرایا ہے اُس میں تحریر فرماتے ہیں: ومنها كون المال نصاباً، فلا تجب في أقل منه، هكذا في العيني شرح كنز. (۱/۱۷۲)

اِن ہی شرائطِ وجوب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ: وہ مالِ نصاب نامی ہو۔

① "کنز الدقائق" میں ہے: وشرط وجوبها: العقل، والبلوغ، والإسلام والحرية، وملك نصاب حولي فارغ عن الدين وحاجته

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الأصلية، نام ولو تقديراً (كنز الدقائق:٥٦)

② ''عالمگیری'' میں ہے: ومنها كون النصاب نامياً حقيقةً بالتوالد والتناسل والتجارة، أو تقديراً بأن يتمكن من الاستنماء بكون المال في يده أو في يد نائبه، وينقسم كل واحد منهما إلى قسمين خلقي وفعلي هكذا في التبيين (١/ ١٧٤)

③ ''بدائع الصنائع'' میں ہے: ومنها كون المال نامياً؛ لأن معنى الزكوٰة وهو النماء لا يحصل إلاّ من المال النامي (٢/ ١١)

اور مالِ نامی کی تشریح میں فقہاء نے اَثمان چاہے وہ خلقی ہوں - جیسے: سونا اور چاندی - یا عرفی، - جیسے: سکۂ رائج الوقت - اور مالِ تجارت اور سوائم کو شمار کیا ہے۔

''المحيط البرهاني'' میں ہے: فنقول: مال الزكوة الأثمان، وهي الذهب والفضة وأشباههما والسوائم وعروض التجارة (٣/ ١٥٦)

اِس لیے اثمان اور سوائم کے علاوہ میں جب تک تجارت کی نیت نہ ہو زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی؛ چناں چہ اگر کسی آدمی نے زمین یا مکان یا اور کوئی چیز تجارت کے علاوہ کسی اَور نیت سے خریدی، مثلاً: رہائش کے لیے یا کرایہ پر دینے کے لیے، تو اُس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

''ہدایہ'' میں ہے: وليس في دور السكنى وثياب البدن وأثاث المنزل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكاة؛ لأنها مشغولة بالحاجة الأصلية وليست بنامية أيضاً (ہدایہ ١/ ١٨٦)

''امداد الفتاویٰ'' میں ہے:

سوال: چہ می فرمایند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ: بر مکانات ودکانات کہ زائد از

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سکونت ہست و براں کرایہ گرفتہ می شود، آیا زکوۃ واجب ست یا نہ؟

الجواب: زکوۃ بر اینہا واجب نیست؛ زیرا کہ نامی شدن نصاب از شرائطِ زکوۃ است، ومکانات نامی نیستند۔ ومنها كون النصاب نامياً (عالمگیری ۱/ ۱۷۱) ولا في ثياب البدن وأثاث المنزل ودور السكنى ونحوها (در مختار) قوله:(ونحوها) كحوانيت وخانات يستغلها (طحطاوي مصري ۱/ ۳۹۲)(امداد الفتاوی ۲/ ۱۷)

نیز یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مالِ نصاب دیون اور قرضوں سے خالی ہو، اگر مالکِ نصاب پر اِتنا قرض ہے کہ پورا مال اُس کی ادائیگی میں ختم ہوسکتا ہے تو اُس پر زکوۃ نہیں، اور اگر قرض تو ہے؛ لیکن اُس کی ادائیگی کے بعد بھی بقدرِ نصاب مال بچ جاتا ہے، تو قرض کی مقدار منہا کرنے کے بعد بچے ہوئے مال پر زکوۃ واجب ہوگی۔

"المحيط البرهاني" میں ہے: الفصل العاشر في بيان ما يمنع وجوب الزكوة، فنقول: ما يمنع وجوب الزكوة أنواع: منها الدين، قال أصحابنا: كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة، سواء كان الدين للعباد أو لله تعالى إلخ (۳/ ۲۲۸)

قال محمد رحمه الله في "الجامع" أيضاً: رجل له دراهم ودنانير، وعروض التجارة، والسوائم، ومال قنية، وعقار، وعليه دين مستغرق فلازكاة عليه، وقد مر هذا وإن استغرق الدين بعض هذه الأموال ذكر في عامة نسخ "الجامع": أنه يصرف الدين إلى نصاب الدراهم والدنانير [ثم] إلى مال التجارة، وهكذا ذكر في "النوادر" وذكر فى بعض نسخ "الجامع": أنه يصرف الدين إلى الدراهم والدنانير، وأموال التجارة، وسوى بين الدراهم والدنانير وأموال التجارة، والأول أصح.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

يجب أن يعلم أنه إذا كان للمديون صنوف من الأموال المختلفة، والدين مستغرق بعض هذه الأموال، فالدين أولاً يصرف إلى الدراهم والدنانير، إما لأن قضاء الدين استبدل من حيث إن الديون تقضى بأمثالها، و[القضاء] بالمثل مبادلة، فكان صرفه إلى مال معدّ للاستبدال أولى، والدراهم والدنانير معدّة للاستبدال دون غيرها، وإما لأن الدراهم والدنانير أيسر المالين قضاء، والدين أبداً يصرف إلى أيسر المالين قضاءً؛ فإن فضل شيء من الدين يصرف إلى عروض التجارة دون السائمة، إلخ. (۳/ ۲۳۲،۲۳۱)

اور دَین کے سلسلہ میں فقہاء نے تصریح کی ہے کہ: وہ دَین چاہے فوری ادائیگی والا ہو یا مؤجل، بہرصورت وہ وجوبِ زکوۃ سے مانع ہے۔

"تبیین" میں ہے: ولا فرق في الدين بين المؤجل والحال (۱/ ۲۵٤)

"بحرالرائق" میں صاحبِ کنز کے قول "فارغ عن الدين" کی تشریح میں ہے: أطلقه فشمل الحال والمؤجل (بحر الرائق ۲ /۲۱۹)

"بدائع الصنائع" میں ہے: ومنها أن لايكون عليه دين مطالب به من جهة العباد عندنا، فإن كان فإنه يمنع وجوب الزكاة بقدره، حالاً كان أو مؤجلاً (۲/ ٦)

"امداد الاحکام" میں ہے:

سوال: ایک شخص نے چار ہزار روپیہ میں ایک زمین خریدی، جس کی ادا دس قسطوں میں قرار پائی ہے، ایک قسط وہ ادا کر چکا اور زمین پر قابض ہو گیا، دوسری قسط کے لیے ڈھائی سو روپیہ اُس کے پاس رکھا ہے جس پر حولانِ حول ہو چکا ہے، تو اُس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رقم پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟ اور زمین کا قرض مانعِ وجوبِ زکوۃ ہے یا نہیں؟

الجواب: اُس رقم پر زکوۃ واجب نہیں، قرض بہر حال مانع وجوبِ زکوۃ ہے خواہ زمین کی وجہ سے ہو یا کسی اَور وجہ سے، اور خواہ اُس کی ادا بالاقساط مشروط ہو یا بلا اقساط۔ واللہ أعلم.(۲۸/۲)

معلوم ہوا جس قرض کی ادائیگی قسطوں کی شکل میں تجویز ہوئی ہو وہ بھی بہر حال وجوبِ زکوۃ سے مانع ہے۔

مالِ نصاب میں سے دین اور قرض کو مِنہا کرنے کے سلسلہ میں بھی حضراتِ فقہا نے ترتیب ملحوظ رکھی ہے، مثلاً: کسی آدمی کے پاس مختلف نصاب ہیں، یعنی دراہم ودنانیر والا نصاب بھی ہے اور مالِ تجارت والا نصاب بھی ہے، اور سوائم (مویشیوں) والا نصاب بھی ہے، اور وہ آدمی مدیون بھی ہے، تو اُس کا دین اوَّلاً دراہم ودنانیر والے نصاب سے مِنہا کیا جائے گا، اگر اُس میں سے مِنہا کرنے سے وہ دَین پورا ہو جاتا ہے تو اُس نصاب کی زکوۃ اُس پر واجب نہ ہوگی؛ لیکن بقیہ نصابوں (مالِ تجارت اور سوائم) کی زکوۃ اُس پر واجب ہوگی، اگر دراہم ودنانیر سے بھی وہ دَین پورا نہیں ہو رہا ہے تو پھر مالِ تجارت والے نصاب میں سے مِنہا کیا جائے، اِس کے بعد جو نصاب بچ جائے اُس کی زکوۃ وہ ادا کرے گا۔

"عنایہ" شرحِ ہدایہ میں ہے: اعلم أن المديون إذا كان له صنوف من الأموال المختلفة والدين يستغرق بعضها، صرف أولاً إلى النقود، فإن فضل شيء منه صرف إلى عروض التجارة دون السائمة، فإن فضل شيء منه صرف إلى مال القنية، فإن كان له نصب من الإبل والبقر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

والغنم يصرف إلى أقلها زكاة الخ (عنايه على هامش فتح القدير ٢/١٦١)

"محیط برهانی" میں ہے: يجب أن يعلم أنه إذا كان للمديون صنوف من الأموال المختلفة، والدين مستغرق بعض هذه الأموال، فالدين أولاً يصرف إلى الدراهم والدنانير، إما لأن قضاء الدين استبدل من حيث إن الديون تقضى بأمثالها، و[القضاء] بالمثل مبادلة، فكان صرفه إلى مال معدّ للاستبدال أولى، والدراهم والدنانير معدّة للاستبدال دون غيرها، وإما لأن الدراهم والدنانير أيسر المالين قضاء، والدين أبداً يصرف إلى أيسر المالين قضاءً؛ فإن فضل شيء من الدين يصرف إلى عروض التجارة دون السائمة، إلخ (٣/ ٢٣٢،٢٣١)

آگے تحریر فرماتے ہیں: فإن كان له نصاب من السوائم والإبل والبقر والغنم فالدين يصرف إلى أقلها زكاةً، حتى إنّ في هذه المسألة يصرف الدين إلى الإبل والغنم الخ(٣/٢٣٢)

اِس ضروری وضاحت کے بعد آپ کے سوالات کے جوابات بالترتیب دیے جا رہے ہیں:

(١) مذکورہ بالا پوری تمہید سے یہ بات صاف ہو چکی کہ، اگر کسی کے پاس اموالِ زکوۃ (نقود، مالِ تجارت، سوائم) میں سے کوئی مال بقدرِ نصاب ہو اور وہ دین سے خالی ہو، تب ہی اُس پر زکوۃ واجب ہوگی، چاہے وہ دین معجّل ہو یا مؤجل، چاہے بالاقساط ہو یا بِلا اَقساط، ہر حال میں وہ دین وجوبِ زکوۃ سے مانع ہے۔

آپ نے اپنے سوال میں جو صورتِ مسئلہ پیش کی ہے اُس میں زید ۸۰ لاکھ روپیہ کا مدیون ہے (اگرچہ یہ رقم اُس کو کئی سالوں میں قسط وار ادا کرنی ہے) تو جب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

زید کا زکوۃ کا سال پورا ہوگا اُس وقت اُس کے پاس اموالِ زکوۃ میں سے جتنی بھی اصناف موجود ہوں گی، اُن میں سے بالترتیب اُس کا یہ قرض مِنہا کیا جائے گا، اِس کے بعد اگر اُس کے پاس اموالِ زکوۃ میں سے کوئی مال بقدرِ نصاب بچ جاتا ہے تو اُس پر زکوۃ واجب ہوگی؛ ورنہ نہیں۔

صورتِ مسئولہ میں زکوۃ کا سال پورا ہونے پر زید کے پاس جو نقد رقم موجود ہے چاہے اُس پراپرٹی کے کرایہ کی شکل میں حاصل شدہ ہو یا اَور کسی ذریعہ سے اُس کی ملک میں آئی ہو، وہ اور جتنا سونا اور چاندی اُس کی مِلک میں ہے، اُس کی قیمت لگا کر اُس کے مجموعہ سے ۸۰ لاکھ روپیے قرض منہا کیا جائے، اگر بقدرِ نصاب مال بچتا ہے تو اِس بچے ہوئے پر زکوۃ واجب ہوگی؛ ورنہ بقایا قرض کو مالِ تجارت میں سے منہا کیا جائے، اگر اُس سے قرض پورا ہو جاتا ہے اور بچا ہوا مال بقدرِ نصاب ہے، تو اُس پر زکوۃ واجب ہوگی؛ ورنہ نہیں۔ آپ نے اپنی سمجھ سے وجوبِ زکوۃ کا جو حساب لکھا ہے وہ درست نہیں۔

نوٹ: البتہ اِس صورت میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ اِس زمانہ میں بڑے بڑے مالداروں کا کاروبار ہی یہ ہو گیا ہے کہ قابلِ زکوۃ مال جتنا بڑھتا جاتا ہے اُس سے زیادہ قرض لیتے جاتے ہیں، اور نئی نئی مِلیں، کارخانے کھولتے جاتے ہیں، اگر اِن سب قرضوں کو مِنہا کیا جائے تو ایسے مالداروں کو شاید زکوۃ دینے کی توفیق ہی نہ ہو، جو مقاصدِ شریعت کے خلاف معلوم ہوتا ہے؛ اِسی لیے دورِ حاضر کے بعض اربابِ فتویٰ خصوصاً حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی یہ تھا کہ: ایسے کاروباری حضرات کے لیے اپنے آپ کو زکوۃ سے فارغ سمجھنا مناسب نہیں، اور جس قدر اپنا مال قابلِ زکوۃ ہے اُس کی زکوۃ دینی چاہیے، بالخصوص جب کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کسی بھی قسم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے قرض کو زکوۃ سے منہا کرنے کی گنجائش نہیں؛ لیکن اُن کا فتوی بطورِ وجوب نہیں؛ بلکہ بطورِ مشورہ ہے؛ اِس لیے کہ حنفیہ کا مسلک (جیسا کہ اوپر آچکا) یہی ہے کہ اگر کوئی صاحبِ نصاب مقروض ہو تو قابلِ زکوۃ مالیت میں سے قرض مِنہا کیا جائے گا، مِنہائی کے بعد اگر وہ شخص صاحبِ نصاب ہی نہ رہا تو زکوۃ واجب نہیں؛ ورنہ صرف باقی مال کی زکوۃ واجب ہوگی۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی کتاب ''فقہی مقالات'' ۳/ ۱۵۵ پر ''قرضوں کی مِنہائی'' کے عنوان کے ماتحت ''قرضوں کی قسمیں'' اور پھر ''تجارتی قرضے کب مِنہا کیے جائیں'' اِن عنوانات سے جو حکم بیان کیا ہے اُس کی بنیاد بھی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مَوقف ہے۔

② آپ کے اِس سوال کی بنیاد بھی وہی نظریہ ہے جو اوپر ذکر کیا گیا؛ ورنہ حنفیہ کا جو اصل مسلک ہے اُس کے اعتبار سے قرض دار پر بنیتِ تجارت خریدی ہوئی اِس پراپرٹی کی قیمت میں سے پورا قرض منہا کرنے کے بعد جو حصہ بچے گا، اُسی کی زکوۃ واجب ہوگی، اور اِس صورت میں آپ کا یہ اشکال کہ ایک ہی پیسہ پر دوہری زکوۃ لازم آتی ہے، وارد نہیں ہوتا۔

③ آپ کے اِس سوال کی بنیاد بھی وہی نظریہ ہے جو اوپر بیان کیا جاچکا۔

صورتِ مسئولہ میں اُس پر پچاس لاکھ کی جو ادائیگی باقی ہے وہ پورا دَین مالِ تجارت میں سے مِنہا کرنے کے بعد جو مال بچ جائے گا، اُس پر بقدرِ حساب زکوۃ واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اُملاہ: احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴/ جمادی الاولی ۱۴۲۹ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دین مہر مانع وجوب زکوۃ ہے یا نہیں؟

سوال: شاہد مالک نصاب ہے، اور اس پر اس کی بیوی شاہدہ کا دین ہے بصورت مہر مؤجل، اور مہر اتنا ہے کہ اگر شاہد مہر ادا کرے تو شاہد مالک نصاب نہیں رہتا؛ مگر شاہد مہر کی ادائیگی کی نیت نہیں رکھتا تو شاہد پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

مسئلۂ بالا میں زید اور بکر کے درمیان اختلاف ہوگیا بایں طور کہ زید کا کہنا ہے کہ شاہد پر اس صورت میں زکوۃ واجب ہوگی، اور کہتا ہے کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے وجوب زکوۃ کا فتویٰ دیا ہے، اس کے جواب میں بکر کا کہنا ہے کہ ذکر کردہ صورت میں شاہد پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی؛ کیوں کہ دین کسی بھی طرح کا ہو بشرطیکہ اس کا مطالبہ من جہۃ العباد ہو تو وہ مانع وجوب زکوۃ ہے، اور بکر نے حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے کے جواب میں کہا کہ حضرت اقدس کا فتویٰ سر آنکھوں پر؛ مگر اس پر ایک اعتراض واقع ہوتا ہے کہ اگر صورت بالا میں شاہد کو مسئلہ بتا کر کہ تم پر زکوۃ واجب ہے، زکوۃ ادا کرادی گئی اور پھر شاہد فوت ہوگیا تو آیا دین مہر جو اس کی بیوی کا اس کے ذمہ قرض ہے وہ معاف ہوجائے گا یا قیامت میں اس کا حساب کتاب ہوگا؟ اگر حساب نہیں ہوگا اور زکوۃ کی ادائیگی سے دین ساقط ہوگیا تب تو درست ہے، اور اگر روز جزاء اس کا حساب ہوگا تو پھر دین کی ادائیگی کی ترغیب دلا کر دین مہر ادا کرائی جانی چاہیے، نہ کہ وجوب زکوۃ کا مسئلہ بتلا کر زکوۃ ادا کرائی جانی چاہیے، اب آں محترم سے التماس ہے کہ مسئلۂ بالا کا شرعی حکم کیا ہے؟ بلا کسی اگر مگر دوٹوک شرعی حکم مدلل عنایت فرمائیں، اور زید و بکر دونوں میں سے کون صحیح پر ہے؟ نیز

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرت اقدس مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہ وبرد مضجعہ کے فتوؤں کی تشریح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

دین مہر مانع عن وجوب الزکوۃ ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں کتب فقہ میں مختلف اقوال مذکور ہیں، سب سے پہلے چند کتب فقہ کی عبارتیں پیش کرتا ہوں، اس کے بعد ان کا خلاصہ لکھوں گا:

(١) ولو كان عليه مهر لإمرأته وهو لا يريد أداءه لا يجعل مانعا عن الزكوة، ذكره في التحفة عن بعضهم لأنه لا يعده دينا، وذكر قبله مهر المرأة يمنع مؤجلا كان أو معجلا؛ لأنها متى طلبت أخذته، وقال بعضهم: إن كان مؤجلا لا يمنع؛ لأنه غير مطالب به عادة انتهى وهذا يفيد أن المراد المؤجل عرفا لا شرطا مصرحا به، وإلا لم يصح قوله "لأنها متى طلبت أخذته" ولا بأنه غير مطالب به عادة؛ لأن هذا في المعجل لا المؤجل شرطا فلا معنى لتقتيد عدم المطالبة فيه بالعادة (فتح القدير ١/ ٤٨٨)

(٢) وعلى هذا يخرج مهر المرأة، فإنه يمنع وجوب الزكوة عندنا معجلا كان أو مؤجلا؛ لأنها إذا طالبته يؤاخذه به، وقال بعض مشائخنا: ان المؤجل لا يمنع؛ لأنه غير مطالب به عادة فأما المعجل فيطالب به عادة فيمنع، وقال بعضهم: إن كان الزوج على عزم من قضائه يمنع، وإن لم يكن على عزم القضاء لا يمنع؛ لأنه لا يعده دينا وإنما يؤاخذ المرأ بما عنده في الأحكام (بدائع الصنائع ٢/ ٦)

(٣) ومؤجلا ولو صداق زوجته المؤجل للفراق (درمختار) (قوله:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

المؤجل) وقيل: المهر المؤجل لايمنع؛ لأنه غير مطالب به عادة بخلاف المعجل، وقيل: إن كان الزوج عزم على الأداء منع وإلا فلا، لأنه لايعد دينا بحر عن غاية البيان في القهستاني، والصحيح أن المؤجل غير مانع كما في الجوهرة، وقوله للفراق: متعلق بالمؤجل وسواء كان الفراق بطلاق أو موت كما في البحر (طحطاوي على الدر المختار ١/٣٩١)

(٤) أطلقه فشمل الحال والمؤجل ولو صداق زوجته المؤجل إلى الطلاق أو الموت، وقيل: المهر المؤجل لايمنع لأنه غير مطالب به عادة بخلاف المعجل، وقيل: إن كان الزوج على عزم الأداء منع وإلا فلا لأنه لايعد دينا كذا في الغاية البيان (البحر الرائق ٢/ ٢١٩)

(٥)وكذلك المهر يمنع مؤجلا كان أو معجلا لأنه مطالب به، كذا في محيط السرخسي وهو الصحيح على ظاهر المذهب، وذكر البزدوي في شرح الجامع الكبير، قال مشائخنا في رجل عليه مهر مؤجل لإمرأته وهو لا يريد أدائه لا يجعل مانعا من الزكوة لعدم المطالبة في العادة وأنه حسن أيضاً هكذا في جواهر الفتاویٰ (فتاوی عالمگیری١/ ١٧٣)

(٦) أو مؤجلا ولو صداق زوجته المؤجل للفراق (درمختار) (قوله أو مؤجلا) عزاه في المعراج إلى شرح الطحاوي وقال: وعن أبي حنيفة لايمنع وقال الصدر الشهيد لا رواية فيه ولكل من المنع وعدمه وجه زاد فى القهستاني عن الجواهر والصحيح أنه غير مانع. (شامي ٢/٦)

مندرجۂ بالا عبارات فقہیہ سے چار اقوال معلوم ہوئے: ① دین خواہ مؤجل ہو یا معجّل، مہر ہو یا غیر مہر، بہر صورت مانع وجوب زکوۃ ہے۔ ② دین مؤجل مانع نہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مہر ہو یا غیر مہر۔ ③ صرف مہر مؤجل مانع نہیں۔ ④ زوج ادائے مہر کا عزم رکھتا ہو تو مانع ہے ورنہ نہیں۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے آخر میں قول رابع کو ترجیح دی ہے، حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کفایت المفتی ۴/ ۲۴۶ میں اور حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے امداد الاحکام ۲/ ۳ میں اور حضرت فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی دامت برکاتہم نے فتاوی محمودیہ ۱۳/ ۱۰۴ میں اسی کو اختیار فرما کر اس پر فتوی دیا ہے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی دار العلوم دوم (امداد المفتیین) مطبوعہ کراچی ص ۴۵۱ میں لکھا ہے: ''دین مہر ہمارے ملک میں مانع زکوۃ نہیں''۔ احقر کے خیال میں اس کی بنیاد بھی قول رابع ہی ہے، اس لیے کہ ہمارے یہاں عموماً زوج کا ارادہ وعزم ادائے مہر کا نہیں ہوتا۔ هذا ما عندی، وكذا فهمت من فتاوى الأكابر رحمهم الله تعالیٰ.

سوال میں بکر کا جو اعتراض ذکر کیا گیا ہے، اس سے اکابر کے فتاوی پر کوئی زد نہیں پڑتی، اس لیے کہ فقہاءِ احناف نے بالاتفاق یہ لکھا ہے کہ اگر دین ایسا ہے کہ بندوں کی طرف سے اس کا کوئی مطالبہ کرنے والا نہیں ہے تو وہ دین وجوبِ زکوۃ سے مانع نہیں، بکر والا مذکورہ اعتراض یہاں بھی وارد ہوتا ہے، کیا زکوۃ ادا کرنے کی وجہ سے آخرت میں اس دین کا مطالبہ نہیں ہوگا؟ مجھے کسی کتاب میں یہ صراحت نہیں ملی کہ قیامت کا مطالبہ اس صورت میں ساقط ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ ذو القعدۃ الحرام ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دین متوسط پر وجوبِ زکوۃ کی ایک صورت

سوال: ایک صاحب نے اپنی حیات میں اپنی ملکیت کو اپنی اولاد پر ہبہ کیا ہے اس طرح پر کہ اپنی کل مالیت کی قیمت لگا کر "للذکر مثل حظ الانثیین" کے حساب سے تقسیم کیا ہے، جس میں تین مکان ہیں، دو کی قیمت پانچ پانچ لاکھ روپیہ ہے اور ایک کی قیمت آٹھ لاکھ روپیہ ہے، وہ تینوں مکان تینوں لڑکوں کو دیا ہے، اور جس مکان کی قیمت آٹھ لاکھ روپیہ ہے اس سے یہ طے کیا ہے کہ وہ تین لاکھ روپیہ پانچ سال میں والد صاحب کو واپس کرے گا، اور والد صاحب نے ان تین لاکھ روپیہ میں سے ڈھائی لاکھ روپیہ اپنی ایک لڑکی کو دینے کا کہا ہے، جو اس کا حصہ بنتا ہے کہ جب وہاں سے روپیہ آئے گا پانچ سال میں تو وہ روپیہ میں تم کو (لڑکی) دے دوں گا، تو اس شکل میں اس تین لاکھ پر جس میں ڈھائی لاکھ لڑکی کا حصہ ہے پچاس ہزار والد کا حصہ ہے زکوۃ کس پر آئے گی؟ نیز ان تینوں لڑکوں سے ستر ستر ہزار روپیہ لینا بھی طے کیا ہے جو جسبِ سہولت تین، چار سال میں ادا کریں گے تو اس رقم پر بھی زکوۃ ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ دین متوسط کے قبیل سے ہے، اس لیے رقم وصول کرنے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوۃ واجب ہوگی، یہ یاد رہے کہ تمام زکوۃ باپ پر واجب ہوگی؛ اس لیے کہ باپ کے یہ کہہ دینے سے کہ اتنی رقم لڑکی کو دینا ہے اس پر لڑکی کی ملکیت یا استحقاق نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے قبضہ میں نہ آجائے۔

نوٹ: باپ اگر اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اولاد میں تقسیم کرتا ہے تو یہ شرعاً

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میراث نہیں؛ بلکہ ہبہ ہے، اس لیے لڑکے اور لڑکیوں کو برابر دینا چاہیے، لڑکے کو لڑکی کے مقابلہ میں زیادہ دینا درست نہیں۔

لڑکوں سے ستر ہزار کی وصولیابی کس بنیاد پر ہے واضح کیجیے؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/شوال ۱۴۱۸ھ

دینِ مؤجل بھی وجوب زکوۃ کے لیے مانع ہے

سوال: ایک آدمی کے پاس مثلاً زید کے پاس ۲۱/ لاکھ روپیہ ہیں جو بکر کو بطورِ قرض دے رکھے ہیں اور مقروض (بکر) قرض خواہ (زید) کو تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کر دے گا، اسی عرصہ میں ان ۲۱/ لاکھ روپیہ پر سال گزر گیا، لہٰذا قرض خواہ (زید) نے ان ۲۱/ لاکھ کی زکوۃ ادا کر دی (اگرچہ وصولیابی کے بعد ادا کرتا تو بھی درست تھا) اسی طرح دوسرا سال چل رہا تھا اور سال پورا ہونے میں ۱۵ یا ۲۰ دن باقی تھے کہ قرض خواہ (زید) نے ایک فلیٹ ۹/ لاکھ میں ادھار خرید لیا، (بیچنے کی نیت نہیں) اور یہ کہا کہ میرے فلاں (بکر) کے پاس سے ۲۱/ لاکھ لینے ہیں، جب وہ دے گا تب ان میں سے ۹/ لاکھ ادا کر دوں گا اور بائع اس پر راضی بھی ہو گیا، اگرچہ ثمن کے ادا کرنے کی مدت مجہول ہونے کی وجہ سے بیع درست نہیں، لیکن بالفرض یہ بیع درست ہوتی اور جو دوسرے سال کے باقی ۱۵ یا ۲۰ دن گزر کر دوسرا سال بھی پورا ہو جائے گا تو ان ۹/ لاکھ جو مشتری (زید) پر قرض ہو گیا ہے، پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

اگر ان ۹/ لاکھ پر زکوۃ واجب ہوتی ہے تو کوئی سوال نہیں، اگر ان ۹/ لاکھ پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی (زید کے ذمہ قرض ہونے کی وجہ سے) تو حضرت مفتی تقی عثمانی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صاحب دامت برکاتہم نے فتاوی عثمانی ۲/ ۰ ۷ میں ایک ایسے مسئلہ میں وجوبِ زکوۃ کا حکم دیا ہے۔

وہ سوال وجواب یہ ہے:

سوال: کینیڈا میں مکانوں کی قیمت اتنی زیادہ ہے کہ اس کی بیک وقت ادائیگی مشکل ہے، اس لیے مجبوراً قرض پر مکان خریدنا پڑتا ہے اور یہ قرض قسطوں میں ۲۵-۳۰ سال میں ادا کیا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا صورت میں یعنی مکان کا قرضہ بھی ہر ماہ قسط کی صورت میں ادا ہو رہا ہے، اس کے باوجود ۵ یا ۱۰/ ہزار ڈالر جمع ہو گئے ہیں، کیا ان پر زکوۃ فرض ہوگی؟ اور حج بھی فرض ہوگا؟۔

جواب: اس رقم پر زکوۃ دینی چاہیے کیوں کہ مکان کا قرض مؤجل ہے اور قرض مؤجل علی الاصح مانع وجوبِ زکوۃ نہیں۔ وعن ابی حنیفة لا یمنع، و قال الصدر الشهید: لا روایة فیه، و لکل من المنع وعدمه وجه زاده القهستانی عن الجواهر و الصحیح انه غیر مانع. (شامی ۲/ ۵)(فتاوی عثمانی ۲/ ۰ ۷)

چوں کہ یہ مسئلہ دو، تین عالموں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے عدمِ وجوب بتایا اور جب فتاوی عثمانی کا مسئلہ پیش کیا تو تحقیق کرنے کو کہا، اخیراً آپ حضرت کی خدمت میں اس امید کے ساتھ پیش کررہا ہوں کہ آپ ضرور اس کی وضاحت فرمائیں گے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

① آپ کے سوال کا جواب دینے سے پہلے بطور تمہید چند امور نقل کئے جاتے ہیں:

(الف) شریعتِ مطہرہ میں زکوۃ کے واجب ہونے کے لیے چند شرائط کا ہونا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ضروری ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مال بقدرِ نصاب ہو؛ چناں چہ ''فتاوی عالمگیری'' میں شرائط وجوب کو جہاں شمار کرایا ہے اس میں تحریر فرماتے ہیں:

ومنها كون المال نصاباً فلا تجب فى اقل منه، هكذا فى العينى شرح الكنز(۱/۱۷۲)

انہی شرائطِ وجوب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ مال نصابِ نامی ہو۔

کنز الدقائق میں ہے: و شرط وجوبها العقل و البلوغ و الاسلام و الحرية و ملك نصاب حولى فارغ عن الدين و حاجته الاصلية نام ولو تقديرا (کنز الدقائق۵۶)

اور مالِ نامی کی تشریح میں فقہاء نے اثمان - چاہے وہ خلقی ہوں جیسے: سونا اور چاندی، یا عرفی، جیسے: سکہ رائج الوقت - اور مالِ تجارت اور سوائم کو شمار کیا ہے۔

''محیط البرہانی'' میں ہے: فنقول مال الزكوة الاثمان و هى الذهب و الفضة و اشباههما، و السوائم و عروضُ التجارة (۳/۱۵۶)

اس لیے اثمان اور سوائم کے علاوہ میں جب تک تجارت کی نیت نہ ہو زکوۃ واجب نہیں ہوگی، چناں چہ اگر کسی آدمی نے زمین یا مکان یا اور کوئی چیز تجارت کے علاوہ کسی اور نیت سے خریدی مثلاً رہائش کے لیے یا کرایہ پر دینے کے لیے، تو اس میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

''ہدایہ'' میں ہے: وليس فى دور السكنى وثياب البدن و اثاث المنزل و دواب الركوب و عبيد الخدمة و سلاح الاستعمال زكوة، لانها مشغولة بالحاجة الاصلية و ليست بنامية ايضاً (هدايه۱/۱۸۶)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نیز یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مالِ نصاب دیون اور قرضوں سے خالی ہو، اگر مالکِ نصاب پر اتنا قرض ہے کہ پورا مال اس کی ادائیگی میں ختم ہوسکتا ہے، تو اس پر زکوۃ نہیں، اور اگر قرض تو ہے لیکن اس کی ادائیگی کے بعد بھی بقدرِ نصاب مال بچ جاتا ہے، تو قرض کی مقدار منہا کرنے کے بعد بچے ہوئے مال پر زکوۃ واجب ہوگی۔

"المحیط البرهانی" میں ہے: الفصل العاشر فی بیان مایمنع وجوب الزکوۃ: فنقول ما یمنع وجوب الزکوۃ انواع منها: الدین، قال اصحابنا کل دین له مطالب من جهة العباد یمنع وجوب الزکوۃ سواء کان الدین للعباد او لله تعالی الخ (۳/۲۲۸)

اور دین کے سلسلہ میں فقہاء نے تصریح کی ہے کہ وہ دین چاہے فوری ادائیگی والا ہو یا مؤجل، بہر صورت وہ وجوبِ زکوۃ سے مانع ہے۔

"تبیین الحقائق" میں ہے: ولا فرق فی الدین بین المؤجل و الحال (۱/ ۲۵٤)

بحر الرائق میں صاحبِ کنز کے قول: "فارغ عن الدین" کی تشریح میں ہے: اطلقه فشمل الحال و المؤجل (بحر الرائق۲ /۲۱۹)

"بدائع الصنائع" میں ہے: ومنها ان لا یکون علیه دین مطالب من جهة العباد عندنا فان کان فانه یمنع وجوب الزکوۃ بقدره حالاً کان او مؤجلاً (بدائع الصنائع۲ /٦)

(ب) بیع فاسد کی وجوہات میں سے ایک وجہ "بیع میں مدتِ ادائے ثمن کا مجہول ہونا ہے۔

"ہدایہ" میں ہے: قال و البیع الی النیروز و المهرجان و صوم النصاری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

و فطر اليهود اذا لايعرف المتبايعان ذلك فاسد لجهالة الاجل و هى مفضية الى المنازعة فى البيع لابتنائها على المماكسة الا اذا كانا يعرفانه لكونه معلوما عندهما.(۳/ ۶۱)

ترجمہ: اور بیع نوروز، مہرجان، نصاری کے روزوں اور یہودوں کے افطار کے وعدہ پر فاسد ہے جب تک بائع اور مشتری اس کو پہچانتے نہ ہوں، کیوں کہ میعاد مجہول ہے اور بیع کے اندر میعاد مجہول ہونا مفضی الی المنازعۃ ہے کیوں کہ ٹال مٹول پر مبنی ہے، مگر جب کہ دونوں اس کو پہچانتے ہوں کیوں کہ بائع اور مشتری کو میعاد معلوم ہے۔ (ہدایہ اخیرین، باب البیع الفاسد، ص:۶۱، ترجمہ از: اشرف الہدایہ، ۸/ ۲۴۸، ۲۴۹)

''عطر ہدایہ'' میں بیع فاسد کے احکام میں لکھا ہے:

① قبضہ سے پہلے اس کا کوئی حکم نہیں ہے۔

② اور قبضہ کے بعد بطور حرام ملک میں آجاتی ہے مگر اس کے لیے شرط یہ ہے کہ بائع کی طرف سے رضامندی ہو اور قبضہ کی اجازت ہو اور مجلسِ عقد میں قبضہ ہو جائے، اگر مجلسِ عقد کے بعد قبضہ ہوا یا بائع کی اجازت کے بغیر قبضہ کرلیا تو ملک حاصل نہ ہوگی۔

③ قبضہ کے بعد اگر مال بعینہ موجود ہے تو مال واپس کر کے بیع کو فسخ کرنا واجب ہے۔ (عطرِ ہدایہ، بیع فاسد کا حکم، ص ۱۶۵)

درمختار میں ہے: (واذا قبض المشترى المبيع برضا) عبر ابن كمال باذن (بائعه صريحاً او دلالةً) بان قبضه فى مجلس العقد بحضرته (فى البيع الفاسد) (ملكه). قال الشامى (قوله ملكه) اى ملكاً خبيثاً حراماً.

(الدر المختار مع رد المحتاره /۸۹،۸۸، دار الفكر؛ درر الحكام شرح مجلة الاحكام۱ /۳۳۱)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(و) يجب على كل واحد منهما (فسخه قبل القبض) (او بعده مادام) المبيع بحاله.

(در المختار مع رد المحتاره /۹۱، ۹۰، دار الفکر؛ درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام۱ /۳۹۶)

اس تمہید کے بعد پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ:

صورتِ مسئولہ میں زید نے فلیٹ یہ کہہ کر خریدا کہ میرے فلاں (بکر) کے پاس سے ۲۱ / لاکھ لینے ہیں جب وہ دے گا تب ان میں سے ۹ / لاکھ ادا کروں گا اور ادائے ثمن کی مدت متعین نہیں کی تھی تو یہ بیع فاسد ہے، اگر زید نے مجلسِ عقد میں فلیٹ پر قبضہ کرلیا ہے تو زید اس کا مالک ہے اور نو لاکھ روپیہ اس پر بطورِ ثمن دین واجب ہے، اگر مجلسِ عقد میں قبضہ نہیں کیا تھا تو فلیٹ زید کی ملک نہیں ہے لہذا ثمن بھی واجب نہیں ہوا۔

پہلی صورت میں زید نو لاکھ کا مقروض ہوا اس لیے نو لاکھ حوائجِ اصلیہ میں رکھے ہوئے ہونے کی وجہ سے اس پر زکوۃ واجب نہیں، دین کے سلسلہ میں فقہاء کی تصریح سطورِ بالا میں گزر چکی ہے کہ دین مؤجل بھی وجوبِ زکوۃ سے مانع ہے۔

امداد الاحکام میں ہے:

سوال: ایک شخص نے چار ہزار روپے میں ایک زمین خریدی، جس کی ادا دس قسطوں میں قرار پائی ہے، ایک قسط وہ ادا کر چکا اور زمین پر قابض ہو گیا، دوسری قسط کے لیے مال ۲۵۰ روپیہ اس کے پاس رکھا ہے، جس پر حولانِ حول ہو چکا ہے، تو اس رقم پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں، اور زمین کا قرض مانع وجوب زکوۃ ہے یا نہیں؟

الجواب: اس رقم پر زکوۃ واجب نہیں، قرض بہر حال مانع وجوبِ زکوۃ ہے، خواہ زمین کی وجہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے، اور خواہ اس کی ادا بالاقساط مشروط ہو یا بلا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اقساط۔ واللہ اعلم (امداد الاحکام، کتاب الزکوۃ، ۲/ ۲۸، کراچی)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب دامت برکاتہم کا فتوی کینیڈا کے مخصوص حالات اور احتیاط پر مبنی ہے، جواب کے الفاظ ''اس رقم پر زکوۃ دینی چاہیے'' اس پر دال ہیں، اگر زکوۃ واجب ہوتی تو یوں تحریر فرماتے: اس پر زکوۃ واجب ہے۔

نیز حضرت مولانا مدظلہ کے فتوی کا مبنی ایک دوسرا امر بھی ہوسکتا ہے جس کی تفصیل ''محمود الفتاوی'' سے نقل کی جاتی ہے۔

''اس زمانہ میں بڑے بڑے مالداروں کا کاروبار ہی یہ ہوگیا ہے کہ قابلِ زکوۃ مال جتنا بڑھتا جاتا ہے اس سے زیادہ قرض لیتے جاتے ہیں اور نئی نئی میلیں، کارخانے کھولتے جاتے ہیں اگر ان سب قرضوں کو منہا کیا جائے تو ایسے مالداروں کو شاید زکوۃ دینے کی توفیق ہی نہ ہو جو مقاصدِ شریعت کے خلاف معلوم ہوتا ہے، اسی لیے دورِ حاضر کے بعض اربابِ فتوی خصوصاً حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی یہ تھا کہ ایسے کاروباری حضرات کے لیے اپنے آپ کو زکوۃ سے فارغ سمجھنا مناسب نہیں، اور جس قدر اپنا مال قابلِ زکوۃ ہے، اس کی زکوۃ دینی چاہیے، بالخصوص جب کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کسی بھی قسم کے قرض کو زکوۃ سے منہا کرنے کی گنجائش نہیں۔

لیکن ان کا فتوی بطورِ وجوب نہیں؛ بلکہ بطورِ مشورہ ہے، اس لیے کہ حنفیہ کا مسلک (جیسا کہ اوپر آچکا) یہی ہے کہ اگر کوئی صاحبِ نصاب مقروض ہو تو قابلِ زکوۃ مالیت میں سے قرض منہا کیا جائے گا، منہائی کے بعد اگر وہ شخص صاحبِ نصاب ہی نہ رہا تو زکوۃ واجب نہیں، ورنہ صرف باقی مال کی زکوۃ واجب ہوگی۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی کتاب ''فقہی مقالات'' ۳/ ۱۵۵ پر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

’’قرضوں کی منہائی‘‘ کے عنوان کے ماتحت ’’قرضوں کی قسمیں‘‘ اور پھر ’’تجارتی قرضے کب منہا کیے جائیں‘‘ ان عنوانات سے جو حکم بیان کیا ہے اس کی بنیاد بھی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہی موقف ہے‘‘۔ (محمود الفتاوی قدیم ۲/ ۳۷، ۳۸)

بہت ممکن ہے فتاوی عثمانی کا یہ فتوی - جو آپ نے استفتاء میں نقل فرمایا ہے - کا مبنی بھی یہی ہو۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مولانا مدظلہ کا فتوی وجوب کے طور پر نہیں بلکہ زکوۃ میں انفع للفقراء کے پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مشورہ ہے۔ باقی حنفیہ کا اصل مذہب وہی ہے جو سطور بالا میں کتب فقہ سے نقل کیا گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد عبد القیوم راجکوٹی، ۲۷/ صفر ۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: العبد احمد عفی عنہ خانپوری　　الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

قرض کی زکوۃ قرض دینے والے پر ہے

سوال: زید نے بکر کو ایک لاکھ روپیہ قرض دیا، بکر نے یہ رقم اپنی ضرورت پر خرچ کر دی، اور چار سال تک قرض دہندہ کو لوٹا نہیں سکا، کیا زید کی اِس رقم پر جو کہ اُس کے پاس نقد کی صورت میں نہ تو زید کے پاس موجود ہے نہ بکر کے پاس، کیا اِس صورت میں اُس رقم پر زکوۃ واجب ہے؟ اور اگر ہے تو اُس کی ادائیگی کی ذمہ داری کس پر ہے؟ زید پر یا بکر پر؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

زید نے جو رقم بکر کو بطورِ قرض دی ہے اُس کی زکوۃ زید پر واجب ہے، چاہے تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ابھی دے دے اور چاہے تو قرض وصول ہونے کے بعد گزشتہ سالوں کی ادا کردے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/ ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

قرض لی ہوئی رقم کی زکوٰۃ کون ادا کرے گا؟

سوال: میرے نسبتی بھائی کے پاس سے میں نے امانت ایک سال کے لیے بیس ہزار روپئے میرے لڑکے کو باہر ملک بھیجنے لیا تھا؛ لیکن ایجنٹ نے دھوکہ دیا، بھیج نہیں سکا، تکرار چل رہی ہے، پیسے واپس کرتا ہوں کہہ کر دو سال گذر گئے، معلوم یہ کرنا ہے کہ اس رقم کی زکوٰۃ کون ادا کریں؟ میں محمد آدم علی جو رقم لیا ہوں، یا نسبتی بھائی جو اصل رقم والا یا ایجنٹ؟ معلوم ہو کہ رقم تو دھوکہ دینے والوں کے پاس ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ نے جو رقم اپنے نسبتی بھائی سے بطور قرض لی ہے، اس رقم کی زکوٰۃ آپ کے نسبتی بھائی پر ہی واجب ہے، البتہ یہ اختیار ہے کہ وہ زکوٰۃ ابھی ادا نہ کریں، اور جب اور جتنی رقم ان کے ہاتھ میں واپس آئے اس وقت اتنی رقم کی گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کریں۔ (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ

سونا ادھار خریدنے پر زکوٰۃ

سوال: زید نے بکر کے پاس سے کچھ سونا یعنی بقدرِ نصاب یا اس سے زائد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ادھار لیا، سونا تو زید کی ملکیت میں آچکا ہے، تو اب حولانِ حول کے بعد زکوٰۃ کس پر واجب ہوگی؟ آیا زید پر یا بکر پر؟ اور کیا یہ خرید و فروخت بھی صحیح ہے یا نہیں؟ اور صحیح نہ ہونے کی صورت میں زید کیا کرے؟ وضاحت کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

یہ خرید و فروخت اگر روپیوں کے عوض ہوئی ہے، تو درست ہے اور جب وہ سونا زید کی ملکیت میں آچکا ہے تو اس کی زکوٰۃ بھی زید پر ہی واجب ہوگی؛ البتہ اگر زید مقروض ہے اور قرض کی ادائیگی کے لیے نقد رقم نہیں ہے تو اتنی مقدار اس سونے کی قیمت میں سے کم کی جاوے گی اور بقیہ سونے پر شریعت مطہرہ کے مقرر فرمودہ قانون کے مطابق زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (تکملہ فتح الملہم ۱/۵۸۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶/ شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ادائے زکوٰۃ میں قرض لیے ہوئے سرسوں کا دام کس دن کا وضع کرے؟

سوال: ہم نے رمضان کے قبل ۱۰۰ ارکونٹل سرسوں بطورِ قرض ایک دوسری پارٹی کے پاس سے لیا تھا، اور شرط کی تھی کہ ہم اس سرسوں کو بیچ دیں گے، اور آپ کو جس وقت ضرورت ہوگی تب ہم ایسا ہی مال آپ کو واپس دیں گے، وہ مال ہم نے ایک کونٹل سات سو روپئے کے دام سے بیچ دیا تھا، اور اس وقت اس کا دام چھ سو روپئے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

چل رہا ہے، اور جس وقت اس پارٹی کو دینا ہوگا، اس وقت نہ جانے کیا دام ہوگا، اور اس پارٹی کو دینے کے لیے ابھی تک ہم نے سرسوں خریدا نہیں ہے، تو ہم پر یہ جو قرض ہے وہ جس دام سے ہم نے بیچا ہے اس دام سے گنا جائے گا یا یکم شوال کو جو دام ہے اس دام سے گنا جائے گا یا جس وقت ہم خرید کر اس پارٹی کو دیں گے اس وقت جو دام ہوگا وہ گنا جائے گا؟ رہنمائی فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

قرض میں مستقرض کے ذمہ وہی چیز واجب سمجھی جاتی ہے جو اس نے بطورِ قرض لی ہے۔ فقہ کا قاعدہ ہے: "الاقراض تقضى بأمثالها" اس لیے آپ پر سرسوں ہی واجب الادا ہیں، آپ جب زکوٰۃ ادا کریں اس وقت ایک سو کوینٹل سرسوں کا جو بھاؤ بازار میں ہو، اتنی رقم وضع کرنے کے بعد بقیہ مال کی زکوٰۃ ادا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مبیع کی قیمت قسط وار وصولی کی صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی

سوال: ایک آدمی نے ایک زمین بیچی، جس آدمی کو زمین دی، وہ قسط وار اس کی قیمت ادا کرتا ہے، جس آدمی نے زمین بیچی ہے اس نے ایک دن مقرر کر رکھا ہے زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے، (صاحب نصاب آدمی ہے) اب جب وہ دن آیا تو اس کی زمین کی کل قیمت کی وصولیابی نہیں ہوئی تھی، جب زکوٰۃ ادا کرے گا تو صرف اتنے حصے کی ادا کرے گا جو وصول ہو چکا، یا ابھی جو رقم آنی باقی ہے اس کی بھی زکوٰۃ ادا کرے گا؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جو رقم ابھی تک وصول نہیں ہوئی ہے اس کی زکوٰۃ کی ادائیگی اس وقت واجب نہیں ہے؛ بلکہ جب وہ وصول ہوگی اس وقت گذشتہ تمام مدت کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔

وتجب عند قبض أربعين درهما من الدين القوى، كقرض، وبدل مال تجارة، فكلما قبض أربعين درهما يلزمه درهم، وعند قبض مأتين منه لغيرها أي من بدل مال لغير تجارة، وهو المتوسط كثمن سائمة وعبيد خدمة و نحوهما مما هو مشغول بحوائجه الأصلية، كطعام وشراب واملاك ويعتبر مامضى من الحول قبل القبض في الأصح (درمختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸/ جمادی الاخری ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

قرضِ حسنہ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

سوال: جو روپیہ کسی کو قرضِ حسنہ دیا اُس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

وصول ہونے کے بعد اُس روپیہ کی زکوٰۃ دی جائے گی، اگر وصول ہونے سے قبل زکوٰۃ دے دے تو یہ بھی درست ہے۔ (فتاوی دار العلوم ۶/ ۴۵ بحوالہ شامی ۲/ ۱۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ڈپازٹ پر زکوٰۃ نہیں

سوال: شہر بمبئی میں کرایہ پر گھر لینے کی صورت میں کرایہ کے ساتھ ڈپازٹ لینے کا رواج عام ہے، اور اب تو بغیر ڈپازٹ کے گھر ملنا دشوار ہو گیا ہے، اب سوال یہ ہے کہ: ایک بیوہ عورت ہے جس کے پاس ذاتی ملکیت کا مکان بھی نہیں ہے، وہ خود ڈپازٹ مع کرایہ دے کر رہتی ہے، نیز گھر میں کوئی کمانے والا بھی نہیں ہے، خود محنت کر کے کرایہ ادا کرتی ہے اور گھر کا گزران چلاتی ہے، تو کیا اِس کی ڈپازٹ کی رقم پر زکوٰۃ آئے گی؟ کیوں کہ اگر وہ ڈپازٹ کی رقم سے زکوٰۃ ادا کرے گی تو ایک وقت آئے گا کہ ڈپازٹ کی رقم ختم ہو جائے گی اور وہ بالکل بے گھر ہو جائے گی، تو کیا اِس کی ڈپازٹ کی رقم ضرورتِ اصلیہ میں داخل ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ڈپازٹ کی رقم بحکمِ رہن ہے، اور رہن کی زکوٰۃ نہ راہن پر واجب ہے نہ مرتہن پر، وہ واپس کر دی جائے گی تب بھی رہن کی (گذشتہ ایام کی) زکوٰۃ مالک کے ذمہ واجب نہ ہوگی۔ (از: فتاویٰ محمودیہ ۱۷/ ۱۲۰، ۱۲۱)

''اسلامک فقہ اکیڈمی کے اہم فقہی فیصلوں'' میں ہے: ''کرایہ دار کی طرف سے مالکِ دکان و مکان وغیرہ کو پیشگی دی گئی ضمانت کی رقم (Security Deposit) پر زکوٰۃ کرایہ دار کے ذمہ واجب نہیں ہوگی۔ (ص: ۴۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مقروض شخص کا صدقہ کرنا

سوال: جب اپنے پاس پورا پیسہ قرض کا ہے تو صدقہ دینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

قرض لی ہوئی رقم سے صدقہ دینا درست ہے، مگر مناسب یہ ہے کہ قرض پہلے ادا کرو کہ وہ واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: احمد خانپوری عفی عنہ، ۲۱ر ذوالحجہ ۱۴۱۴ھ

قرض خواہ کے انتقال کے بعد نا معلوم قرض وصول ہو تو زکوٰۃ فرض ہوگی؟

سوال: زید کا انتقال ہوا، اس کے دس سال کے بعد بکر جو کسی دوسرے شہر میں رہتا تھا، اس نے کہا کہ: میرے ذمہ زید کا قرضہ تھا اور وہ قرض کی رقم زید کے ورثا کو دے دیتا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ: اس رقم میں گزشتہ دس سال کی زکوٰۃ نکالنی ہوگی یا نہیں؟ ورثا بعد الزکوٰۃ تقسیم کریں یا بغیر ادا زکوٰۃ تقسیم کریں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر بکر پر زید کا دین ہے اس کا (زید کے ورثا کو) علم نہیں تھا، اور کوئی ثبوت بھی نہیں تھا، تو اس صورت میں گزشتہ سنین کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ مال ضمار کے حکم میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ		۱۱ر ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۵ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب زکوۃ أموال التجارۃ

تجارتی زمین پر زکوۃ ہے

سوال: زید نے ایک زمین اس نیت سے خریدی کہ اس پر مکانات تعمیر کر کے فروخت کریں گے، چند سال تک وہ زمین خالی پڑی رہی تو ان سالوں میں اس زمین کی زکوۃ نکالنی ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

چوں کہ وہ زمین بھی مالِ تجارت کا ایک حصہ ہے؛ اس لیے جن سالوں میں وہ خالی پڑی رہی ان سالوں کی بھی زکوۃ زید پر واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۲۴ر رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

ہوٹل کے خام مال (آٹا، تیل، مصالحہ) پر کیا زکوٰۃ آئے گی؟

سوال: ہوٹل کے کاروبار میں ہر وقت ہوٹل چلانے کے لیے دس ہزار روپے کا خام مال، مثلاً: آٹا، تیل، شکر وغیرہ رکھنا پڑتا ہے، جو حولانِ حول کے وقت بھی ہوتا ہے، تو کیا اِس اسٹاک مال پر زکوٰۃ ہوگی؟ اگر واجب ہوگی تو اجتماعی منافع میں سے سب کی اجازت سے ادا کرنے پر ادا ہو جائے گی؟ یا ہر حصہ دار کو اپنے حصہ کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

خام مال وہی ہے جو فروخت ہوتا ہے؛ اِس لیے مالِ تجارت ہونے کی وجہ سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اُس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے؛ لیکن یہ حکم ہر اُس شریک کے لیے ہے جو صاحبِ نصابِ شرعی ہو۔ جن شرکاء پر واجب ہے اُن کی اجازت سے اُن کی زکوٰۃ دیگر شریک نے ادا کردی تو وہ درست ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مال تجارت کی زکوۃ میں کونسی قیمت کا اعتبار ہے؟

سوال: ایک دوکان دار ہے وہ اپنے مال کی زکوۃ مال ہی سے نکالنا چاہتا ہے مثلا جوتے کی دکان ہے تو خرید قیمت سے نکالے یا فروخت قیمت سے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

سال پورا ہونے پر جس قدر مال موجود ہو اس وقت اس کی جتنی قیمت ہو اس کے حساب سے زکوۃ ادا کرے۔ (فتاوی محمودیہ ۳/۴۹)

قیمتِ فروخت کا اعتبار ہوگا۔ (احسن الفتاوی ۴/۲۹۹)

اگر خود اس مال تجارت کا چالیسواں حصہ بطور زکوۃ دے دیا جائے تو کوئی دغدغہ نہیں رہے گا۔ مثلا چالیس جوتوں میں سے ایک جوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/شوال المکرم ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

زکوۃ میں بیچنے کی قیمت کا اعتبار ہے

سوال: تجارت کی زکوۃ میں کونسی قیمت کا اعتبار ہوگا؟ جس قیمت میں خریدے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس کا اعتبار ہوگا؟ یا جس قیمت میں ہم بیچنا چاہتے ہیں اس کا اعتبار ہوگا، مثلاً ۵۰۰۰۰ میں خریدا اور میں بیچنا چاہتے ہیں، حضرت والا سے جواب کی امید ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جس قیمت پر بیچے گا اس حساب سے زکوۃ ادا کی جائے، یعنی زکوۃ کی ادائیگی کے سلسلہ میں قیمتِ فروخت کا اعتبار کیا جائے گا۔ (از احسن الفتاوی ۴/۲۹۹-فتاوی محمودیہ کراچی ۹/۴۱۶، امداد الفتاوی ۲/۴۲، مسائل بہشتی زیور ا/۳۱۹، فتاوی رحیمیہ ۱۰/۱۶۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲/ جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ — الجواب صحیح: عبد القیوم راجکوٹی

زِیرا، سونف اور رائی پر زکوۃ

سوال: اگر کسی کے پاس اپنے کھیت کا زِیرا، سونف اور رائی وغیرہ زکوۃ نکالتے وقت موجود ہے اور یہ نصاب کی مقدار بھی ہیں، اور یہ مال فروخت کرنے کی نیت سے رکھا ہوا ہے، تو کیا زکوۃ نکالتے وقت ایسے مال کی بھی زکوۃ نکالنی پڑے گی یا نہیں؟ ایسے مال پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ اُس کو مالِ تجارت کہتے ہیں یا نہیں؟ مالِ تجارت کی تعریف کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اِس کی زکوۃ واجب نہیں ہے؛ البتہ اگر اِس کو فروخت کر چکا ہے اور زکوۃ نکالتے وقت اِس کی قیمت موجود ہے تو اُس پر زکوۃ واجب ہوگی۔

ومثله الخارج من أرضه؛ لأن الملك ثبت فيه بالنبات، ولا اختيار

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

له فيه، ولذا قال في البحر: وخرج أي بقيد العقد ما إذا دخل من أرضه حنطة تبلغ قيمتها نصابا، ونوى أن يمسكها ويبيعها، فأمسكها حولا لاتجب فيها الزكوة كما في الميراث (شامي۲ /۱۱)

تجارت کی تعریف: التجارة كسب المال ببدل هو مال (شامي ۲ /۱۵)

(ترجمہ:تجارت مال کے عوض مال کمانا ہے۔مرتب) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:العبداحمد عفی عنہ خانپوری

تجارتی غلہ کی زکوٰۃ کے چند مسائل

سوال :زید نے غلہ کے علاوہ دیگر پیداوار میں سے زِیرا،تمباکو،رائی کو اپنے پاس بطورِ ذخیرہ روک رکھا،کچھ مدت بعد اُس کو ادھار قیمت سے بکر کو بیچ دیا؛لیکن پھر وہی مال دوبارہ بکر سے تجارت کی غرض سے خرید بھی لیا،اِس صورت میں زید کی اِن اشیاء کے متعلق سوال یہ ہے کہ:

(الف) اب اِس دوبارہ خریدنے کے بعد اِن اشیاء کو مالِ تجارت شمار کریں گے یاحسبِ سابق یہ کھیتی کی پیداوار ہی شمار کی جائے گی؟

(ب) اب سے حولانِ حول پر اِن اشیاء کی زکوٰۃ زید پر واجب ہوگی یانہیں؟

(ج) زکوٰۃ واجب ہونے کی صورت میں اِن اشیاء کی خرید کی قیمت معتبر ہوگی یا فی الحال کا بازاری بھاؤ معتبر ہوگا؟

(د) بالفرض اب تک اگر اِن اشیاء کا عُشر یا خراج نہیں ادا کیا گیا تو عشر یا خراج کا کیا حکم ہوگا؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(ہ) اب ادائیگی واجب ہونے کی صورت میں کس طرح سے عشر یا خراج ادا کیا جائے گا؟

(و): بعض مرتبہ زید کا مال بکنے اور دوبارہ خرید نے تک زید ہی کے گھر اُسی جگہ جہاں پہلے سے رکھا ہوا ہے، اُسی ہیئت میں جو پہلے سے ہے، رکھا رہتا ہے، اِس طرح تجارت میں شرعاً کوئی حرج تو نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(الف) جب بغرضِ تجارت خریدا گیا تو خرید تے ہی وہ مالِ تجارت شمار ہوگا۔

وما اشتراه لها أي للتجارة كان لها، لمقارنة النية لعقد التجارة (در مختار)

(ب) ہوگی۔

(ج) سال پورا ہونے پر جس قدر مال موجود ہو اُس وقت اُس کی جتنی قیمت ہو، اُس کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳/ ۵۰)

(د) اب ادا کرے۔ (ہ) قیمت لگا کر۔

(و) جب قبضہ نہیں ہوا ہے تو پہلی بیع کے بعد دوسری بیع کیسے درست ہوگی؟۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

شرکت والے کاروبار کی زکوۃ کس طرح نکالی جائے؟

سوال: ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو دکان کھلوائی ہے، رقم ایک بھائی کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے اور چلاتا دوسرا بھائی ہے، نفع برابر کا ہے، اُس کی زکوٰۃ کون ادا کرے؟ جب کہ یہ کاروبار شرکت میں ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

پہلے یہ سمجھ لیجیے کہ جب کسی کاروبار کے لیے مال دیا جائے اور نفع میں حصہ رکھا جائے تو شرعی اصطلاح میں اِس کو ''مضارَبت'' کہتے ہیں، اور ہمارے یہاں عام طور سے اِس کو ''شرکت'' کہہ دیا جاتا ہے، اِس کاروبار میں ایک اصل رقم ہوتی ہے اور ایک اُس کا منافع، اصل رقم کی زکوۃ اُس کے مالک کے ذمہ ہے، اور اُس کے ذمہ منافع کے اُس حصہ کی زکوۃ بھی واجب ہے جو اُسے ملے گا، اور جو نفع پر کام کرتا ہے اگر اُس کا نفع نصاب کی مقدار کو پہنچے اور اُس پر سال بھی گزر جائے، تو اپنے حصہ کی زکوۃ اُس پر بھی ہوگی۔ جو قِطعہ زمین کا دکان کے لیے خریدا ہے اُس پر زکوۃ نہیں۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۳/ ۳۵۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مرغیوں پر زکوٰۃ

سوال: مرغوں اور مرغیوں پر وجوبِ زکوٰۃ کا کیا حکم ہوگا؟ ایک مولوی صاحب کا قول سنا ہے کہ مرغیوں میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور مرغوں میں واجب ہوگی؛ کیوں کہ فارم تجارت کی نیت سے خرید کر مرغے پالتے ہیں، مگر ان کی بات میں خلجان یہ ہے کہ (۱) صرف مرغے ہوتے ہیں اور ان میں افزائش نہیں ہوتی۔ (۲) قیمت سے خریدا ہوا فیڈ کھلایا جاتا ہے۔ (۳) دو ماہ تک پال کر بڑے کئے جاتے ہیں، پھر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فروخت ہوتے ہیں۔ ④ دو ماہ میں حولان حول نہیں ہوگا؛ لہٰذا مرغوں اور مرغیوں کی زکوۃ کے بارے میں تفصیل سے وضاحت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مرغے، مرغیاں اگر افزائش نسل کے طور پر رکھی ہیں، تو ان میں زکوۃ نہیں ہوگی، اور اگر تجارت کی غرض سے ہیں، تو مال تجارت کے حکم میں ہے، یعنی اس میں باعتبار قیمت زکوۃ واجب ہوگی۔

ولو للتجارة ففيها زكاة التجارة(درمختار)أي بحكم مانوی به التجارة من العروض الشاملة للحيوانات، وبحكم المسامة للحمل والركوب وهو وجوب زكوٰة التجارة في الأول، وعدمه في الثاني (شامي٢ /١٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ شوال المکرم ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

انڈے پر زکوۃ

سوال: میرا بیوپار مرغی کے انڈے کا ہے، فارم سے لاکر ایک ایک دو کر کے بیچتا ہوں، کیا اس کی زکوۃ نکالنی ہوگی؟ اگر نکالنی ہوگی تو کس طرح؟ پیسوں کی زکوۃ تو نکال دیتا ہوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نصابِ زکوۃ کا سال جس تاریخ کو پورا ہوتا ہو اس تاریخ کو جو نقد رقم موجود ہو،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس کے ساتھ اس دن جو مرغیاں بچے انڈے موجود ہیں ان کی قیمت بھی ملالیں، اور اس مجموعے کا حساب لگا کر چالیسواں حصہ بہ طور زکوۃ ادا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲ / رمضان ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

زکوٰۃ دکان پر یا مال پر؟

سوال: ایک آدمی جس کے پاس دکان ہے اور وہ مال سے بھری ہوئی ہے، اس آدمی کو زکوٰۃ کس طرح نکالنی چاہیے؟ کیا اسے صرف مال کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے، یا کہ دکان کی قیمت پر بھی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جو مال تجارت اس کے پاس موجود ہے وہ اور ساتھ ہی جو رقم ہے، دونوں کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی، دکان کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵ / رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ عفی عنہ

مضاربت کی رقم میں زکوۃ واجب ہے

سوال: میں ایک ملازم ریٹائرڈ ہوا ہوں اور ایک سال کے بعد لڑکی کی شادی ہے، میرے پاس پچاس ہزار روپئے نقد تھے تو وہ پیسے میرے بھائی جن کی بڑی تجارت ہے دے دیا ہوں، اور وہ کہتے ہیں کہ یہ پیسے میں میری تجارت میں لگا کر جو منافع ملیں گے ہر ماہ یا جیسے ممکن ہو دے دوں گا، تو زکوۃ کا مسئلہ کیا ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ایک آدمی کی رقم اور دوسرے کی محنت اس طرح کے جو منافع ہوں وہ پورا رقم والے کو دے دے یہ درست ہے، اس رقم میں زکوۃ واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بیچنے کی نیت سے خریدی ہوئی زمین پر زکوۃ

سوال: ایک شخص نے زمین اس نیت سے خریدی کہ اچھی قیمت آنے پر سات آٹھ سال کے بعد فروخت کردوں گا تو کیا اس زمین پر زکوۃ آئے گی؟ ہمارے یہاں مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ جب تک تم نے مارکیٹ میں اسے نہیں رکھا یا کسی وکیل وغیرہ کو نہیں کہا تب تک زکوۃ فرض نہ ہوئی، تو کیا ان مفتی صاحب کا یہ کہنا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس زمین کا بیچنے کے ارادہ سے خریدنا اسی کا نام شرعاً تجارت ہے، اس لیے اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ — الجواب صحیح: عبدالقیوم راجکوٹی

مشترکہ منافع میں تصرف اور زکوۃ کا حکم

سوال: زید ایک مشترک ہوٹل کا ذمہ دار ہے، سالانہ اس کو پچیس ہزار کی رقم منافع میں حاصل ہوتی ہے، جس میں وہ صرف بیس ہزار کی رقم اپنے تصرف میں لاتا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے، بعض مرتبہ ذمہ دار شرکاء کو اس کی اطلاع کرتا ہے اور بعض مرتبہ بلا اطلاع ہی ایسا کرتا ہے، نیز اطلاع دینے پر شرکاء بعض مرتبہ دل سے اجازت دیتے ہیں اور بعض مرتبہ مصلحتاً دل نہ چاہتے ہوئے اجازت دیتے ہیں یا محض خاموشی سے کام لیتے ہیں، ان تمام صورتوں کا شرعاً کیا حکم ہے؟ نیز ان سب صورتوں میں اس رقم کی زکوۃ کس پر واجب ہوگی؟ اور کس طرح ادا کی جائے گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر شرکاء کی اجازت سے تصرف کیا ہے تو درست، اور اس سے حاصل شدہ منافع بھی حلال ہیں، ورنہ نہیں۔

(فان فعل ضمن) بالمخالفة (وكان ذلك الشراء له) (قوله الشراء له) وله ربحه وعليه خسرانه ولكن يتصدق بالربح عندهما وعند ابى يوسف يطيب له اصله المودع اذا تصرف فيها وربح اتقانى (شامی ۴/ ۵۴۲)

جو اجازت دل سے نہیں دی گئی ہے وہ معتبر نہیں ہے۔ قال رسول الله ﷺ الا لاتظلموا الالايحل مال امرء الابطيب نفس منه (مشکوۃ: ۲۵۵) جب دل سے نہ دی گئی اجازت کا یہ حال ہے، تو خاموشی کی صورت میں کیسے جائز ہوگا۔

رہی زکوۃ تو وہ بقدر حصص نفع ہر ایک شریک پر واجب ہوگی، بشرطیکہ دیگر شرائط اس میں موجود ہوں۔ فتجب زكاتها اذا تم نصابا وحال الحول لكن لا فوراً بل عند قبض اربعين درهما من الدين القوي كقرض (درمختار)

جب وہ رقم ان کے پاس آجاوے اس وقت زکوۃ ادا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب المصارف

مصرف اور غیر مصرف کی چند صورتیں

سوال: (۱) اگر کوئی شخص صاحب نصاب ہو اور فی الحال گھر خرچ میں تنگی ہے، تو کیا اس کو زکوۃ کا پیسہ دے سکتے ہیں؟

(۲) صاحب نصاب کسے کہتے ہیں؟ اگر اس پر تفصیلی خلاصہ کر دیتے تو زکاۃ کی رقم ادا کرنے میں عافیت ہوتی۔

(۳) کسی کو کاروبار کرنے کے لیے بھی دے سکتے ہیں تو کتنی رقم دے سکتے ہیں؟

(۴) ایک گھرانہ ایسا ہے جس کے گھر کے آدمی دین سے دور ہے، اور سٹہ کھیلتے ہیں؛ گھر کے خرچ کے لیے اسے زکاۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

(۵) وطن میں ایک مدرسہ ہے، جس میں ۷۰ رطلبا صرف عربی تعلیم حاصل کر کے گھر چلے جاتے ہیں، وہاں پر کھانے یا رہنے کا کسی قسم کا نظم نہیں ہے، تو کیا وہاں کے مدرس کو یا اور اخراجات کے لیے زکاۃ کا پیسہ دے سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(۱) جو آدمی صاحب نصاب ہو اس کو زکوۃ کی رقم نہیں دی جاسکتی۔

(۲) جس کے پاس ساڑھے باون تولہ (۶۱۲ گرام ۳۵ رملی گرام) چاندی یا ساڑھے سات تولہ (۸۷ گرام ۴۷۹ ملی گرام) سونا یا اتنی ہی قیمت کا سوداگری کا اسباب ہو، اس کو شریعت میں مال دار کہتے ہیں، ایسے شخص کو زکوۃ کا پیسہ دینا درست

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہیں اور اس کو زکوۃ کا پیسہ لینا اور کھانا بھی حلال نہیں۔ اسی طرح جس کے پاس اتنی ہی قیمت کا کوئی مال ہو تو سوداگری کا اسباب تو نہیں؛ لیکن ضرورت سے زائد ہے، وہ بھی مال دار ہے، ایسے شخص کو بھی زکوۃ کا پیسہ دینا درست نہیں، اگرچہ خود اس قسم کے مال دار پر زکوۃ واجب نہیں۔ اور جس کے پاس اتنا مال نہیں؛ بلکہ تھوڑا مال ہے، یا کچھ بھی نہیں یعنی ایک دن کے گزارے کے موافق بھی نہیں، اس کو غریب کہتے ہیں، ایسے لوگوں کو زکوۃ کا پیسہ دینا درست ہے، اور ان لوگوں کو لینا بھی درست ہے۔ رہنے کا گھر اور پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے لیے نوکر چاکر اور گھر گھرستی جو اکثر کام میں رہتی ہے، یہ سب ضروری اسباب میں داخل ہیں، اس کے ہونے سے مال دار نہیں ہوتا، چاہے جتنی قیمت کی ہو؛ اس لیے اس کو زکوۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ کسی کے پاس پانچ مکان ہیں جن کو کرایہ پر چلاتا ہے اور اس کی آمدنی سے گزر کرتا ہے؛ لیکن بال بچے اور گھر میں کھانے پینے والے لوگ اتنے زیادہ ہیں کہ اچھی طرح بسر نہیں ہوتی اور تنگی رہتی ہے، اور اس کے پاس کوئی ایسا مال بھی نہیں جس میں زکوۃ واجب (مثلاً چاندی، سونا، سامانِ تجارت)، تو ایسے شخص کو بھی زکوۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ (بہشتی زیور ۳/۳۱)

③ جو صاحبِ نصاب نہ ہو اس کو زکوۃ کی رقم کاروبار کرنے کے لیے مالک بنا کر دے سکتے ہیں۔ اتنی رقم دے کہ وہ صاحب نصاب نہ بن جائے۔

④ دے سکتے ہیں۔

⑤ وہ مدرس اگر صاحبِ نصاب نہیں ہے تو اس کو زکوۃ کی رقم ادائیگیٔ زکوۃ کے لیے مالک بنا کر دی جاسکتی ہے، تنخواہ میں نہیں دی جاسکتی۔ مدرسے کے اخراجات کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لیے دینا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹ر شوال المکرم ۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

جس کے پاس ٹی وی وغیرہ ہو اُس کو زکوٰۃ دینا

سوال: ایک شخص بیس ہزار روپیہ کا مقروض ہے، اور دینے کی صلاحیت بھی نہیں ہے؛ مگر گھر میں ٹی وی، ریڈیو اور ٹیپ وغیرہ رکھے ہوئے ہیں، جن کی مالیت بیس ہزار روپیہ تک ہے، تو کیا اُس آدمی کو قرض کی ادائیگی کے لیے زکوٰۃ کا روپیہ دے سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اُس کی حوائجِ اصلیہ سے زائد سامان فروخت کر کے قرض ادا کرنے کے بعد اُس کے پاس نصاب کی مقدار موجود نہ ہو، تو اُس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مقروض کے لیے زکوٰۃ لینے کا حکم

سوال: میری ملکیت میں ایک بیکری کے اندر سو حصوں میں سے ایک حصہ ہے، پوری دکان مالکی کی ہے، ایک حصہ کے میں نے انیس ہزار روپئے ادا کئے تھے، وہ پیسے تو بیکری کے لیے مکان خریدنے میں خرچ ہوگئے، اور سال بھر میں اس کی آمدنی چار ہزار روپئے کے قریب آتی ہے، ایک حصہ کی، اور وہ رقم آتے ہی کوئی نہ کوئی کام میں فوراً استعمال ہوجاتی ہے، اور دوسرا میرے والد صاحب کے دیے ہوئے مکان کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لیے ایک پلاٹ ہے جس کی قیمت تقریباً بیس ہزار روپئے ہیں۔ میرے شوہر کے ساتھ حج میں گئی تو میرے شوہر نے حج میں جانے سے پہلے کہا تھا کہ حج میں صرف آنے جانے کا کرایہ، کھانے، پینے کو چھوڑ کر جو خرچ ہو وہ مجھے دینا ہوگا جب بھی کوئی رقم میرے پاس آئے، اس حساب سے پینتالیس ہزار روپئے میرے ذمہ قرض ہے، جس پر میں راضی بھی تھی۔

تو اب سوال یہ ہے کہ اوپر جو میری ملکیت کی چیزیں بتلائیں اس کے علاوہ کوئی بھی چیز میرے پاس نہیں ہے، اور اس کے ساتھ پینتالیس ہزار روپئے قرض ہے تو اب اگر کوئی آدمی مجھے زکوۃ کی رقم دے تو مجھے لینا جائز ہے یا ناجائز؟

نوٹ: بیکری کے اندر تجارتی مال کا اسٹاک مالک بیکری کے بتلانے کے مطابق زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ ہوتا ہے، اس حساب سے ایک حصہ کے ایک ہزار روپئے آئے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

چوں کہ آپ کا نفقہ سکنی وغیرہ آپ کے شوہر کے ذمہ ہے، صرف آپ پر جو قرضہ واجب الاداء ہے اس کی ذمہ داری آپ پر رہ جاتی ہے، اس لیے بیکری میں جو آپ کا سوواں حصہ ہے وہ مکان اور مال تجارت دونوں میں ہے، اور جس وقت مکان خریدا گیا تھا ظاہر ہے اس کے بعد اس کی قیمت میں اضافہ ہوا ہوگا، اس اعتبار سے وہ سوواں حصہ اِس وقت کتنی مالیت رکھتا ہے اس کی وضاحت آپ کے سوال میں ہونی چاہیے تھی، اس لیے آپ بیکری کے مکان اور اس میں موجود اسٹاک دونوں کی حالیہ قیمت معلوم کر کے اس کا سوواں حصہ شمار کریں، اور مکان کے لیے والد صاحب نے جو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پلاٹ آپ کو دیا ہے اس کی بھی حالیہ قیمت لگا کر اگر دونوں کا مجموعہ آپ پر واجب الادا قرضہ پینتالیس ہزار سے اتنا زائد ہے کہ وہ زیادتی چاندی کے نصاب ۶۱۲ گرام ۳۵ ملی گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہوتی ہے تو آپ کے لیے زکوۃ لینا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ ذی القعدۃ ۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

فیکٹری کا مقروض مالک مستحقِ زکوۃ ہے

سوال: میرا نام یوسف ہے، اور میرا کاروبار صابون اور پاؤڈر بنانے کی فیکٹری بڑے پیمانے پر چل رہی تھی، تقریباً سترہ سال سے چالو تھی جس میں میرے ساتھ پانچ بھاگیدار تھے، اور اس کی پوری جواب داری میری تھی، اور اس میں کام کرنے والے ذمہ دار قسم کے لوگوں نے بہت بڑے پیمانے پر بھروسے کا غلط فائدہ اٹھایا، اور کروڑوں کا نقصان فیکٹری کا کر دیا، جس کی وجہ سے آج تقریباً بیس کروڑ کا قرض فیکٹری پر ہو گیا ہے، اب ہمارے بھاگیداروں کو ملا کر مشورہ کیا تو بھاگیداروں نے کہا کہ ہم اس قرض کے ذمہ دار نہیں ہیں، آپ ہم کو بنا پوچھے باہر سے روپیہ لا کر فیکٹری میں کیوں ڈالے؟ اور روپئے جتنے بھی باہر سے لائے وہ سارے فیکٹری ہی میں ڈالے ہیں، اس پر میری بھی بہت بڑی غلطی ہے کہ میں نے بھاگیداروں سے بنا پوچھے رقم لا کر فیکٹری میں ڈال دی، اور آج میری یہ حالت ہے کہ میرے پاس نہ کوئی بمبئی میں گھر ہے، نہ کوئی میرے خرچے کے لیے کافی اسباب ہیں، اور جو بھی میرا تھا وہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سب بھاگیداروں نے مجھ سے لے لیا، ابھی فی الحال میرے پاس ایک مہینہ کا بھی خرچ نہیں ہے، اور جس کے پاس سے میں نے رقم لی تھی اس کو جواب دینے کا بھی کوئی سہارا میرے پاس نہیں ہے، تو کیا ایسی صورت میں زکوۃ، صدقات کے روپئے لے کر میں اپنا قرض چکا سکتا ہوں، اور اس میں سے گھر کا خرچ کر سکتا ہوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ نے سوال میں اپنی جو حالت بتلائی ہے اس کے پیش نظر آپ مستحق زکوۃ ہیں، کوئی آدمی اگر آپ کو زکوۃ دینا چاہے تو دے سکتا ہے، اور آپ لے سکتے ہیں، اس کی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: عبد القیوم راجکوٹی

مقروض مستحق زکوۃ ہے

سوال: اگر کسی کے پاس کوئی ذریعۂ معاش نہیں ہے، تو وہ آدمی رکشا ٹیکسی یا چھوٹی موٹی دوکان یا بنا بنا ہوا گھر ادھار خریدے، یا کسی کے پاس سے وہ رقم لے کر خریدے، پھر وہ مقروض ہو جائے تو زکوۃ کی رقم کا مالک بنادے، اور وہ اپنا قرض پورا کردے تو یہ شرعاً کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مقروض کا قرض ادا کرنے کے لیے رقم زکوۃ اس کو دی جاسکتی ہے۔ فقط

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸؍شوال المکرم ۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

رہائش کے مکانات زکوۃ کا حق دار ہونے میں مانع نہیں

سوال: میں اس وقت بہت ہی پریشانی کی حالت سے گذر رہا ہوں کہ اپریل یا مئی میں میری دو لڑکیوں کی شادی ہے اور بمبئی میں ایک مکان ہے اور گاؤں میں بھی ایک مکان ہے، اس مکان کی حالت یہ ہے کہ پائے کی ساری اینٹیں پاوڈر ہوتی جارہی ہے اس کی مرمت کروانے کی بھی طاقت نہیں اور یہ اندیشہ ہے کہ دیوار گر جائے، ادھر بازار میں ساڑھے تین لاکھ کا قرضہ ہے اس کے ادا کرنے کے واسطے بھی کوئی شکل وصورت نہیں نیز دو لڑکیوں کی شادی بھی کروانی ہے اس کی بھی کوئی صورت نہیں جس کی وجہ سے میں آپ سے مشورہ چاہتا ہوں کہ زکوۃ لے سکتا ہوں یا نہیں اور مکان بمبئی یا گاؤں کا بیچنے سے قرض یا ضرورت پوری ہوسکتی ہے یا نہیں اور میرے دو لڑکے مدرسہ بھروچ میں پڑھتے ہیں اور تین لڑکیاں بھی اسکول میں جاتی ہیں اس وجہ سے میں زکوۃ لے سکتا ہوں یا نہیں؟ آپ سے مشورہ چاہتا ہوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں اگر کوئی آدمی آپ کو زکوۃ کی رقم دے تو اس کا لینا آپ کے لیے جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۱۴؍شوال ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مقدمہ کے لیے زکوۃ دینا

سوال: ایک شخص مقدمہ کے لیے زکوۃ کی رقم طلب کرتا ہے، حالاں کہ نہ اس نے کبھی زکوۃ لی اور نہ دی ہے، اگر وہ کسی سے مقدمہ کے لیے زکوۃ طلب کرتا ہے تو زکوۃ کا مستحق ہے یا نہیں؟ اور زکوۃ دینے والے کے ذمہ سے زکوۃ ساقط ہوگی اور وہ بری الذمہ ہو جائے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر اس کے پاس اپنی اصلی ضرورتوں سے زائد اتنا مال نہیں ہے جس کی قیمت ۶۱۳ (چھ سو تیرہ) گرام چاندی کے برابر ہو تو اس کو زکوۃ دے سکتے ہیں، اور اس صورت میں اس کو دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

زکوٰۃ کی رقم کاروبار میں لگا کر غربا پر منافع کی تقسیم

سوال: شہر حیدر آباد میں اور ملک کے دیگر مقامات پر بھی مال دار اور متموِّل اصحاب کی جانب سے زکوٰۃ کے ٹرسٹ قائم ہیں، بعض ٹرسٹ خاندان کے نام سے ہیں اور بعض ٹرسٹ عام نوعیت کے نام پر ہیں، ہر سال اِن ٹرسٹ میں متعلقہ اصحاب اور اُن کے قریبی رشتہ داروں اور دوست احباب کی رقم جمع ہوتی ہے، اور یہ رقم کسی آمدنی پیدا کرنے والے ذریعہ میں مشغول کی جاتی ہے، یا کسی معتبر بینک کے کھاتے میں اور خصوصاً میچوئل (Mutual) فنڈز میں یا حکومتِ ہند کے یونٹ ٹرسٹ میں مشغول کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جاتی ہے، اِن اصحاب کی نیتوں پر شک وشبہ نہیں ہے، نیت تو اِن کی یہ ہے کہ اِس سے زیادہ عرصہ تک ضرورت مندوں کو فائدہ پہنچتا رہے، متموِّل تجار وصنعت کاروں کا مزاج یہ ہوتا ہے کہ پیسے سے پیسہ پیدا کیا جائے، اور بغیر کسی آمد کے پیسہ دینا یا پیسہ لگانا وہ پیسہ کو ضائع کرنا سمجھتے ہیں، اِس لحاظ سے اُن کی نیت یہ ہوتی ہے کہ زکوٰۃ کے پیسے کو مشغول کر کے اُس آمدنی سے زیادہ سے زیادہ افراد اور اداروں کو فائدہ پہنچایا جائے، اِس سلسلہ میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا زکوٰۃ کی رقم نفع بخش کاروبار، تجارت، میچوئل فنڈز یا یونٹس میں مشغول کی جاسکتی ہے؟ چوں کہ زکوٰۃ کی رقم جس وقت نکالی گئی اُس کے ایک سال کے اندر صَرف ہو نہیں پاتی؛ بلکہ مشغول رہتی ہے، یہ سوال پیدا ہوگا کہ جن لوگوں نے یہ رقومات ٹرسٹ میں دی ہیں کیا اُن کی زکوٰۃ ادا ہوگئی؟

یہ سوالات ایک دینی مدرسہ کے استاذ سے پوچھے گئے تھے، اُنھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کے ایک واقعہ کی طرف نشان دہی کی، جس میں وہ صاحب جن کو کسی بیت المال سے کچھ رقم لانے کے لیے کہا گیا تھا، اُنھوں نے راستہ میں رقم مشغول کر کے نفع کمایا اور مدینہ پہنچنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اِس کا تذکرہ کیا، اور اِس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی اعتراض نہیں فرمایا، جب استاذ موصوف سے پوچھا گیا کہ: کیا یہ رقم زکوٰۃ کی تھی؟ کیوں کہ بیت المال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی دوسرے کئی مدات کی رقم جمع ہوا کرتی تھی، اُنھوں نے جواب دیا کہ: اِس بات کی صراحت روایت میں نہیں ملتی، اُنھوں نے مزید کہا: کہ کسی دینی مدرسہ کے دارالافتاء سے صحیح اور دوٹوک جواب ملنا مشکل ہے؛ کیوں کہ ہر مدرسہ کو ایسے ٹرسٹس سے امداد جاری ہے؛ تاہم میرا یقین ہے کہ علمائے کرام اور مفتیانِ عظام اِن مسائل میں کسی مصلحت کو پیشِ نظر نہیں رکھیں گے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور شرع شریف کے مطابق صحیح جو بات ہے اُس کو بیان کریں گے؛ لہٰذا حاملینِ دینِ متین اور مفتیانِ شرعِ مبین سے گزارش ہے کہ وہ درجِ ذیل دو سوالات کا جواب نصوص کی روشنی میں عطا فرمائیں۔

① کیا زکوٰۃ کی رقم کو زکوٰۃ کے مُدات پر خرچ کرنے کے بجائے اُن کو نفع بخش انداز میں مشغول کرنا، اور اِس طرح زکوٰۃ کی رقم کو محفوظ رکھنا، اور اِس سے حاصل ہونے والے نفع کو زکوٰۃ کی مدات پر لگانا جائز ہے؟

② کیا اُس شخص کی زکوٰۃ شرعاً ادا ہو جائے گی جس نے اپنی زکوٰۃ کی رقم اُن اصحاب اور اداروں کے حوالہ کی ہے جو زکوٰۃ کی رقومات کو محفوظ اور مشغول رکھ کر صرف اُس کے نفع کو خرچ کرتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ آیتِ کریمہ: ﴿إنما الصدقٰت للفقراء﴾ الآیۃ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: جمہور فقہاء اِس بات پر متفق ہیں کہ زکوٰۃ کے معینہ آٹھ مصارف میں بھی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے یہ شرط ہے کہ اِن مصارف میں سے کسی مستحق کو مالِ زکوٰۃ پر مالکانہ قبضہ دے دیا جائے، بغیر مالکانہ قبضہ دیے اگر کوئی مال اُن ہی لوگوں کے فائدے کے لیے خرچ کر دیا گیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، اِسی وجہ سے ائمۂ اربعہ اور جمہور فقہائے امت اِس پر متفق ہیں کہ رقمِ زکوٰۃ کو مساجد یا مدارس یا شفاخانے، یتیم خانے کی تعمیر میں یا اُن کی دوسری ضروریات میں خرچ کرنا جائز نہیں؛ اگرچہ اِن تمام چیزوں سے فائدہ فقراء اور دوسرے حضرات

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کو پہنچتا ہے جو مصرفِ زکوۃ ہیں؛ مگر اُن کا مالکانہ قبضہ اِن چیزوں پر نہ ہونے کے سبب زکوۃ اِس سے ادا نہیں ہوتی۔ (معارف القرآن ۴/۴۰۹)

آپ نے اپنے سوال میں جن صورتوں کا تذکرہ کیا ہے جس میں زکوۃ کی رقم کو نفع بخش کاروبار، تجارت، میچوئل فنڈ یونٹس میں مشغول کر کے اُن سے آمدنی حاصل کی جاتی ہے، اور حاصل شدہ اِس آمدنی کو غرباء، مساکین میں تقسیم کیا جاتا ہے، تو ایسا کرنے سے اصحابِ اموال کی زکوۃ ادا نہ ہوگی؛ اِس لیے کہ مالِ زکوٰۃ کو کاروبار یا میچوئل فنڈس وغیرہ میں لگانے سے تملیک - جو زکوۃ کی ادائیگی کی بنیادی شرط ہے- نہیں پائی جاتی، اور مستحقینِ زکوۃ کو مالِ زکوۃ کا مالک بنائے بغیر دوسرے طریقوں سے فائدہ پہنچانے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی، جیسا کہ شروع جواب میں ''معارف القرآن'' کی عبارت سے واضح ہو چکا ہے، ''فتاویٰ رحیمیہ'' سے اِسی نوع کا ایک سوال وجواب نقل کیا جاتا ہے، ملاحظہ ہو:

سوال: زید کے پاس زکوۃ کی بڑی رقم جمع ہے، اُس کو یکبارگی حق دار کو نہ دیتے ہوئے اِس رقم سے کوئی پراپرٹی یا زمین خرید کر اُس کی آمدنی میں سے مستحقین، مدارس اور دینی دنیوی طلباء جو اِس کے مستحق ہوں، اُن کو وظیفہ دینا چاہتا ہے؛ تو کیا زکوۃ کی رقم سے آمدنی کا سامان کر کے آمدنی میں سے مستحقین پر خرچ کر سکتا ہے؟

الجواب: ادائیگیٔ زکوۃ کے لیے تملیک یعنی مستحقین کو بلاعوض مالک بنا دینا شرط ہے، اگر آمدنی کے لیے پراپرٹی قائم کی گئی یا کوئی زمین خریدی گئی تو یہ شرط پوری نہیں ہوئی؛ لہذا زکوۃ ادا نہ ہوگی؛ لہذا زکوۃ کی رقم سے آمدنی کی جائداد فراہم کرنا جائز نہیں ہے، حق دار کو بلاعوض مالک بنا دینا ضروری ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۲/۸)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اِس مسئلہ کی مزید وضاحت ہوجائے؛ اِس لیے ''فتاوی رحیمیہ'' سے ایک اور سوال وجواب بھی نقل کیا جاتا ہے:

سوال: ہمارے یہاں ایک کمیٹی ہے، کمیٹی کے اراکین زکوۃ کی رقم چندہ میں جمع شدہ رقم میں سے غرباء کوغیر سودی قرض دیتے ہیں؛ تاکہ وہ اپنے گزران کے لیے چھوٹا موٹا کاروبار شروع کرسکیں، اور قرض دینے کا مقصد ہوتا ہے کہ اِن کو قرض ادا کرنے کی فکر رہے گی تو محنت اور توجہ سے کام کریں گے، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کمیٹی کا یہ طریقۂ کار صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ طریقہ صحیح نہیں ہے، قابلِ ترک ہے، زکوۃ کی رقم جمع کرکے اُس میں سے قرض دینا جائز نہیں ہے، جن لوگوں کی رقمیں ہیں اُن کی زکوۃ ادا نہ ہوگی، اور کمیٹی کے ممبر اِس کے ذمہ دار ہوں گے، زکوۃ کی ادائیگی کے لیے یہ شرط ہے کہ زکوۃ کی رقم مستحقِ زکوۃ کو بلاعوض مالک بنا کر دے دی جائے۔ ''درمختار'' میں ہے: (هي تمليك) خرج الإباحة، فلو أطعم يتيما ناويا الزكوة لايجزيه إلا إذا دفع إليه المطعوم كما لوكساه (در مختار مع الشامي ٢/ ٣)

اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ قرض دینے کی صورت میں تملیک پائی نہیں جاتی، کمیٹی والے بھی اِس نیت سے دیتے ہیں کہ بعد میں اِس سے یہ رقم وصول کرنا ہے؛ لہٰذا یہ طریقہ واجب الترک ہے۔ اور یہ بات بھی خیال میں رہے کہ زکوۃ کی رقم مستحقینِ زکوۃ میں جلد از جلد تقسیم کردی جائے؛ تاکہ لوگوں کی زکوۃ ادا ہوجائے، قرض دینے کے لیے دوسری رقم کا انتظام کیا جائے۔ (فتاوی رحیمیہ ۷/ ۳۶۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ　　　　کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مدارس میں استعمالِ زکوۃ کے متعلق کچھ سوالات

غیر مسلم مہاجن سے قرض لے کر ادائے قرض میں زکوۃ دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسائل ذیل کے بارے میں:

① کہ آج کل مدارس میں زکوۃ ہی زیادہ وصول ہوتی ہے، امداد تو شاذونادر؛ اِس لیے مدارس کے اربابِ حل وعَقد شریعت کے مقرر کردہ طریقہ (حیلۂ تملیک) سے فائدہ اٹھالیتے ہیں؛ مگر ہمارے یہاں اہلِ مدرسہ اِس حیلۂ تملیک سے بھی کلی طور پر متفق نہیں، تواِس صورت میں مہتمم کیا یہ کرسکتا ہے کہ اول کسی مہاجن وغیرہ سے قرض اٹھالے اور اُس کو مدرسہ کی ضروریات میں خرچ کرے، بعد میں زکوۃ کی مد سے اُس قرضہ کو ادا کردے، تو کیا مہتمم زکوۃ کی مد سے مدرسہ کا قرضہ ادا کرسکتا ہے؟

مہتمم طلبہ کا وکیل

سوال: ② کیا مہتمم طلبہ کا شرعی وکیل ہوسکتا ہے؟ جواب مُفصَّل مطلوب ہے۔

زکوۃ کی رقم طلبہ کو بطور وظیفہ دینا

سوال: ③ یا زکوۃ کی رقم کو مدرسہ کی جملہ مدات میں استعمال کرنے کے لیے وظیفہ کا طریقہ اختیار کرلیا جائے، اور طلبہ سے ماہانہ وظیفہ کے ذریعہ جو رقم اکھٹی ہو اُس سے مدرسین کی تنخواہیں ودیگر ضروریات پوری کرلی جائیں، جیسا کہ بعض مدارس میں ایسا بھی ہوتا ہے، تو کیا اِس شکل میں مہتمم اُس رقم کو جو زکوۃ کی ہے اور طلبہ کے وظیفہ میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دی ہے، طلبہ نے اُس کو اپنی فیس طعام وغیرہ میں مدرسہ میں جمع کر دیا، مدرسہ کی دیگر ضروریات میں خرچ کی جاسکتی ہے؟

(الف): طلبہ بالغ ہوں یا نابالغ ہوں؟

(ب): نابالغ طلبہ کو مالک بنانے کی کیا صورت ہو؟

(ج): مستطیع طلبہ ہی ہوں یا غیر مستطیع طلبہ کو مالک بنایا جاسکتا ہے؟

(د) کسی طالب علم کے ورثاء تو مستحق زکوۃ نہیں ہیں؛ مگر وہ بچہ کا خرچ بھی مدرسہ میں نہیں دے سکتے، تو اِس شکل میں کیا حکم ہے؟ اُس پر زکوۃ خرچ کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

(ہ): اگر طلبہ کے ورثاء سے لکھوالیا جائے کہ ہم خرچ برداشت نہیں کر سکتے، تو کیا اُن طلبہ پر زکوۃ خرچ کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

(و): کیا یہ بھی درست ہے کہ بیرونی طلبہ جو نابالغ ہوں اُن کے وارثین کی طرف سے کسی کو سرپرست بنا دیا جائے، اور وہ سرپرست بیت المال سے اُن طلبہ کے وظیفہ کی شکل میں رقم لے کر مدرسہ میں جمع کرادے، اور مدرسہ وہ رقم تنخواہ و جملہ مدات میں صَرف کرے، فی زماننا اِس کا بہتر طریقہ کیا ہے جو شکوک سے بالا ہو؟ نیز اِس مسئلہ میں قرآن وحدیث کا کیا حکم ہے؟ اور تعاملِ صحابہ اور اجماعِ امت کا کیا کہنا ہے؟ اِس مسئلہ پر تحقیقی نقطۂ نظر سے قلم اُٹھائیں گے تو حضرت کی ذرہ نوازی ہوگی۔

حیلوں کی شرعی حیثیت واقسام

سوال: ④ حیلۂ تملیک تو بظاہر رقم کی ہیرا پھیری کا نام ہے، اِس مسئلہ پر معترضین کے منھ کس طرح بند کیے جائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جوابات مفصل مدلل تحریر کیے جائیں؛ تاکہ اُنہیں اِفادۂ عام کے لیے چھپوایا جاسکے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① زکوۃ کی تعریف یہ کی گئی ہے: هي تمليك جزء مال عيَّنه الشارع من مسلم فقير غير هاشمي ولا مولاه، مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى (تنوير الأبصار)

اِس لیے زکوۃ کی ادائیگی کے لیے یہ شرط ہے کہ زکوۃ کے مال کا بلا شرط عوض مالک بنادیا جائے، مہاجن کو جو کچھ دیا جارہا ہے وہ اِس کے پاس سے خریدے ہوئے مال یا لیے ہوئے قرض کی ادائیگی میں دیا جارہا ہے؛ نیز وہ مسلمان بھی نہیں؛ اِس لیے اِس طریقہ سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

② مہتمم، طلبہ کا وکیل بایں معنیٰ ہے کہ، جب طلبہ نے اُس کے اہتمام کو تسلیم کر لیا تو گویا یہ کہہ دیا کہ: آپ ہمارے واسطے اربابِ اموال سے زکوۃ وغیرہ وصول کر کے ہماری ضروریات (کھانا، کپڑا وغیرہ) میں صَرف کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ قدیم ۳/۴۸)

لیکن اِس صورت میں یہ ضروری ہوگا کہ اُس زکوۃ کی رقم سے جو کچھ خریدا جائے وہ بعد میں طلبہ کو تملیکاً دے دیا جائے؛ اِس لیے کہ اِس کی حیثیت وکیل بالقبض اور پھر وکیل بالشراء کی ہے۔

③ وظیفہ والے طریقہ کو اختیار کرنے میں بھی کوئی اشکال نہیں، جس کی شکل یہ ہے: بوقتِ داخلہ طلبہ کو کہہ دیا جائے کہ آپ کا داخلہ فیس سے ہے، جس کی مقدار مثلاً ماہانہ دوسو روپیہ ہے، اور طلبہ اِس کو منظور کرلیں، اِس کے بعد ہر ماہ اُتنی مقدار اُن کے ہاتھ میں دی جائے، اور وہ بطورِ فیس مدرسہ میں جمع کرادیں، اب اِس رقم کو منتظمینِ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مدرسہ ضروریاتِ طلبہ، تنخواہِ مدرسین و ملازمین اور دیگر ضروریاتِ مدرسہ میں بھی خرچ کر سکتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رحیمیہ ۵/۱۵۰)

(الف) طلبہ چاہے بالغ ہوں یا نابالغ۔

(ب) نابالغ بھی اگر مَصرفِ زکوۃ ہو تو اُس کو دینے سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے۔

(امداد الفتاویٰ ۲/۵۲)

اِس کا عاقل ہونا کافی ہے، یعنی مال کی اہمیت اور حیثیت جانتا ہو، کوئی دھوکہ دے کر اُس سے مال ہتھیا نہ سکتا ہو جیسے کہ ایک دَم چھوٹے بچے کو سویٹ، مٹھائی وغیرہ دے کر پھسلا کر دھوکہ دیا جاتا ہے۔

''شامی'' میں ہے: ويصرف إلى مراهق يعقل الأخذ، كما في المحيط (شامي ۲/ ٦٨) (بشرط أن يعقل القبض) قيد في الدفع و الكسوة كليهما، ح وفسره في الفتح وغيره بالذي لا يرمى به ولا يخدع عنه، فإن لم يكن عاقلا فقبض عنه أبوه أو وصيه أو من يعوله، قريبا أو أجنبيا أو ملتقطه صح (شامي ۲/ ۳)

(ج) جو طلبہ غیر مستطیع ہوں اُن کو مالک بنایا جائے، اگر وہ بالغ ہیں تو خود اُس کی ملک میں بقدرِ نصاب مال نہ ہو، چاہے اُن کا باپ مالدار ہو، اور اگر وہ نابالغ ہیں تو خود اُن کی ملک میں بقدرِ نصاب مال نہ ہونے کے ساتھ اُن کے باپ کا بھی فقیر ہونا ضروری ہے۔

(د) اگر وہ بالغ ہیں تو اُن کو زکوۃ دی جا سکتی ہے۔ (بشرطیکہ خود اُن کی ملک میں بھی بقدرِ نصاب مال نہ ہو)، نابالغ ہیں تو نہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(ہ): صورتِ سابقہ کی طرح۔

(و): اِس کے بغیر بھی جب کام چل سکتا ہے جیسا کہ صورت ''ب'' میں مذکور ہے، تو اِس کی کیا ضرورت ہے؟

اِس میں حیلہ کا استعمال بلاضرورت جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر مدرسہ کی کوئی اَور آمدنی نہ ہو اور مدرسہ بند ہوجانے کا خطرہ ہو، تو زکوۃ کا روپیہ حیلۂ شرعیہ کے ساتھ (مدرسین وملازمین کی تنخواہوں میں) خرچ کیا جاسکتا ہے۔ (کفایت المفتی ۴/ ۲۸۵)

④ حیلہ کے سلسلہ میں ایک بات اصولی طور پر یاد رکھنے کی ضرورت ہے؛ اِس لیے کہ جب کوئی آدمی دَفعِ حقوق کے لیے حیلوں کو کتاب میں دیکھتا ہے تو اُس کو اُس پر حیرت ہوتی ہے، کہ اسلام میں اِس مکروفریب کی اجازت کیسے ہوگئی؟ جب کہ اسلام تو اِس قسم کی حرکتوں کو مٹانے اور ختم کرنے کے لیے آیا ہے، تو بھلا اسلام کے پیش کردہ طریقِ اصلاح سے اِس فساد کا کیا جوڑ؟ حالاں کہ اگر اِس کے شروع میں تصحیح کردی جائے کہ لوگوں کے اموال قبضانے کے لیے حیلے اختیار کرنا حرام ہے، تو دل کو تسکین ہوجاتی ہے، کہ یہ تو اُن لوگوں کے لیے ہے جو پھنس گئے ہیں اور اپنی خَلاصی چاہتے ہیں، اِس سے مقصود اِن حیلوں کی ترویج اور لوگوں کے اموال کو ہڑپ کرنے کی اجازت نہیں ہے، تو پھر کوئی اشکال باقی نہ رہتا۔ (فیض الباری ۴/ ۴۷۹، ۴۸۰)

چناں چہ حیلوں کی شرعی حیثیت معلوم کرنے سے پہلے اُس کے اقسام جاننا ضروری ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: حیلہ کے محرکات کے اعتبار سے اس کی چند قسمیں ہیں:

اول: اگر کوئی آدمی کسی جائز ومُباح طریقہ سے کسی کے حق کو باطل کرنا یا کسی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باطل چیز کو ثابت کرنا چاہتا ہے، تو وہ حرام ہے۔

دوم: اور اگر مباح طریقہ سے کسی حق کو ثابت کرنا یا باطل کو دَفع کرنا چاہتا ہے، تو وہ واجب یا مستحب ہے۔

سوم: اور اگر کسی مُباح طریقہ سے اپنے آپ کو کسی مکروہ میں پھنسنے سے بچانا چاہتا ہے تو وہ مستحب یا مباح ہے۔

چہارم: اور اگر کسی مباح ذریعہ سے کسی فعلِ مندوب کو چھوڑنا چاہتا ہے تو وہ مکروہ ہے۔

اِن اقسامِ اربعہ میں سے قسمِ اول کے سلسلہ میں ائمہ میں اختلاف ہے، کہ کیا اِس قسم کے حیلے مطلقاً صحیح ہوکر ظاہر و باطن میں نافذ ہو جاتے ہیں یا مطلقاً باطن میں؟ یا صحیح تو ہے؛ لیکن گناہ کے ساتھ؟ چناں چہ جن حضرات نے مطلقاً اِس کو جائز قرار دیا یا مطلق باطل قرار دیا، دونوں کے پاس دلائل ہیں۔ پہلی جماعت کے دلائل میں سے ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿خذ بیدك ضغثاً فاضرب به ولا تحنث﴾ اور خود نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس حیلہ پر اُس آدمی کے سلسلہ میں عمل کیا جو بیماری کی وجہ سے نہایت کمزور تھا۔ سنن میں ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ واقعہ مذکور ہے، اور ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿ومن یتق اللہ یجعل له مخرجاً﴾ اور حیلہ بھی تو اِسی کا مصداق ہے، اور شریعت کی طرف سے استثناء کی اجازت دینا اِس لیے کہ اِس میں بھی حنث فی الیمین سے اپنے کو بچانا ہے، اِسی طرح تمام شروط کا حال ہے، کہ اِس میں اپنے آپ کو حرج میں پڑنے سے بچانا ہے، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وحضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قصہ میں "بع الجمع بالدراھم ثم ابتع بالدراھم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جنيباً"(فتح الباري ۱۲ /۲۷۵)

علاّمہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اپنے کو حرام سے بچانے اور گناہ میں مبتلا ہونے سے دور رکھنے کے لیے حیلہ اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں؛ بلکہ وہ مستحسن ہے؛ البتہ کسی مسلمان کے حق کو باطل وختم کرنے کے لیے حیلہ اختیار کرنا گناہ ہے وسرکشی ہے۔ علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الکافي" میں امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا ہے کہ: مبطلِ حق حیلے اختیار کر کے خدائی احکام سے فرار اختیار کرنا مؤمن کی شان نہیں۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری ۲۴/۱۰۸،۱۰۹)

علامہ شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "مبسوط" میں اِس پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے فرمایا ہے، کہ جو حضرات علی الاطلاق اِس کو غلط ومکروہ سمجھتے ہیں یہ اُن کی ناواقفیت اور کتاب وسنت میں عدمِ تدبُّر کی وجہ سے ہے۔ (مبسوط سرخسی ۳۰/۲۰۸)

اِس کے بعد اُنھوں نے کتاب وسنت سے اِس کے دلائلِ جواز پیش کیے ہیں: چناں چہ سب سے پہلی دلیل حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ اِس واقعہ کی بقدرِ ضرورت تفصیل معارف القرآن سے پیش کرتا ہوں:

﴿واذكر عبدنا أيوب إذ نادى ربه أني مسني الشيطٰن بنصب وعذاب - إلى قوله تعالىٰ-: وخذ بيدك ضغثاً فاضرب به ولا تحنث﴾ الخ خلاصۂ تفسیر میں فرماتے ہیں: اور آپ ہمارے بندہ ایوب (علیہ السلام) کو یاد کیجیے جب کہ اُنھوں نے اپنے رب کو پکارا، کہ شیطان نے مجھ کو رنج اور آزار پہنچایا ہے۔ اور یہ رنج اور آزار بعض مفسرین کے قول کے مطابق وہ ہے جو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الزهد" میں ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بیماری کے زمانہ میں ایک بار شیطان ایک طبیب کی شکل میں حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کو ملا تھا، اُس سے اِنھوں نے طبیب سمجھ کر علاج کی درخواست کی، اُس نے کہا کہ: اِس شرط سے کہ اگر اُن کو شفاء ہو جائے تو یوں کہہ دینا کہ تُو نے اُن کو شفاء دی، مَیں اَور کچھ نذرانہ نہیں چاہتا، اِنھوں نے حضرت ایوب علیہ السلام سے ذکر کیا، اُنھوں نے فرمایا کہ: بھلی مانس! وہ تو شیطان تھا، مَیں عہد کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو شفاء دے دے تو مَیں تجھ کو سو قمچیاں ماروں گا، پس آپ کو سخت رنج پہنچا اِس سے کہ میری بیماری کی بدولت شیطان کا یہاں تک حوصلہ بڑھا کہ، خاص میری بیوی سے ایسے کلمات کہلوانا چاہتا ہے جو ظاہراً موجبِ شرک ہے، گو تاویل سے شرک نہ ہوں؛ اگرچہ حضرت ایوب علیہ السلام ازالۂ مرض کے لیے پہلے بھی دعا کر چکے تھے؛ مگر اِس واقعہ سے اَور زیادہ اِبتہال اور تضرُّع سے دعا کی، پس ہم نے اُن کی دعا قبول کر لی، اور حکم دیا کہ اپنا پاؤں (زمین پر) مارو (چناں چہ اُنھوں نے زمین پر پاؤں مارا تو وہاں سے ایک چشمہ پیدا ہو گیا) (رواہ احمد) (پس ہم نے اُن سے کہا کہ:) یہ تمھارے لیے نہانے کا ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کا، (یعنی اِس میں غسل کرو اور پیو بھی، چنانچہ نہائے اور پیا بھی، اور بالکل اچھے ہو گئے...... اور اب حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی قسم پوری کرنے کا ارادہ کیا؛ مگر چوں کہ اُنھوں نے حضرت ایوب علیہ السلام کی خدمت بہت کی تھی، اور اُن سے کوئی گناہ بھی صادر نہ ہوا تھا؛ اِس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اِن کے لیے ایک تخفیف فرمائی) اور (ارشاد فرمایا کہ: اے ایوب!) تم اپنے ہاتھ میں ایک مٹھا سینکوں کا لو (جس میں سو سینکیں ہوں) اور (اپنی بیوی کو) اُس سے مارلو، اور (اپنی) قسم نہ توڑو، (چناں چہ ایسا ہی ہوا)۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آگے ''معارف ومسائل'' کے ذیل میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حیلوں کی شرعی حیثیت'': اِس آیت سے دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ کسی نامناسب یا مکروہ بات سے بچنے کے لیے کوئی شرعی حیلہ اختیار کیا جائے تو وہ جائز ہے، ظاہر ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ میں قسم کا اصلی تقاضہ یہ ہے کہ آپ اپنی زوجۂ مطہرہ کو پوری سو قمچیاں ماریں؛ لیکن چوں کہ اِن کی زوجۂ مطہرہ بے گناہ تھیں، اور اُنھوں نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بے مثال خدمت کی تھی؛ اِس لیے اللہ تعالیٰ نے خود حضرت ایوب علیہ السلام کو ایک حیلہ کی تلقین فرمائی، اور یہ تصریح کر دی کہ اِس طرح اِن کی قسم نہیں ٹوٹے گی؛ اِس لیے یہ واقعہ حیلہ کے جواز پر دلالت کرتا ہے؛ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اِس قسم کے حیلے اُسی وقت جائز ہوتے ہیں جب کہ اُنہیں شرعی مقاصد کے اِبطال کا ذریعہ نہ بنایا جائے، اور اگر حیلہ کا مقصد یہ ہو کہ کسی حقدار کا حق باطل کیا جائے، یا کسی صریح فعل حرام کو اُس کی روح برقرار رکھتے ہوئے اپنے لیے حلال کر لیا جائے، تو ایسا حیلہ بالکل ناجائز ہے۔ الخ (معارف القرآن ۷/ ۵۲۰ تا ۵۲۳ بحذف واختصار)

اِس کے بعد شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری دلیل قرآن میں ارشادِ ربانی: ﴿ولما جهزهم بجهازهم جعل السقاية في رحل أخيه﴾ إلى قوله تعالى ﴿ثم استخرجها من وعاء أخيه، كذلك كدنا ليوسف﴾ إلخ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ جو اُن کے بھائی بنیامین کے ساتھ ہوا، اِس کو پیش کیا ہے، جس میں حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس روکنے کے لیے ایک حیلہ اختیار کیا تھا، (واقعہ معروف ہے، کُتبِ تفسیر میں دیکھ لیا جائے) اِسی واقعہ پر ''معارف ومسائل'' کے عنوان کے ماتحت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فرماتے ہیں: ﴿ كذلك كدنا ليوسف ﴾ سے معلوم ہوا کہ کسی شرعی مصلحت کی بناء پر معاملہ کی صورت میں کوئی ایسی تبدیلی اختیار کرنا جس سے احکام بدل جائے، جس کو فقہاء کی اصطلاح میں ''حیلۂ شرعیہ'' کہا جاتا ہے، یہ شرعاً جائز ہے، شرط یہ ہے کہ اِس سے شرعی احکام کا ابطال لازم نہ آتا ہو؛ ورنہ ایسے حیلے باتفاقِ فقہاء حرام ہیں، جیسے: زکوۃ سے بچنے کے لیے کوئی حیلہ کرنا، یا رمضان سے پہلے کوئی غیر ضروری سفر صرف اِس لیے اختیار کرنا کہ روزہ نہ رکھنے کی گنجائش نکل آئے، یہ باتفاق حرام ہے۔ ایسے ہی حیلے کرنے پر بعض اقوام پر عذابِ الٰہی آیا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے حیلوں سے منع فرمایا ہے، اور باتفاقِ امت حرام ہیں، اُن پر عمل کرنے سے کوئی کام جائز نہیں ہو جاتا؛ بلکہ دوہرا گناہ لازم آتا ہے: ایک تو اصل ناجائز کام کا، دوسرے یہ ناجائز حیلہ، جو ایک حیثیت سے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چال بازی کا مرادِف ہے، اِسی طرح کے حیلوں کے ناجائز ہونے کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''كتاب الحِيل'' میں ثابت کیا ہے۔ (معارف القرآن ۵/۱۰۶، ۱۰۷)

اِس کے بعد مزید دو دلیلیں قرآن مجید سے پیش کرنے کے بعد شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث سے دلائل پیش کیے ہیں: جن میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ، ایک آدمی نے حاضرِ خدمت ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ: یا رسولَ اللہ! مَیں نے اپنی بیوی پر تین طلاق کی قسم کھالی ہے کہ، مَیں اپنے بھائی سے بات نہیں کروں گا، تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ایسا کرو کہ اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دو، پھر جب اُس کی عدت گزر جائے تو اپنے بھائی سے بات کرلو، اور پھر بیوی سے از سرِ نو نکاح کرلو۔ (المبسوط ۳۰/۲۰۹)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اِس کے بعد فرماتے ہیں کہ جو آدمی احکامِ شرعیہ میں غور فکر کرے گا تو دیکھے گا کہ تمام معاملات اِسی شان کے حامل ہیں، مثلاً: اگر کسی آدمی کو کسی عورت سے عشق ومحبت ہو جائے، اور وہ پوچھے کہ: میرے لیے اُس کے حاصل کرنے کی کیا صورت ہے؟ تو اُس کو کہا جائے گا کہ: اِس سے نکاح کر لو۔ کسی کو اپنی بیوی سے نفرت ہو جائے اور پوچھے کہ: میرے اِس سے خَلاصی کی کیا صورت ہے؟ تو جواب ملے گا کہ: طلاق دے دو۔ کوئی آدمی اپنی بیوی کو طلاقِ رجعی دے چکا ہو، اور اب نادم ہو اور پوچھے کہ: میرے لیے کیا تدبیر ہے؟ تو اُس کو کہا جائے گا کہ: رجوع کر لو۔ کوئی آدمی اپنی بیوی کو اُس کی بد خلقی کی وجہ سے تین طلاق دے چکا تھا، پھر وہ تائب ہو گئی، اور اب دونوں کوئی تدبیر چاہتے ہیں، جواب ملے گا کہ: حلالہ کے بعد نکاح کر سکتے ہو، تو جو آدمی احکام میں حیلہ کو ناپسند سمجھتا ہے تو درحقیقت وہ احکامِ شرعیہ سے ناپسندیدگی کا اظہار کر رہا ہے، یہ باتیں قلتِ تدبر سے ناشی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا جس سے آدمی حرام سے بچے یا حلال حاصل کرے اچھا ہے؛ البتہ حیلہ کے ذریعہ کسی کے حق کو باطل کرنا، یا باطل میں ملاوٹ کر کے اُس کو خوبصورت بنانا ممنوع ہے۔ (المبسوط ۳۰/۲۱۰)

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بوقتِ ضرورت حیلہ کے جائز ہونے پر حدیث سے دو دلیلوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے، اِس کی وضاحت بھی مناسب ہے:

① ابو داؤد شریف میں روایت موجود ہے کہ: ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، اور اُنھیں ایسی نقاہت لاحق ہوئی کہ ہڈی اور چمڑی رہ گئی، اِسی حالت میں کوئی باندی اُن کے پاس پہنچ گئی، اُس کو دیکھ کر اُن کی طبیعت میں سرور پیدا ہوا، اور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اُس کے ساتھ جماع کرلیا، پھر جب اُن کی قوم کے لوگ اُن کے پاس عیادت کے لیے گئے تو اِنھوں نے اُن لوگوں کو باخبر کیا، اور عرض کیا کہ: میرے لیے نبیٔ کریم ﷺ سے حکم معلوم کرو کہ: مَیں ایک باندی سے جو میرے پاس آئی تھی، فعلِ بد کر بیٹھا؛ چناں چہ اُن لوگوں نے نبیٔ کریم ﷺ سے اِس واقعہ کا تذکرہ کرنے کے ساتھ یہ بھی عرض کیا کہ: وہ آدمی جس آزار میں مبتلا ہے ایسا آزار ہم نے کسی پر نہیں دیکھا، وہ اِتنے کمزور ہو چکے ہیں کہ ہم اگر اُن کو اُٹھا کر آپ کی خدمت میں لے آئیں تب بھی اندیشہ ہے کہ اُن کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوجائیں، وہ تو محض ہڈی اور چمڑی کا مجموعہ ہیں، تو حضور ﷺ نے حکم دیا کہ: سو سینکیں لے کر یکبارگی اُن کو مار دو۔ (ابوداؤد شریف ۲/ ۶۱۴)

② دوسری روایت جو تقریباً تمام کتب حدیث میں موجود ہے، یہاں ''بخاری'' کے حوالہ سے پیش کرتا ہوں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، کہ حضور ﷺ نے ایک آدمی کو خیبر پر عامل مقرر کیا، وہ شخص ایک مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت میں عمدہ کھجوریں لے کر حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ نے سوال کیا کہ: خیبر کی تمام کھجوریں ایسی (عمدہ) ہوتی ہیں، اُنھوں نے عرض کیا: نہیں، بخدا! اے اللہ کے رسول! ہم اِس جیسی کھجوریں ایک صاع کی مقدار دیگر اقسام کی کھجوروں کے دو صاع کے عوض، اور اِس جیسی کھجوروں کے دو صاع دوسری کھجوروں کے تین صاع کے عوض حاصل کرتے ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ایسا نہ کرو؛ (بلکہ) دیگر اقسام کی کھجوریں دراہم کے عوض بیچو، پھر اُن دراہم سے عمدہ کھجوریں خریدو۔ (بخاری ۱/ ۲۹۳)

اِن دونوں روایتوں کی حقیقت پر غور فرمایئے کہ اِن میں ایک حیلہ ہی تو بتلایا گیا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ بوقتِ ضرورت حیلہ اختیار کیا جاسکتا ہے؛ البتہ اِس میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وہی شرط ہے جو ہم اوپر ''معارف القرآن'' کے حوالہ سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں اور ''مبسوط'' کے حوالہ سے شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں نقل کر چکے ہیں، ایسے موقع پر جب شریعت حیلہ کی اجازت دیتی ہو تو اُس کو معیوب سمجھنا کیا معنیٰ رکھتا ہے؟

اگر طمع خواہد زمن سلطان دیں		خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

اب آپ حضرات حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہ الفاظ دوبارہ پڑھ لیجیے جو ہم اوپر ''کفایت المفتی'' کے حوالہ سے نقل کر آئے ہیں؛ اِس لیے اہلِ مدرسہ کو چاہیے کہ مدرسین وملازمین کی تنخواہ میں زکوۃ کا روپیہ حیلۂ شرعیہ کے بعد بھی بلاضرورت ہرگز استعمال نہ کریں، طلبہ کی ضرورت میں یقیناً استعمال کیا جاسکتا ہے؛ اِس لیے کہ وہ اِس کے اصلی حق دار ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲/صفر المظفر ۱۴۰۸ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/